قال اللّٰه تعالیٰ اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ

فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ

چوں راس و اساس علوم حکمیہ علوم قرآن ست، و ازیں امر توجہ علماء امت مبذول
بخدمتش از قدیم زمان ست، و از جملہ علوم خادمہ قرآن حسب آیت مزبورہ علم تفسیر و بیان ست باوجود
وفور و تکثر کتب ایں فن تجدد ضرورت، و مذاق اہل عصر مقتضی تالیف جدید در تبیان فرقان ست، و کتاب ہذا کہ مسمٰی بہ

مکمل بیان القرآن
۱۳۴۳ھ

مع

مسائل السلوک
من
کلام ملک الملوک
(فی العربیۃ)

و

رفع الشکوک
ترجمہ
مسائل السلوک
(فی الہندیۃ)

و

وجوہ المثانی
مع
توجیہ الکلمات والمعانی
(فی العربیۃ)

[illegible]

بعنوان و برہان کامل و حاوی آں طرز و عنوان ست و ایں طبع نقل آں نسخہ شریفہ است کہ بر آں حضرت مؤلف علام قدس سرہ نظر اصلاحی
باہتمام خاص نمودہ کہ موجب مزید تبیان ست و ایں کامل تفسیر بیان القرآن ست، بناءً علیہ کتاب مذکور باحسن عنایات و اکمل التزامات مثل
وضع متن قرآنی مع ترجمہ بین السطور در اول حصہ صفحہ و در ثانی متن مع تکریر ترجمہ و تفسیر بقید امتیاز مابین ترجمہ و تفسیر بخطوط ہلالیہ در دوئم
حصہ و حواشی عربیہ در سوئم حصہ و در پہلوئے صفحہ کتاب مسائل السلوک و در ختم ہر جلد مضمون وجوہ المثانی
متعلقہ بآں جلد کہ مجموعش مفید تالیان قاریان و شائقان درک معانی اجمالاً یا تفصیلاً و طالبان
تحقیق مزید از عامیان و خاصان ست

احقر محمد اشرف کہ محتاج مغفرت و رضوان ست

در اشرف پریس، ایبک روڈ (انار کلی) لاہور
باہتمام طبعش نمود

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی و علمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل

حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان

درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ وَقُرْاٰنَہٗ
فَاِذَا قَرَاْنٰہُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَہٗ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ

چوں رأس و اساس علوم حکمیہ علوم قرآن ست ، وازیں امر توجہ علماء امت مبذول
بخدمتش از قدیم زمان ست ، واز جملہ علوم خادمہ قرآن حسب آیت مزبورہ علم تفسیر و تبیان ست و باوجود
وفور و تکثر کتب این فن بحد ضرورت و مذاق اہل عصر مقتضی تالیفے جدید در تبیان فرقان ست ، و کتاب ہذا کہ مسمے بہ

از تصانیف حضرت حکیم الامۃ مجدد الملۃ الجامع للکمالات البدیع الحسنات ماہر العلوم الظاہرۃ والباطنۃ

مکمل بیان القرآن

مع

مسائل السلوک من کلام ملک الملوک (فی العربیۃ) و رفع الشکوک ترجمۂ مسائل السلوک (فی الہندیۃ) و وجوہ المثانی مع توجیہ الکلمات والمعانی (فی العربیۃ)

کاشف اسرار القرآن کاشف لمعانی مقاصد الشریعۃ والطریقۃ حقائق المعرفۃ والحقیقۃ کاشف الاسرار الخفیۃ

مولانا اشرفعلی التھانوی قدس اللہ اسرارہ ومتع اللہ بفیوضہ المستفیدین

بعنوان و برہان کافل و حاوی آں طرز و عنوان ست ، و ایں طبع تصحیح آں نسخۂ شریفہ است کہ بار بار حضرت مؤلف علام قدس سرہ نظر اصلاحی یا اہتمام خاص نمودند کہ موجب
مزید تبیان ست و ایں جلد اول و ثانی و ثالث از آں ست ، بنا بر علیہ کتاب مذکور با حسن رعایات و اکمل التزامات مثل وضع متن قرآنی
مع ترجمہ بین السطور ، در اول حصہ صفحہ و حوالہ متن مع تحریر ترجمہ و تحریر تفسیر بقید امتیاز مابین ترجمہ و تفسیر بخط طلا بیہ در دومی حصہ
وحاشی عربیہ در سومی حصہ و در پہلوے صفحہ کتاب مسائل السلوک و در ختم ہر جلد مضمون وجوہ المثانی
متعلقہ بآں جلد کہ مجموعش مفید تالیان قاریان و شائقان درک معانی اجمالاً یا تفصیلاً و طالبان
تحقیق مزید از عالمان و خاصان ست

احقر محمد اشرف کہ محتاج مغفرت و رضوان ست

در مطبع اشرف پریس ۷ ایبٹ روڈ انار کلی لاہور
باہتمام شیخ محمد اشرف تاشر و تاجر کتب کشمیری بازار لاہور طبع شد

کلام پاک کی اس تفسیر کی طباعت کے لئے کاغذ بحوالہ پرمٹ نمبر ۳۰۸ مورخہ ۱۷ اگست ۱۹۵۰ء و جناب کنٹرولر صاحب پرنٹنگ و سٹیشنری حکومت پاکستان کراچی سے بصد شکریہ وصول کیا گیا۔ ناشر

سُورَةُ الْمَآئِدَةِ مَدَنِيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ | وَهِيَ مِائَةٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ۬ؕ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ○

اے ایمان والو عہدوں کو پورا کرو۔ تمہارے لیے تمام چوپائے جو مشابہ انعام کے ہوں حلال کیے گئے ہیں مگر جن کا ذکر آگے آتا ہے لیکن شکار کو حلال مت سمجھنا جس حالت میں کہ تم احرام میں ہو بیشک اللہ تعالیٰ جو چاہیں حکم کریں

۱ المنزل ۲

سورة المائدة مدنية وهي مائة وعشرون اٰية۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اوپر کی سورت کے ختم پر فرمایا تھا کہ شرائع کو تم سے بیان کرتے ہیں اس سورت کے شروع پر اس کا امر ہے کہ تم ہمارے اُن بیان کئے ہوئے شرائع کی پوری پوری بجاآوری کرو یہ مناسبت تو دونوں سورتوں کے انجام اور آغاز میں ہے باقی پوری پوری سورتوں میں بھی دونوں کے اشتمال علی الشرائع سے ربط ظاہر ہے اور خود اس سورت کے اجزا میں ایک ارتباط بدیع ہے کہ اس کے اول کی آیت بمنزلہ متن کے ہے اور تمام سورت بمنزلہ اُسکی شرح کے کیونکہ لفظ عقود بقول ابن عباس رضی اللہ عنہ جو کہ روح میں منقول اور قاموس کے قول العقد العہد سے مؤید ہے تمام شرائع کو عام اور شامل ہے اور سورت میں ان ہی شرائع کی تفصیل ہے پس اوّلاً اجمالی اور کلی عنوان سے امتثال شرائع کا حکم فرماتے ہیں **ایجاب امتثال شرائع** يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ اے ایمان والو تمہارے ایمان کا مقتضا یہ ہے کہ اپنے عہدوں کو جو کہ ایمان کے ضمن میں تم نے خدا تعالیٰ سے کئے ہیں پورا کرو یعنی احکام شرعیہ کو بجالاؤ کیونکہ ایمان لانے سے سب کا التزام ہوگیا اور التزام کا مقتضا ایفا ہے۔ ربط اوپر اجمالی اور کلی عنوان سے امتثال شرائع کا امر تھا آگے مامور بہ کی جزئیات کی تفصیل ہے جس میں بعض احکام فرعیہ ہیں اور بعض مضامین مشتمل احوال مخالفین ہیں اور بعض انکے مقدمات و متممات ہیں **حکم اول تحلیل و تحریم بہائم** اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ (الی قوله) اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ○ تمہارے لیے تمام چوپائے جو مشابہ انعام (یعنی اونٹ بکری گائے) کے ہوں حلال کیے گئے اسکی حلت اسکے قبل سورۂ انعام میں جو کہ مکیہ ہے معلوم ہو چکی ہے پس اُنکے مشابہ جتنے چوپائے ہیں سب حلال کئے گئے ہیں جیسے ہرن نیل گائے وغیرہ کہ اونٹ بکری گائے کے مشابہ ہیں اس بات میں کہ درندے اور شکاری نہیں بجز اُن بہائم کے جو کہ دوسرے دلائل شرعیہ حدیث وغیرہ سے مخصوص و مستثنیٰ ہو چکے ہیں جیسا گدھا

ملحقات الترجمة لے **قوله** في الذين آمنوا۔ مقتضا یہ ہے کہ تنبیہ عنقریب وفیه الاشارة الی وجه التخاطب بهذا العنوان ۱۲ ۲ے **قوله** فی بهیمة الانعام تمام چوپائے الخ اشار الی فوائد الاول معنى البهيمة كل ذات اربع كما في القاموس الثاني الانعام كما في البيضاوي سورة النحل الابل والبقر والغنم وفي المائدة منه ثمانية ازواج تلت لكن اصل معناه الابل او هو المشارك في القاموس وتعورف في الازواج الثمانية وهي المراد في الآية للعرف الثالث الاضافة في بهيمة الانعام للمشبه الى المشبه به روّاه في الروح عن الكلبي والفراء الرابع فائدة الاضافة الاشعار بعلة الحكم المشتركة بين المتضايفين كانه قيل احلت لكم البهيمة المشبهة بالانعام التي بين احلالها فيما سبق كذا في الروح الخامس ان الآية مخصوصة بما عدا البهائم التي تشابه الانعام لكنها محرمة كالحمار والبغل نبه عليه بقوله بجز اُن بہائم کے الخ السادس ان الاستثناء بالاتصل نبه عليه بقوله باوجود بہیمة الانعام میں داخل ہونے الخ السابع غير حال من الضمير في لكم عبر عنه بقوله لكن اتباعا للمحاورة واخذا بالحاصل الحال من تقييد الحكم بها ونقض اطلاقه وتقييد لكن بذا المعنى في لسانا۔ الثامن فائدة التقييد بالحال ان بهيمة الانعام شامل للصيود فخرجت بالتقييد نبه عليه بقوله ان میں جو شکار میں نظایہ ان بهيمة الانعام حلال وان اصل الصيود محرم فما معنى هذا التقييد حاصله مانع قوله انها حلال لان جميعها ليس بحلال لخروج الصيود عنه التاسع وانتم حرم حال مما استكن في محلى اشار اليه بقوله جس حالت الخ العاشر قوله انتم حرم عام للاحرام والكون في الحرم صرح به في حاشية البيضاوي عن التيسير في سورة الانعام وانما ترجمت باحدهما لانه كالمشترك ولا يجوز فيه العموم ولان قوله حللتم فيما بعد لم يثبت لي عمومه بل انه مخصوص بمقابل الاحرام فخرج ما ترجمت به بهذا الوجه نعم حرمة الحرم ثابتة بالاحاديث الصحيحة فافهم ۱۲۔ في القاموس القول الثاني في البهيمة كل حي لا يميز فلو فسر عليه لما احتيج الى ما قال في ف حلال طیور کا یہاں ذکر نہیں فانها تدخل في البهيمة لكن يخص منه بقية المحرمات الحيوانية بدليل آخر نعم لو فسر المشابهة بمفهوم خاص يخرج به سائر المحرمات لم يحتج الى التخصيص ۱۲ والله اعلم وعلمه اتم واحكم

لے مفسرین نے اس اضافت کو اضافة العام الی الخاص مانا ہے لیکن مصنف دام بالفضائل الفیض نے اضافة المشبه بالمشبه به کو اس وجہ سے ترجیح دی کہ اگر اضافة العام الی الخاص لیجاتی تو تقیید غیر محلی الصید بیکار ہوتی ہے وجہ یہ ہے کہ اس صورت میں صرف ازواج ثمانیہ ہی آیت میں داخل ہونگے کیونکہ انعام کا اطلاق عرف میں ہوتا ہے اور صید داخل ہی نہ ہونگے پس انکے اخراج کی بھی ضرورت نہیں اور اگر اضافة تشبیہی لیجاوے تو چونکہ وجہ شبہ مذکور فی التفسیر کے سبب صید بھی داخل ما احلت ہونگے اسلئے انکے اخراج کی ضرورت ہوگی ما قبل میں فیہ اور قولہ بین القوسین فی توضیح ترجمة او فوا کیونکہ ایمان لائے الخ تبیان ہے لی اور شرح علی طبق هذا القول بکل حی لا یمیز فیدخل فیه الطیر لکن یخص منه بقیة المحرمات الحیوانیة بدلیل آخر الحدیث وغیرہ کما صرحت فی التفسیر لا دل الحقار فی المتن ایضا بذلک الدلیل ۱۲ تبیان

مسائل السلوک
(سورة المائدة)
قوله تعالى اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ
فيه اشارة الى الردع عن ابتغاء الاسرار في احكام الالهية حيث تقف دونها الافكار
ترجمہ۔ قوله تعالیٰ
ان اللہ الخ اس میں اسرار احکام کی تفتیش کی ممانعت کیطرف اشارہ ہے ۱۲

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْیَ وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَآ آٰمِّیْنَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ

اے ایمان والو بے حرمتی نہ کرو خدا تعالیٰ کی نشانیوں کی اور نہ حرمت والے مہینے کی اور نہ حرم میں قربانی ہونے والے جانور کی اور نہ اُن جانوروں کی جن کے گلے میں پٹے پڑے ہوں اور نہ اُن

یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ؕ وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؕ وَلَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ

لوگوں کی جو کہ بیت الحرام کے قصد سے جا رہے ہوں اپنے رب کے فضل اور رضامندی کے طالب ہوں اور جس وقت تم احرام سے باہر آجاؤ تو شکار کیا کرو اور ایسا نہ ہو کہ تم کو کسی قوم سے جو اس سبب سے بغض ہے

الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۪ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ○

کہ انہوں نے تم کو مسجد حرام سے روک دیا تھا وہ تمہارے لیے اس کا باعث ہو جاوے کہ تم حد سے نکل جاؤ اور نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی اعانت کرتے رہو اور گناہ و زیادتی میں ایک دوسرے کی اعانت مت کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرو

تحر وغیرہ ان مستثنیات کے سوا اور سب بہائم اہلی و وحشی حلال ہیں، مگر جن کا ذکر آگے (آیۃ حرمت علیکم المیتۃ الخ میں) آتا ہے (کہ وہ باوجود بہیمۃ الانعام میں داخل ہونے اور مخصوص بالحدیث وغیرہ سے خارج ہونے کے بھی حرام ہیں اور باقی تم کو حلال ہیں) لیکن (ان میں جو شکار (ہیں ان) کو حلال مت سمجھنا جس حالت میں کہ تم احرام (یا حرم) میں ہو (مثلاً حج و عمرہ کا احرام باندھے ہو گو حرم سے خارج ہو یا یہ کہ حرم کے اندر ہو کہ غالباً شکار بھی حرم کے اندر ہوگا۔ کیونکہ اصل مدار حکم کا شکار کا حرم کے اندر ہونا ہے گو احرام نہ باندھے ہو دونوں حالتوں میں شکار یعنی بری وحشی کا حرام ہے) بیشک اللہ تعالیٰ جو چاہیں حکم کریں (سو وہی مصلحت ہوتا ہے پس جس جانور کو چاہا ہمیشہ کیلئے فی نفسہ غیر اوقات اضطرار میں حرام کردیا جس کو چاہا ہمیشہ کے لیے حلال کردیا جس کو چاہا کسی حالت میں حلال کردیا کسی حالت میں حرام کردیا تم کو ہر حالت میں امتثال واجب ہے) **ف** اور حلال طیور کا یہاں ذکر نہیں ان کی حلت دوسری دلیل شرعی سے مثل انعام کے ثابت ہے پس خلاصہ آیت اور اس کی تفسیر کا یہ مسائل ہیں **مسئلہ** اونٹ گائے بھینس، بکری، بھیڑ فی نفسہ حلال ہیں البتہ موت طبعی و اختناق وغیرہ کی حالت میں حرام ہیں جیسا آگے آوے گا **مسئلہ۲** خنزیر حرام ہے جیسا آگے آوے گا **مسئلہ۳** گدھا خچر وغیرہ حرام ہے حدیث میں آیا ہے **مسئلہ۴** ہرن، نیل گائے، گھوڑا وغیرہ جو انعام کے مشابہ ہیں حلال ہیں **مسئلہ۵** لیکن ہرن وغیرہ جو وحشی جانور ہیں حرم اور احرام میں ان کا شکار کرنا اسی طرح ان کا ذبح کرنا حرام ہے یعنی جب کہ وہ جانور حرم کے اندر ہو اگرچہ شکاری خارج ہو یہی حکم ہے طیور وحشیہ کا **مسئلہ۶** دریائی شکار یعنی مچھلی حرم و احرام میں بھی حلال ہے **مسئلہ۷** درندہ حرام ہے **ربط** اوپر غیر محلی الصید کی قید میں ایک امر کو جو کہ محل تعظیم احرام و حرم ہے حرام فرمایا ہے آگے اور چند امور کی جو کہ محل تعظیم شعائر یعنی اشیائی معظمہ فی الدین ہیں تحریم فرماتے ہیں **حکم دوم تحریم ترک تعظیم شعائر** یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الی قولہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ اے ایمان والو بے حرمتی نہ کرو خدا تعالیٰ (کے دین) کی نشانیوں کی (یعنی جن چیزوں کے ادب کی حفاظت کے واسطے خدا تعالیٰ نے کچھ احکام مقرر کئے ہیں ان احکام کے خلاف کر کے ان کی بے ادبی نہ کرو مثلاً حرم اور احرام کا یہ ادب مقرر کیا ہے کہ اس میں شکار نہ کرو تو شکار کرنا بے ادبی اور حرام ہوگا) اور نہ حرمت والے مہینے کی (بے ادبی کرو کہ اس میں کافروں سے لڑنے لگو) اور نہ حرم میں قربانی ہونے والے جانور کی (بے ادبی کرو کہ اس سے تعرض کرنے لگو) اور نہ ان جانوروں کی (بے ادبی کرو) جنکے گلے میں (اس نشانی کے لیے) پٹے پڑے ہوں (کہ یہ اللہ کی نیاز ہیں حرم میں ذبح ہوں گی) اور نہ ان لوگوں کی بے حرمتی کرو جو کہ بیت الحرام (یعنی بیت اللہ) کے قصد سے جا رہے ہوں (اور) اپنے رب کے فضل اور رضامندی کے طالب ہوں (یعنی ان چیزوں کے ادب کا فروں کے ساتھ بھی تعرض مت کرو) اور (اوپر کی آیت میں جو احرام کے ادب سے شکار کو حرام فرمایا گیا ہے وہ احرام ہی تک ہے ورنہ) جس وقت تم احرام سے باہر آجاؤ تو (اجازت ہے کہ) شکار کیا کرو (بشرطیکہ وہ شکار حرم میں نہ ہو) اور (اوپر جن چیزوں کے

اللغات قولہ لا یجرمنکم ای لا یحملنکم او لا یکسبنکم واکثر ما یستعمل فی کسب الاثم فی الحدیث۔ الشنآن مصدر بمعنی البغض ۲ **النحو** الشنآن مضاف الی المفعول کذا فی الروح اھ و بہ ترجمت **ملحقات الترجمۃ** ۱ قولہ لا تحلوا ان احکام کے خلاف کرکے [illegible] فانہ یحتاج الی اثباتہ الی دلیل مستقل ۲ **قولہ** [illegible] کافروں کے ساتھ بھی [illegible] فی المشرکین [illegible] اسباب النزول و قولہ تعالیٰ فیما بعد شنآن قوم الخ ۳ **قولہ** فی حلالہم احرام سے۔ فی القاموس حل من احرامہ غیر الحرام تعبیر المحرم فقد ذکرہ فی آخر ف بعنوان المسئلۃ تتمیما للمقابلۃ وہی قولہ اتم حرم ۴ **قولہ** فی اصطادوا اجازت اشارۃ الی کون الامر للاباحۃ ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین اٰمنوا لا تحلوا شعائر اللہ الخ یؤخذ منہ تعظیم التبرکات الملابسۃ من یجب تعظیمہ قولہ تعالیٰ ولا اٰمین البیت الحرام یبتغون الخ فی الروح قال الحسن وغیرہ المراد بالاٰمین ہم المشرکون خاصۃ والمراد من الفضل حینئذ الرزق بالتجارۃ ومن رضوان ما فی زعمہم انہم غیر معاقبین من یرید رضوان اللہ تعالیٰ و لطفاً فی طریقہ وفی قولہ تعالیٰ من ربہم والاضافۃ الی ضمیرہم اشارۃ الی ان اللہ تعالیٰ رب العالمین والمسلمین فقد افیدہ وسعۃ رحمتہ تعالیٰ قولہ تعالیٰ واذا حللتم فاصطادوا فی ورود صیغۃ الامر الذی حقیقۃ الایجاب مع کون الاصطیاد مباحا دلالۃ علی ان المباح الذی یتوہم حظرہ مطلوب کالواجب والعقد علیہ ما ینبغی من المعاملۃ فی المباحات ترکہا التقشف دون فی الزہد اعتقاداً وعملاً فی الحرام [illegible] قولہ تعالیٰ ولا یجرمنکم الخ فیہ دلالۃ علی ان البغض فی اللہ لا یبیح التعدی عن الحدود الشرعیۃ فی المعاملات مع المبغوضین قولہ تعالیٰ وتعاونوا علی البر الخ فیہ ان التعاون لتحصیل المقاصد حسن [illegible] وہو من اکثر ما یستعمل اہل التوبۃ من المشائخ فی [illegible] علی النہی تقدیم علی التحلیۃ **ترجمہ** قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین اٰمنوا لا تحلوا اس سے تبرکات کی تعظیم بوجہ تعلق ذات واجب التعظیم کے مفہوم ہوتی ہے قولہ تعالیٰ ولا اٰمین الخ حسن نے فرمایا کہ مراد اس سے خاص مشرکین ہیں اور فضل سے مراد تجارت کا نفع اور رضوان سے مراد ان کے زعم کے موافق رضوان تھا پس اس سے معلوم ہوا کہ طلب رضائے حق قابل رعایت ہے گو اس کے طریق میں خطا ہی کی ہو اور من ربہم میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے نہ کہ صرف رب المسلمین پس یہ دلیل ہے وسعت رحمت اللہ کی بیان ہے قولہ تعالیٰ واذا حللتم فاصطادوا [illegible] کے مباح ہونے کے صیغۂ امر کا وارد ہونا دال ہے اس پر کہ جو مباح ایسا ہو کہ ترک اس کے ممنوع ہونے کا شبہ پڑنے لگے اس مباح کا کرنا مطلوب ہے۔ اس سے سمجھا جاوے کہ بعض تشددین جو بعض [illegible]

[illegible]

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ

تم پر حرام کیے گئے ہیں مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور جو جانور کہ غیر اللہ کے نام سے نامزد کر دیا گیا ہو۔ اور جو گلا گھٹنے سے مر جاوے اور جو کسی ضرب سے مر جاوے اور جو اونچے سے گر کر مر جاوے

وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَن تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ۚ ذَٰلِكُمْ فِسْقٌ ۗ

کی ٹکر سے مر جاوے اور جس کو کوئی درندہ کھانے لگے لیکن جس کو ذبح کر ڈالو اور جو جانور پرستش گاہوں پر ذبح کیا جاوے اور یہ کہ تقسیم کرو بذریعہ قرعہ کے تیروں کے یہ سب گناہ ہیں۔

تعرض سے منع کیا گیا ہے اُس میں) ایسا نہ ہو کہ تم کو کسی قوم سے جو اس سبب سے بغض ہے کہ انہوں نے (تم کو سال حدیبیہ میں) مسجد حرام (میں جانے) سے روک دیا تھا (مراد کفار قریش ہیں) وہ (بغض) تمہارے لیے اس کا باعث ہو جاوے کہ تم (شرع کی) حد سے نکل جاؤ (یعنی احکام مذکورہ کے خلاف کر بیٹھو ایسا نہ کرنا) اور نیکی اور تقویٰ (کی باتوں) میں ایک دوسرے کی اعانت کرتے رہو (مثلاً یہ احکام ہیں ان میں دوسروں کو بھی عمل کرنے کی ترغیب دو) اور گناہ اور زیادتی (کی باتوں) میں ایک دوسرے کی اعانت مت کرو (مثلاً یہی احکام ہیں اگر کوئی ان کے خلاف کرنے لگے تم اس کی اعانت مت کرو) اور اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرو (کہ اس سے سب احکام کی پابندی سہل ہو جاتی ہے) بلا شبہ اللہ تعالیٰ (احکام کی مخالفت کرنے والے کو) سخت سزا دینے والے ہیں **ف** حدیبیہ کا قصہ اور اشہر حرم کا منسوخ ہونا سورۂ بقرہ کے حکم نہم کے مسائل میں گذر چکا اور حکم یازدہم میں ہدی کے معنے گذر چکے اور قلائد کے معنے یہاں ترجمہ سے واضح ہو گئے اور ولا الھدی سے آمین البیت الحرام تک یہ احکام اُس وقت تھے جب کفار حج وعمرہ کے لیے جانے پاتے تھے اب خود اُن کا حج وعمرہ کے لیے جانے دینا منسوخ ہے نقلہ البیضاوی عن ابی حنیفۃ رح تحت قولہ تعالیٰ فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامہم ھذا اور شعائر اللہ گو عام ہے مگر اُس کے بعض خاص افراد کا ذکر اہتمام کے لیے ہے جیسا کہ ہدی کے بعد قلائد کا ذکر بھی اسی غرض سے ہے کیوں کہ ہدی کبھی ذی قلادہ ہوتی ہے کبھی نہیں اور آمین کا عطف تغایر کے لیے ہے کیوں کہ بعض قاصدین حرم ہدی نہیں لے جاتے اور کفار کو جو طالب فضل ورضوان فرمایا یہ بنا بر اُن کے زعم کے کنایہ ہے حج وعمرہ سے جو سبب ہے فضل ورضوان کا اور شروع آیت لا تحلوا حطم بن ہند البکری کے باب میں نازل ہوا کہ اسلام کے بعد مرتد ہو گیا اور ذی قعدہ میں مکہ کو اُس کا جانا سن کر مسلمانوں نے ارادہ اُس سے تعرض کا کیا اور آخر آیت کا لا یجرمنکم بعض مشرکین کے باب میں نازل ہوا کہ بعد واقعہ حدیبیہ کے اُن کا مکہ کو بقصد عمرہ جانا مسلمانوں کو معلوم ہوا اور اُن کو روکنا چاہا اخرج الاول ابن جریر عن عکرمۃ والثانی ابن ابی حاتم عن زید بن اسلم کذا فی اللباب **مسئلہ** اور جس طرح احرام سے خارج ہو کر شکار کرنا درست ہے جس کا بیان واذا حللتم فاصطادوا میں گذر چکا ہے اسی طرح حرم سے باہر کا شکار غیر محرم کو حلال ہے۔

ربط اوپر تحلیل بہیمۃ الانعام میں اجمالاً بعض کا استثنا فرمایا آگے اُن بعض کی تفصیل ہے **حکم سوم اسباب تحریم حیوانات** حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ الی قولہ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ (تم پر (یہ چیزیں) جانور وغیرہ) حرام کئے گئے ہیں مردار (جانور جو کہ باوجود واجب الذبح ہونے کے بلا ذبح شرعی مر جاوے) اور خون (جو بہتا ہو) اور خنزیر کا گوشت (اسی طرح اُس کے سب اجزاء) اور جو جانور کہ (بقصد قربت) غیر اللہ کے نامزد کر دیا گیا ہو اور جو گلا گھٹنے سے مر جاوے اور جو کسی ضرب سے مر جاوے اور جو اونچے سے گر کر مر جاوے (مثلاً پہاڑ سے یا کنویں میں) اور جو کسی کی ٹکر سے مر جاوے۔ اور جس کو کوئی درندہ (پکڑ کر) کھانے لگے (اور اُس کے صدمہ سے مر جاوے) لیکن منخنقہ سے ما اکل السبع تک جن کا ذکر ہے اُن میں سے)

اللغات نفذ۔ ضرب قولہ النصب جمع نصاب بمعنی منصوب کما یعبدو فکانت الاصنام والاحجار تنصب فتعبد ویذبح فیہا الاشجار بالسبد والترجمت بہ فہو تخیر بالحاصل او علی ما بمعناہ او بمعنی اللام ۱۲ الاستقسام طلب معرفۃ ما قسم لہم دون مالم یقسم ہو عام لما فسرہ والنیوس التفاول بالقداح فانقسم فی الاول حسی عینی وفی الثانی خفی غیبی وانما اخترت الاول لکونہ انسب للمقام والمرتشامل لکلیہا وہذا التفاول غیر التفاول الثابت بالسنۃ فان ہذا انما ہو عیار من اللہ تعالیٰ واعتقاد حکم وخبر بخلاف ذلک فانکان فیہ ذلک قولہ الازلام جمع زلم کجمل القداح ۲

ملحقات الترجمۃ ۱ قولہ تعاونوا الخ اشارۃ بقولہ یہ احکام الی وجہ الربط والامر بھذا واشار بقولہ خلاف الی کون المراد عاما ۱۲ ۲ قولہ فی حرمت جانور وغیرہ تذکر الدم ولاستقسام فیما بعد وان کانا من متعلقات الحیوانات ومن ثم ذکرہا معہا ۱۲ ۳ قولہ فی الا ما ذکیتم ان میں سے اشارۃ الی ان الاستثناء راجع الی الکل لاالی خصوص ما اکل السبع نقلہ فی الروح عن علی وابن عباس رض ۱۲

(بقیہ صفحہ ۲)
مباحات کے ترک میں مثل حرام کے مبالغہ وتشدد کرتے ہیں اسمیں کیا طرز عمل ہونا چاہیئے قولہ تعالیٰ ولا یجرمنکو الخ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی سے بغض فی اللہ بھی ہو تاہم اس کے معاملات میں حدود شرعیہ سے تجاوز جائز نہیں ۱۲ قولہ تعالیٰ وتعاونوا الخ اسمیں دلالت ہے اس پر کہ مقربات کو حسن دفع میں مقاصد کا حکم دیا جاتا ہے اور اسی قاعدہ کو مشائخ اہل تربیت بہت زیادہ استعمال کرتے ہیں اور اسی کو بنی پر مقدم کرنے میں تخلیہ کی تقدیم بر تحلیہ پر ۱۲

اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ۭ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ

آج کے دن ناامید ہو گئے کافر لوگ تمہارے دین سے سو اُن سے مت ڈرنا اور مجھ سے ڈرتے رہنا آج کے دن تمہارے لیے تمہارے دین کو میں نے کامل کر دیا اور میں نے تم پر اپنا انعام تمام کر دیا

نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۭ فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

اور میں نے اسلام کو تمہارے دین بننے کیلئے پسند کر لیا پھر جو شخص شدت کی بھوک میں بیتاب ہو جاوے بشرطیکہ کسی گناہ کی طرف اُسکا میلان نہ ہو تو یقیناً اللہ تعالیٰ معاف کرنے والے ہیں رحمت والے ہیں

جس کو دم نکلنے سے پہلے قاعدۂ شرعیہ کے مطابق (ذبح کر ڈالو وہ اس حرمت سے مستثنیٰ ہے) اور (نیز) جو جانور (غیر اللہ کی) پرستش گاہوں پر ذبح کیا جاوے (حرام ہے گو زبان سے غیر اللہ کے نامزد نہ کرے کیونکہ مدار حرمت کا نیت خبیثہ پر ہے اس کا ظہور کبھی قول سے ہوتا ہے کہ نامزد کر دے کبھی فعل سے ہوتا ہے کہ ایسے مقامات پر ذبح کرے) اور (یہ بھی حرام ہے) کہ (گوشت وغیرہ) تقسیم کرو بذریعہ قرعہ کے تیروں کے یہ سب گناہ (اور حرام) ہیں۔

ف میتہ اور دم اور لحم خنزیر اور ما اُہل لغیر اللہ بہ کے متعلق مسائل پارۂ سیقول کے ربع کے قریب مذکور ہو چکے ہیں ملاحظہ فرما لیا جاوے اور زمانۂ جاہلیت میں ان چیزوں کی اور منخنقہ وغیرہ کی بھی کھانے کی عادت تھی اس لیے ان کی تصریح فرمائی اور زیادہ تفصیل بھی اسی لیے فرمائی ورنہ بہت سی چیزیں خود میتہ کے عموم میں داخل ہیں اور شرعی قاعدے کے موافق ذبح کرنے کی تفصیل کتب فقہ میں ہے اور بعد ان صدمات کے دم نکلنے کے پہلے ذبح کرنے سے اُس وقت حلت ہوتی ہے جب علامات سے اُس کی حیات معلوم ہو جاوے تفصیل ان علامات کی کتب فقہ میں ہے اور احکام متردیہ کی تفصیل بھی کتب فقہ میں ہے اور یہ بھی اُس وقت ایک رسم تھی کہ شرکت میں مثلاً ایک اونٹ خرید کر ذبح کیا لیکن اُس کے گوشت کو جو کہ داموں کی نسبت سے شرکاء کا مملوک ہوتا تھا اس نسبت سے تقسیم نہ کرتے تھے بلکہ دس عدد تیر اسی غرض سے مقرر تھے کہ ان میں سات پر کچھ لکیریں بنی تھیں بعضے سادہ تھے اور اس کے متعلق کچھ اصطلاح ٹھہرا رکھی تھی پھر مثلاً ایک کے نام پر اوّل ایک تیر تھیلی میں سے نکالا اور اُس اصطلاح کے موافق اُس کا جس قدر حصہ ہوا اتنا گوشت اُس کو دے دیا اور اگر اُس اصطلاح کے موافق کچھ حصہ نہ ہوا محروم کر دیا اسی طرح سب شرکاء کے واسطے یہی عمل کرتے تھے پس یہ ایک صورت قمار کی تھی جس کی حرمت حکم پانزدہم سورۂ بقرہ میں گذر چکی ہے جیسے آج کل چٹھی ڈالنے کی رسم ہے اور قرعہ جو شریعت میں ثابت ہے وہ اُس صورت میں ہے کہ جہاں بلا قرعہ بھی اُس پر باہم اتفاق جائز ہو جیسے مکان تقسیم کر کے یہ جائز ہے کہ دونوں اپنی رضامندی سے ایک شریک ایک طرف کا لے لے دوسرا دوسری طرف کا لے لے تو اُس میں قرعہ بھی جائز ہے اور کئی شخص گوشت کے خرید کرنے کو برابر روپیہ دیں پھر اتفاق کر لیں کہ ایک کو ایک ثلث گوشت دیا جاوے دوسرے کو دو ثلث یہ حرام اور ربوا ہے پس یہ عمل اس صورت میں قرعہ سے بھی حرام ہے خوب سمجھ لو

تنبیہ۔ ہر چند کہ اوپر ذکر بہائم کا ہے لیکن یہ استثنار باعتبار خصوصیت بہیمیت کے نہیں بلکہ بہ علت موت و انخناق وغیرہ کے ہے جو کہ بہائم و غیر بہائم سب کو شامل ہے اور استثنار کی صحت کے لیے یہ عموم مضر نہیں کیونکہ استثنار بعنوان عام بھی جائز ہے جیسے جاءنی القوم الا العمیان اگرچہ عمیان قوم کے عمیان سے عام ہے پس طیور منخنقہ بھی حرام قطعی ہیں کما زعمہ بعض المحرفین۔ **ربط** جن چیزوں کو اوپر حرام فرمایا ہے حالت اضطرار میں انکا حلال ہونا آگے فمن اضطر میں مذکور ہوگا درمیان میں بطور جملہ معترضہ کے اکمال دین کی بشارت دینے میں اہتمام ہے امتثال جمیع اوامر و نواہی کا جن میں یہ محرمات و محللات بھی داخل ہیں **بشارت اکمال دین** اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا الی قولہ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۭ **تتمہ حکم سوم** فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ آج کے دن (یعنی اب) ناامید ہو گئے کافر لوگ تمہارے دین (کے مغلوب و گم ہو جانے) سے (کیونکہ ماشاء اللہ اسلام کا خوب شیوع ہو گیا) سو ان (کفار) سے مت ڈرنا (کہ تمہارے دین کو گم کر سکیں) اور مجھ سے ڈرتے رہنا (یعنی میرے احکام

اللغات الاضطرار الوقوع فی الضرورة من تناول ہذہ المحرمات ۱۲ **قولہ مخمصة** مجاعة تخمص لہا البطون ای تضمر بمخافة معہا الموت او مبادیہ ۱۲

ملحقات الترجمة ۱ **قولہ** فی النصب نامزد نہ کرے فلا تکرار فیہ مع ما اہل الخ ۱۲ ۲ **قولہ** فی ذلکم یہ سب کذا فی الروح عن ابن عباس ۱۲ ۳ **قولہ** فی الخوف سب کو شامل ہے و تفسیر البہائم کا القتل فی الفائدة من الحاشیة المتعلقة بآیة اُحلت لکم بقولہ نعم لو فسر المتشابہة الخ کان شاملا للطیور لفظا لکن یصلح للقول بعض المحرفین اصلا ۱۲ ۴ **قولہ** فی لا تخشوہم گم کر سکیں فہو بشارة لکل مسلم الی قرب یوم القیامة لان الاسلام لا یستاصل ابدا وان صار اہلہ مغلوبین احیانا ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ۔ الیوم اکملت لکم دینکم فیہ دلالة علی ان ما استنبطہ الائمة الفقہاء والصوفیة من نصوص الدین ہو من الدین فانہ لو کان غیر دین لم یؤذن فی الاستنباط بعد الحکم علی الدین بالکمال فانہ یستلزم الاذن فی غیر الدین وہو المراد بقولہم القیاس مظہر لا مثبت فدل علی وجوب اتباع المجتہدین والمشائخ قولہ تعالیٰ فمن اضطر فی مخمصة غیر متجانف لاثم تفسیرہ ما فی الآیات الاُخر من قولہ تعالیٰ غیر باغ ولا عاد وفی الروح سورة الانعام قال الحسن فالتفسیر غیر باغ ای غیر متناول للذة ولا عاد ای ان ما اخذ فیہ الضرورة لا یجوز [illegible] کما اذا انظر الی [illegible] والآیة [illegible] وغیرہ من الاعتقاد [illegible] لا یخفی **ترجمہ** قولہ تعالیٰ الیوم اکملت الخ اس میں دلالت ہے اس پر کہ فقہاء اور صوفیہ نے نصوص سے جو مستنبط کیا ہے سب دین ہے ورنہ بعد اکمال دین کے اسکی اجازت نہ ہوتی کہ اس میں غیر دین کی اجازت دینا یا دین کا غیر مکمل ہونا لازم آتا ہے پس آیت دال ہوئی مجتہدین و مشائخ کے اتباع کے وجوب پر قولہ تعالیٰ فمن اضطر الخ اسکی تفسیر دوسری آیتوں میں آئی ہے غیر باغ ولا عاد اور غیر باغی کی تفسیر حسن سے [illegible]

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ۭ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا

لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا کیا جانور ان کے لیے حلال کیے گئے ہیں آپ فرما دیجئے کہ تمہارے لیے کل جانور حلال رکھے گئے ہیں اور جن شکاری جانوروں کو تم تعلیم دو اور تم ان کو چھوڑو بھی اور ان کو

عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ۡ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝

اس طریقہ سے تعلیم دو جو تمکو اللہ تعالیٰ نے تعلیم دیا ہے تو ایسے شکاری جانور جس شکار کو تمہارے لئے پکڑیں اسکو کھاؤ اور اس پر اللہ کا نام بھی لیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو بیشک اللہ تعالیٰ جلدی حساب

کی مخالفت مت کرنا آج کے دن تمہارے لئے دین کو میں نے ہر طرح اکامل کر دیا قوت میں بھی جس سے کفار کو مایوسی ہوئی اور احکام و قواعد میں بھی، اور اس اکمال سے میں نے تم پر اپنا انعام تام کر دیا۔ دینی انعام بھی کہ احکام کی تکمیل ہوئی اور دنیوی انعام بھی کہ قوت حاصل ہوئی اور اکمال دین میں دونوں آگئے، اور میں نے اسلام کو تمہارا دین بننے کیلئے ہمیشہ کو پسند کر لیا یعنی قیامت تک تمہارا یہی دین رہیگا اسکو منسوخ کر کے دوسرا دین تجویز نہ کیا جاویگا جس تم کو چاہئیے کہ میری نعمت کا شکر کر کے اس دین پر پورے پورے قائم رہو، پھر اشیائے مذکورہ بالا کی حرمت دریافت کر لینے کے بعد یہ بھی معلوم کر لو کہ جو شخص شدت کی بھوک میں بیتاب ہو جاوے اور اسوجہ سے اشیائے بالا کو کھا لے بشرطیکہ کسی گناہ کیطرف اس کا میلان نہ ہو یعنی قدر ضرورت سے زیادہ کھاوے اور نہ لذت مقصود ہو جسکو سورہ بقرہ میں غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ سے تعبیر فرمایا ہے، تو یقیناً اللہ تعالیٰ معاف کرنے والے ہیں (اگر ضرورت کا پورا اندازہ نہ ہوا اور ایک آدھ لقمہ زیادہ بھی کھا گیا) اور رحمت والے ہیں (کہ ایسی حالت میں اجازت دیدی) **ف** یہ آیت جیسا کہ شیخین نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا عصر کیوقت جمعہ کے روز ذی الحجہ کی نویں تاریخ حجۃ الوداع میں جو کہ سنہ ۱۰ھ ہجری میں تھا نازل ہوئی اور اس کے نزول کے بعد قریب تین ماہ کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم زندہ رہے اور آج کے دن سے مراد خاص وہی دن نہیں بلکہ وہ زمانہ متصل ماقبل و مابعد کے مراد ہے پس اگر اس کے بعد بھی کسی حکم کا نازل ہونا ثابت ہو تو اکمال بمعنی تکمیل احکام پر اعتراض لازم نہیں آتا اور رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ کی تفسیر میں جو نسخ نہ ہونا کہا گیا ہے یہ عام ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں بھی اسطرح کہ کوئی دین جو اس کا ناسخ ہو وحی نہ کرینگے اور بعد وفات اس طرح کہ کوئی نبی من حیث النبوۃ نہ آوے گا کوئی شبہ نہ کرے کہ بہت سے احکام دوسرے دلائل سے بھی ثابت ہیں تو اکمال کہاں رہا جواب یہ ہے کہ حدیث تو مایۃ الاکمال میں داخل ہی ہے اور احکام قیاسیہ اجماعیہ یا غیر اجماعیہ ان کے ماخذ استنباط یہی قرآن و حدیث ہیں پس اکمال کے معارض نہ ہوا اسی لئے حضرت نے ترجمہ میں احکام کے ساتھ لفظ قواعد بھی توضیحاً کہدیا اور حکم اضطرار کا سورۂ بقرہ کے ربع کے قریب بھی مفصل گذر چکا ہے دیکھ لیا جاوے ربط اوپر بعض محرمات فی غیر الاضطرار کا ذکر تھا آگے بعض محللات کا ذکر ہے جو من وجہ تحلیل مذکور فی الحکم الاول کی تفصیل ہے اور سبب نزول اسکا یہ ہے کہ بعض صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حکم شکاری کتے اور باز کے شکار کا دریافت کیا تھا اس کا جواب اس آیت میں مذکور ہے **حکم چہارم اسباب حلت بعضے حیوانات** يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ الیٰ قولہ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ (کتے اور باز کے شکار کئے ہوئے جانوروں میں سے) کیا کیا جانور ان کے لئے (یعنی ہمارے لئے) حلال کئے گئے ہیں (یعنی جتنے حلال شکار ذبح سے حلال ہو جاتے ہیں کیا کتے اور باز کے ذریعہ سے شکار کرنے سے بھی سب حلال رہتے ہیں یا ان میں کچھ مخصوص جانور حلال ہوتے ہیں یا مطلقاً حلال نہیں ہوتے اور جو حلال ہوتے ہیں انکی کچھ شرط بھی ہے آپ جواب میں)

اللغات - التکلیب تعلیم الکلاب فی الاصل ثم تناول الکل کما فی الہدایۃ لکن لما کان التادیب غالباً فی الکلاب اشتق منہ کذا فی حاشیتہا ومن اجل عدم کون التکلیب خاصاً بالکلاب فسر فی الجلالین بالارسال الذی ہو من احکام الکلب وغیرہ وعلیہ ترجمت والقرینۃ علیہ السوال عن الامرین الجوارح الکواسب من سباع البہائم او الطیور ۱۲ الروایات فی اللباب فی روایات عدیدۃ اخرج ابن ابی حاتم عن سعید بن جبیر ان عدی ابن حاتم وزید بن المہلہل الطائیین سالا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالا انا قوم نصید بالکلاب والبزاۃ وان کلاب آل ذریح تصید البقر والحمیر والظباء وقد حرم اللہ المیتۃ فماذا یحل لنا فنزلت یسئلونک ماذا احل الآیۃ قلت وفی ہذہ الروایۃ تائید صریح لما قررت فی تفسیر حیثیۃ احل لکم الطیبت الذی حاصلہ السوال عن الامرین ما ہو الحلال وما بہ الحل فافہم۔ فائدۃ فی النحو سریع الحساب ای سریع اتیان حسابہ او سریع اتمامہ اذا شرع فیہ وفیہ ما علمتم مبتدا وقولہ فکلوا الخ خبرہ وفیہ مما علمکم اللہ من اجلہ ای للتعلیل فیہ ما معناہ ان قولہ یسئلونک فی معنی یقولون لک فصح وقوع الجملۃ بعدہ وعدم تعدیتہ بعن ۱۲ ملحقات الترجمۃ ۱ قولہ فی ندجہتہ وضیت تمہارا دین بنے کیلئے اشارۃ الی توجیہ ترکیبہ ان الجار صفۃ لدین نام علیہ فانتصب الاسلام ودینا مفعول الرضیت لان ضمن معنی صیر اودینا منصوب علی الحالیۃ من الاسلام کذا فی الروح ۱۲ ۲ قولہ فی تفسیر رضیت یعنی قیامت تک وبہ ظہر وجہ التقیید بقولہ الیوم فان کون التقیید مشکلا لان الاسلام کان مرضیاً قبل الیوم ایضاً تقریر الصحۃ ان الرضا بمعنی عدم النسخ لم یخبر عنہ قبل ذلک فہذا ہو وجہ التقیید والجواب بجعلہ مستانفاً لیس معطوفاً علی ما قبلہ یلزم التقیید ۱۲ ۳ قولہ تم کو چاہیے ہذا جواب الفاء فی ہذہ الجملۃ للمعترضۃ بین الاحکام والیہ اشیر فی تقریر التقیید بقولہ اہتمام ہے اکمال الخ ۱۲ ۴ قولہ فی مخمصۃ ای دریافت کرینے کے بعد فالفاء للتعقیب الذکری ۱۲ ۵ قولہ فی لہم یعنی ہمارے کما قلت تقسیمہ زید لیغیرن ۱۲ ۶ قولہ فی احل لہم یعنی جتنے حلال شکار وبہذا التقریر ظہر فائدۃ قولہ احل لکم الطیبت فافہم فانہ من المواہب الخاصۃ ۱۲

اَلْیَوْمَ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتُ ؕ وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ حِلٌّ لَّکُمْ ۪ وَطَعَامُکُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۫ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ

آج تمہارے لیے حلال چیزیں حلال رکھی گئیں اور جو لوگ کتاب دیئے گئے انکا ذبیحہ تم کو حلال ہے اور تمہارا ذبیحہ ان کو حلال ہے اور پارساعورتیں بھی جو مسلمان ہوں اور پارساعورتیں

الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ اِذَآ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ

اُن لوگوں میں سے بھی جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے ہیں جبکہ تم انکو اُن کا معاوضہ دیدو اس طرح سے کہ تم بیوی بناؤ نہ تو علانیہ بدکاری کرو

مُسٰفِحِیْنَ وَلَا مُتَّخِذِیْٓ اَخْدَانٍ ؕ وَمَنْ یَّکْفُرْ بِالْاِیْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۫ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝

اور نہ خفیہ آشنائی کرو اور جو شخص ایمان کے ساتھ کفر کریگا تو اُس شخص کا عمل غارت ہوجاویگا اور وہ شخص آخرت میں بالکل زیاں کار ہوگا

فرما دیجئے کہ تمہارے لیے کل حلال جانور (جو از قسم شکار پہلے سے حلال ہیں وہ سب گتّے اور باز کے ذریعہ سے شکار کرنے سے بھی) حلال رکھے گئے ہیں (یہ تو جواب ہوگیا غرض سوال کے ایک جزو کا آگے دوسرے جزو کا جواب ہے وہ یہ کہ شرط حلت کی یہ ہے کہ) جن شکاری جانوروں کو (جس میں کتا اور باز وغیرہ بھی آگئے) تم (خاص طور پر جس کا بیان آگے آتا ہے) تعلیم دو (یہ ایک شرط ہے) اور تم اُن کو (شکار پر) چھوڑو بھی (یہ دوسری شرط ہے) اور (اُن کو جو تعلیم دو جس کا اوپر ذکر آیا ہے تو) اُس طریقہ سے تعلیم دو جو تم کو اللہ تعالیٰ نے (شریعت میں) تعلیم دیا ہے (وہ طریقہ یہ ہے کہ کتے کو تو یہ تعلیم دی جاوے کہ شکار کو پکڑ کر کھاوے نہیں اور باز کو یہ تعلیم دی جاوے کہ جب اُس کو بلاؤ گو شکار کے پیچھے جارہا ہو فوراً چلا آوے یہ شرط اوّل کا بیان ہے) تو ایسے شکاری جانور جس شکار کو تمہارے لیے پکڑیں اُس کو کھاؤ (یہ تیسری شرط ہے جس کی علامت طریقہ تعلیم میں بیان ہوچکی۔ سو اگر کتا اُس شکار کو کھانے لگے۔ یا باز بلانے سے نہ آوے تو سمجھا جاوے گا کہ جب اُس کے کہنے میں نہیں تو اُس نے شکار بھی اُس کے لیے نہیں پکڑا بلکہ اپنے لیے پکڑا ہے) اور (جب شکار پر جانور چھوڑنے لگو تو) اُس (جانور) پر (یعنی اُس کے چھوڑنے کے وقت) اللہ کا نام بھی لیا کرو (یعنی بسم اللہ کہہ کر چھوڑو یہ چوتھی شرط ہے) اور (تمام امور میں) اللہ سے ڈرتے رہا کرو (مثلاً شکار میں ایسے منہمک نہ ہو کہ نماز وغیرہ سے غافل ہوجاؤ یا اتنی حرص مت کرو کہ شرائط حلت کی نہ پائے جاویں جب بھی شکار کو کھا جاؤ) بے شک اللہ تعالیٰ جلدی حساب لینے والے ہیں (جس کے بعد سب کو جزا و سزا مل جاوے گی اس لئے ڈرنا چاہیے)

ف مسئلہ ایک پانچویں شرط امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک یہ بھی ہے کہ وہ جانور اُس شکار کو زخمی بھی کردے جوارح کا مادہ جرح اس کا مشعر ہے۔ **مسئلہ** ایک طریق شکار کا تیر یا بھالہ وغیرہ بھی ہے یہ بھی بشرائط حلال ہے **مسئلہ** جو حلال جانور وحشی نہیں ہیں وہ بدون ذبح حلال نہیں ہوتے یہاں صرف وحشی جانور کا ذکر ہے اسی طرح اگر شکاری جانور کے پکڑنے کے بعد مہلت ذبح کی ملی وہ بھی بدون ذبح حلال نہ ہوگا باقی تفصیل شکار کے احکام و مسائل کی کتب فقہ میں ہے **ربط**۔ اوپر شکاری جانوروں کے شکار کا حلال ہونا مذکور تھا آگے ذبائح اہل کتاب کے حلال ہونے کا بیان ہے اور ساتھ ہی ایک اور حکم بھی اہل کتاب کے متعلق یعنی کتابیات سے نکاح کرنے کا جواز ارشاد ہے کہ اہل کتاب سے منتفع ہونا ہر دو حکم میں مشترک فیہ ہے گو ایک متعلق بنفس ہے ایک متعلق بمال **حکم پنجم تحلیل ذبائح کتابی و حکم ششم حلت نکاح کتابیہ** اَلْیَوْمَ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتُ الی قوله وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝ آج (تم پر جیسے دینی ابدی انعام ہوا کہ اکمال دین سے مشرف کیے گئے اسی طرح ایک معتدبہ

النحو قوله والمحصنات عطف علی الطیبت کذا فی الروح قلت فهو ایضا مقید بالیوم ومن ثم ذکرت النکاح مع الطیبت فی السوال الرابع من الفوائد الآتیة قوله اذا اتیتموهن ظرف لاحل البلاغة فی قوله اذا اتیتموهن اهتمام بابطال ما کان علیه اهل الجاهلیة من اضاعة حقوق النسوة ولو اعید ضمیر اجورهن الی الکتابیات خاصة کان فیه تنبیه علی انهن وان کانت کافرة لکن لا یسقط به حقها من المهر ۱۲ الروایات فی البخاری عن ابن عباس رضی اللہ عنه فی قوله طعام الذین ان المراد به الذبائح وهذا لان غیرها لم یختلف فی حله وعلیه اکثر المفسرین کذا فی الروح ۱۲ فوائد تشتمل ههنا سوالات الاول ما معنی قوله الیوم مع ان التحلیل قد وقع قبل ذلک والجواب ان المراد الاخبار عن ابقاء الحل وعدم نسخه وهذا لم یقع قبل ذلک الثانی ما نکتة تکرار الاخبار عن الحل والجواب ان الذی قبله لم یکن اخبارا عن عدم النسخ وهذا اخبار عنه کما مر فلا تکرار۔ الثالث ما المناسبة بین الاخبار عن الاکمال وعن الاحلال والجواب ان کلیهما اتمام نعمة احدهما للدنیا والآخر للدین الرابع ما وجه تخصیص احلال الطیبات والنکاح بالذکر دون سائر النعم والجواب ان التخصیص لکونه معتدا به من حیث ان اکل الطیبات قوام للبدن والنکاح سبب لبقاء النوع ولهما دخل ای دخل فی القیام باقامة الدین وهذا هو النکتة فی تقدیم هذه الاحکام علی احکام الطهارة الخامس ما فائدة قوله طعامکم حل لهم لانه لم یکن فیه شبهة والجواب ان الفائدة التنبیه علی کون حل ذبائح الکتابی یقینیا بایراده مقترنا بما هو معلوم من قبل وهذا هو الفائدة فی قوله والمحصنات من المؤمنات مع بیان ما قررت من الترجمة علی کل من هذه الفوائد ۱۲

ملحقات الترجمة ۱ قوله فی احل لکم از قسم شکار قرینة التخصیص سوالهم ۱۲ ۲ قوله هنالک حلال رکھے گئے فسر به لما فیه من تحصیل الحاصل ۱۲ ۳ قوله فی مکلبین هذا تم لیصرح بالعطف فی لسانها

ما اذا کانت الموال متعددة کما فی الآیة فالاول - ۱۲ ۴ من الجوارح من ضمیر المفعول المقدر فی علمتم والثانی مکلبین من فاعل علمتم والثالث تعلمونهن ۱۲ ۵ قوله فی علمکم اللہ شریعت میں دلیله ما رواه محمد فی کتاب الآثار عن ابن عباس بهذا التفصیل کما فی حاشیة الهدایة ۱۲ وروی مرفوعا فی الکلب عن عدی بن حاتم فی السنن ۱۲ ۶ قوله فی ... یمکن ... الامام ۱۲ ۷ قوله فی اذکروا اسم اللہ علیه ... مدلول ... وارجاع ضمیر ممسکن الی الرعایة للمعنی ۱۲ ۸ قوله فی آخرت حلال نہ ہوگا لانه ما اکل السبع الذی من شرط حله ما فی قوله تعالی الا ما ذکیتم ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ۭ

اے ایمان والو جب تم نماز کو اُٹھنے لگو تو اپنے چہروں کو دھوؤ اور اپنے ہاتھوں کو بھی کہنیوں سمیت اور اپنے سروں پر ہاتھ پھیرو اور اپنے پیروں کو بھی ٹخنوں سمیت ۔

(دنیوی ابدی انعام بھی ہوا بلکہ) تمہارے لیے حلال چیزیں (کہ اس سے پہلے حلال کر دی گئی ہیں ہمیشہ کے لیے) حلال رکھی گئیں (کہ کبھی منسوخ نہ ہوں گی) اور جو لوگ (تم سے پہلے آسمانی) کتاب دیئے گئے ہیں (یعنی یہود و نصاریٰ) اُن کا ذبیحہ (بھی) تم کو حلال ہے اور (اُس کا حلال ہونا ایسا ہی یقینی ہے۔ جیسا تمہارا ذبیحہ اُن کو حلال ہے اور پارسا عورتیں بھی جو مسلمان ہوں (تم کو حلال ہیں) اور (جیسا مسلمان عورتوں کا حلال ہونا یقینی ہے اسی طرح) پارسا عورتیں اُن لوگوں میں سے بھی جو تم سے پہلے کتاب (آسمانی) دیئے گئے ہیں (تم کو حلال ہیں) اور (جب کہ تم اُن کو اُن کا معاوضہ دے دو (یعنی مہر دینا گو شرط نہیں مگر واجب ہے اور یہ عورتیں مذکورہ جو حلال کی گئی ہیں تو) اس طرح سے کہ تم (ان کو بیوی بناؤ (یعنی نکاح میں لاؤ جس کی شرطیں شرع میں معلوم ہیں) نہ تو علانیہ بدکاری کرو اور نہ خفیہ آشنائی کرو (یہ سب احکام شرعیہ ہیں جن پر ایمان لانا فرض ہے) اور جو شخص ایمان (لانے کی چیزوں) کے ساتھ کفر کرے گا (مثلاً[1] حلال قطعی کی حلت کا یا حرام قطعی کی حرمت کا انکار کرے گا) تو اُس شخص کا (ہر نیک) عمل غارت (اور اکارت) جاوے گا اور وہ شخص آخرت میں بالکل زیاں کار ہوگا (بس حلال کو حلال سمجھو حرام کو حرام سمجھو) **ف** حبط عمل کی تحقیق سورۂ بقر حکم پانزدہم کے قبل گذر چکی ہے اور احقر کے نزدیک ومن یکفر بالایمان کا اس مقام پر ایک اور فائدہ بھی ہو سکتا ہے وہ یہ کہ اوپر مرد یا عورت کتابی کے ذبائح اور عورت کتابیہ کے نکاح کا حلال ہونا مذکور ہے چونکہ بعضے مسلمان نصرانی یا یہودی ہو جاتے ہیں تو شبہ ہو سکتا تھا کہ اُن کا حکم بھی اہل کتاب کا سا ہوگا اس لیے اس جملہ میں اس شبہ کے رفع کی طرف اشارہ کر دیا کہ جو شخص اپنے ایمان سابق کی حقیقت کا انکار کرے یعنی اسلام حق نہ سمجھ کر مرتد ہو جاوے اس کا عمل مثلاً نکاح یا ذبح بے اثر ہو جاوے گا یعنی اس پر حلت مرتب نہ ہو گی اور آخرت کا خسارہ تو ظاہر ہی ہے اور بعض نے یہ فائدہ فرمایا ہے کہ اتنی سی بات عزت کی اہل کتاب کو دنیا میں دے دی ہے آخرت میں کفر سے خراب ہوں گے **مسئلہ** ۔ کتابی کا ذبیحہ حلال ہے دو شرط سے ایک یہ کہ اصلی کتابی ہو یعنی مرتد نہ ہو اور اگر کوئی غیر مسلم نصرانی ہو جاوے تو اس کا حکم نصرانی کا سا ہوگا اور دوسری شرط یہ کہ ذبح کے وقت اللہ کے سوا اور کا نام نہ لے ورنہ حرام ہوگا۔ دُرمختار ۔ اور یاد رکھنا چاہیے کہ ہمارے زمانہ میں اکثر نصاریٰ برائے نام ہیں ایسوں کا حکم نصاریٰ کا سا نہیں ہے اور یہی سب تقریر نکاح میں بھی سمجھو۔ **مسئلہ** کتابیہ مسلمہ اگر پارسا نہ ہو جب بھی نکاح حلال ہے لیکن مناسب نہیں پس آیت میں جو پارسا کی تخصیص ہے بیان اولویت کے لیے ہے اور سورۂ بقرہ حکم ہشتدہم میں گذر چکا کہ مسلمان عورت کا نکاح کتابی مرد سے اسی طرح غیر کتابی سے بھی درست نہیں **مسئلہ** نکاح میں مہر اگر مذکور نہ ہو یا ادا نہ ہو نکاح ہو جاوے گا آیت میں وجوب کا بیان فرمانا مقصود ہے اشتراط مقصود نہیں ۔ **تنبیہ** بعضے لوگ شبہ کرتے ہیں کہ جب اہل کتاب کا ذبیحہ تک درست ہے اور دوسرا طعام مطلق کفار کا بھی درست ہے تو کفار کے ساتھ مواکلت سے کیوں منع کیا جاتا ہے جواب یہ ہے کہ مواکلت فی نفسہ کو ممنوع نہیں کہا جاتا بلکہ بوجہ دوسرے مفاسد کے مثلاً مخالطت بلا ضرورت و موالات یا شبہ قوی خلط نجاسات و محرمات کے ممنوع کیا جاتا ہے اور کیا ضرورت ہے کہ اگر منع کی ایک دلیل مرتفع ہو جاوے تو دوسری ادلہ بھی مرتفع ہو جاویں خوب سمجھ لو ۔ **ربط** اوپر بعض شرائع متعلقہ بالدنیا کا ذکر تھا آگے بعض شرائع متعلقہ بالدین کا ذکر ہے **حکم ہفتم فرضیت وضو** يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا الی قولہ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ اے ایمان والو جب تم نماز کو اُٹھنے لگو[عہ] (یعنی نماز پڑھنے کا ارادہ کرو اور تم[2] کو اُس وقت وضو نہ ہو) تو (وضو کر لو یعنی) اپنے چہروں کو دھوؤ اور اپنے ہاتھوں کو بھی کہنیوں سمیت[3] (دھوؤ) اور اپنے سروں پر (بھیگا) ہاتھ پھیرو اور اپنے پیروں کو بھی ٹخنوں سمیت (دھوؤ) **ف** یہ چار چیزیں فرض ہیں وضو میں باقی

ملحقات الترجمۃ [1] قولہ فی یکفر حلال قطعی اے دلالۃ وثبوتا لا ما یدخل فیہ ما اختلفوا فیہ بالادلۃ الشرعیۃ فھذا الاختلاف رحمۃ ۱۲ [2] قولہ فی قمتم اور تم کو اس وقت وضو نہ ہو وقع الاجماع علیہ وقرینتہ اشتراط الحدث فی البدل ای التیمم ۱۲ [3] قولہ فی الی سمیت للاجماع علیہ ۱۲ **اختلاف القراءۃ** اَرْجُلِكُمْ بالجر قرأ بہ ابن کثیر وحمزۃ وغیرہما ۱۲

[عہ] مفسرین نے آیت میں قیام سے قیام فی الصلوۃ مراد لیا ہے اور جب اس پر شبہ ہوا کہ وضو اس قیام سے مؤخر نہیں تو اردتم القیام کے ساتھ تاویل کی مولانا نے اُٹھنے لگو کے لفظ سے یہ بتلا دیا کہ یہاں قیام صلوۃ مراد ہی نہیں بلکہ وہ قیام مراد ہے جو تہیۂ صلوۃ کے لیے ہوتا ہے پس اب قیام اپنے معنی پر ہے اور اس میں تاویل کی ضرورت نہیں رہی نیز آیت میں لفظ الیٰ اس کا قرینہ ہے کہ قیام سے تہیۂ صلوۃ ہی کا قیام مراد ہے ورنہ قیام فی الصلوۃ او نحوہ فرمایا جاتا ۱۲ تبیان ۱۲

وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا ۚ وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ

اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو سارا بدن پاک کرو اور اگر تم بیمار ہو یا حالت سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی شخص استنجے سے آیا ہو یا تم نے بیبیوں سے قربت کی ہو،

لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ ۚ

پھر تم کو پانی نہ ملے تو تم پاک زمین سے تیمم کر لیا کرو یعنی اپنے چہروں اور ہاتھوں پر ہاتھ پھیر لیا کرو اس زمین پر سے

امور مسنون و مستحب ہیں جن کی تفصیل کتب فقہ میں ہے اور ایک قرأت میں ارجلکم مجرور ہے جس سے بعضوں کو شبہ ہو گیا ہے کہ پانوؤں کا بھی مثل سر کے مسح ہے لیکن چونکہ دو قراءتوں کا مثل دو آیتوں کے متوافق ہونا بلکہ اس سے بھی زیادہ متحد المعنی ہونا ضرور ہے اور ان میں تعارض محال ہے اس لیے لامحالہ غسل ارجل اور مسح ارجل سے ایک ہی معنے مراد ہوں گے اور ابوزید انصاری وغیرہ اہل لغت نے تصریح کی ہے کہ مسح بمعنی غسل آتا ہے چنانچہ متوضی کو متمسح کہتے ہیں اور مسح الارض المطر بولتے ہیں جب کہ بارش سے زمین دھل جاوے پھر احادیث صحیحہ غسل ارجل پر متفق ہیں اور حدیث شیخین میں ایڑیاں خشک رہ جانے پر ویل للاعقاب من النار کی وعید فرمانا مصرح ہے جس سے عدم جواز مسح کالشمس فی النہار واضح ہے پھر اہل حق کا اس پر اجماع بھی ہے اس لیے مسح ارجل کو غسل پر محمول کیا جاوے گا اور ایک امسحوا مقدر کر لیا جاوے گا تاکہ امسحوا ملفوظ میں جمع بین الحقیقۃ والمجاز لازم نہ آوے اور اس صورت میں نکتہ لفظ مسح لانے میں یہ اشارہ ہو گا کہ پانوں دھونے میں جیسا عادت ہے اسراف پانی کا نہ کریں یا جر جوار کہا جاوے اور یہ کہنا کہ عطف میں جر جوار نہیں ہوتا غیر مسلم ہے چنانچہ نابغہ کے شعر میں موثق اسیر پر معطوف ہے اور پھر بھی مجرور ہے ۔ لم یبق الا اسیر غیر منفلت ٭ وموثق فی حبال القد مجنوب ٭ خوب سمجھ لو اور پوری بحث اس کی روح المعانی میں ہے لیکن منصف کو اس قدر بھی بس ہے لہ ربط اوپر فرضیت وضو کا بیان تھا آگے فرضیت غسل کا بیان ہے **حکم ہشتم فرضیت غسل** وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو (نماز سے پہلے) سارا بدن پاک کرو **ف** اس کے مسائل بھی کتب فقہ میں ہیں لہ ربط اوپر وضو و غسل کا ذکر ہو چکا آگے تیمم کا بیان ہے **حکم نہم مشروعیت تیمم** وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ الی قولہ فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ اور اگر تم بیمار ہو اور پانی کا استعمال مضر ہو، یا حالت سفر میں ہو (اور پانی نہیں ملتا جیسا آگے آتا ہے یہ تو عذر کی حالت ہوئی) یا (اگر مرض و سفر کا عذر بھی نہ ہو بلکہ ویسے ہی وضو یا غسل ٹوٹ جاوے اس طرح سے کہ مثلاً) تم میں سے کوئی شخص (پیشاب یا پائخانہ کر کے) استنجے سے (فارغ ہو کر) آیا ہو (جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے) یا تم نے بیبیوں سے قربت کی ہو (جس سے غسل ٹوٹ گیا ہو اور) پھر (ان ساری صورتوں میں) تم کو پانی (کے استعمال کا موقع) نہ ملے (خواہ بوجہ ضرر کے یا پانی نہ ملنے کے) تو (ان سب حالتوں میں) تم پاک زمین سے تیمم کر لیا کرو یعنی اپنے چہروں اور ہاتھوں پر پھیر لیا کرو اس زمین (کی جنس) پر سے (ہاتھ مار کر) **ف** اس کی تفسیر اور مسائل سورۂ نساء کے حکم ہفدہم تیمم میں گذر چکے ہیں یہاں مکرر شاید اس لیے آیا ہو کہ سب

ھ عن الزجاج اعتراض فلینبہ لہ ۱۲ منہ ثانیاً یہ توجیہ جامع کی برکت ہاتھ آئی ہوئی ہے ۱۲ منہ

فائدہ قولہ وان کنتم مرضی قد سبق ما یتعلق بہ فی سورۃ النساء فی تیمم لیتقی الاعادۃ وھو انہ قد استدل بقولہ منہ الراجع الی الصعید اشتراط الغبار حملا من علی التبعیض والجواب یحمل من علی الابتدائیۃ ویکون الصعید موسوما کما نقلہ فی الانتصاف عن الزجاج لوجہ الارض ترابا کان او حجرا ویکون الضمیر راجعا الی التیمم المدلول علیہ بذکر اسبابہ فیما سبق ای قال تیمم من الجنابۃ فافہم ۱۲

ملحقات الترجمۃ لہ قولہ فی ت ابوزید للشہ فی الروح ۱۲ منہ **قولہ** سارا بدن دلیلہ ما فی روح المعانی انہ اضاف التطہیر الی مسمی الواو ہم وجملۃ بدن کل کلفت عند طول کل ما یمکن الا ایصال الماء فیہ حرج انتہی قلت وقد وقع الاشارۃ الی اشتراطہ بقولہ تعالیٰ ما یرید اللہ لیجعل علیکم من حرج فافہم فانہ عزیز ۱۲ عنہ اور جر جوار کے لیے یہ جو شرط ہے کہ وہاں التباس سے امن ہو وہ یہاں متحقق ہے کیونکہ اس حکم کے بعد الی الکعبین فرمانا اس کا قرینہ ہے اس لیے کہ تحدید غسل ہی میں ضروری ہے اور شریعت میں دوسری جگہ اس کا وقوع بھی ہوا ہے چنانچہ ایدیکم الی المرافق اس پر شاہد ہے اور مسح میں قائلین بالمسح کے نزدیک اس کی ضرورت نہیں دوسرے مسح بالاجماع ظہر رجل پر ہوتا ہے تو اس کی تحدید میں الی الکعاب ہو سکتا تھا نہ کہ الی الکعبین اور ممکن ہے کہ یوں کہا جاوے کہ ارجلکم لفظاً رؤسکم پر معطوف ہے اگرچہ اس کا حکم غسل ہے کیونکہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک لفظ کو دوسرے پر عطف کر دیا جاتا ہے اور حکم ہر دو کا مختلف ہوتا ہے جیسے عربی کا یہ شعر ہے یا لیت بعلک قد غدا متقلدا سیفا ورمحا تو لفظ رمحا سیفا پر معطوف ہے حالانکہ حکم متقلدا اس پر صحیح نہیں بلکہ حاملا رمحا بولا جاتا ہے ۱۲ تبیان عنہ یہ لفظ بڑھا کر اس بات کو بتلانا مقصود ہے کہ یہ آیت بھی آیت سابقہ اذا قمتم الی الصلوٰۃ کے ساتھ مرتبط ہے کہ اس میں نماز کے لیے وضو کا حکم تھا اور یہاں نماز کے لیے غسل کا حکم ہے اور دونوں نماز سے قبل ہیں ۱۲ تبیان عنہ یہ عبارت اس لیے بڑھا دی کہ مطلق مرض سے اجازت تیمم نہیں ہوتی بلکہ اس کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ استعمال پانی سے ضرر کا اندیشہ ہو ۱۲ تبیان عنہ لم تجدوا ماءً کی یہ تفسیر اس لیے کی گئی تاکہ حالت مرض کا عذر بھی اس میں شامل ہو جاوے کیونکہ ظاہر الم تجدوا تمام متعاطفات کی قید ہے اس صورت میں اگر لم تجدوا کا ترجمہ پانی نہ پاؤ کیا جاتا تو حالت مرض میں جواز تیمم مفہوم نہ ہوتا کیونکہ مرض میں پانی تو ملتا ہے البتہ استعمال نہیں ہو سکتا ۱۲ تبیان عنہ اس آیت میں غسل اور تیمم کا ذکر تھا وضو کا ذکر نہ تھا یہاں سب کو جمع کر دیا گیا یہ فرق ہے دونوں مقام میں پس تکرار محض نہ ہوا ۱۲ تبیان لہ ہذا متعلق بقولہ موضوعا و تو ذکرہ فقد فی الانتصاف

مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَاذْكُرُوْا

اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہیں کہ تم پر کوئی تنگی ڈالیں لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ تمکو پاک صاف رکھے اور یہ کہ تم پر اپنا انعام تام فرماوے تاکہ تم شکر ادا کرو اور تم لوگ اللہ تعالیٰ

نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝

کے انعام کو جو تم پر ہوا ہے یاد کرو اور اسکے اُس عہد کو بھی جسکا تم سے معاہدہ کیا ہے جبکہ تم نے کہا تھا کہ ہمنے سُنا اور مان لیا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ دلوں تک کی باتوں کی پوری

انواع طہارت کے یعنی وضو و غسل و تیمم سب ایک جگہہ جمع ہوجاویں تاکہ آئندہ جو منت کا مضمون ہے وہ اوقع فی النفس ہو کہ منت بقدر نعمت ہے۔

ربط اوپر احکام طہارت کے مذکور ہیں جن میں رعایت سہولت و مصلحت عباد کی ملحوظ ہے آگے اس طہارت اور رعایت پر منت ظاہر فرماتے ہیں اور تحریک شکر کی دیتے ہیں **منت بر تشریع حکم سابق** مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ الی قولہ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ اللہ تعالیٰ کو (ان احکام کے مقرر فرمانے سے) یہ منظور نہیں کہ تم پر کوئی تنگی ڈالیں (یعنی یہ منظور ہے کہ تم پر کوئی تنگی نہ رہے چنانچہ احکام مذکورہ میں خصوصاً اور جمیع احکام شرعیہ میں عموماً رعایت سہولت و مصلحت کی ظاہر ہے) لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ تم کو پاک صاف رکھے (اس لیے طہارت کے قواعد اور طرق مشروع کئے اور کسی ایک طریق پر بس نہیں کیا کہ اگر وہ نہ ہو تو طہارت ممکن ہی نہ ہو مثلاً صرف پانی کو مطہر رکھا جاتا تو پانی نہ ہونے کے وقت طہارت حاصل نہ ہو سکتی یہ طہارت ابدان تو خاص احکام طہارت ہی میں ہے اور طہارت قلوب سب تمام طاعات میں عام ہے پس تطہیر دونوں کو شامل ہے اور اگر یہ احکام نہ ہوتے تو کوئی طہارت حاصل نہ ہوتی) اور یہ (منظور ہے) کہ تم پر اپنا انعام تام فرمادے (اس لیے احکام کی تکمیل فرمائی تاکہ ہر حال میں طہارت بدنی و قلبی کو جسکا ثمرہ رضا و قرب ہے جو اعظم نعم ہے حاصل کر سکو) تاکہ تم (اس عنایت کا) شکر ادا کرو (اور شکر میں امتثال بھی داخل ہے) **ربط** اوپر احکام متعددہ کا مشروع ہونا اور ان کا نعمت ہونا بیان فرمایا ہے آگے ان کے امتثال کی تاکید چند طرق سے ہے تذکیر نعمت و مخاطبین کا عہد و التزام یاد دلانا و مخالفت سے ڈرانا۔ **تاکید امتثال احکام شرعیہ** وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ الی قولہ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ اور تم لوگ اللہ تعالیٰ کے انعام کو جو تم پر ہوا ہے یاد کرو (جس میں بڑا انعام یہ ہے کہ تمہاری فلاح کے طریقے تمہارے لیے مشروع کر دیئے) اور اُسکے اُس عہد کو بھی (یاد کرو) جس کا تم سے معاہدہ کیا ہے جبکہ تم نے (اُسکا التزام بھی کر لیا تھا کہ عہد لینے کے وقت تم نے) کہا تھا کہ ہمنے (ان احکام کو) سُنا اور مان لیا (کیونکہ اسلام لانے کے وقت ہر شخص اسی مضمون کا عہد کرتا ہے) اور اللہ تعالیٰ (کی مخالفت) سے ڈرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ دلوں تک کی باتوں کی پوری خبر رکھتے ہیں (اسلیے جو کام کرو اس میں اخلاص و اعتقاد بھی ہونا چاہیے صرف منافقانہ امتثال کافی نہیں مطلب یہ کہ ان احکام میں اول تو تمہارا ہی نفع پھر تم نے اپنے سر بھی رکھ لیا ہے پھر مخالفت میں ضرر ان وجوہ سے امتثال ہی ضروری ہوا اور وہ بھی دل سے ہونا)

النحو قولہ لیجعل نحو اللام زائدۃ لتاکید المفعول وان مقدرۃ قال فی الروح ہو الاسہل ۱۲ قولہ اذ قلتم ظرف لواثقکم بکذا فی الروح ۱۲ **الف** بیان متعلقان بالمائدۃ وایاتہا عن اللباب الاول روی البخاری کی قصۃ سقوط القلادۃ عن عائشۃ فنزلت یا ایہا الذین آمنوا اذا قمتم آیۃ الصواب لاماقبلہا آیۃ ... الثانی ان الوضوء کان واجبا علیہم قبل نزول الآیۃ لانہا مدنیۃ والصلوۃ فرضت بمکۃ ولم یصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا بوضوء لکنہ فی نزول الوضوء یکون فرضہ متلوا بالتنزیل ولذا استنقطوا ای استثقلوا نزولہم علی غیرہ کما فی

ملحقات الترجمۃ لے قولہ فی ما یرید اللہ یعنی یہ منظور ہے الخ اشارۃ الی ان المقصود ارادۃ عدم الحرج الذی یستلزمہ عدم ارادۃ الحرج لانہ لا یکفی عدمہ وقوع شئ کما ہو القبیل لا من تعلق ارادۃ لعدمہ کما ہو ظاہر عند التامل ۱۲ منہ قولہ فی توضیح لیطہرکم یہ دونوں کو شامل ہے الطریق عموم المجاز ۱۲ منہ ۳ قولہ ینا ک اور اگر یہ احکام نہ ہوتے اشارۃ الی توجیہ الاستدراک بلکن تقریرہ انہ لما قال ما یرید اللہ الخ نشأ عنہ توہم ان الاحکام لم تشرع اصلا لکان فیہ انتفاء الحرج بالتمام وجہ دفعہ بما حاصلہ ان السہولۃ مقصودۃ لکن الطہارۃ مقصودۃ ایضا فاقتضی ہذا المجموع تشریع الاحکام مع السہولۃ ولو لم یوجد بہ لکان انتفاء الحرج ابلغ ۱۲ منہ ۳ قولہ فی ترجمۃ سمعنا اسی مضمون کا اشارۃ الی انہ لا یلزم ان یکون ہذا اللفظ بعینہ منقولا بل ہو اخذ بالحاصل ۱۲

ع مطلب یہ کہ آیت میں لیطہرکم سے بطور عموم مجاز کے طہارت بدنی و قلبی دونوں مراد ہیں کیونکہ اتمام نعمت کو تطہیر پر مرتب فرمایا ہے ورنہ اتمام نعمت اسوقت ہو کہ ظاہری بدن کی ساتھ قلب بھی پاک ہو ورنہ نعمت تام نہ ہوگی کیونکہ تلوث قلبی کی ساتھ رضا کا حصول ممکن نہیں اور بڑی نعمت یہی ہے اور جب یہ نہیں تو نعمت تام کہاں ۱۲ تبیان۔ مطلب یہ کہ لعلکم تشکرون سے یہی مراد نہیں کہ زبان سے الحمد للہ شکر للہ کہا کرو بلکہ احکام پر عمل کرنا بھی شکر میں ضروری ہے ۱۲ تبیان۔ مطلب یہ کہ تم نے سمعنا اسی التزام عہد ہی کا بیان ہے اس میں اس کا جواب دینا منظور ہے کہ میثاق تو بدون التزام کے متحقق نہیں ہوتا اور اسکی کوئی دلیل نہیں ہوا ۱۲ تبیان۔ مطلب یہ کہ ضروری نہیں ہے کہ لفظ سمعنا ہی کہا ہو بلکہ اسلام لانا یہ خود سمعنا کہنا ہے اور یوں مطلب کی اس تقریر کے بعد اب کوئی ضرورت نہیں رہی کہ اس سمعنا سے یوم میثاق کا سمعنا مراد لیا جاوے جیسا کہ بعض مفسرین نے کہا ہے تاکہ بعد نزول کتاب کے سمعنا کہنے پر دلیل قائم کرنا ضروری نہ ہو ۱۲ تبیان۔ اس لفظ کے بڑھانے سے یہ بتانا مقصود ہے کہ تقوا اللہ کو ما قبل سے کیا ربط ہے کہ پہلے امتثال کا امر تھا اس خلاف سے نہی ہے ۱۲ تبیان۔ اس عبارت سے ان اللہ علیم الخ کے ربط کو ظاہر فرمایا ہے ماقبل سے ۱۲ تبیان

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ما یرید اللہ لیجعل علیکم من حرج ولکن یرید لیطہرکم ولیتم نعمتہ علیکم لعلکم تشکرون فیہ ان الرخصۃ الشرعیۃ لا نقص فیہا فیحسن الضیق فیہا مزاحمۃ للحق کما علیہ الغالون فی العمل ۱۲

ترجمہ قولہ تعالیٰ قولہ تعالیٰ ما یرید اللہ لیجعل علیکم الخ اس سے معلوم ہوا کہ رخصت شرعیہ میں نقص کے شبہ سے تنگی کرنا جیسا کہ عمل میں غلو کرنیوالے سمجھتے ہیں حق کی مزاحمت ہے ۱۲

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۫ وَلَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ

اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کے لیے پوری پابندی کرنے والے انصاف کے ساتھ شہادت ادا کرنے والے رہو اور کسی خاص گروہ کی عداوت تمکو اس پر باعث نہ ہوجاوے کہ تم عدل نہ کرو

اِعْدِلُوْا ۫ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۫ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

عدل کیا کرو کہ وہ تقویٰ سے زیادہ قریب ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب اعمال کی پوری اطلاع ہے اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں سے جو ایمان لے آئے اور اچھے

الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ ۝ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَاۤ اُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ ۝

کام کیے وعدہ کیا ہے کہ اُن کے لیے مغفرت اور ثواب عظیم ہے۔ اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہمارے احکام کو جھوٹا بتایا ایسے لوگ دوزخ میں رہنے والے ہیں۔

چاہیئے ورنہ مثل عام امتثال ہی کے ہے، **ربط** یہاں تک وہ احکام مذکور ہوئے ہیں جو مکلّف کی ذات خاص کے متعلق ہیں آگے ایسا حکم مذکور ہوتا ہے جس میں غیر سے بھی تعلق ہے کیونکہ شہادت اور عدل کا تعلق غیر سے ظاہر ہے پس عبادات و معاملات دونوں جمع کر دیئے گئے **حکم وجوب ایجاب عدل و اظہار حق** یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الی قولہ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ اے ایمان والو اللہ تعالیٰ (کی خوشنودی) کیلئے (احکام کی) پوری پابندی کرنیوالے (اور شہادت کی نوبت آوے تو) انصاف کی شہادت ادا کرنے والے رہو اور کسی خاص گروہ کی عداوت تم کو اس بات پر باعث نہ ہوجاوے کہ تم (اُن کے معاملات میں) عدل نہ کرو (ضرور ہر معاملہ میں) عدل کیا کرو کہ وہ (یعنی عدل کرنا) تقویٰ سے زیادہ قریب ہے (یعنی اس سے تقویٰ کے ساتھ موصوف کہلاتا ہے) اور (تقویٰ اختیار کرنا تم پر فرض ہے چنانچہ حکم ہوا ہے کہ) اللہ تعالیٰ (کی مخالفت) سے ڈرو (یہی حقیقت ہے تقویٰ کی پس عدل جو کہ اس فرض تقویٰ کا موقوف علیہ ہے نیز فرض ہوگا) بلاشبہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب اعمال کی پوری اطلاع ہے (پس مخالفین احکام کو سزا ہو جاوے تو بعید نہیں) **ف** ایسی آیت ختم پارہ والمحصنٰت کے قریب بھی آچکی ہے اور دونوں میں فرق یہ ہے کہ بے انصافی کی وجہ دو چیزیں ہوتی ہیں یا تو ایک فریق کی رعایت یا کسی فریق کی عداوت وہاں اول سبب مذکور ہے یہاں دوسرا سبب چنانچہ وہاں یہ الفاظ وَلَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ ۚ اِنْ یَّكُنْ غَنِیًّا اَوْ فَقِیْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا اور یہاں لفظ شنان اس کی صاف دلیل ہے پس اس فرق کے بعد تکرار نہ رہا۔

ربط اوپر احکام مذکور تھے آگے امتثال کرنے والوں کو وعدہ اور خلاف کرنے والوں کو وعید سناتے ہیں **وعدہ و وعید بر اطاعت و مخالفت** وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الی قولہ اُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ ۝ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں سے جو ایمان لے آئے اور اُنہوں نے اچھے کام کیے وعدہ کیا ہے کہ اُن کے لیے مغفرت اور ثواب عظیم ہے۔ اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہمارے احکام کو جھوٹا بتلایا ایسے لوگ دوزخ میں رہنے والے ہیں **ف** اس آیت میں تو پوری مخالفت کرنے والوں کا حال ہے اور جو تھوڑا خلاف کرنے والے ہیں یعنی آمنوا کے تو مصداق ہیں مگر عملوا الصّٰلحٰت کے مصداق نہیں ان کا حال دوسری نصوص میں ہے **ربط** تین چار آیتوں اوپر احکام شرعیہ کا نعمت ہونا بیان کر کے تاکید،

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ولا یجرمنکم شنان قوم علی ان لا تعدلوا۔ فیہ النھی عن العمل بالطبیعات فی المعاملات وھو من المجاھدات **ترجمہ قولہ تعالیٰ** ولا یجرمنکم اسمیں معاملات میں طبیعات پر عمل کرنیکی ممانعت ہے اور یہ منجملہ مجاہدات ہے ۱۲

البلاغۃ۔ فی الروح ولم یوت بالجملۃ فی سیاق الوعید کما اتی بالجملۃ قبلہا فی سیاق الوعد حیث قال وعد ولم یقل فیما بعد اوعد قطعاً لرجائھم ۱۲

الملحقات الترجمۃ لہ قولہ فی توضیح اقرب کہلاتا ہے یعنی ان العدل سبب لحکم بالتقوی علی العادل لان العدل من جملۃ التقوی فمن عدل فقد اتقی والسبب حقیقی قریب من المسبب ومراتب القرب متفاوتۃ لکن الجزء الاخیر من العلۃ اقرب والعدل کذلک اذ کل ما ہو فرد للتقوی کذلک فصح الحکم بکونہ اقرب للتقوی ولذا عدی باللام کما فی قولہ ہو قریب لزید والا فالظاہر تعدیتہ بالی او من فالحاصل ان العدل مفض الی التقوی کافضاء السبب الی المسبب النقطۃ من الروح ۲؎ قولہ فی توضیح خبیر بعید نہیں اشارۃ الی جواز العفو کما ہو قول اہل السنۃ اما بنفسہ واما بعد ارضاء صاحب الحق فی حقوق العباد ۱۲

ع اس لفظ کے بڑھانے سے یہ بتلانا ہے کہ مفسر مسلم کے نزدیک للہ قوامین کے متعلق ہے ۱۲ تبیان عسہ یہ عبارت بڑھا کر بتلا دیا کہ لفظ شہداء خبر بعد خبر ہے حال وغیرہ نہیں نیز یہ بھی بتلا دیا کہ قرآن کا مطلب یہ نہیں کہ خواہ مخواہ شہادت دیتے پھرا کرو بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر تم کو ایسا موقع پیش آجاوے تو اس میں عدل سے کام لو ۱۲ تبیان سے کیونکہ کسی قوم سے عداوت کا اثر عدل پر اگر پڑیگا تو انہیں کے معاملات میں پڑے گا نہ کہ مطلق عدل پر اگرچہ دوسروں کے معاملہ میں ہو ۱۲ تبیان لعہ اس عبارت سے ایک تو اعدلوا کا ارتباط ظاہر کرنا ہے دوسرے یہ بتلانا ہے کہ یہ حکم عام ہے خواہ دشمن کا معاملہ ہو جیسا اوپر ذکر ہوا یا دوست کا ۱۲ تبیان ت اس عبارت کو بڑھا کر یہ بتلا دیا کہ اتقوا اللہ کو ماقبل سے کیا ربط ہے خلاصہ یہ ہے کہ اعدلوا ہو اقرب للتقوی سے یہ شبہ ہوتا تھا کہ عدل کا شرط ہونا اس کے وجوب اور ضروری العمل ہونے کو کیسے مستلزم ہوا جو کہ مقتضا تعلیل کا ہے جو کہ اعدلوا ہو اقرب سے مفہوم ہوتی ہے سو اتقوا اللہ میں اس کا جواب ہے مگر چونکہ تم پر تقویٰ واجب ہے اور وہ موقوف ہے عدل پر اس لئے وہ بھی واجب ہوگا ۱۲ تبیان

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ

اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کے انعام کو یاد کرو جو تم پر ہوا ہے جبکہ ایک قوم اس فکر میں تھی کہ تم پر دست درازی کریں سو اللہ تعالیٰ نے اُن کا قابو

اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۚ

تم پر نہ چلنے دیا۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اہل ایمان کو حق تعالیٰ ہی پر اعتماد رکھنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے عہد لیا تھا

وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ۭ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّىْ مَعَكُمْ ۭ لَىِٕنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ

اور ہم نے اُن میں سے بارہ سردار مقرر کیے اور اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا کہ میں تمہارے پاس ہوں اگر تم نماز کی پابندی رکھو گے اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو گے اور میرے سب

بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ

رسولوں پر ایمان لاتے رہو گے اور اُن کی مدد کرتے رہو گے اور اللہ تعالیٰ کو اچھے طور پر قرض دیتے رہو گے تو میں ضرور تمہارے گناہ تم سے دور کر دوں گا اور ضرور تم کو ایسے باغوں میں

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاۗءَ السَّبِيْلِ ۝

داخل کروں گا جن کے نیچے کو نہریں جاری ہوں گی اور جو شخص اس کے بعد بھی کفر کرے گا تو وہ بیشک راہ راست سے دور جا پڑا ۔

امتثال کے لیے اُس نعمت کی یاد دہانی فرمائی تھی جو کہ نعمت دینیہ تھی اب آگے ایک نعمت دنیویہ کی یاد دہانی فرماتے ہیں اور مقصود اُس سے بھی وہی تاکید امتثال ہے کیونکہ نعمت کا خیال کرنا منعم کی اطاعت کا محرک ہوتا ہے **تذکیر بعض نعم** يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الی قولہ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کے انعام کو یاد کرو جو تم پر ہوا ہے جبکہ ایک قوم (یعنی کفار قریش ابتدائے اسلام میں جبکہ مسلمان ضعیف تھے) اس فکر میں تھے کہ تم پر (اس طرح) دست درازی کریں (کہ تمہارا خاتمہ ہی کر دیں) سو اللہ تعالیٰ نے اُن کا قابو تم پر (اس قدر) نہ چلنے دیا (اور آخر میں تم کو غالب کر دیا پس اس نعمت کو یاد کرو) اور (احکام کے امتثال میں) اللہ تعالیٰ سے ڈرو (کہ اس نعمت کا یہ شکر ہے) اور (آیندہ بھی) اہل ایمان کو حق تعالیٰ ہی پر اعتماد رکھنا چاہیے (جس نے پہلے بھی تمہارے سب کام بنائے ہیں آیندہ بھی آخرت تک امید رکھو اتقوا اللہ میں خوف دلایا اور امر بالتوکل میں امید اور یہ ہی دو عمل معین امتثال ہیں) **ف ۱** اور قابو میں جو اس قدر کی قید لگائی وجہ یہ کہ کچھ کچھ مضرتیں تو کفار سے پہونچ ہی جاتی تھیں **ف ۲** شروع سورت سے یہاں تک اکثر آیتوں میں حق تعالیٰ سے ڈرنے کا حکم فرمایا ہے ایک جگہ لفظ خشیت سے باقی جگہ لفظ تقوی سے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو امتثال میں بہت دخل ہے چنانچہ ظاہر بھی ہے **ربط** اوپر آیت واذکروا نعمت اللہ علیکم ومیثاقہ میں تصریحًا اور ما بعد کی آیتوں میں دلالۃً احکام شرعیہ کے جو کہ معاہدہ آلہیہ ہے امتثال والیفاء کا امر فرمایا ہے آگے زیادہ اہتمام کے لیے بنی اسرائیل سے معاہدہ لینے کی اور اُن کے نقض عہد سے جو ان کو وبال اور ضرر پہونچا اُس کی حکایت فرماتے ہیں تاکہ اطاعت کی ترغیب اور معصیت سے ترہیب زیادہ ہو **حکایت اخذ میثاق از بنی اسرائیل** وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ الی قولہ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاۗءَ السَّبِيْلِ اور اللہ تعالیٰ نے (حضرت موسیٰ علیہ السلام

النحو قولہ علیکم متعلق بنعمۃ وکذا الظرف ۱۲ من الروح **اللغات** فی الروح العزر کالاذر التقویۃ والمنع حقیقۃ والنصرۃ مجاز النقیب فی الروح من النقب التفتیش سمی بذلک لتفتیشہ عن احوال القوم واسرارہم ۱۲ **البلاغۃ** **قولہ** یبسطوا فی الروح ہو کنایۃ یقال بسط الیہ یدہ اذا بطش بہ ولسانہ اذا شتمہ ۱۲ قولہ فکف ای من المد لا یتعدان یدعدا من الروح ۱۲ قولہ فمن کفر فی الروح لیس المراد بالکفر احداثہ بعد الایمان بل ما یعم الاستمرار علیہ ایضا کانہ قیل فمن اتصف بالکفر بعد ذلک لانہ قصد بایرادہ بالیل علی الحدوث بیان ترقیہم فی مراتب الکفران فان الاتصاف بشیء بعد وجود ما یوجب الاقلاع عنہ وان کان استمرارا علیہ لکن بحسب العنوان فعل جدید وصنع حادث ۱۲ **الروایات** فی الروح اخرج ابن حمید وابن جریر عن ابی العالیۃ انہ قال فی الآیۃ اخذ اللہ تعالی میثاق بنی اسرائیل ان یخلصوا لہ ولا یعبدوا غیرہ وبعث منہم اثنی عشر کفیلا کفلوا علیہم بالوفاء للہ تعالی بما اتقوہ علیہ من العہود فیما امرہم ونہاہم عنہ ۱۲ قلت وعلیہ فسرت الآیۃ ولم ارتض ما فسر **ملحقات الترجمۃ** **۱ قولہ فی توضیح قوم قریش** ابتدائے اسلام الخ ہو الوجہ من الوجہین المذکورین فی الکبیر اخترتہ لکونہ اوفق بحال الفریقین وبعضہم اختاروا الوجہ الثانی من الوجوہ الخمسۃ التی بعضہا فی بنی النضیر وبعضہا فی بنی ثعلبۃ بنی محارب ورجل منہم یقال لہ غورث ارادوا الفتک بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم عدہا فی اللباب لکن قولہ الکبیر یرجح ما اخترتہ فان فی ہذہ الحوادث ارادوا من ارادوا بسط الید الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وما اختار بعضہم من نزولہا فی الغزوات التی فیہا صلوۃ الخوف فلیس محل کونہا سبب النزول ولیل مصرح بالسببیۃ لہذا الآیات ما اخترتہ اولی ولا یعارض الروایات لانا نؤولہا بان معنی قولہم نزلت فی کذا ای نزلت فی مثل کذا ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ یاایہا الذین امنوا اذکروا الخ فیہ رد علی من یحتقر نعم اللہ تعالی الدنیویۃ فان ما من العظیم لیس بحقیر واکثر الجاہلین باللہ تعالی افرطون فیہ قولہ تعالی وبعثنا منہم الخ فیہ اصل لتسلیط الشیوخ خلفائہم نیابۃ عنہم علی عوام المریدین اذا کثروا ہم وتضیق عن الہم للتربیۃ فیکون کل الی من بینہم مناسبۃ ۱۲

ترجمہ

قولہ تعالیٰ یاایہا الذین امنوا اذکروا الخ اس میں اس شخص پر رد ہے جو خدا تعالیٰ کی دنیوی نعمتوں کو حقیر کہتا ہے جیسا اکثر جاہل افراط کرتے ہیں قولہ تعالیٰ وبعثنا منہم الخ اس میں اصل ہے مشائخ اہل تربیت کی اس عادت کی کہ مریدین پر اپنے نائبوں کو اس غرض سے مسلط کر دیتے ہیں کہ وہ انکی اصلاح و تعلیم کی نگرانی کریں اور انکو ایسوں کے سپرد کر دیتے ہیں جنہیں باہم مناسبت ۱۲

[illegible]

---

۲ قولہ فی یبسطوا الخ تعنی خاتمہ واس تقدیر لا فرق بہ ما یتوہم من تمکن الکفار من المسلمین غیر مرۃ فما بقی الہم ما یعنی الکف ۱۲

ع ۵ یعنے یہ بھی جملہ نعم مقصودہ ہے بلکہ مذکور فی غرض سے نکل ہے مگر اسکو بعد نہو ذکر نہیں فرمایا۔ تبیان عہ اس سے اتقوا اللہ کا ارتباط ظاہر ہو گیا ماقبل سے ۱۲ تبیان۔

فَبِمَا نَقْضِهِم مِّيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسِيَةً يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَن مَّوَاضِعِهِ وَنَسُوا حَظًّا مِّمَّا

تو صرف اُن کی عہد شکنی کی وجہ سے ہم نے انکو اپنی رحمت سے دور کر دیا اور ہم نے اُنکے قلوب کو سخت کر دیا وہ لوگ کلام کو اُسکے مواقع سے بدلتے ہیں اور وہ لوگ جو کچھ اُنکو نصیحت کی گئی تھی اس میں سے اپنا

ذُكِّرُوا بِهِ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلَىٰ خَائِنَةٍ مِّنْهُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝

ایک بڑا حصہ فوت کر بیٹھے اور آپکو آئے دن کسی نہ کسی خیانت کی اطلاع ہوتی رہتی ہے جو اُن سے صادر ہوتی ہے بجز انیں کے معدودے چند شخصوں کے سو آپ اُن کو معاف کیجئے اور ان سے درگذر کیجئے بلاشبہ اللہ تعالیٰ خوش معاملہ [illegible]

کے واسطے سے (بنی اسرائیل سے (بھی) عہد لیا تھا (جس کا بیان عنقریب آتا ہے) اور (ان عہود کی تاکید کے لیے) ہم نے اُن میں سے (موافق عدد اُن کے قبائل کے) بارہ سردار مقرر کیے (کہ ہر ہر قبیلہ پر ایک ایک سردار رہے جو اپنے ماتحتوں پر ہمیشہ ایفاء عہود کی تاکید رکھے) اور (مزید تاکید عہد کے لیے اُن سے) اللہ تعالیٰ نے یوں (بھی) فرمادیا کہ میں تمہارے پاس ہوں (تمہارے سب بھلے بُرے کی مجھ کو خبر رہے گی مطلب یہ کہ عہد لیا پھر اُس کی تاکید در تاکید فرمائی اور اُس عہد کا خلاصۂ مضمون یہ تھا کہ) اگر تم نماز کی پابندی رکھو گے اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو گے اور میرے سب رسولوں پر (جو آئندہ بھی نئے نئے آتے رہیں گے) ایمان لاتے رہو گے اور (دشمنوں کے مقابلہ میں) اُن کی مدد کرتے رہو گے اور (علاوہ زکوٰۃ کے اور مصارف خیر میں بھی صرف کر کے) اللہ تعالیٰ کو اچھے طور پر (یعنی اخلاص کے ساتھ) قرض دیتے رہو گے تو میں ضرور تمہارے گناہ تم سے دور کر دوں گا اور ضرور تم کو (بہشت کے) ایسے باغوں میں داخل کر دوں گا جن کے (محلات کے) نیچے کو نہریں جاری ہوں گی اور جو شخص اس (عہد و پیمان لینے) کے بعد بھی کفر کرے گا تو وہ بے شک راہ راست سے دور جا پڑا ف خیر میں صرف کرنے کو مجازاً اس لیے قرض فرمادیا کہ جس طرح قرض لازم الادا ہوتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ ضرور دیں گے اور یہاں اُس شخص کا حال بیان نہیں فرمایا جو کفر تو نہ کرے لیکن اعمال کی پوری پابندی بھی نہ کرے اور اکثر جگہ قرآن مجید میں یہی عادت ہے کہ اطاعت میں جو کامل ہو اور مخالفت میں جو کامل ہو زیادہ تر ذکر ان ہی کا ہوتا ہے وجہ یہ کہ طرفین کے حال سے بین بین کا حال عقلاء کو خود مقائسہ سے معلوم ہو جاتا ہے کہ نہ ان کی ایسی جزا ہو گی نہ ایسی سزا ہو گی پھر حدیثوں میں پوری تفصیل معلوم ہو گئی اور چونکہ بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بہت انبیاء ہونے والے تھے اس لیے آمنتم برسلی خصوصیت کے ساتھ عہد میں ذکر کیا گیا۔

ربط اوپر میثاق بنی اسرائیل کا بیان تھا آگے اُن کے نقض میثاق کا اور اُس کے وبال کا بیان ہے **حکایت وبال نقض بنی اسرائیل میثاق**

لہ فَبِمَا نَقْضِهِم مِّيثَاقَهُمْ الٰی قولہ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝ (لیکن) بنی اسرائیل نے عہد مذکور کو توڑ ڈالا اور توڑنے کے بعد طرح طرح کے عقوبات میں جیسے مسخ اور ذلت وغیرہ گرفتار ہوئے پس یہ جو اُن کو عنایات و الطاف الٰہیہ سے بُعد ہوا تو صرف اُن کی عہد شکنی کی وجہ سے ہم نے اُن کو اپنی رحمت (یعنی اُس کے آثار) سے دور کر دیا (اور یہی حقیقت ہے لعنت کی) اور (اُسی لعنت کے آثار سے یہ ہے کہ) ہم نے اُن کے

لغات الخائنۃ مصدر علی وزن العافیۃ ۱۲ النحو قولہ الا قلیلا استثناء من المرفوع فی خائنۃ منہم ۱۲ اختلاف القرءۃ قرأ حمزۃ والکسائی قسیۃ علی وزن فعیلۃ مبالغۃ فی قاسیۃ ۱۲

تحقیقات الترجمۃ لہ قولہ فی میثاق خلاصہ فان ہذا المیثاق ذکر فی البقرۃ بعنوان آخر فلا ینبغی ایہام التخالف ۱۲ ؎ قولہ فی رسلی آیندہ وہو النکتۃ فی تاخیر الایمان عن الصلوۃ والزکوۃ لان الصلوۃ بعضہا قاسہا فی الحال والایمان بہولاء الرسل یکون واجبا فی المآل ۱۲ ؎ قولہ فی عزرتموہم دشمنوں کے مقابلہ میں ویومی الیہ اجابات ان لا یسلم النبی فی ابتدی العہد ؎ قولہ فی لاکفرن دور کر دوں گا ان الحسنات یذہبن السیئات والاثم التکفیر للتطہیر ای العقاب الذی یکون للتطہیر کان شاملا لجمیع الذنوب کبیرۃ کانت او صغیرۃ بخلاف المعنی الاول للتکفیر فانہ مخصوص بالسیئات ای الصغائر لانہا لا تکفر الکبائر الا بالفضل والتوبۃ او العقاب فافہم ؎ قولہ فی ثم او اشارۃ الی ان ثم بمعنی العطف مطلقا لا الترتیب کما ہو فی البیان کذا یفہم من الروح ۱۲ ؎ قولہ فی بعد ذلک عہد اخذ کذا فی الخازن ۱۲

؎ قولہ قبل الترجمۃ لیکن الی قولہ ہو ولم یذکر فی القرآن اشارۃ الی انہ جلی غنی عن البیان وانما المحتاج الیہ ما بینہما من السببیۃ والمسببیۃ ۱۲ ؎ قولہ فی فبما نقضہم صرف افادہ تقدیم الجار ذکرہ ما فصلہ لیشعر ان المؤثر فی اللعن لیس غیر النقض لا استقلالا ولا انضماما ۱۲ ؎ قولہ قبل جعلنا قلوبہم اسی لعنت کے آثار سے دفع بہذا العنوان ما یتوہم من ان المفہوم مما قبل الترجمۃ ان اثر اللعن ہو المسخ ونحوہ والنحو وما ہنا ما ذکرہ وجہ الدفع ظاہر فانہ لا تنافی بین الآثار لکثرتہا وقولہ وغیرہ فی تقریر الترتیب فیما بینہما الذی سیاتی فی توضیح الترجمۃ ۱۲

؎ یہ عبارت اس لئے بڑھائی کہ وبعثنا کا ربط واخذ اللہ سے ظاہر ہو جاوے ۱۲ تسہیل

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ فبما نقضہم میثاقہم الخ لما کان بعض اقسام القبض ہی القساوۃ دل علی تسببہ عن المعاصی والمسئلۃ معروفۃ وقولہ تعالیٰ یحرفون الکلم عن مواضعہ الدال علی اجترائہم علی التحریف وقولہ تعالیٰ ونسوا حظا مما ذکروا بہ المفسر عند بعضہم بسقوط اشیاء من التوراۃ عن حفظہم لشومۃ ذلک کما فی روح المعانی دل علی سببیۃ ہذا القبض لبعض المعاصی فہذا القبض کما ینشأ عن المعاصی کذلک ینشأ عنہ المعاصی ۱۲ ترجمہ قولہ تعالیٰ فبما الخ چونکہ بعض اقسام قبض سے یہ قساوت بھی ہے آیت سے معلوم ہوا کہ معاصی سے بھی قبض ہوتا ہے اور یحرفون الکلم سے (جو کہ جرأت علی التحریف پر دال ہے) اور نسوا حظا مما ذکروا بہ سے (جسکی تفسیر بعض نے یہ کی ہے کہ اس معصیت کی نحوست سے بہت سے مضامین توراۃ کے انکے حافظہ سے ساقط ہو گئے) یہ معلوم ہوا کہ ایسے قبض سے معاصی بھی ہوتے ہیں پس قبض معاصی کا منشا بھی ہے اور معاصی اس سے ناشی بھی ہیں ۱۲

وَمِنَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصَارَىٰ أَخَذْنَا مِيثَاقَهُمْ فَنَسُوا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوا بِهِ فَأَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ

اور جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں ہم نے اُن سے بھی اُن کا عہد لیا تھا سو وہ بھی جو کچھ انکو نصیحت کی گئی تھی اُس میں سے اپنا ایک بڑا حصہ فوت کر بیٹھے تو ہم نے اُن میں باہم قیامت تک کے

وَالْبَغْضَاءَ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۚ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللَّهُ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ○

لیئے بغض و عداوت ڈال دیا اور عنقریب اُن کو اللہ تعالیٰ اُن کا کیا ہوا جتلا دیں گے

قلوب کو سخت کر دیا (کہ حق بات کا اُن پر اثر ہی نہیں ہوتا اور اس سخت دلی کے آثار سے یہ ہے کہ) وہ لوگ (یعنی اُن میں کے علماء) کلام (الٰہی یعنی توریت) کو اُس کے (الفاظ یا مطالب کے) مواقع سے بدلتے ہیں (یعنی تحریف لفظی یا تحریف معنوی کرتے ہیں) اور (اُس تحریف کا اثر یہ ہوا کہ) وہ لوگ جو کچھ اُن کو (توریت میں) نصیحت کی گئی تھی اُس میں سے اپنا ایک بڑا حصہ (نفع کا جو کہ اُن کو عمل کرنے سے نصیب ہوتا) فوت کر بیٹھے (کیونکہ زیادہ متعلق اُن کی اس تحریف کے مضامین متعلقہ بتصدیق رسالت محمدیہ میں ہوتی تھی اور ظاہر ہے کہ ایمان سے زیادہ بڑا حصہ کیا ہوگا غرض نقض میثاق پر لعنت مرتب ہوئی اور لعنت پر قساوت وغیرہ اور قساوت پر تحریف اور تحریف پر فوت حظ عظیم اور وجہ ترتیب ظاہر ہے) اور (پھر یہ بھی نہیں کہ جتنا کر چکے اسی پر بس کریں بلکہ حالت یہ ہے کہ) آپ کو آئے دن (یعنی ہمیشہ دین کے باب میں) کسی نہ کسی (نئی) خیانت کی اطلاع ہوتی رہتی ہے جو ان سے صادر ہوتی رہتی ہے بجز اُن کے معدودے چند شخصوں کے (جو کہ مسلمان ہو گئے تھے) سو آپ ان کو معاف کیجئے اور ان سے درگذر کیجئے (یعنی جب تک شرعی ضرورت نہ ہو اُن کی خیانتوں کا اظہار اور اُن کو فضیحت نہ کیجئے) بلاشبہ اللہ تعالیٰ خوش معاملہ لوگوں سے محبت کرتا ہے (اور بلا ضرورت فضیحت نہ کرنا خوش معاملگی ہے) **ف** نئی خیانت یہ کہ ایک بار مثلاً رجم کے حکم کو چھپا لیا ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دریافت فرمانے پر توریت کا ایک مضمون غلط بیان کر دیا جس پر آیت لاتحسبن الذین یفرحون نازل ہوئی تھی اور جیسے تحریم طیبت کے قدیم ہونے کا ایک بار غلط دعویٰ کیا تھا جس پر شروع لن تنالوا میں قل فاتوا بالتوراۃ نازل ہوئی اور تمام تر دہ غلط بیانیاں جس کی حکایت مع اُن کے ابطال کے قرآن مجید میں جابجا مذکور ہے اس میں داخل ہیں جیسے لن تمسنا النار اور لن یدخل الجنۃ الا من کان ہودا او نصاریٰ اور نحن ابناء اللہ واحباؤہ وامثال ذلک (ربط اوپر یہود کا حال تھا آگے کچھ نصاریٰ کا حال بیان فرماتے ہیں)

ذکر بعض قبائح نصاریٰ وَمِنَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصَارَىٰ الی قولہ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللَّهُ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ○ اور جو لوگ (نصرت دین کے دعوے سے) کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں ہم نے اُن سے بھی اُن کا عہد (مثل عہد یہود کے) لیا تھا سو وہ بھی جو کچھ ان کو (انجیل وغیرہ میں) نصیحت کی گئی تھی اُس میں سے اپنا ایک بڑا حصہ (نفع کا جو کہ اُن کو عمل کرنے سے نصیب ہوتا) فوت کر بیٹھے (کیونکہ وہ امر جس کو فوت کر بیٹھے توحید ہے اور ایمان ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جس کا حکم اُن کو بھی ہوا تھا اور اس کا حظ عظیم ہونا ظاہر ہے جب توحید کو چھوڑ بیٹھے) تو ہم نے اُن میں باہم قیامت تک کے لیے بغض و عداوت ڈال دیا (یہ تو دنیوی عقوبت ہوئی) اور عنقریب (آخرت میں کہ وہ بھی قریب ہی ہے)

اللغات فی القاموس غری لزق اغری بینہم العداوۃ القاہا کانہ الزقہا بہم ۱۲ **النحو** من متعلق باخذنا ۱۲ **البلاغۃ** قولہ فاغرینا الفاء للترتیب علی نسیانہم حظا کما قررتہ فی الترجمۃ وصرحت بہ فی ف بعد تقریر التبیین فافہم

ملحقات الترجمۃ ۱ قولہ فی (سو) فوت اشارۃ الی ان النسیان بمعنی الترک والتفخیم مستفاد من التنوین وفسر بعضہم بالمعنی اللغوی وقالوا انہ مشعر بان المعصیۃ ینسی العلوم حقیقۃ روی ذلک عن ابن مسعود ۲ قولہ فخائنۃ منہم صادر اشارۃ الی تقدیر الکلام بکذا ای خائنۃ صادرۃ منہم ۱۲ ۳ قولہ فی فاعف یعنی جب تک الی قولہ فضیحت نہ کیجئے والقرینۃ علی ہذا التفسیر ما سیاتی من قولہ یعفوا مقابلا لقولہ یبین وبقولہ جب تک اشار الی ان التبیین حیث بین ما کان لمصلحۃ الدینیۃ لا لقصد الی تفضیحہم کآیۃ الرجم ونحوہا فانہا کانت من الاحکام الشرعیۃ اما ما کان من خیاناتہم وجنایاتہم بحیث لم یتعلق بہ حکم شرعی لم یظہرہ فافہم ۱۲ ۴ قولہ فی قالوا نصرت دین الخ وہو النکتۃ کی تال المغرو فی ہذا العنوان اشارۃ الی ان فعلہم دون قولہم وہو النکتۃ فی تخصیص ہذا الموضع بہ لان المقام ذکر المیثاق ولم یفوا بما القوا علیہ من دعوۃ النصرۃ ۱۲ ۵ قولہ فی ذکروا انجیل وغیرہ لانہم ما کانوا ینکرون التوراۃ ایضا

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ فنسوا حظا مما ذکروا بہ فاغرینا بینہم العداوۃ الخ دل علی ان المعاصی کما ہی سبب للنکال الاخروی کذلک ہی سبب للنکال الدنیوی **ترجمہ قولہ تعالیٰ** فنسوا الخ دال ہے اس پر کہ معاصی جیسا عقاب آخرت کا سبب ہیں اسی طرح عقاب دنیا کا بھی کیونکہ خانہ جنگی یقینا دنیا میں عقاب ہے ۱۲

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ؕ

اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارے یہ رسول آئے ہیں کتاب میں سے جن امور کا تم خفا کرتے ہو ان میں سے بہت سی باتوں کو تمہارے سامنے صاف صاف کھول دیتے ہیں اور بہت سے امور کو واگذشت کر دیتے ہیں

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ○ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ

تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک روشن چیز آئی ہے اور ایک کتاب واضح کہ اسکے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں کو جو کہ رضائے حق کے طالب ہوں سلامتی کی راہیں بتلاتے ہیں اور انکو اپنی

مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○

توفیق سے تاریکیوں سے نکال کر نور کی طرف لے آتے ہیں۔ اور اُن کو راہ راست پر قائم رکھتے ہیں ۃ

اُن کو اللہ تعالیٰ اُن کا کیا ہوا جتلادیں گے (پھر سزا دیں گے)۔ **ف** حاشیہ بیضاوی میں تیسیر سے نقل کیا ہے کہ نصاریٰ میں اصل[1] تین فرقے تھے۔ ایک نسطوریہ جو عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ کہتے تھے دوسرا یعقوبیہ جو عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ متحد مانتے تھے تیسرا ملکانیہ جو عیسیٰ علیہ السلام کو تین آلہہ میں کا ایک جزو مانتے تھے آہ اور یہ افتراق ترک توحید سے ہوا تھا اور ظاہر ہے کہ اتنے بڑے اختلاف عقائد کے ساتھ باہم عداوت ضروری ہے البتہ جو شخص اُن میں ان عقائد ہی کا پابند نہ ہو وہ مبحث ہی سے خارج ہے پس اگر اُن میں اتفاق ہو جاوے تو محل اعتراض نہیں پس آج کل کے عیسائیوں کے جو واقع میں عیسائی ہی نہیں اتفاق پر شبہ نہیں ہو سکتا البتہ مذہبی لوگوں میں مذہبی عداوت اب بھی ہے اور ہمیشہ رہے گی اور دنیوی سلطنتوں میں بھی اکثر تو اختلاف و نزاع ہی سنا جاتا ہے لیکن قرآن میں اس کا ذکر ہی نہیں نہ اثباتاً نہ نفیاً۔ ربط اوپر یہود و نصاریٰ کا الگ الگ ذکر تھا آگے دونوں کو جمع کر کے نصیحت کا خطاب فرماتے ہیں **خطاب بہ جمیع اہل کتاب بہ ترغیب تصدیق رسالت محمدیہ** يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ؕ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ○ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ اے اہل کتاب[2] (یعنی یہود و نصاریٰ) تمہارے پاس ہمارے یہ[3] رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آئے ہیں (جن کے علم کی تو یہ شان ہے کہ) کتاب (کے مضامین) میں سے جن امور (علمیہ) کا تم اخفا کرتے ہو اُن میں سے بہت سی باتوں کو (جن کے اظہار میں کوئی مصلحت شرعی[4] بھی ہوتی ہے باوجود[5] ظاہراً تحصیل علوم نہ فرمانے کے محض وحی سے مطلع ہو کر) تمہارے سامنے صاف صاف کھول دیتے ہیں اور (خوش اخلاقی کی جو کہ شعبہ ہے لطافت قوت عملیہ کا یہ حالت ہے کہ جن امور کا تم اخفار کرتے ہو ان میں سے) بہت سے امور کو (باوجود اطلاع کے اظہار سے) واگذاشت کر دیتے ہیں (جن کے اظہار میں بجز تمہاری تفضیح کے کوئی شرعی ضرورت نہیں ہوتی اور ایسا[6] علم دلیل نبوت ہے اور ایسا عمل مؤکد اس دلیل کا ہے غرض تمہاری دینی خیانت ہی کے متعلق جو آپ کا برتاؤ ہے وہی دلالت علی النبوۃ کے لئے بس ہے پھر ضرور تصدیق کرنا چاہیے اور ان رسول کے ذریعہ سے) تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک روشن چیز آئی ہے اور (وہ[7]) ایک کتاب واضح (ہے یعنی قرآن مجید جو کہ علاوہ دلیل نبوت ہونے کے خود ان اوصاف ذاتی سے موصوف ہے) کہ اُس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں کو جو کہ رضائے حق کے

النحو قولہ یبین حال یبدی صفۃ لکتاب۔ **الروایات** فی لباب اخرج ابن جریر عن عکرمۃ قال ان نبی صلی اللہ علیہ وسلم اتاہ الیہود یسألونہ عن الرجم فقال ایکم اعلم فاشاروا الی ابن صوریا فناشدہ بالذی انزل التوراۃ علی موسیٰ والذی رفع الطور والمواثیق التی اخذت علیہم حتی اخذہ الافکل ای ارتعد فقال انہ لما کثر فینا جلدنا مائۃ وحلقنا الرؤس فحکم علیہم بالرجم فانزل اللہ یا اہل الکتاب الی قولہ صراط مستقیم

ملحقات الترجمہ ۱ قولہ موف اصل تین الخ فلا یرد انہ ورد فی الحدیث افتراقہم علی ثنتین وسبعین ۱۲ ۲ قولہ فی اہل الکتاب یعنی یہود و نصاریٰ فالکتاب للجنس ۱۲ ۳ قولہ فی رسولنا یہ اشارۃ الی کون الاضافۃ للعہد ۱۲ ۴ قولہ شرعی بھی زدہ بھی لان حکمۃ الدلالۃ علی النبوۃ حاصل مع قطع النظر عن مصلحۃ اخری فی التبیین ۱۲ ۵ قولہ فی یبین۔ باوجود الخ اشار بہذا الی غائبۃ الجملۃ من قصد الدلالۃ علی النبوۃ التی یکون انکارہم بعدہا اشنع ۱۲ ۶ قولہ بعد یعفوا فی العلم انہ دلیل وفی العمل انہ مؤکد لان الدلیل الصریح انما ہو المعجزۃ وحسن الخلق بہذہ المثابۃ لیس بمعجز صریح فہو مؤکد ۱۲ ۷ قولہ فی کتب اور وہ اشارۃ الی کون عطف الکتاب للتفسیر فہما متغائران بالصفۃ متحدان بالذات ولذا حسن افراد الضمیر فی بہ وبہذا التفسیر حسن اسناد الہدایۃ بہما الی اللہ تعالیٰ وجعل الکتاب والنور سببا واسناد التبیین فیما قبل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واما اذا فسر النور بالرسول لا یحصل ہذا الحسن ویؤید تفسیری ہذا قولہ تعالیٰ انزلنا الیکم نورا مبینا واریدبہا الکتاب قطعا ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ویعفوا عن کثیر فی روح المعانی ای ولا یظہر کثیرا مما تخفونہ اذا لم تدع الیہ داعیۃ دینیۃ صیانۃ لکم عن زیادۃ الافتضاح اھ فیہ ان اہل اللہ لا یقصدون بعداوتہم محض تشفی الغیظ النفسانی اذا لم یتوقف علیہ النفع الدینی قولہ تعالیٰ یہدی بہ اللہ من اتبع الخ دل علی ان اصل المقصود ہو ابتغاء الرضوان والوصول الی الجنۃ تابع

ترجمہ قولہ تعالیٰ ویعفوا الخ روح میں اسکی تفسیر یہ کی ہے کہ تمہارے بہت سے مخفی کئے ہوئے مضامین کو ظاہر نہیں فرماتے جبکہ اسکا کوئی دینی قوی داعی نہ ہو تاکہ تمہاری زیادہ فضیحت نہ ہو اس سے معلوم ہوا کہ اہل اللہ عداوت میں بھی محض تشفی غیظ نفسانی کا قصد نہیں کرتے یعنی جب اس میں مصلحت دینی نہ ہو تو غیظ پر عمل نہیں کرتے قولہ تعالیٰ یہدی بہ اللہ من اتبع الخ یہ دال ہے کہ اصل مقصود طلب رضا ہے اور دخول جنت اسکے تابع ہے ۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ۔ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح بن مریم ھو فی الرد علی القائلین بالاتحاد بین الخلق والحق ۱۲ **ترجمہ قولہ تعالیٰ** لقد کفر الذین قالوا ان اللہ الخ ان لوگوں پر صریح رد ہے جو حق اور خلق میں اتحاد کے قائل ہیں ۱۲

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ

بلاشبہ وہ لوگ کافر ہیں جو یوں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عین مسیح ابن مریم ہے آپ یوں پوچھئے کہ اگر ایسا ہے تو یہ بتلاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ حضرت مسیح ابن مریم کو اور ان کی والدہ کو اور جتنے زمین میں ہیں

مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۭ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

ان سب کو ہلاک کرنا چاہیں تو کوئی شخص ایسا ہے جو خدا تعالیٰ سے ان کو ذرا بھی بچا سکے اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے خاص ہے حکومت آسمانوں پر اور زمین پر اور جتنی چیزیں ان دونوں کے درمیان ہیں وہ جس چیز کو چاہیں پیدا کر دیں اور اللہ تعالیٰ کو

طالب ہوں سلامتی کی راہیں بتلاتے ہیں یعنی جنت میں جانے کے طریقے کہ عقائد و اعمال خاصہ ہیں تعلیم فرماتے ہیں کیوں کہ پوری سلامتی بدنی و روحانی جنت ہی میں نصیب ہوگی، اور اُن کو اپنی توفیق (اور فضل) سے (کفر و معصیت کی) تاریکیوں سے نکال کر (ایمان و طاعت کے) نور کی طرف لے آتے ہیں اور اُن کو ہمیشہ (راہ) راست پر قائم رکھتے ہیں **ف** سلامتی کی راہیں بتلانا قرآن کے ذریعہ سے عام ہے لیکن یہاں تخصیص طالبان رضائے حق کی اس وجہ سے کی گئی کہ اس سے منتفع وہی لوگ ہوتے ہیں ربط اوپر آیۂ ومن الذین قالوا انا نصاریٰ سے میں نصاریٰ کے نقض میثاق کا اجمالاً بیان تھا آگے اُن کے بعض عقائد کی تعیین ہے کہ وہ اخلال بالتوحید ہے **ابطال عقیدۂ الوہیت مسیح علیہ السلام**۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ الی قولہ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ بلاشبہ وہ لوگ کافر ہیں جو یوں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عین مسیح ابن مریم ہے (یعنی دونوں میں اتحاد کے قائل ہیں وجہ کفر ظاہر ہے کہ توحید کا انکار ہے) آپ (اس قول کے ابطال کے لیے ان سے) یوں تو پوچھئے کہ اگر ایسا ہے تو یہ بتلاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ حضرت مسیح ابن مریم (جن کو تم اللہ تعالیٰ کا عین کہتے ہو) اور اُن کی والدہ (حضرت مریم) کو اور (دیگر) جتنے زمین میں (آباد) ہیں اُن سب کو (موت سے) ہلاک کرنا چاہیں تو (کیا) کوئی شخص ایسا ہے جو خدا تعالیٰ سے اُن کو ذرا بھی بچا سکے (یعنی اس کو تم بھی مانتے ہو کہ ایسا کوئی نہیں اور یہ ظاہر ہے کہ خدائی کے لوازم سے ہے کہ اُس کے ساتھ دوسرے کی قدرت کا تعلق پھر وہ بھی افنا و اہلاک کے ساتھ محال ہو اور یہ لازم یہاں مفقود ہے پس الوہیت مسیح کی بھی باطل ہے یہ شان تو حضرت مسیح کی ہوئی) اور اللہ تعالیٰ (کی یہ شان ہے کہ ان) ہی کے لیے خاص ہے حکومت آسمانوں پر اور زمین پر اور جتنی چیزیں اُن دونوں کے درمیان (موجود) ہیں ان پر اور وہ جس چیز کو جس طرح چاہیں پیدا کر دیں اور اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے (اور یہ صفات کمال خواص الوہیت سے ہیں پس حق تعالیٰ کی الوہیت ثابت ہے اور مسیح کی الوہیت منفی ہو چکی تھی اس مجموعہ سے توحید ثابت ہو گئی) **ف** یہاں گو ظاہراً نصاریٰ کے ایک ہی قول کا ابطال ہے لیکن جو دلیل قائم کی گئی ہے وہ ہر منکر توحید کے مقابلہ میں چل سکتی ہے اس لیے معنیً تمام منکرین توحید کا جواب اور اُن کے مسلک کا ابطال ہے۔ اور حضرت مریم کے ذکر کے متعلق دو امر قابل تحقیق ہیں ایک یہ کہ اُن کا ذکر کیوں کیا گیا اُس کی وجہ دو ہو سکتی ہیں یا تو تاکید ہے عجز مسیح علیہ السلام کی کہ وہ نہ اپنے کو بچا سکتے ہیں اور نہ اپنی ماں کو جن کی ہر طرح خدمت اور حفاظت کرتے تھے اور ماں کی حمایت طبعی امر بھی ہے دوسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ بعضے اُن کو بھی الوہیت کے اجزاء ثلثہ کا ایک جزو جانتے تھے اس کے بڑھانے سے اُن کے قول کی بھی نفی ہو گئی۔ دوسرا امر یہ کہ حضرت مریم کی موت تو متحقق ہو چکی پھر اُس کے فرض کرنے کے کیا معنی اُس کی دو وجہ ہو سکتی ہیں یا تو مبنی تغلیب پر ہے یا مضمون کا اس طرح موکد کرنا ہے کہ دیکھو اس مضمون کا ایک نمونہ ہم تم کو دکھلاتے ہیں کہ حضرت مریم پر موت کو ہم مسلط کر چکے ہیں اسی طرح بقایا پر مسلط کر سکتے ہیں۔ اور من فی الارض کا جو ذکر آیا ہے اُس کی بھی دو وجہ ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ

اللغات۔ الملک الضبط والحفظ والمراد ہہنا الحفظ بمعنے المنع ۱۲ النحو قولہ من اللہ متعلق بیملک ۱۲ قولہ شیئا مفعول مطلق ۱۲

ملحقات الترجمۃ لے قولہ فی اتبع طالب فتقدیر الکلام من اراد ان یتبع رضوانہ کما فی الروح او یراد بالاتباع الارادۃ مجازا و اوردت فی ترجمۃ من لفظۃ الجمع لعمومہ وجمع الضمیر فیما بعد من قولہ یخرجہم ۱۲ ہے قولہ فی السلام یعنی جنت فی الخازن بحذف المضاف ای دار السلام ۱۲ سے قولہ فی باذنہ توفیق کذا فی الروح ۱۲ کہ قولہ فی ایں یہدیہم دائم الہدایۃ مجاز فی التثبیت علیہا کما قیل فی اہدنا الصراط المستقیم وبہ غویر المتعلقات ۱۲ ھے قولہ فی قل پوچھئے کہ اگر ایسا ہے ترجمۃ بہذہ المادۃ بقرینۃ الاستفہام فیما بعد وتقدرت الشرط المتعلق بہ الفاء اخذا من الروح ۱۲ ہے قولہ فی یہلک موت سے اشارۃ الی ان ہذا الاہلاک من امانتہ عن سخط وغضب کہ قولہ فی توضیح الجواب اسکو النحو ہذہ مقدمۃ و قولہ ظاہر ہے مقدمۃ اخری ۱۲

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ؕ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ؕ

اور یہود و نصاریٰ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اُس کے محبوب ہیں آپ یہ پوچھیے کہ اچھا تو پھر تمکو تمہارے گناہوں کے عوض عذاب کیوں دینگے بلکہ تم بھی منجملہ اور مخلوقات کے ایک معمولی

يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؗ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝

آدمی ہو اللہ تعالیٰ جسکو چاہیں گے بخشیں گے اور جسکو چاہیں گے سزا دینگے اور اللہ ہی کی ہے سب حکومت آسمانوں میں بھی اور زمین میں بھی اور جو کچھ انکے درمیان میں ہے اُنمیں بھی اور اللہ ہی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ وقالت الیہود والنصاریٰ نحن ابنؤا اللہ واحباؤہ الخ فیہ الرد علی من یدعی القرب الذی لا یولحذ کلامہ علی المعصیۃ وکان مرادہم ذلک کما ینبئ عنہ الرد علیہم بقولہ تعالیٰ قل فلم یعذبکم بذنوبکم ۱۲

ترجمہ

قولہ تعالیٰ وقالت الیہود الخ اس میں اس شخص پر رد ہے جو خدا تعالیٰ کیساتھ ایسے قرب کا دعویٰ کرتا ہو کہ اس میں معصیت پر بھی مواخذہ نہ ہوگا اور انکی یہی مراد تھی قل فلم یعذبکم بذنوبکم سے رد کرنا اسپر دلالت کرتا ہے ۱۲

تمام آلہہ باطلہ کی اُلوہیت کا ابطال تصریحاً ہو جاوے دوسری وجہ یہ کہ حضرت مسیح کے عجز کی اور تاکید ہو جاوے کہ وہ اور تمام اہل عالم صفت عجز میں برابر ہیں کچھ تفاوت نہیں اور تخلیق مالیشاء میں ایک فائدہ تو وہی ہے جو اثنائے ترجمہ میں بیان کیا گیا کہ مقصود استدلال ہے توحید پر۔ دوسرا فائدہ جیسا روح المعانی میں ہے ایک یہ بھی ہے کہ اس میں اشارہ ہے اُن عقیدہ والوں کی منشاء اشتباہ کے رفع کی طرف جیسا آیۂ ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم میں مصرح تھا یعنی اگر کسی کو ان کے بے باپ پیدا ہونے سے یا اُن کے احیاء موتیٰ و نفخ فی الطیر سے شبہ ہو تو یہ سمجھ لو کہ یہ سب صورتیں اللہ تعالیٰ ہی کے پیدا کرنے کی ہیں کہ وہ جس طرح چاہیں پیدا کر سکتے ہیں مثلاً کبھی وہ بلا مادہ پیدا کرتے ہیں جیسے زمین و آسمان بنائے اور کبھی مادۂ غیر جنس سے جیسے حضرت آدم علیہ السلام مٹی سے بنے یا اکثر مرکبات جمادیہ و نباتیہ بسائط غیر مجانس سے بنتے ہیں اور کبھی مادۂ ہم جنس سے پھر اُس میں کبھی صرف مذکر سے جیسے حضرت آدم سے حوّا پیدا ہوئیں کبھی صرف مؤنث سے جیسے حضرت مریم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے کبھی دونوں سے جیسے اکثر حیوانات پھر کبھی بلا توسط کسی مخلوق کے تصرف کے جیسے اکثر مخلوقات اور کبھی بتوسط کسی مخلوق کے تصرف کے جیسے احیاء موتیٰ و نفخ فی الطیر کہ عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر ہوتا تھا غرض ان صورتوں میں کوئی صورت منشاء اشتباہ کسی غیر کی اُلوہیت کا نہ ہونا چاہیئے **ربط** اوپر یہود و نصاریٰ کے بعض بعض قبائح مذکور تھے اُن میں سے ایک امر مشترک کا مع اُس کے ابطال کے آگے بیان ہے یعنی دونوں فریق باوجود کفر و معصیت کے اپنے مقرب اور مقبول عند اللہ ہونے کے مدعی تھے۔ **ابطال دعویٰ اہل کتاب مرغوب خود** وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ (الیٰ قولہ) وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝ اور یہود اور نصاریٰ (دونوں فریق) دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اُس کے محبوب ہیں (یعنی مثل اولاد اور معشوقوں کے مقبول ہیں مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم کو بوجہ اس کے کہ انبیاء کی اولاد و اشیاع ہیں بہ نسبت دوسرے لوگوں کے گو کہ وہ ہمارے ہی مذہب کے کیوں نہ ہوں اللہ تعالیٰ کے ساتھ یہ زیادہ خصوصیت ہے کہ ہم سے باوجود عصیاں کے بھی اوروں کے برابر ناخوش نہیں ہوتے جیسے باپ کے ساتھ اولاد کو خصوصیت ہوتی ہے کہ اگر وہ نافرمانی بھی کرے تب بھی اس کے قلب پر وہ اثر نہیں ہوتا جیسا کوئی غیر آدمی اُسی باپ کی نافرمانی کرے اور اس کا اثر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا رد فرماتے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ (ان سے) یہ پوچھیے کہ اچھا تو پھر تم کو تمہارے گناہوں کے عوض (آخرت میں) عذاب کیوں دینگے (جس کے تم بھی قائل ہو جیسا یہود کا قول تھا لن تمسنا النار الا ایاما معدودۃ اور حضرت مسیح کا ارشاد اس آیت میں منقول ہے وقال المسیح انہ من یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ وماواہ النار جو بوجہ التزام کے مثل اقرار نصاریٰ کے ہے غرض یہ کہ جو تم دونوں فرقوں کو تعذیب کیوں ہوگی کیوں کہ باپ بیٹے کو اور

---

[۱] الروایات فی اللباب روی ابن اسحق عن ابن عباس قال اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعمان بن آصی وبحری بن عمرو وشاش بن عدی فکلمہم وکلموہ ودعاہم الی اللہ وحذرہم نقمتہ فقالوا ما تخوفنا یا محمد نحن واللہ ابناء اللہ واحباؤہ کقول النصاریٰ فانزل اللہ فیہم وقالت الیہود والنصاریٰ الخ واوردہا فی الروح عن ابن جریر ودلائل البیہقی عن ابن عباس نحوہ وفیہا وقالت النصاریٰ ذلک قیلہم آخر ۲ وعہ فی ہذہ الاسماء اختلاف ۱۲ المصحح غفرلہ

ملحقات الترجمۃ [۱] قولہ فی قالت دعویٰ۔ ترجمۃ بالحاصل وعسی ان یکون فی ذلک الوقت من یقول کذا کما ورد فی بعض الروایات ویمکن ان یکون ہذا من اللوازم البینۃ لبعض اقوالہم کقولہم لن یدخل الجنۃ الخ [۲] قولہ فی توضیح ابناء اللہ۔ انبیاء کی اولاد و اشیاع ہیں اشارۃ الی ما فسر بہ بعضہم ابناء اللہ من اشیاع انبیائہ [۳] قولہ فی فلم اچھا اشارۃ باعتبار محاورتنا الی محذوف ای ان کان الامر کذا فلم ۱۲

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ

اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارے یہ رسول آپہونچے جو کہ تم کو صاف صاف بتلاتے ہیں ایسے وقت میں کہ رسولوں کا سلسلہ موقوف تھا تاکہ تم یوں نہ کہنے لگو کہ ہمارے پاس کوئی

بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

بشیر اور نذیر نہیں آیا سو تمہارے پاس بشیر اور نذیر آچکے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتے ہیں

ع۳ ۸/۷

مُحب اپنے محبوب کو تعذیب نہیں کرتا گو تادیب کرتا ہے لیکن آخرت میں تادیب کا احتمال ہی نہیں کیونکہ تادیب میں یہ فائدہ ہوتا ہے کہ پھر نہ کرے آخرت میں جب پھر کرنے کا احتمال ہی نہیں پھر تادیب کی کیا گنجائش ہے۔ پس وہاں جو سزا ہوگی لامحالہ تعذیب ہی ہے جس سے مجرم پر تکلیف پہنچانا ہی مقصود ہوتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ تمہارا یہ دعویٰ محض بے ہودہ ہے تم کو دوسرے لوگوں کی نسبت کوئی امتیاز اور خصوصیت نہیں، بلکہ تم بھی منجملہ اور مخلوقات کے ایک معمولی آدمی ہو جیسے اور ہیں اور بلا امتیاز تم سب اس ایک قاعدہ میں داخل ہو کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہینگے بخشیں گے جسکو چاہیں گے سزا دیں گے (اور کتب الٰہیہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ مغفرت کی شرط ایمان ہے اور کافر کو ابدی عذاب ہے اور تم تکذیب نبوت محمدیہ کی کرکے کافر بن چکے تو ہمیشہ معذب رہو گے اور جب مطلق تعذیب تمہارے دعوے کی مبطل ہے پس تعذیب ابدی تو بدرجہ اولیٰ مبطل ہے پس خصوصیت تو گئی گذری معمولی مؤمنین کے برابر بھی نہ رہے) اور اللہ ہی کی ہے سب حکومت آسمانوں میں بھی اور زمین میں بھی اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے اُن میں بھی (تو اُن کو تعذیب سے کون روک سکتا ہے جس کے لیے سزا تجویز کر لی ہے ضرور سزا دیدیں گے پھر ایسی حالت میں ایسے بیہودہ دعوے عبث ہیں) اور اللہ ہی کی طرف کو لوٹ کر جانا ہے (کسی سفارشی وغیرہ کی کوئی پناہ بھی نہیں جو بچ سکیں) ف یہ دعویٰ مذکورہ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسا ہمارے زمانہ کے جاہل پیر زادوں کا انتساب تولد یا اتصال سلسلہ کی بناء پر گھمنڈ ہے کہ ہمارے ساتھ حق تعالیٰ کو ایک گونہ ذاتی خصوصیت اور نسبت ہے جو معاصی وغیرہ سے قطع نہیں ہوتی اور ہم کیسے ہی ہوں مگر اس انتساب یا اتصال کے زور سے کھڑے کھڑے جنت میں جاوینگے

ربط اوپر یہود و نصاریٰ کے طریقہ کا اضلال و فرغ البطلان کر دیا آگے اتمام حجت و قطع عذر کیلئے دونوں فرقوں کو مخاطب بنا کر رسالت محمدیہ کا اظہار فرماتے ہیں جیسا اس سے پہلے دو آیت اوپر بھی ایسا ہی خطاب عام تھا اس دوسرے خطاب میں علاوہ تاکید کے جو تکریر سے مستفاد ہے عنوان قطع عذر کا زیادہ ہے **خطاب عام با اہل کتاب باتمام حجت در باب رسالت محمدیہ** يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا الیٰ قولہ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اے اہل کتاب تمہارے پاس یہ ہمارے رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپہنچے جو کہ تم کو (شریعت کی باتیں) صاف صاف بتلاتے ہیں ایسے وقت میں کہ رسولوں (کے آنے کا) سلسلہ (مدت سے) موقوف تھا (اور بوجہ حوادث کے شرائع سابقہ مفقود ہو گئی تھیں اور فترت رُسل سے ان کے علم کا کوئی ذریعہ نہ تھا اور اس لئے کسی رسول کے آنے کی بہت ضرورت تھی تو ایسے وقت آپ کی تشریف آوری کو نعمت عظمیٰ و غنیمت کبریٰ سمجھنا چاہیے) تاکہ تم (قیامت میں) یوں نہ کہنے لگو کہ (ہم دین کے باب میں کوتاہی کرنے

التحو قولہ عَلٰى فَتْرَةٍ متعلق بجاء وکذا قولہ ان تقولوا **قولہ** من الرسل صفۃ ای کائنۃ من الرسل ۱۲ **الروایات** فی اللباب وروی (ای ابن اسحٰق) عنہ (ای عن ابن عباس) قال دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الیہود الی الاسلام ورغبہم فیہ فابوا علیہ فقال لہم معاذ بن جبل وسعد بن عبادۃ یا معشر الیہود اتقوا اللہ انکم تعلمون انہ رسول اللہ لقد کنتم تذکرونہ لنا قبل بعثہ وتصفونہ بصفتہ فقال رافع بن حریملۃ ووہب بن یہوذا ما قلنا لکم ہذا وما انزل اللہ من کتاب بعد موسیٰ ولا ارسل بشیرا ولا نذیرا بعدہ فانزل اللہ یا اہل الکتاب قد جاءکم رسولنا یبین لکم الآیۃ **ملحقات الترجمۃ** ۱ قولہ فی آخر توضیح تک لعین بکہ وہاں جو سزا ہوگی ولو کان العاقب مومنا الان التعذیب الی مدۃ محدودۃ لا یمتنع فی المؤمن وکون غایۃ الثانیۃ ہو التطہیر لا ینافی کون غایۃ الاولیٰ ہو التعذیب فافہم بخلاف یکون غایۃ الاولیٰ ہو التادیب فانہ یختص بالدنیا لا یکون فی الآخرۃ ۱۲ ۲ قولہ قبل بل خصوصیت نہیں اشارۃ الی مقدر مفہوم من السابق ای لستم ابناءہ ولیس الامر کذلک ۱۲ ۳ قولہ فی بشرا یک معمولی اشارۃ الی محط الفائدۃ ہو القید فی ممن خلق ای البشر ۱۲ ۴ قولہ فی قد جاءکم آپہونچے اشارۃ الی معنی التوقع فی قد ۱۲ ۵ قولہ فی علی فترۃ ایسے وقت میں اشارۃ الی تقدیر الکلام ہکذا علی حین فترۃ کقولہ علی ملک سلیمان ۱۲ ۶ بعبارت سلئے بڑھا دی کہ مقصود آیت سے امتنان ہے کہ رسول کا آنا تمہارے لئے نعمت ہے اور بڑا رسال نعمت اس وقت ہو سکتا ہے کہ جب ان کو ضرورت ہوتی کی جسکو علی فترۃ میں ظاہر کیا گیا ہے اور صرف فترت سے یہ ضرورت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ احتمال یہ رہیگا کہ گو انقطاع سلسلہ کا ہو جاوے لیکن ممکن ہے کہ شرائع ان کے باقی رہیں پھر کیا ضرورت ہوگی تو اس عبارت سے علی فترۃ کا مقصود ظاہر ہوگیا ۱۲ تمہیان ۷ اسکو بڑھا کر یہ بتلا دیا کہ ما جآءنا من بشیر الخ خود مقصود نہیں بلکہ عذر مقصود کی دلیل ہے ۱۲ تمہیان

ہیں اس لیے معذور رہیں کہ ہمارے پاس کوئی رسول جو کہ بشیر اور نذیر ہو جس سے ہم کو دین کے باب میں صحیح علم مع تنبیہ کے ہوتا) نہیں آیا اور پہلی شرائع ضائع ہو چکیں تھیں اس لیے ہم سے کوتاہیاں ہو گئیں سو سمجھ رکھو کہ اب عذر کی گنجائش نہیں رہی کیونکہ تمہارے پاس بشیر اور نذیر یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم آ چکے ہیں (اب ماننا نہ ماننا اسکو تم دیکھ لو) اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں (یس مدت تک رسولوں کا سلسلہ موقوف رہا اس پر بھی قادر تھے اور اب نیا رسول بھیج دیا اس پر بھی قادر ہیں کسی کا یہ شبہ کہ جب سلسلہ موقوف ہو گیا اب کیا پیغمبر آتے اور اس بناء پر آپ کی رسالت کا انکار جہل محض ہے اس لیے کہ انبیاء ماضیین میں سے کسی پر نبوت کا ختم ہونا تو ثابت نہیں ہوا بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت پیشین گوئیاں فرماتے رہے پھر آپ کی رسالت میں کون چیز مانع ہے) ف عیسیٰ علیہ السلام کے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان میں جو زمانہ ہے وہ زمانہ فترت کا کہلاتا ہے امام بخاری نے حضرت سلمان رض فارسی سے روایت کیا ہے کہ یہ زمانہ چھ سو سال کا ہے اور اس درمیان میں کوئی نبی مبعوث نہیں ہوئے جیسا حدیث مشکوٰۃ میں ہے انا اولی الناس بعیسی الی قولہ لیس بیننا نبی متفق علیہ اور سورۂ یٰس میں جن رسولوں کا ذکر ہے وہ عیسیٰ علیہ السلام کے فرستادہ تھے جن کو آپ نے اس قریہ میں بھیجا تھا اور حضرت خالد بن سنان عبسی کو جو بعض نے اس زمانہ میں کہا ہے تو روح میں شہاب کی تصحیح نقل کی ہے کہ وہ نبی تھے مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قبل تھے اور بعض تواریخ میں جو مذکور ہے کہ ان کی صاحبزادی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تھیں مراد اس سے بنت صلبی نہیں بلکہ بنت بواسطہ اور اس زمانہ مذکورہ کے قبل کبھی اتنا بڑا زمانہ انبیاء سے خالی نہیں ہوا کذا نقلوا واللہ اعلم فقط اور یہاں ایک سوال ہے وہ یہ کہ اہل کتاب کے پاس تو اس زمانۂ فترت میں بھی توریت و انجیل تھی اور وہی ان کی شریعت تھی پھر اہل کتاب کے اس قول کی نوبت آنے کا کیونکر احتمال ہے مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِیْرٍ وَّلَا نَذِیْرٍ جواب یہ ہے کہ حسب تحریر اظہار الحق مولانا رحمت اللہ صاحب و مقدمہ صاحب تفسیر حقانی علماء محققین کی نقل سے یہ ثابت ہے کہ اصلی توریت و انجیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے قبل گم ہو چکی تھی اور اس وقت جس کا نام توریت و انجیل تھا وہ مجموعہ تھا روایات صحیحہ و کاذبہ کا اور ظاہر ہے کہ غیر شریعت پر عمل کرنے سے شریعت کے اصلی احکام ادا نہیں ہوتے اور خواہ علماء اہل کتاب اس امر کو مانتے ہوں یا نہ مانتے ہوں لیکن آخرت میں تو بلا شبہ عام طور پر ظاہر ہو جاتا کہ ہم اصلی شریعت کے عامل نہ تھے اس وقت اپنی غلط کاری اور اس ترک عمل کا ثمرہ کہ مراتب کمال سے حرمان ہے معائنہ کر کے عذر میں یہ قول پیش کر سکتے تھے گو قواعد شرعیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے امور میں دارو گیر نہ ہوتی کہ جس کے علم پر انسان قادر نہ ہو اور اسی لیے امید ہے کہ قبل بعثت محمدیہ جو اہل کتاب اپنی شریعت موجودہ پر بگمان صحت عامل تھے ان کو نجات ہو جاوے اور مضامین شرکیہ و کفریہ اس سے اس لیے خارج ہیں کہ ان پر گمان صحت کی گنجائش نہیں مگر جب آپ مبعوث ہو چکے اور احکام دوسری شریعت کے واجب ہو گئے اب ترک کرنا شریعت کا باوجود قدرت کے بوا ایسے عذر کی گنجائش نہ رہی اور اس شریعت کی حفاظت کا وعدہ خود قرآن و حدیث میں منصوص ہے حوادث سے کبھی اس میں اختلال نہ آوے گا اسلیے اب جدید نبی کی ضرورت نہیں اور اگر شبہ ہو کہ جو لوگ زمانۂ فترت میں مر گئے گو ان کو نجات ہو مگر وہ یہ قول کہہ سکتے ہیں۔ جواب یہ ہے کہ اصل میں اس مضمون سے مقصود امتنان ہے۔ جیسا کہ احقر کے اس جملہ میں اس کو ظاہر بھی کر دیا گیا ہے کہ آپ کی تشریف آوری کو الخ اور اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے کہ نعمت عظمیٰ جسکو چاہیں دیں البتہ عذاب بدون ارسال رسل نہیں ہوتا۔ ربط اوپر یہود و نصاریٰ کی عہد شکنی کا بیان تھا آگے خاص یہود کی ایک عہد شکنی کا قصہ مذکور ہے کہ انہوں نے جہاد سے کہ فرض تھا انکار کیا اور فرض کے ترک یا انکار میں ظاہر ہے کہ عہد ملتزم کا نقض ہے اور یہ قصہ اس طرح ہوا کہ جب فرعون کے غرق ہونے کے بعد بنی اسرائیل اس کی سلطنت اور املاک پر بفراغ خاطر قابض ہو گئے تو اب اللہ کو منظور ہوا کہ ان کا آبائی وطن ملک شام جہاں ابراہیم علیہ السلام اول ہجرت فرما کر آ رہے تھے ان کو دیں اور وہاں قوم عمالقہ کی حکومت تھی اس لیے ان سے جہاد کرنے کا ان کو حکم ہوا

ملحقات الترجمۃ ۱ قولہ فی ما جاءنا علم مع تنبیہ فالعلم مرتب علی مجیئ الرسول والتنبیہ علی صفۃ کونہ بشیرا او نذیرا ۱۲ ۲ قولہ فی فقد جاءکم عذر کی ۱۲ انہ اشارۃ الی مقدر ای فلان لم یبق لکم عذر ۱۲ ۳ قولہ فی ف فرستادہ فالاسناد فی ارسلنا مجازی ۱۲ ۴ مطلب یہ ہے کہ صرف ما جاءنا من بشیر ولا نذیر کہنا عذر کے لیے کافی نہیں کیونکہ اگر شرائع باقی ہوں تو عدم مجیئ کیا مضر ہے بلکہ اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ پہلی شرائع محفوظ نہ رہی ہوں ۱۲ تبیان ۵ اس عبارت کے بڑھانے سے اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کا ربط اور مقصود ظاہر ہو گیا کہ قدرت علی الارسال الرسل والانقطاع بعد الارسال والارسال بعد الانقطاع یہ سب مقدور ہیں یہ تو ربط تھا والمقصود ہو ما صرح بہ المصنف بقولہ تو کسی کا یہ شبہ ۱۲ تبیان

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖۗ وَّ

اور وہ وقت بھی ذکر کے قابل ہے جب موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اے میری قوم تم اللہ تعالیٰ کے انعام کو جو کہ تم پر ہوا ہے یاد کرو جبکہ اللہ تعالیٰ نے تم میں بہتے پیغمبر بنائے اور تم کو

اٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا

صاحب ملک بنایا اور تم کو وہ چیزیں دیں جو دنیا جہان والوں میں سے کسی کو نہیں دیں اے میری قوم اس متبرک ملک میں داخل ہو کہ اسکو اللہ تعالیٰ نے تمہارے حصہ میں لکھ دیا ہے اور پیچھے واپس

تَرْتَدُّوْا عَلٰٓی اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ۝ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓی اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۖ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا

مت چلو کہ پھر بالکل خسارے میں پڑ جاؤ گے کہنے لگے اے موسیٰ وہاں تو بڑے بڑے زبردست آدمی ہیں اور ہم تو وہاں ہرگز قدم نہ رکھیں گے جب تک کہ

حَتّٰی يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ۝ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا

وہ وہاں سے نکل نہ جائیں۔ ہاں اگر وہ وہاں سے کہیں اور چلے جاویں تو ہم بیشک جانے کو تیار ہیں ان دو شخصوں نے جو کہ ڈرنے والوں میں سے تھے جن پر اللہ تعالیٰ نے فضل کیا تھا کہا کہ تم

ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۚ وَعَلَی اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓی

اُن پر دروازہ تک تو چلو سو جس وقت تم دروازہ میں قدم رکھو گے اسی وقت غالب آجاؤ گے اور اللہ پر نظر رکھو اگر تم ایمان رکھتے ہو کہنے لگے اے موسیٰ ہم تو

اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ

ہرگز کبھی وہاں قدم نہ رکھیں گے جب تک وہ لوگ وہاں موجود ہیں تو آپ اور آپ کے اللہ میاں چلے جائیے اور دونوں لڑ بھڑ لیجئے ہم تو یہاں سے سرکتے نہیں۔ موسیٰ دعا کرنے لگے کہ اے میرے

لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ وَاَخِيْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۝ قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۚ

پروردگار میں اپنی جان اور اپنے بھائی پر البتہ اختیار رکھتا ہوں سو آپ ہم دونوں کے اور اس بے حکم قوم کے درمیان فیصلہ فرما دیجئے۔ ارشاد ہوا تو یہ ملک اُن کے ہاتھ چالیس برس تک نہ لگے گا

يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَی الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۝

یوں ہی زمین میں سر مارتے پھرتے رہیں گے سو آپ اس بے حکم قوم پر غم نہ کیجئے۔

اور یہ سب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ بارادۂ جہاد شام کی طرف چلے جب قریب پہونچے اُن ہی بارہ سرداروں کو جن کا ذکر اوپر کے رکوع کے شروع میں آیا ہے تحقیق حال کے لیے جاسوسی کے طور پر وہاں بھیجا عمالقہ نہایت تنومند اور زور آور دکھائی دئیے سب نے باہم عہد کیا کہ اس کا اظہار لشکر میں چل کر نہ کرنا چاہیئے مگر بجز دو شخصوں کے جن میں ایک کا نام یوشع بن نون اور دوسرے کا کالب بن یوقنا تھا کہ وہ تو اس عہد پہ ثابت رہے باقی سب نے یہاں واپس آکر اُن کو ڈرا دیا اُن کی ہمتیں ہار گئیں اور مصر کو واپس جانے کا ارادہ کیا۔ اُس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو کچھ فرمایا اور جو کچھ انہوں نے جواب دیا اور جو نتیجہ ہوا اس کا تذکرہ ان آیات میں ہے۔

قصۂ مکالمت موسیٰ علیہ السلام و بنی اسرائیل در باب جہاد با عمالقہ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ والے قول فَلَا تَاْسَ عَلَی الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۝ اور وہ وقت بھی ذکر کے قابل ہے جب موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم (یعنی بنی اسرائیل) سے (اوّل ترغیب جہاد کی تمہید میں یہ) فرمایا کہ اے میری قوم تم اللہ تعالیٰ کے انعام کو جو کہ تم پر ہوا ہے یاد کرو جبکہ اللہ تعالیٰ نے تم میں بہت سے پیغمبر بنائے (جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام اور خود حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام وغیرہم اور کسی قوم میں پیغمبروں کا ہونا اُن کا دنیوی اور دینی شرف ہے یہ تو نعمت معنوی دی) اور (حسّی نعمت یہ دی کہ) تم کو صاحب ملک بنایا (چنانچہ

اللغات قولہ جبارین فی الکبیر قال من جبرہ علی الامر بمعنی اجبرہ علیہ وہو العاتی الذی یجبر الناس علی ما یریدہ من اختیار الفراء والزجاج ۱۲ النحو قولہ ابدا ظرف وما داموا فیہا ۱۲

ملحقات الترجمۃ لے قولہ فی جعلکم ملوکا صاحب ملک لان اہل العرف ینسبون الملک الی القوم جمیعا بخلاف النبوۃ فانہم لا یکون واحدا من القوم لا یعدون القوم انبیاء فلذا غایر بین العنوانین حیث قال فی الانبیاء فیکم وفی الملوک جعلکم ہذا من افادات استاذی مولانا محمد یعقوب النانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۲ ع یعنی لفظ اِذْ اذکروا مقدر کے متعلق ہے ۱۲ ع یہ ایک شبہ کا جواب ہے شبہ یہ ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو جہاد کے لیے لے چلے تھے چاہیے تھا کہ اول اُس کا حکم فرماتے مگر اوسکو چھوڑ کر دوسری باتیں فرمانے لگے مقصود کہ کی اس تقریر

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ یٰقوم اذکروا نعمۃ اللہ علیکم فیہ ان کون شخص من بیت اہل اللہ من النعم التی یجب الشکر علیہا لما فیہ من تسہیل الدین علیہم [illegible] قولہ تعالیٰ ولا ترتدوا الخ فیہ ان المعصیۃ قد تفضی الی المضار الحسیۃ قولہ تعالیٰ قال رب انی لا املک الا نفسی واخی الخ فیہ ان الشیخ یجوز لہ التحکم فی التابع الراسخ فی الدین کالتحکم فی نفسہ ہذا کالعادۃ فی اہل الطریق ۱۲

ترجمہ مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ یٰقوم اذکروا الخ معلوم ہوتا ہے کہ کسی شخص کا اہل اللہ کے خاندان سے ہونا بھی ایک نعمت ہے جس پر شکر واجب ہے کیونکہ اس نعمت سے دین سہل ہو جاتا ہے البتہ اس پر تفاخر و عجب جائز نہیں قولہ تعالیٰ ولا ترتدوا الخ اس سے معلوم ہوا کہ معصیت سے کبھی دنیوی مضرتیں بھی پیدا ہو جاتی ہیں قولہ تعالیٰ قال رب انی الخ موسیٰ کے فرمانے سے معلوم ہوا کہ شیخ اپنے مخلص تابع میں ویسا ہی تصرف کر سکتا ہے جیسا اپنے نفس میں کر سکتا ہے اور اہل طریق کی یہ عادت شائع ہے ۱۲

فرعون کے ملک پر ابھی قابض ہو چکے ہو) اور تم کو بعض بعض (وہ چیزیں) دیں جو دُنیا جہان والوں میں سے کسی کو نہیں دیں (جیسا دریا میں رستہ دینا دشمن کو عجیب طور پر غرق کرنا جس کے بعد دفعۃً غایت ذلت و زحمت سے نہایت رفعت و راحت پر پہنچ گئے یعنی اس میں تم کو خاص امتیاز دیا پھر اس تمہید کے بعد اصلی مقصود کے ساتھ خطاب فرمایا کہ) اے میری قوم (ان نعمتوں اور احسانوں کا مقتضا یہ ہے کہ تم کو جو اس جہاد کے متعلق حکم خداوندی ہوا ہے اس پر آمادہ رہو اور) اس متبرک ملک (یعنی شام کے دارالحکومت) میں (جہاں پر عمالقہ حکمران ہیں جہاد کے ارادہ سے) داخل ہو کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے حصہ میں لکھ دیا ہے (اس لیے قصد کرتے ہی فتح ہو گی) اور پیچھے (وطن کی طرف) واپس مت چلو کہ پھر بالکل خسارے میں پڑ جاؤ گے (دنیا میں بھی کہ توسیع ملک سے محروم رہو گے اور آخرت میں کہ ترک فریضہ جہاد سے گنہگار ہو گے) کہنے لگے اے موسیٰ وہاں تو بڑے بڑے زبردست آدمی (رہتے) ہیں اور ہم تو وہاں ہرگز قدم نہ رکھیں گے جب تک کہ وہ (کسی طرح) وہاں سے نہ نکل جائیں ہاں اگر وہ وہاں سے کہیں اور چلے جاویں تو ہم بیشک جانے کو تیار ہیں (موسیٰ علیہ السلام کی تائید قول کے لیے) اُن دو شخصوں نے (بھی) جو کہ (اللہ سے) ڈرنے والوں (یعنی متقیوں) میں سے تھے (اور) جن پر اللہ تعالیٰ نے فضل کیا تھا (کہ اپنے عہد پر ثابت رہے تھے ان کم ہمتوں کو سمجھانے کے طور پر) کہا کہ تم ان پر (چڑھائی کر کے اس شہر کے) دروازہ تک تو چلو سو جس وقت تم دروازہ میں قدم رکھو گے اُسی وقت غالب آجاؤ گے (مطلب یہ کہ جلدی فتح ہو جاوے گا خواہ تو رعب سے بھاگ جائیں یا تھوڑا ہی مقابلہ کرنا پڑے) اور اللہ پر نظر رکھو اگر تم ایمان رکھتے ہو (یعنی اُن کی تنومندی پر نظر مت کرو) مگر ان لوگوں پر فہمائش کا اصلا اثر نہ ہوا بلکہ ان دو بزرگوں کو تو انہوں نے قابل خطاب بھی نہ سمجھا بلکہ موسیٰ علیہ السلام سے نہایت لاابالی پن اور گستاخی کے ساتھ کہنے لگے کہ اے موسیٰ ہم تو (ایک بات کہہ چکے کہ ہم) ہرگز کبھی بھی وہاں قدم نہ رکھیں گے جب تک وہ لوگ وہاں موجود ہیں (اگر ایسا ہی لڑنا ضرور ہے) تو آپ اور آپ کے اللہ میاں چلے جائیے اور دونوں (جا کر) لڑ بھڑ لیجئے ہم تو یہاں سے سرکتے نہیں موسیٰ (علیہ السلام نہایت رنج اور پریشان ہوئے اور تنگ آ کر) دعا کرنے لگے کہ اے میرے پروردگار (میں کیا کر لوں ان پر کچھ بس نہیں چلتا ہاں) اپنی جان پر اور اپنے بھائی پر البتہ (پورا) اختیار رکھتا ہوں سو آپ ہم دونوں (بھائیوں) کے اور اس بے حکم قوم کے درمیان (مناسب) فیصلہ فرما دیجئے (یعنی جس کی حالت کا جو مقتضا ہو ہر ایک کے لیے تجویز فرما دیجئے (ارشاد ہوا بہتر) تو (ہم فیصلہ یہ کرتے ہیں کہ) یہ ملک اُن کے ہاتھ چالیس برس تک نہ لگے گا (اور گھر جانا بھی نصیب نہ ہو گا رستہ ہی نہ ملے گا) یوں ہی (چالیس برس تک) زمین میں سر مارتے پھرتے رہیں گے (حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو یہ فیصلہ سنا جس کا گمان نہ تھا خیال یہ تھا کہ کوئی معمولی تنبیہ ہو جاوے گی تو طبعاً مغموم ہونے لگے ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ جب ان سرکشوں کے لیے ہم نے یہ تجویز کیا تو یہی مناسب ہے) سو آپ اس بے حکم قوم (کی اس حالت زار) پر (ذرا) غم نہ کیجئے **ف** چنانچہ چالیس برس تک ایک محدود حصہ زمین میں حیران پریشان پھرا کئے حتیٰ کہ سب وہاں ہی ختم ہو چکے اس مدت میں جو اُن کے اولاد پیدا ہوئی اُن کو رہائی حاصل ہوئی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اُن سے ذرا مدت پہلے حضرت ہارون علیہ السلام بھی اُسی وادی میں جسے وادی تیہ کہتے ہیں انتقال فرما گئے اور حضرت یوشع جن کا ذکر اوپر آچکا پیغمبر ہو گئے اور پھر اُن کی

ملحقات الترجمۃ: ل قولہ فی توضیح انکم خاص امتیاز فلا یلزم التفضیل الکلی فلا اشکال البتۃ ۲ قولہ فی المقدسۃ متبرک وجود اکثر الانبیاء فیہا ولذا سمیت مقدسۃ و علم بہ ان کون الارض مسکن للعصاۃ لا یزیل تقدسہا السابق ۱۲ ۳ قولہ فی کتب حصہ الکتب تکوینی ۱۲ ۴ قولہ فی فتنقلبوا وطن کی طرف ہو اسہل للتفاسیر واقرب من حالہم ۱۲ ۵ قولہ فی انا داخلون تیار للاشارۃ الی ان المعنی فانا نرید بعد ذلک الدخول لان الدخول لا بد ان یکون مسبوقا بالارادۃ ۱۲ ۶ قولہ فی انکم غالبون مطلب الخ ففیہ مجاز و مبالغۃ قالوہ نظرا الی قولہ کتب اللہ لکم و قولہ فتنقلبوا خاسرین المرتب علی الارتداد و المستلزم لنفی الخسران لو جاہدوا و القتل لا ینافی فی قوم لوع من خسرانہم فاذا انتفی ثبت وعد النصر بدون القتل لا شی سواہ و لم یقع القتل او وقع لکن قلیلا فافہم ۱۲ ۷ قولہ فی قاعدون سرکتے نہیں اشارۃ الی ان ہذا القعود عن الجہاد لا القعود اللغوی ۱۲ ۸ قولہ فی محرمۃ نہ لگے گا فالتحریم تکوینی ۱۲ ۹ قولہ فلا تاس مغموم ہونے لگے ودلیلہ فی الدر المنثور اخرج ابن جریر عن السدی قال ان موسیٰ علیہ السلام غضب حین قال لہ القوم ما قالوا فدعا وکان ذلک عجلۃ منہ علیہ السلام عجلہا فلما ضرب علیہم التیہ ندم فاوحی اللہ تعالیٰ علیہ فلا تاس علی القوم الفاسقین ۱۲ عسہ حضرت مولانا تھانوی نے عالم پر جو ت میں ما کو تمام مخصوص البعض لیا ہے اور عالمین کو عام لیا ہے سارے جہان کو لہٰذا اس تقریر سے تفضیل کلی یا فضیلت دینی کا شبہ جاتا رہا ۱۲ تبیان عسہ یہ عبارت بڑھا کر بتلا دیا کہ دخول سے مراد مطلق دخول نہیں ہے بلکہ جہاد کرنے کی غرض سے داخل ہونا مراد ہے ۱۲ تبیان سہ کیونکہ جب تکوینی طور پر وہ تمہارے ہی لیے ہے تو صرف تمہارے ہاتھ پاؤں ہلانے کی دیر ہے نیز یہ بھی بتلا دیا کہ کتب اللہ لکم فرمانے سے بنی اسرائیل کی ہمت بڑھانا ہے کہ دشمن سے ہارو نہیں وہ مقام تم کو ضرور ملے گا اور تم بہت جلد غالب آ جاؤ گے ۱۲ تبیان للعہ اس سے قالوا ہیلا الخ کا ربط ما قبل سے ظاہر ہو گیا ۱۲ تبیان صہ القوم [illegible]

عہ یا ان الناس پر یعنی تھا تبیان ہے اس عبارت سے ایک شبہ جاتا رہا شبہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تو بنی اسرائیل کو شہر میں داخل ہونے کا حکم کیا تھا اور ان دونوں حضرات نے دروازہ تک جانے کا حکم کیا تو اس سے حضرت موسیٰ کی تائید کہاں ہوئی ہو لہٰذا اس تقریر سے اس شبہ کا ازالہ ہو گیا یعنی مقصود ان حضرات کا وہی تھا جو موسیٰ کا تھا مگر ادخلوا الباب اس لیے فرمایا کہ یہ لوگ کچھ تو ہمت کریں ۱۲ تبیان سعہ یہ عبارت اس لیے بڑھا دی گئی ہے کہ اس موقع پر خطاب تو ان دو شخصوں نے کیا تھا اور بنی اسرائیل انکو چھوڑ کر حضرت موسیٰ سے خطاب کرنے لگے اسکی کیا وجہ پس وجہ بتلا دی کہ انکو قابل خطاب نہ سمجھا ۱۲ مترجم ہوتے سے لہ یہ عبارت اس لیے بڑھائی کہ بنی اسرائیل کو ادھر بہت کہنے سے حضرت موسیٰ کو ذہاب کی فرمائش کرنا مستقلاً مقصود نہ تھا بلکہ تو سب ایک شرط کے بعد معلق ہے کہ اگر آپکے قول کے موافق لڑنا ضروری ہے تو اسکی یہ صورت ہے ۱۲ تبیان لعہ اس ترجمہ سے یہ شبہ نکل گیا کہ حضرت موسیٰ نے تو فافرق یعنی جدائی کی دعا کی تھی اور حق تعالیٰ نے اجابت میں فرمایا انہا محرمۃ علیہم اور اسکا اجابت ہونا فانہا کی فا سے ظاہر ہے وجہ زوال شبہ کی ظاہر ہے کہ افرق کے معنی احکم بیننا کے ہیں نہ کہ جدائی کے جسکی تصریح مترجم نے اس عبارت میں فرما دی کہ جسکی حالت کا جو مقتضا ہو تجویز فرما دیجئے [illegible] عبارت اسکے بڑھانے کی ضرورت ہوئی کہ ظاہراً محرمۃ پر تیہون کا ترتب نہیں ہوتا کیونکہ محرمۃ کا تحقق اس طرح بھی ممکن تھا کہ وہ لوگ اپنے گھروں کو واپس چلے جاتے اگرچہ ملک نصیب نہ ہوتا سو اس مقدمہ کے ملانے سے اب یہ شبہ جاتا رہا ۱۲ تبیان

معرفت اس نئی نسل بنی اسرائیل کو اس ملک کے فتح کا حکم ہوا چنانچہ سب نے اُن کے ہمراہ ہو کر جہاد کیا اور فتح ہوئی اب یہاں چند سوال ہیں **اوّل** جب اس وادی تیہ میں رہنا سزا تھا تو موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام اس میں کیوں رکھے گئے خصوصًا دعائے فَافْرُقْ کے بعد **جواب** یہ ہے کہ اصل عقوبت قلب کی تنگی اور پریشانی تھی اور یہ خاص بنی اسرائیل کے ساتھ تھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام اس سے محفوظ تھے ان حضرات کا وہاں تشریف رکھنا قوم کی اصلاح و ہدایت کے لیے تھا جو کہ اُن کا منصبی کام اور عین سرمایۂ راحت تھا جیسے دوزخ کے اندر دوزخیوں کا ہونا اور طور پر ہے اور ملائکۂ عذاب کا ہونا اور طور پر **دوسرا سوال** یہ بات قیاس سے بعید ہے کہ دن میں سورج اور رات کو ستارے یہ علامات تو علوی ہیں اور خود زمین پر درخت اور پہاڑ وغیرہ علامات سفلی یہ علامات موجود ہوں اور پھر بنی اسرائیل ان نشانوں سے نکلنے کی راہ نہ پاسکیں اگر کسی ستارہ ہی کی سیدھ باندھ کر چلتے کبھی نہ کبھی نکل ہی جاتے **جواب** یہ ہے کہ کسی علامت کا علامت ہونا یہ موقوف ہے قُوائے مدرکہ کے سلامت اور صحت پر جس میں امراض سے گاہ گاہ فتور آجانا مشاہد ہے سو اگر قہر خداوندی سے یہ قُوائے مدرکہ ماؤف ہو جاویں تو محل تعجب کیا ہے **تیسرا سوال** حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا میں اپنے اور اپنے بھائی کو مستثنیٰ فرمایا حالانکہ اُن دونوں بزرگوں پر بھی بوجہ اُن کے مطیع ہونے کے آپ کو اختیار حاصل تھا **جواب** یہ ہے کہ یہ کلام آپ نے تنگ دلی میں فرمایا اور تنگدلی کے وقت کلام بھی لفظًا تنگ اور مختصر ہوتا ہے گو دلالۃً اُس میں عموم اور توسیع ہو پس چونکہ وہ دونوں بزرگ بھی تابع تھے۔ اس لیے معنی استثناء میں اُن کو تبعًا داخل سمجھ لینا کافی ہے یا یوں کہا جاوے کہ چونکہ اُن بارہ میں سے دس کی حالت خلاف توقع نامحمود پائی غایت رنج میں یہ احتمال ہوا گو بعید ہی سہی کہ گو یہ اس وقت تو تابع ہیں مگر آئندہ عین وقت پر کیا بھروسہ اور یہ احتمال ہارون علیہ السلام میں اسلیے نہیں ہوسکتا کہ نبی کے لیے عصمت لازم ہے **چوتھا سوال** كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ کے جو لوگ مخاطب تھے اُن کو تو وہ ملک نہیں ملا جو کہ تخلّف وعد کو موہم ہے **جواب** یہ ہے کہ اگر لکم میں مخاطب خاص اشخاص کو کہا جاوے تو كَتَبَ اللّٰهُ مشروط تھا جہاد کے ساتھ فاذا فات الشرط فات المشروط اور اگر قوم کو مخاطب کہا جاوے تو اُن کی اولاد بھی قوم میں داخل ہے اور اُن کو وہ ملک عنایت ہو گیا پس تخلّف وعدہ کسی صورت میں لازم نہیں آیا **پانچواں سوال** کہ وہ اشکال نہیں بلکہ تحقیق ہے یعنی بنی اسرائیل کا یہ قول فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ کفر ہے یا نہیں **جواب** یہ ہے کہ اگر تاویل نہ کی جاوے تو کفر ہے اور اگر اس تاویل سے کہا ہو کہ آپ لڑیئے اور اللہ تعالیٰ مدد کریں اور مجازًا اس کو بھی ذہاب کہہ دیا تو کفر نہیں۔ البتہ معصیت مخالفت امر کی ظاہر ہے اور ہر حال میں غالبًا اُن سے توبہ بھی کرائی ہو گی گو مذکور نہیں باقی اُس شریعت کے قواعد و فروع جزئیہ کا پورا احاطہ نہیں کہ اُس کے موافق کیا حکم ہو گا **ربط** اوپر منجملہ شنائع اہل کتاب کے اون کا یہ قول نقل فرمایا تھا نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ جس کا منشا انبیاء علیہم السلام کی اولاد ہونے میں فخر تھا حق تعالیٰ اس گھمنڈ کے توڑنے کے لیے آگے ہابیل و قابیل کا قصہ بیان فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام کے صُلبی بیٹے ہونے میں ان مدعیوں سے بڑھ کر تھے اور باہم دونوں برابر تھے مگر اُن میں بھی مقبول وہی ہوا جو مطیع حکم رہا یعنی ہابیل اور دوسرے نے عدول حکمی کی مردود ہو گیا اور آدم کا بیٹا ہونا کچھ کام نہ آیا خلاصہ قصہ کا یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے جو لڑکا پیدا ہوتا اُس کے ساتھ ایک لڑکی بھی پیدا ہوتی اسی طرح دوسرے بطن میں بھی ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہوتی۔ اور ایک بطن کا لڑکا دوسرے بطن کی لڑکی سے اور دوسرے بطن کا لڑکا پہلے بطن کی لڑکی سے بیاہ دیا جاتا آدم علیہ السلام کی شریعت میں حسب ضرورت وقت یہ افتراق[عہ] بطون بمنزلہ افتراق نسب کے قرار دیا گیا تھا اسی سلسلہ میں دو لڑکے پیدا ہوئے ایک کا نام ہابیل رکھا دوسرے کا نام قابیل اور دونوں کے ساتھ ایک ایک لڑکی پیدا ہوئی اور حسب معمول ہابیل کا نکاح قابیل کی بہن سے اور قابیل کا نکاح ہابیل کی بہن سے تجویز ہوا۔ قابیل کی بہن زیادہ حسین تھی قابیل اُس کا خواستگار ہوا حضرت آدم علیہ السلام نے سمجھایا مگر اُس نے نہ مانا

عہ اور اگر کسی روایت سے حضرت یوشع اور کالب کا رہنا بھی ثابت ہو تو اس کی بابت یہ کہا جاوے گا کہ ان حضرات کا رہنا بھی بطور معین اصلاح و ہدایت موسوی کے تھا نہ کہ ان پر عذاب کرنے کے لیے ۱۲ تبیان

عہ اس تقریر کے بعد علی الاطلاق اس کا قائل ہونا بلا دلیل ہے کہ حضرت آدمؑ کی شریعت میں بہن سے نکاح جائز تھا بلکہ بہن سے نکاح میں یہ بھی قید تھی کہ دوسرے بطن سے ہو پس یہ افتراق ایسا تھا جیسا آج کل خالہ کی لڑکی سے نکاح جائز ہے حالانکہ ماں کی لڑکی اور خالہ کی لڑکی میں چنداں فرق نہیں کیونکہ نانی میں یہ دونوں ایک ہی ہو جاتی ہیں کہ دونوں کی ماں اور اس ایک ہی سے پیدا ہوئی ہیں ۱۲ تبیان

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ؕ

اور آپ ان اہل کتاب کو آدم کے دو بیٹوں کا قصہ صحیح طور پر پڑھ کر سنائیے جبکہ دونوں نے ایک ایک نیاز پیش کی اور ان میں سے ایک کی تو مقبول ہو گئی اور دوسرے کی مقبول نہ ہوئی

قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ؕ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَاۤ اَنَا بِبَاسِطٍ

وہ دوسرا کہنے لگا کہ میں تجھ کو ضرور قتل کروں گا اُس ایک نے جواب دیا کہ خدا تعالیٰ متقیوں ہی کا عمل قبول کرتے ہیں اگر تو مجھ پر میرے قتل کرنے کیلئے دست درازی کریگا تب بھی میں تجھ پر تجھ کو

يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّيْۤ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنِّيْۤ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِيْ وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ

قتل کرنے کیلئے ہرگز دست درازی کرنے والا نہیں۔ میں تو خدائے پروردگار عالم سے ڈرتا ہوں میں یوں چاہتا ہوں کہ تو میرے گناہ اور اپنے گناہ سب اپنے سر پر رکھ لے۔ پھر تو

اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ۚ ع فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ

دوزخیوں میں شامل ہو جاوے۔ اور یہی سزا ہوتی ہے ظلم کرنے والوں کی سو اسکے جی نے اُس کو اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ کر دیا پھر اُس کو قتل کر ہی ڈالا جس سے بڑا نقصان

الْخٰسِرِيْنَ ۝ فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ؕ قَالَ يٰوَيْلَتٰۤى

اٹھانے والوں میں شامل ہو گیا پھر اللہ تعالیٰ نے ایک کوا بھیجا کہ وہ زمین کو کھودتا تھا تاکہ وہ اسکو تعلیم کر دے کہ اپنے بھائی کی لاش کو کس طریقہ سے چھپاوے کہنے لگا افسوس

اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ۝ ۛ

میری حالت پر کیا میں اس سے بھی گیا گذرا کہ اس کوے ہی کے برابر ہوتا اور اپنے بھائی کی لاش کو چھپا دیتا سو بڑا شرمندہ ہوا

آخر آدم علیہ السلام نے قطع حجت کے لیے یہ فیصلہ فرما دیا کہ دونوں اللہ کے نام کی کچھ نیاز کرو جس کی قبول ہو جاوے وہ عورت اُس کی رہی حضرت آدم علیہ السلام کو وحی سے کامل یقین تھا کہ ہابیل حق پر ہے اسی کی نیاز قبول ہوگی اسلیے یہ فیصلہ فرمایا تاکہ قابیل کو پھر بحث و تکرار کی گنجائش نہ رہے اور یہ مطلب نہ تھا کہ قابیل کے لیے اُس عورت کے حلال ہونے کا احتمال تھا غرض دونوں نے اپنی اپنی نیاز حاضر کی۔ ہابیل تو ایک عمدہ دُنبہ لایا اور قابیل چند خوشے کسی غلہ کے لایا اور رکھ کہیں لگ گیا آسمان سے ایک آگ آئی اور ہابیل کی نیاز کو کھا گئی اُس وقت یہی علامت قبولیت کی تھی جب قابیل اس فیصلہ میں بھی ہارا تو بقول سعدی حجت نماند جفا جوئے را ۞ بپرخاش در ہم کشد روئے را؛ بیچارے ہابیل کی جان کا لاگو ہوا یہاں تک کہ اُس کو قتل کر ڈالا لیکن یہ نہ سمجھ میں آیا کہ اس کی لاش کو کیونکر چھپائے کہ آدم علیہ السلام کو اطلاع نہ ہو یہاں تک کہ کوے کے ذریعہ سے اُس کو دفن کا طریقہ بتلایا گیا اور اس وقت ہابیل کی عمر بیس سال تھی اخرجہ ابن جریر عن ابن مسعود و ناس من الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کذا فی روح المعانی اگلی آیتوں میں اسی کا ذکر ہے۔

قصہ ہابیل و قابیل وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ الیٰ قولہ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ۝ اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان اہل کتاب کو حضرت آدم (علیہ السلام) کے دو بیٹوں کا (یعنی ہابیل و قابیل کا) قصہ صحیح طور پر پڑھ کر سنائیے (تاکہ ان کو انتساب عن الصالحین کا گھمنڈ جاتا رہے جس کا نحن ابناء اللہ میں اظہار ہو رہا ہے اور وہ قصہ اُس وقت ہوا تھا) جبکہ دونوں نے (اللہ تعالیٰ کے نام کی) ایک ایک نیاز پیش کی اور اُن میں سے ایک کی (یعنی ہابیل کی) تو مقبول ہوگئی اور دوسرے کی (یعنی قابیل کی) مقبول نہ ہوئی (کیونکہ جس

اللغات قولہ فطوعت فی الروح سہلت لہ ووسعتہ من طاع لہ المرتع اذا اتسع ۱۲ قولہ سوءۃ جسد المیت ۱۲ النحو قولہ سوءۃ اخیہ الضمیر راجع الی القاتل لا الی الباحث کذا فی الروح ترجمت بہ فی الترجمۃ ۱۲ البلاغۃ قولہ قربانا وحدہ مع تعددہ لانہ فی الاصل مصدر قولہ فطوعت اللام للتاکید والتبیین کما فی الم نشرح لک قولہ من الخسرین لم یقل خاسرا للمبالغۃ قولہ یویلتی ویلۃ کالویل الکلمۃ کان المتحسر ینادی ہلاکہ ویطلب حضورہ والالف بدل من یاء المتکلم کذا فی الروح وفی ترجمۃ اشرت الی ہذا الابدال بقولی میری ۱۲

ملحقات الترجمۃ ۱۲ قولہ فی اتل علیہم اہل کتب کذا فی المدارک ۱۲ قولہ بالحق صحیح طور پر فتقدیرہ متلبسا بالحق ۱۲ قولہ فی اذ اُس وقت اشارۃ الی کون اذ معمولا لنبا لکونہ مصدرا فی الاصل ۱۲ [illegible] ظاہر کرنا مقصود ہے کما صرح المفسر ۱۲ [illegible] لفظ ایک کو مکرر اس لیے کیا کہ یہ معلوم ہو جاوے کہ قربانا میں تنکیر افراد کی کل واحد کے اعتبار سے ہے یہ نہیں کہ دونوں کی نیاز مل کر ایک ہی چیز تھی ۱۲ تبیان

وقفہ لازم

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ انما یتقبل اللہ من المتقین فیہ اظہار کمالہ الدینی شکرا لا فخرا

قولہ تعالیٰ لئن بسطت الیّ یدک الخ لما لم یکن حینئذ نص علی جواز القتل مدافعۃ کان ہذا الجواز مشتبہا فاحتاط ہابیل عن ارتکابہ بحذر علی کون التحرز عن المشتبہ مطلوبا

قولہ تعالیٰ فاصبح من الندمین لما ورد فی الحدیث کتابۃ کل قتل علی قابیل الذی اول من سن القتل [illegible] ثبت بہ ان کل ندم لا یکون توبۃ وانما التوبۃ ندم یکون بعدہ العزم والتدارک [illegible] اہتمام للتدارک

ترجمہ مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ انما یتقبل الخ اس میں دلالت ہے کہ اپنا کمال دینی ظاہر کرنا شکر کیلئے جائز ہے نہ کہ فخر ۱۲ قولہ تعالیٰ لئن بسطت الخ چونکہ اس وقت تک کوئی نص نہ تھی جس سے قتل بمدافعت کی اجازت ہو سکے ہابیل نے اسکے ارتکاب سے احتیاط کی پس اس سے شبہات سے بچنے کا مطلوب ہونا ثابت ہوا قولہ تعالیٰ فاصبح من الندمین حدیث سے ہر خون ناحق کا قابیل پر بھی لکھا جانا معلوم ہوتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ یہ ندامت نافع نہیں ہوئی تو اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ہر ندامت توبہ نہیں بلکہ وہی ندامت توبہ ہے جسکے بعد عذر و تدارک کا اہتمام ہو ۱۲

معاملہ کے فیصلہ کے لیے یہ نیاز چڑھائی گئی تھی اس میں ہابیل حق پر تھا اس لیے اُس کی نیاز قبول ہوگئی اور قابیل حق پر نہ تھا اُس کی قبول نہ ہوئی ورنہ پھر فیصلہ نہ ہوتا بلکہ اور خلط و اشتباہ ہو جاتا جب (وہ دوسرا یعنی قابیل اُس میں بھی ہارا تو جھلا کر) کہنے لگا کہ میں تجھ کو ضرور قتل کردوں گا اس ایک نے (یعنی ہابیل نے) جواب دیا (کہ تیرا ہارنا تو تیری ہی ناحق پرستی کی وجہ سے ہے میری کیا خطا کیوں کہ) خدا تعالیٰ متقیوں ہی کا عمل قبول کرتے ہیں (میں نے تو تقویٰ اختیار کیا اور خدا کے حکم پر رہا خدائے تعالیٰ نے میری نیاز قبول کر لی تو نے تقویٰ کو چھوڑ دیا اور خدا کے حکم سے منہ موڑا تیری نیاز قبول نہیں کی سو اس میں تیری خطا ہے یا میری انصاف تو کر لیکن) اگر پھر بھی تیرا یہی ارادہ ہے تو تو جان (میں نے پختہ قصد کر لیا ہے کہ) اگر تو مجھ پر میرے قتل کرنے کے لیے دست درازی کرے گا تب بھی میں تجھ پر تیرے قتل کرنے کے لئے ہرگز دست درازی کرنے والا نہیں (کیونکہ) میں تو خدائے پروردگار عالم سے ڈرتا ہوں (کہ باوجودیکہ تیرے جواز قتل کا ظاہرًا ایک سبب موجود ہے۔ یعنی یہ کہ تو مجکو قتل کرنا چاہتا ہے مگر اس وجہ سے کہ یہ جواز اب تک کسی نص جزئی سے مجکو محقق نہیں ہوا اس لیے اس کے ارتکاب کو احتیاط کے خلاف سمجھتا ہوں اور اس شبہ کی وجہ سے خدا سے ڈرتا ہوں اور یہ ہمت تجھی کو ہے کہ باوجودیکہ میرے جواز قتل کا کوئی امر مقتضی نہیں بلکہ مانع موجود ہے لیکن پھر بھی خدا سے نہیں ڈرتا) میں یوں چاہتا ہوں کہ (مجھ سے کوئی گناہ کا کام نہ ہو گو تو مجھ پر کتنا ہی ظلم کیوں نہ کرے جس سے کہ) تو میرے گناہ اور اپنے گناہ سب اپنے سر رکھ لے پھر تو دوزخیوں میں شامل ہو جاوے اور یہی سزا ہوتی ہے ظلم کرنے والوں کی سو یوں تو پہلے ہی سے قتل کا ارادہ کر چکا تھا یہ جو سُنا کہ یہ مدافعت بھی نہ کرے گا چاہیے تو تھا کہ گداخت ہو جاتا مگر بے فکر ہو کر اور بھی) اُس کے جی نے اُس کو اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ کر دیا (پھر) آخر اُس کو قتل ہی کر ڈالا جس سے (کم بخت) بڑے نقصان اُٹھانے والوں میں شامل ہو گیا (دنیا میں تو یہ نقصان کہ اپنا قوت بازو و راحت روح گم کر بیٹھا اور آخرت میں یہ نقصان کہ سخت عذاب میں مبتلا ہوگا اب جب قتل سے فارغ ہوا تو اب حیران ہے کہ لاش کو کیا کروں جس سے یہ راز پوشیدہ رہے جب کچھ سمجھ میں نہ آیا تو) پھر (آخر) اللہ تعالیٰ نے ایک کوا (وہاں) بھیجا کہ وہ (چونچ اور پنجوں سے) زمین کو کھودتا تھا (اور کھود کر ایک دوسرے کوے کو کہ وہ مرا ہوا تھا اُس گڑھے میں دھکیل کر اُس پر مٹی ڈالتا تھا) تاکہ وہ (کوا) اُس (قابیل) کو تعلیم کر دے کہ اپنے بھائی (ہابیل) کی لاش کو کس طریقے سے چھپاوے (قابیل یہ واقعہ دیکھ کر اپنے جی میں بڑا ذلیل ہوا کہ مجھ کو کوے کے برابر بھی فہم نہیں اور غایت حسرت سے) کہنے لگا کہ افسوس میری حالت پر کیا میں اس سے بھی گیا گزرا کہ اس کوے ہی کی برابر ہوتا اور اپنے بھائی کی لاش کو چھپا دیتا (سو اس بدحالی پر) بڑا شرمندہ ہوا **ف** شروع قصہ کی سند تو تمہید میں مذکور ہے اور کوے کے کھودنے کی حکایت بطریق مذکور عبد بن حمید اور ابن جریر نے عطیہ سے نقل کی ہے کذا فی الروح اور تتمہ قصہ کا نعیم بن حماد نے عبد الرحمن بن فضالہ سے نقل کیا ہے کہ اس کے بعد قابیل کی عقل مسخ ہو گئی۔ اور دل اُس کا قابو میں نہ رہا مخبوط الحواس ہو گیا اسی بدحواسی اور پریشانی میں مر گیا کذا فی الروح یہ حالت بھی خسران دنیا میں داخل ہو سکتی ہے اور خسران آخرت کا ذکر حدیث صحیحین میں ابن مسعود رضہ سے اس طرح آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت تک

ملحقات الترجمہ ۱ قولہ فی انی اخاف کیونکہ اشارۃ الی کون الجملۃ تعلیلا لما قبلہ وہذا التقریر احسن من کل ما یوجد فی التفاسیر ولا فخر ونقل الفخر عن مجاہد ان المدافعۃ لم تکن جائزۃ فی تلک الشریعۃ واللہ اعلم ۱۲ ۲ قولہ ھنالک نہیں ڈرتا اشارۃ الی ان فی الجملۃ تعریضًا باخیہ انہ لا یخاف ۱۲ ۳ قولہ فی انی ارید مجھ سے کوئی گناہ کا کام نہ ہو اشارۃ الی ان متعلق الارادۃ بالذات انما ہو عدم مقارفتہ اثمہ الذنب فلا یشکل ان ارادۃ کفر غیرہ ومعصیتہ کیف جازت وقریب منہ ما فی الخازن عن الزمخشری انہ لیس ذلک بحقیقۃ الارادۃ لکنہ لما علم انہ یقتلہ لا محالۃ ووطن نفسہ علی الاستسلام للقتل طلبا للثواب فکانہ صار مریدا مجازا وان لم یکن مریدا حقیقۃ ۱۲ ۴ قولہ فی تبوء سر رکھ لے سے غیر مراعاۃ للغۃ فان معناہ تلزم وترجع ھو فی المدارک تحتمل ۱۲ ۵ قولہ فی طوعت مگر بے فکر ہو کر بہذا المجموع صح ترتب التفریع علی مقالۃ ہابیل والا فارادۃ محقق من قبل ۱۲ ۶ اس لفظ کو بڑھا کر اس شبہ کا جواب دیا ہے کہ جب خدا ہی نے نیاز قبول نہ کر کے قابیل کو ہرا دیا تو قابیل کا نذر قبول نہ ہونے میں کیا قصور وجہ دفع ظاہر ہے کہ یہ عدم قبول بوجہ ناحق پر ہونے کے ہوا پس اب وہ معذور نہیں سمجھا جا سکتا ۱۲ ۷ قال لاقتلنک کا ترتب ماقبل پر ظاہر فرمایا ہے ۱۲ تبیان ۸ مقصود یہ ہے کہ انما یتقبل اللہ علتہ جواب ہے اصل جواب یہ ہے کہ تیرا ہارنا تو اور مقصود اس سے اپنا بے خطا ہونا ظاہر کرنا ہے جس کی علت یہ بیان کی کہ انما یتقبل اللہ النح ۱۲ تبیان للعی بہ نظم ارتباط لئن بسطت بما قبلہ ۱۲ تبیان ۹ یہاں شبہ ہوتا ہے کہ تطوع نفس تو قابیل میں پہلے سے تھی پھر ہابیل کے اس جواب پر طوعت کو بذریعہ فا کیسے مرتب فرمایا حاصل جواب ظاہر ہے کہ اس جواب سے بالکل بے فکر ہو گیا لہذا التفریع بہت صحیح ہے ۱۲ ۱۰ یہ اس لیے بڑھایا کہ اظہار ندامت جو مدلول ہے قال یاویلتی کا موقوف ہے اول دل میں ندامت پیدا ہونے پر اس لیے اس کو کالمقدر مانا جاوے گا ۱۲ تبیان

وقف النبی علیہ السلام

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۚ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ

اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر یہ لکھدیا کہ جو شخص کسی شخص کو بلامعاوضہ دوسرے شخص کے یا بدون کسی فساد کے جو زمین میں اس سے پھیلا ہو قتل کرڈالے تو گویا اُس نے تمام

جَمِیْعًا ؕ وَمَنْ اَحْیَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَیِّنٰتِ ثُمَّ اِنَّ كَثِیْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِی الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ۝

آدمیوں کو قتل کر ڈالا اور جو شخص کسی شخص کو بچالیوے تو گویا اُسنے تمام آدمیوں کو بچالیا اور بنی اسرائیل کے پاس ہمارے بہت سے پیغمبر بھی دلائل واضحہ لیکر آئے پھر اسکے بعد بھی بہتیرے انمیں سے دنیا میں زیادتی کرنیوالے ہی

جتنے خون ناحق ہوتے ہیں قاتل کے برابر اُس کا گناہ اُس (قابیل) کے نامۂ اعمال میں بھی بوجہ اس کے بانی قتل ہونے کے لکھا جاتا ہے آھ پس یہ آخرت کا خسران بھی مضاعف ہوا اور اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ میں جس مسئلہ کی تقریر کی گئی اُس کے متعلق اس شریعت میں حکم یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اس کو قتل کرنا چاہے اور یہ شخص قرائن قویہ سے سمجھے کہ میں بدوں اس کے کہ اس کو قتل کردوں بچ نہیں سکتا۔ تو اوس کو قتل کر دینا جائز ہے اور اگر اس حیص بیص میں یہ مارا گیا تو شہید ہوگا اور اگر یہ مدافعت نہ کرے بلکہ بے ہاتھ پاؤں ہلائے مارا جاوے تب بھی جائز ہے بلکہ بعض احادیث سے کہ ابوداؤد و ترمذی میں مروی ہیں اس کا افضل ہونا ثابت ہوتا ہے یہ سب مضامین احادیث میں ہیں البتہ جہاں انتقام و مدافعت میں اسلامی مصلحت وضرورت ہو وہاں مدافعت یا انتقام واجب ہے جیسے کافروں اور باغیوں سے قتال کرنا حدود و قصاص جاری کرنا اور اس تقریر سے تمام نصوص و دلائل جمع ہو جاتے ہیں اور ہابیل نے جو اپنے کو متقیوں میں داخل کہا تفاخراً نہیں بلکہ بطور تحدث بالنعمہ کے بضرورت سبب قبول بتلانے کے اور یہ جو کہا کہ میرا گناہ بھی تیرے ہی اوپر رہے سو وجہ اُسکی وہ ہے کہ جو حدیثوں میں آیا ہے کہ قیامت کے روز مظلوم کے گناہ ظالم پر ڈالے جاویں گے کہ اس کا عذاب شدید ہو اور مظلوم ہلکا ہو جاوے اور کسی روایت میں قابیل کے کفر و ایمان کے متعلق مصرحاً نظر سے نہیں گذرا لیکن روح المعانی تفسیر سورۂ حٰمٓ السجدہ تحت آیت رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَیْنِ اَضَلّٰنَا الخ کے لکھا ہے کہ قابیل مؤمن عاصی ہے واللہ اعلم اور آخرت میں جو اس کی ندامت مذکور ہے یہ ندامت بقول مفسرین قتل پر نہیں تاکہ توبہ کا شبہ ہو بلکہ قتل پر جو مضرتیں مرتب نظر آئیں جیسے نعش کے دفن میں حیران ہونا اور کوّے کی تعلیم کا محتاج ہونا اور بدحواس ہو جانا یا بعض مفسرین نے لکھا ہے بدن سیاہ ہو جانا اور آدم علیہ السّلام کا ناراض ہو جانا اس پر نادم ہوا۔ احقر کہتا ہے کہ اگر قتل ہی پر ندامت ہو تب بھی شبہ توبہ کا نہیں ہو سکتا کیونکہ ہر ندامت توبہ نہیں بلکہ جس ندامت کے بعد معذرت و انکسار و فکر تدارک بھی ہو اور یہ ندامت طبعی تھی جو محض عقل کے اقتضاء سے پیدا ہو جاتی ہے اس میں شرع اور تقوی کا کچھ دخل نہیں

ربط قصہ مذکور کا ایک جزو تو وہ تھا جس کے اعتبار سے وہ ماقبل کی دلیل ہے جس کی تقریر تمہید قصہ میں مذکور ہو چکی ہے کہ انتساب پر قناعت کر لینا بیہودہ بات ہے قابیل کو اُس کا انتساب کچھ کام نہ آیا اور ایک جزو اُس کا یہ بھی ہے کہ بے خطا قتل کرنا نہایت امر شنیع ہے جس سے قابیل کیسے خسران و خسران میں پڑ گیا اس جزو کے اعتبار سے اس پر مابعد کے ایک مضمون کو متفرع فرماتے ہیں جسکا حاصل یہ ہے کہ چونکہ ناحق قتل کرنا نہایت مضر چیز ہے اسلیے ہم نے اس کی ممانعت شرائع میں جس میں بنی اسرائیل کی شریعت بھی داخل ہے جن کا اوپر سے ذکر چلا آرہا ہے اور آگے بھی عنقریب وہ عود کرے گا بہت اہتمام سے فرمائی **اخبار از تشدید قتل حرام** مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۝ الی قولہ ثُمَّ اِنَّ كَثِیْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِی الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ۝ اسی (واقعہ کی) وجہ[2] سے (جس سے قتل ناحق کے مفاسد ثابت ہوتے ہیں) ہم نے (تمام مکلفین پر عموماً اور) بنی اسرائیل پر (خصوصاً[3]) یہ (حکم) لکھ دیا (یعنی مقرر کر دیا) کہ (قتل ناحق اتنا بڑا گناہ ہے کہ) جو شخص[4] کسی شخص کو بلا معاوضہ[5] دوسرے شخص کے (جو ناحق مقتول ہوا ہو) یا بدون کسی (شرو) فساد کے جو زمین میں اُس سے پھیلا ہو (خواہ مخواہ) قتل کر ڈالے تو (اُس کو بعض اعتبار سے ایسا گناہ ہوگا کہ) گویا

ملحقات الترجمۃ

[1] قولہ فی ف لعقابہ انتہی فیا کے وزر ہذا احسن التفاسیر والبعد عن التکلف وما رأیتہ منقولا ۱۲

[2] قولہ فی اجل اسی وجہ سے فجملہ متعلقا بکتبنا وبعضہم جعلوا معمولا لما قبلہ ویکون کتبنا استینافا لکن التعلیل یکون منقوصا معنی ۱۲

[3] قولہ فی بنی اسرائیل خصوصا اشار الی ان تخصیصہم باعتبار ذکرہم فی المقام وکونہم اکثر جرأۃ علی القتل حتی قتلوا الانبیاء ۱۲

[4] قولہ فی نفسہ شخص اشار الی ان المراد بالنفس الانسانیۃ لا غیرہا ۱۲

[5] قولہ فی بغیر بلا معاوضہ اشار الی ان الباء للمقابلۃ ۱۲

اللغات فی الروح اجل فی الاصل الجنایۃ یقال اجل علیہم شرا اذا جنی علیہم ثم استعمل فی تعلیل الجنایات ثم اتسع فیہ فیستعمل لکل سبب اھ **البلاغۃ قولہ** ولقد جاءتہم الخ فی الروح ولم یقل ارسلنا الیہم للتصریح بوصول الرسالۃ الیہم فانہ ادل علی تناہیہم فی العتو ثم للتراخی فی المرتبۃ والاستبعاد ولما کان اسرافہم فی امر القتل مستلزما لتفریطہم فی شان الاحیاء وجوداً وعدماً وکان ہو اقبح الامرین وافظعہما اکتفی بذکرہ فی مقام التشنیع المسوق لہ الآیۃ وذکر الارض مع ان الاسراف لا یکون الا فیہا للایذان بان اسرافہم لیس امرا مخصوصا بہم بل انتشر شرہ فی الارض وسری الی غیرہم ۱۲

فائدۃ بدیعۃ ولو حمل اللام فی الناس علی العہد ویراد بہ الناس الذین صار قتل ہذہ النفس المقتولۃ او احیاؤہا سببا لقتلہم وابقائہم خاصۃ کان توجیہ الکلام اظہر لان من سن سنۃ حسنۃ فلہ اجرہا واجر من عمل بہا وکذلک من سن سیئۃ فلہ وزرہا ووزر من عمل بہا کما فی الحدیث ۱۲

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ

جو لوگ اللہ تعالیٰ سے اور اُس کے رسول سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد پھیلاتے پھرتے ہیں ان کی یہی سزا ہے کہ قتل کیے جائیں یا سولی دیے جائیں یا

اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ

ہاتھ اور پاؤں مخالف جانب سے کاٹ دیے جائیں یا زمین پر سے نکال دیے جائیں یہ اُن کے لیے دنیا میں سخت رسوائی ہے اور ان کو آخرت میں

عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

عذاب عظیم ہوگا ہاں مگر جو لوگ قبل اس کے کہ تم ان کو گرفتار کر لو توبہ کر لیں تو جان لو کہ بیشک اللہ تعالیٰ بخش دیں گے مہربانی فرمائیں گے

اُس نے تمام آدمیوں کو قتل کر ڈالا دوہ بعض اعتبار یہ ہے کہ اس نے گناہ پر جرأت کی خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی خدائے تعالیٰ اُس سے ناراض ہو گئے دنیا میں مستحق قصاص ہوا آخرت میں مستحق دوزخ ہوا یہ امور ایک کے اور ہزار کے قتل کرنے میں مشترک ہیں گو شدت و اشدیت کا تفاوت ہو اور یہ دو قیدیں اس لیے لگائیں کہ قصاص میں قتل کرنا جائز ہے اسی طرح دوسرے اسباب جواز قتل سے بھی جس میں قطع طریق جو آگے مذکور ہے اور کفر حربی جس کا ذکر احکام جہاد میں آچکا ہے سب داخل ہے قتل کرنا جائز بلکہ بعض صورتوں میں واجب ہے) اور (یہ بھی لکھ دیا تھا کہ جیسا ناحق قتل کرنا گناہ عظیم ہے اسی طرح کسی کو قتل غیر واجب سے بچا لینا اس میں ثواب بھی ایسا ہی عظیم ہے کہ) جو شخص کسی شخص کو بچا لیوے تو اس کو ایسا ثواب ملے گا کہ) گویا اُس نے تمام آدمیوں کو بچا لیا (غیر واجب کی قید اس لیے لگائی کہ جس شخص کا قتل شرعاً واجب ہو اُس کی امداد یا سفارش حرام ہے اور اس مضمون احیاء کے لکھنے سے بھی تشدید قتل کی ظاہر ہو گئی کہ جب احیاء ایسا محمود ہے تو ضرور قتل مذموم ہوگا اسلیے اس کا ترتب و تسبب بھی بواسطہ عطف کے مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ پر صحیح ہو گیا) اور بنی اسرائیل کے پاس (اس مضمون کے لکھ دینے کے بعد) ہمارے بہت سے پیغمبر بھی دلائل واضحہ (نبوۃ کے) لیکر آئے (اور وقتاً فوقتاً اس مضمون کی تاکید کرتے رہے) مگر پھر اس (تاکید و اہتمام) کے بعد بھی بہتیرے ان میں سے دنیا میں زیادتی کرنیوالے ہی رہے (اور اُن پر کچھ اثر نہ ہوا حتیٰ کہ بعض نے خود اُن انبیاء ہی کو قتل کر دیا) ف اور بہتیرے اسلیے فرمایا کہ بعضے مطیع و فرمانبردار بھی تھے اور احیاء میں تشبیہ کو بعض وجوہ کے ساتھ مقید نہیں کیا گیا کیونکہ تضاعف حسنہ سے کوئی دلیل مانع نہیں اور تضاعف سیئہ کا عنقریب منفی ہے اور اگر یہ شبہ ہو کہ پھر ایک کا بچانیوالا اور ہزار کا بچانیوالا چاہیے برابر رہیں جواب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ دوسرے شخص کو جمیع ناس کے مضاعف عدد کا ثواب ملجاوے یا عمل حقیقی و عمل حکمی میں باوجود مساوات فی الحکم کے کیفاً تفاوت ہو اول شخص کا عمل حقیقی ایک ہے دوسرے کے عمل حقیقی دو ہیں بہرحال برابری لازم نہیں آئی خوب سمجھ لو ربط اوپر قتل ناحق کی جو بلا معاوضہ کسی شخص کے قتل یا فساد فی الارض کے ہو شناعت و قباحت بیان فرمائی تھی آگے قتل اور اسکے توابع مثل قطع اطراف اور تعزیر کا جو کہ بالحق ہو یعنی بسبب فساد فی الارض و جنایت کے ہو مشروع اور مطلوب فی الشرع ہونا بیان فرماتے ہیں اسلیے اول قطاع الطریق کا حکم پھر سارق کا حکم مذکور ہوتا ہے اور اسکے درمیان اور مضمون بوجہ خاص مناسبت کے جسکی تقریر اسکی تمہید میں ہو گی لایا گیا ہے

حکم یازدہم حد قطع طریق اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ الیٰ قولہ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ جو لوگ اللہ تعالیٰ سے اور اُس کے رسول

النحو قولہ الا الذین تابوا استثناء راجع الی الخزی الدال علی الحد المذکور والی العذاب لا غیری فبالتوبۃ یسقط الحدود والعذاب جمیعا فلا یرد ان ارجاعہ الی انما جزاء الذین الخ الی البعید لا رجعہ الی البعید ولا یتوقف علیہ الحکم بسقوط الحد عن التائب فان سقوط الخزی یستلزم سقوط الحد لاتحادہما ۱۲ البلاغۃ فی الترجیع بقتلوا الاتیان بصیغۃ التفعیل لما فیہ من الزیادۃ علی القصاص لانہ لکونہ حق الشرع لا یسقط بعفو الولی وکذا التصلیب ۱۲ قلت وکذا التقطیع وفیہ قولہ ذلک لہم خزی اقتصر فی الدنیا علی الخزی مع ان لہم فیہا عذابا ایضا وفی الآخرۃ علی العذاب مع ان لہم فیہا خزیا ایضا لان الخزی فی الدنیا اعظم من عذابہا والعذاب فی الآخرۃ اشد من خزیہا ۱۲ الفقہ دلت الآیۃ علی ان الحد [illegible] ذہب ابو حنیفۃ رح واما حدیث فہو قبل ہ کان کفارۃ [illegible] ان یقال ان الجنایۃ تسقط بالعقوبۃ والحد لکن الجسارۃ لا یسقط بالحد [illegible] السیاسیات فی الدنیا [illegible] فی التقریر [illegible] بہذہ العقوبۃ [illegible] ہذا ینطبق الآیۃ والحدیث ولو جہنا قول ابی حنیفۃ رح علیہ کان اولی واللہ اعلم ۱۲ الروایات نقل الشیخ عبد الحی رحمہ اللہ فی حاشیۃ الہدایۃ ہکذا اخرج الشافعی فی مسندہ والامام محمد وغیرہما عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وادع ابا بردۃ [illegible] فجاء اناس یریدون الاسلام فقطع علیہم اصحاب ابی بردۃ فنزل جبرئیل [illegible] ان من قتل واخذ المال صلب ومن قتل ولم یاخذ المال قتل ومن اخذ المال ولم یقتل قطعت یدہ ورجلہ من خلاف [illegible] بطریق ولم یاخذ ولم یقتل نفی [illegible] فی الاختصاص الصلب بہذہ الحالۃ لا علی اختصاص ہذہ الحالۃ بالصلب بل [illegible] الامام مخیر فی الاربعۃ [illegible] کلتا الجہتین آہ ۱۲

ملحقات الترجمۃ ۱ قولہ فی احیاہا بچا لیا اشارۃ الی ان الاسناد مجازی والاحیاء ۲ قولہ الحیوۃ اس سے من احیاہا کا عطف من قتل پر ظاہر کر کے یہ بتلا دیا کہ یہ بھی لکھنا کا معمول اور من اجل ذلک کی علت سے متعلق ہے اور چونکہ من اجل ذلک کو ظاہراً من قتل نفسا میں [illegible] سے تعلق من احیاہا میں نہیں اسلیے تقریر تعلیل کو اس عبارت سے ظاہر کیا کہ اور اس

حو مضمون احیاء کے لکھنے سے قتل کی
ربط تبیان ۵ آں مضمون
سے تعدد جاء ہم کا ربط ما قبل سے
ہو گیا کہ صرح بہ فی قولہ دوقتاً فوقتاً
۵ع
۵ اسکی تاکید کو متنبہ
۹ مفسرین نے اس موقع پر دو ربط
لکھے ہیں ایک تو یہ کہ اوپر قتل ناحق
بیان کیا تھا اسکی مناسبت سے
بھی ایک قتل ناحق کو بیان کیا
جو قطع طریق سے سرزد ہو
وہ یہ کہ جو نعمتیں بیان کی
وہ حسن کی دال علیہ
الجرم تبیان

مسائل السلوک
قولہ تعالی انما جزاء الذین الخ
محاربۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم
ومحاربۃ اہل تہ یجہ
من المسلمین محاربۃ اللہ تعالی
فدل علی ان المعاملۃ مع اہل
اللہ تعالی کالمعاملۃ مع اللہ تعالی

ترجمہ مسائل السلوک قولہ تعالی
جزاء الذین الخ رسول صلی اللہ علیہ
وسلم کیساتھ اور مسلمین کیساتھ محاربہ
کرنیکو محاربہ مع اللہ تعالی فرمایا ہے
اس سے دلالت ہوئی کہ اہل اللہ کیساتھ
معاملہ کرنا گویا اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملہ کرنا
ہے

صلی اللہ علیہ وسلم) سے لڑتے ہیں اور (اس لڑنے کا مطلب[1] یہ ہے کہ) ملک میں فساد (یعنی بدامنی) پھیلاتے پھرتے ہیں (مراد[2] اس سے رہزنی یعنی ڈکیتی ہے ایسے شخص پر جسکو اللہ نے قانون شرعی سے جسکا اظہار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہوا ہے امن دیا ہو یعنی مسلمان پر اور ذمی پر اور اسی لیے اس کو اللہ اور رسول سے لڑنا کہا گیا ہے کہ اس نے اللہ کے دئیے ہوئے امن کو توڑا اور چونکہ رسول کے ذریعہ سے اس کا ظہور ہوا اسلیے رسول کا تعلق بھی بڑھا دیا غرض جو لوگ ایسی حرکت کرتے ہیں) انکی یہی سزا ہے کہ (ایک حالت میں تو) قتل کیے جاویں (وہ حالت یہ ہے کہ ان رہزنوں نے کسی کو صرف قتل کیا ہو اور مال لینے کی نوبت نہ آئی ہو) یا (اگر دوسری[3] حالت ہوئی ہو تو) سولی دئیے جاویں (یہ وہ حالت ہے کہ انہوں نے مال بھی لیا ہو اور قتل بھی کیا ہو) یا (اگر تیسری حالت ہوئی ہو تو) ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف جانب سے (یعنی عـه داہنا ہاتھ اور بایاں پاؤں) کاٹ دئیے جائیں (یہ وہ حالت ہے کہ صرف مال لیا قتل نہ کیا ہو) یا (اگر چوتھی حالت ہوئی ہو تو) زمین پر (آزادانہ آباد رہنے) سے نکال (کر جیل[4] خانہ میں بھیج) دئیے جاویں (یہ وہ حالت ہے کہ نہ مال لیا ہو نہ قتل کیا ہو قصد کرنے کے بعد ہی گرفتار ہو گئے ہوں) یہ (سزائے مذکورہ تو) ان کے لیے دنیا میں سخت رسوائی (اور ذلت) ہے اور ان کو آخرت میں (جو) عذاب عظیم ہو گا (سو الگ) ہاں مگر جو لوگ قبل اس کے کہ تم ان کو گرفتار کرو توبہ کرلیں تو (اس حالت میں) جان لو کہ بیشک اللہ تعالی (اپنے حقوق) بخش دیں گے (اور توبہ قبول کرتے ہیں) مہربانی فرماویں گے (مطلب یہ کہ اوپر جو سزا مذکور ہوئی ہے وہ حد اور حق اللہ کے طور پر ہے جو کہ بندہ کے معاف کرنے سے معاف نہیں ہوتی قصاص وحق العبد کے طور پر نہیں جو کہ بندہ کے معاف کرنے سے معاف ہوجاتا ہے پس جب قبل گرفتاری کے ان لوگوں کا تائب ہونا ثابت ہو جاوے تو حد ساقط ہوجاویگی جو کہ حق اللہ تھا البتہ حق العبد باقی رہے گا پس اگر مال لیا ہو گا اس کا ضمان دینا پڑیگا اور اگر قتل کیا ہو گا تو اس کا قصاص لیا جاوے گا لیکن عسه اس ضمان وقصاص کے معاف کرنے کا حق صاحب مال اور ولی مقتول کو حاصل ہوگا) **ف** اس آیت میں سزایابی کی جو چار حالتیں بیان کی گئی ہیں مقسم ان کا اخذ مال اور قتل نفس کا وجود یا عدم مع عدم توبہ ہے سو اس مقسم کا انحصار ان اقسام میں عقلی ہے کیونکہ عقلاً بھی چار احتمال ہیں کہ یا دونوں موجود یا دونوں معدوم یا قتل موجود اور اخذ مال معدوم یا اس کا عکس اور حد اسی ہی مقسم کے ساتھ خاص ہے اور استثناء کی حالت اس مقسم کا مقابل ہے اب چند مسائل متعلقہ مقام لکھے جاتے ہیں **مسئلہ** پہلی حالت میں اور اسی طرح دوسری میں بھی جنایت قتل سے مراد عام ہے خواہ آلۂ جارحہ سے یا غیر جارحہ سے **مسئلہ** دوسری حالت میں حاکم اسلام کو چار اختیار ہیں ایک صرف سولی دینا دوسرے صرف قتل کرنا تیسرے ہاتھ پاؤں کاٹ کر سولی دینا چوتھے ہاتھ پاؤں کو کاٹ کر قتل کرنا پہلا ایک تو قرآن مجید میں منصوص ہے اور پچھلے تین اور دلائل سے ثابت ہیں **مسئلہ** اس حالت میں اگر سولی دی جاوے تو اس کا طریق یہ ہے کہ زندہ دار پر کھینچا جاوے پھر برچھی سے اس کا پیٹ چاک کر دیا جاوے یہانتک کہ مرجاوے **مسئلہ** تیسری حالت میں ہاتھ گٹے پر سے اور پاؤں ٹخنے سے کاٹا جاوے پھر اس کو داغ دے دیا جاوے تاکہ سارا خون بدن کا نہ نکل جاوے **مسئلہ** چوتھی حالت میں حبس سے پہلے تعزیر بھی ہے اور حد حبس کی وہ توبہ ہے جسکا صادق ہونا قرائن سے معلوم ہو **مسئلہ** چاروں حالتوں میں وہ مال

ملحقات الترجمۃ [1] **قولہ** فی یسعون مطلب یہ ہے اشارۃ الی ان العطف تفسیری فائدۃ التعلیل یعنی ان اللہ و رسولہ لا یتضرران بہذا الفعل و انما حکم بہذا الجزاء لکونہ ضرا باہل الارض [2] **قولہ** فی توضیح یسعون مراد رہزنی اشارۃ الی سقوط قول من قال ان الآیۃ فی المرتدین لا غیر بناء علی ان محاربۃ اللہ و رسولہ انما تستعمل فی الکفار و لما اخرج الشیخان فی قصۃ نفر من عکل عوقبوا بالقتل و السمل حتی ماتوا و فیہ نزول اللہ تعالی انما جزاء الذین الخ و وجہ السقوط کونہ مخالفا للاجماع من یعتد بہ من السلف و الخلف و دعوی ان المحاربۃ الخ یردہا اطلاقہما علی المعاصی فی الحدیث و سبب النزول لا یصلح مخصصا خصوصا و یدل علی ان المراد قطاع الطریق قولہ تعالی الا الذین تابوا الخ و معلوم ان المرتدین لا یختلف حکمہم فی زوال العقوبۃ عنہم بالتوبۃ بعد القدرۃ او قبل القدرۃ و قد فرق اللہ تعالی بینہما و ایضا ان الاسلام لا یسقط الحد عمن وجب علیہ و ایضا لیست عقوبۃ المرتدین کذلک و ایضا یحتمل ان یکون نزول ہذہ الآیۃ فی المرتدین النہی فیما یستقبل عن عقوبتہم بمثل ہذا بیان انحصار ہذا الجزاء فی القطاع فافہم کذا فی الروح الا البعض فانہ مما سنح بالخاطر بفضل اللہ القادر ۱۲ [3] **قولہ** فی او یصلبوا یا اگر دوسری الخ اشارۃ الی ان او للتقسیم لا للتخییر و دلیلہ ما سیاتی من مسند الشافعی رح [4] **قولہ** فی ینفوا جیلخانہ لانہ نفی من عمارۃ الارض تنشیطا و اشرت الیہ فی تقریر الترجمۃ و ہذا التوجیہ من بدائع الموہوبات ۱۲ **عـه** یہی حدیث شریف میں مصرح ہے اور اسکے خلاف جائز نہیں کہ بایاں ہاتھ اور داہنا پاؤں کاٹ دیا جاوے پس من خلاف کا اجمال مفسر ہے حدیث سے ۱۲ تبیان **عسه** یہاں یہ شبہ ہوتا ہے کہ جب حق العبد ان سے ساقط نہ ہوا کہ قتل فی القصاص اور ضمان ہے تو قبل القدرۃ توبہ کرنے سے مطلق معافی نہ ہوئی جو مقتضا تھا استثناء کا پس اس سے انکو کیا نفع ہوا اس کا جواب یہ ہے کہ نفع یہ ہوا کہ اگر صاحب حق معاف کر دے تو معاف ہو جاویگا برخلاف توبہ قبل القدرۃ نہ کرنے کی صورت کے کہ معاف کرنے سے معاف نہ ہوگا نیز یہ بھی نفع ہوا کہ مثلاً دوسری صورت میں جبکہ صرف مال ہو اگر قبل القدرت توبہ نہ کرتے تو قطع ایدی و ارجل ہوتا اور اس توبہ کے بعد صرف ضمان لیا جاوے گا پس استثناء مطلق عقوبت کے اعتبار سے نہیں بلکہ صرف عقوبت حق اللہ کے اعتبار سے ہے ۱۲ تبیان

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ

اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور خدا تعالیٰ کا قرب ڈھونڈو اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا کرو امید ہے کہ تم کامیاب ہو جاؤ گے یقیناً جو لوگ

كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ

کافر ہیں اگر ان کے پاس تمام دنیا بھر کی چیزیں ہوں اور ان چیزوں کے ساتھ اتنی چیزیں اور بھی ہوں تاکہ وہ اس کو دیکر روز قیامت کے عذاب سے چھوٹ جاویں تب بھی وہ چیزیں ہرگز ان سے قبول نہ کی جاویں گی

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا ۫ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝

اور ان کو دردناک عذاب ہوگا اس بات کی خواہش کریں گے کہ دوزخ سے نکل آویں اور وہ اس سے کبھی نہ نکلیں گے اور ان کو عذاب دائمی ہوگا۔

یا وہ جان جس پر جنایت واقع ہوئی ہے محترم و مامون عند الشرع ہو یعنی مسلم یا ذمی کا مال و جان ہو اور یُحَارِبُوْنَ کی تفسیر میں اس طرف اشارہ بھی کر دیا گیا ہے **مسئلہ** ان چاروں حالتوں کی سزائیں حق اللہ اور حدود ہیں اگر مالک مال یا ولی مقتول معاف کرے معاف نہیں ہو سکتا اور اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا میں اس طرف اشارہ بھی کر دیا گیا ہے **مسئلہ** یہ سزا جو رہزنوں پر جاری ہوگی اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان میں سے ہر ہر شخص کی تعیین جرم کا جدا جدا ثبوت لیا جاوے بلکہ اگر ان چاروں حالتوں کی جنایت کا ان میں ایک بھی مرتکب ہوا تو سب کی وہی سزا ہوگی۔ غرض اس گروہ میں اس جنایت کا پایا جانا کافی ہے کیونکہ ایک شخص نے بھی جو کچھ کیا ہے سب کی قوت پر کیا ہے **مسئلہ** اگر اخذ مال یا قتل نہیں پایا گیا لیکن زخمی کر دیا تو حد کی چاروں حالتوں سے خارج ہونے کی وجہ سے اس کا حکم مثل عام زخموں کے ہے جس میں قصاص یا ارش یعنی ضمان لازم ہوگا اور حق العبد ہونے کی وجہ سے عفو کا بھی اعتبار ہوگا **مسئلہ** اگر حق اللہ و حق العبد دونوں جمع ہو جاویں مثلاً اخذ مال بھی ہوا جو کہ موجب حد ہے اور جرح بھی ہوا جو کہ موجب قصاص ہے تو صرف موجب حد پر حکم جاری کیا جاویگا **مسئلہ** ڈکیتی شہر یا قرب شہر میں معتبر نہیں اس میں صرف تعزیر اور قصاص ہوگا حد نہ ہوگی اور بعض مسائل ضمن ترجمہ میں آ گئے جیسے کاٹنے میں داہنا ہاتھ اور بایاں پاؤں یہ سب مسائل ہدایہ میں ہیں صرف ایک مسئلہ کہ ایک کا فعل سب کا فعل سمجھا جاوے گا در مختار سے لکھا ہے **مسئلہ** اس حد کے سوا اور باقی حدود جیسے حد شرب حد قذف حد زنا حد سرقہ توبہ سے ساقط نہیں ہوتے کذا فی البنایہ **ربط** اوپر اس مقام میں بعض معاصی سے نہی کی گئی تھی جیسے قتل اور فساد فی الارض اور اس پر جو عقوبت مرتب ہوتی ہے اس کے بیان سے نہی اور مؤکد ہو گئی اور بعض طاعات کا امر تھا جیسے احیاء نفس مَنْ اَحْيَاهَا میں اور دفع فساد اِنَّمَا جَزٰٓؤُا میں اور توبہ استغفار اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا میں آگے عام عنوان سے جملہ اتَّقُوا اللّٰهَ میں تمام معاصی سے اجتناب اور وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ میں تمام ضروری طاعات کے ارتکاب کا حکم فرماتے ہیں اور طاعات میں جہاد کی تصریح فرماتے ہیں تاکہ کوئی شخص جہاد کو فساد میں داخل گمان نہ کرے **امر بطاعات و نہی از معاصی عموماً** يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الیٰ قولہ تُفْلِحُوْنَ اے ایمان والو اللہ تعالیٰ (کے احکام کی مخالفت) سے ڈرو (یعنی معاصی چھوڑ دو) اور (طاعات کے ذریعہ سے) خدا تعالیٰ کا قرب ڈھونڈو (یعنی طاعات ضروریہ کے پابند رہو) اور (طاعات میں سے بالخصوص) اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا کرو امید ہے کہ (اس طریق سے) تم (پورے) کامیاب ہو جاؤ گے (اور کامیابی اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا حاصل ہونا اور دوزخ سے نجات ہے) **ربط** اوپر طاعات کا امر اور معاصی سے نہی ہے طاعات میں سب سے بڑا عمل ایمان اور معاصی میں سب سے بدتر عمل کفر ہے سو گویا اوپر عام عنوان میں ان کا امر و نہی بھی آ گیا لیکن اہتمام شان کیلئے آگے بالتخصیص کفر کا ضرر بتلاتے ہیں جس سے ایمان کا نفع بھی خود معلوم ہو جاویگا اور اہتمام شان کی وجہ ظاہر ہے کہ سب سے اعظم ہے اور تبلیغ انبیاء میں سب سے مقدم و نیز مجموعۂ آیتین سے یہ ثابت کرنا ہے کہ اصل وسیلہ طاعات ہیں بلا طاعات تمام دنیا بھر کے خزائن بھی وسیلہ نہیں بن سکتے **ضرر کفر** اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا الیٰ قولہ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝ یقیناً جو لوگ کافر ہیں اگر (بالفرض)

اللغات فی تفسیر البیضاوی وسل الی کذا اذا تقرب الیہ من فعل الطاعات و ترک المعاصی ۱۲ النحو قولہ لو ان لہم ما الخ الموصول اسم ان و الظرف خبر ما بعد تعلقہ بالمستقر و جمیعا حال من الموصول و مثلہ معطوف علی الموصول و لیفتدوا متعلق بالمستقر المذکور ۱۲ البلاغۃ قولہ معہ فی الروح فائدۃ التصریح بفرض کینونتہما لہم بطریق المعیۃ لا بطریق التعاقب تحقیقا لکمال فظاعۃ الامر فی قولہ تعالیٰ ما تقبل و ترتیب علی کون ذلک لہم لاجل فتدا الحکم بہ من غیر ذکر الافتداء بان یقال و افتدوا بہ مع ان الرد و القبول انما یترتب علیہ لا علی مبادیہ للایذان بانہ امر محقق الوقوع غنی عن الذکر و انما المحتاج الی الفرض تقدیرہم علی ما ذکر و للمبالغۃ فی تحقیق الرد و تخییل انہ وقع قبل الافتداء ۱۲ الملحقات الترجمۃ لے قولہ فی لو بالفرض لانہ لا یکون لہم مال فی الواقع ۱۲ عہ اسی طرح اگر جنایتیں مختلف صادر ہوئی ہوں مثلاً بعض شدید بعض خفیف تو سارے گروہ کو مرتکب جنایت شدیدہ سمجھا جاویگا اور اس کے موافق سزا ہوگی عہ مطلب یہ کہ نرا خوف مقصود نہیں بلکہ اس کا اثر اور کہ ترک معاصی ہے مقصود ہے عہ ابتغاء وسیلہ کی صورت بیان فرمائی ۱۲ تبیان للعے مطلب یہ ہے کہ جاہدوا تخصیص بعد تعمیم ہے ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ وابتغوا الیہ الوسیلۃ الخ فی تفسیر البیضاوی وسل الی کذا اذا تقرب الیہ من فعل الطاعات و ترک المعاصی فالوسیلۃ ہی الطاعات وفی روح المعانی استدل بعض الناس بہذہ الآیۃ علی مشروعیۃ الاستغاثۃ بالصالحین وجعلہم وسیلۃ بین اللہ تعالیٰ و بین العباد الیٰ قولہ وکل ذلک بعید عن الحق بمراحل و اطال فی ذلک ذر لحجہ نیفعک و نبہت علی ذلک لدفع الغلط فی تفسیر الوسیلۃ **ترجمۂ مسائل السلوک** قولہ تعالیٰ وابتغوا الخ توسل یعنی تقرب ہے جس کا ذریعہ طاعات کا کرنا اور معاصی کا چھوڑنا ہے اور توسل بالصالحین کے مسئلہ کو اس آیت سے کوئی مس نہیں ہے (من روح المعانی ۱۲)

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

اور جو مرد چوری کرے اور جو عورت چوری کرے سو اُن دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالو اُن کے کردار کے عوض میں بطور سزا کے اللہ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ بڑے قوت والے ہیں بڑی حکمت والے ہیں

فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

پھر جو شخص توبہ کرے اپنی اس زیادتی کرنے کے بعد اور اعمال کی درستی رکھے تو بیشک اللہ تعالیٰ اس پر توجہ فرماویں گے۔ بیشک خدا تعالیٰ بڑی مغفرت والے ہیں بڑی رحمت والے ہیں

اُن (میں سے ہر ایک) کے پاس دنیا بھر کی تمام چیزیں ہوں (جس میں تمام دفائن وخزائن بھی آگئے) اور (ان ہی چیزوں پہ کیا منحصر ہے بلکہ) اُن چیزوں کے ساتھ اتنی چیزیں اور بھی ہوں تاکہ وہ اُس کو دے کر روزِ قیامت کے عذاب سے چھوٹ جاویں تب بھی وہ چیزیں ہرگز اُن سے قبول نہ کی جاویں گی (اور عذاب سے نہ بچیں گے بلکہ) ان کو دردناک عذاب ہوگا (پھر بعد عذاب میں داخل ہو جانے کے) اس بات کی خواہش (و تمنا) کریں گے کہ دوزخ سے (کسی طرح) نکل آویں اور (یہ خواہش کبھی پوری نہ ہوگی اور) وہ اس سے کبھی نہ نکلیں گے اور اُن کو عذاب دائمی ہوگا (یعنی کسی تدبیر سے نہ سزا ٹلے گی نہ دوام سزا ٹلے گا) **ربط** دو آیت اوپر قطع طریق کا بیان تھا جو کہ سرقۂ کبریٰ کہلاتا ہے آگے سرقۂ صغریٰ یعنی چھپکر چوری کرنے کا اور اُسکی سزا کا بیان ہے **حکم دوم و نہم حد سرقہ** وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ الی قولہ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ اور جو مرد چوری کرے اور (اسی طرح) جو عورت چوری کرے سو اُن کا حکم یہ ہے کہ اے حکام اُن دونوں کے (داہنے) ہاتھ (گٹے پر سے) کاٹ ڈالو اُن کے (اس) کردار کے عوض میں (اور یہ عوض) بطور سزا کے (ہے) اللہ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ بڑی قوت والے ہیں (جو سزا چاہیں مقرر فرمائیں اور) بڑی حکمت والے ہیں (کہ مناسب ہی سزا مقرر فرماتے ہیں) **ف** اب چند مسائل لکھے جاتے ہیں **مسئلہ** اقل مقدار مال کی جس میں ہاتھ کاٹا جاتا ہے دس درہم ہیں اخرجہ عبد الرزاق فی مصنفہ عن ابن مسعود مرفوعا لا تقطع الید الا فی دینار او عشرۃ دراھم و مثلہ روی الطبرانی و احمد فی مسندہ و اسحق بن راھویہ و ابن ابی شیبۃ کذا فی حاشیۃ الھدایۃ **مسئلہ** چور کا داہنا ہاتھ (کذا اخرجہ ابو نعیم فی معرفۃ الصحابۃ عن الحارث بن ابی عبد بن ابی ربیعۃ عن فعلہ علیہ السلام کما فی الروح) گٹے پر سے (کذا نقل العینی عن کامل ابن عدی) کاٹا جاتا ہے پھر اس کو داغ دیتے ہیں تاکہ سارے بدن کا خون نہ نکل جاوے (کذا نقلہ العینی عن مستدرک الحاکم) **مسئلہ** یہ سزا حد ہے اس میں معافی نہیں ہو سکتی اور مِنَ اللّٰہِ میں بھی اس طرف اشارہ ہے **مسئلہ** اگر دوبارہ چوری کرے بایاں پاؤں ٹخنے پر سے قطع کیا جاوے گا حدیث دارقطنی و طبرانی میں آیا ہے کذا فی تخریج الزیلعی **مسئلہ** اگر پھر چوری کرے اب بقیہ ہاتھ پاؤں قطع نہ کریں گے (رواہ محمد بن الحسن فی کتاب الآثار و ابن ابی شیبۃ عن علی) بلکہ جب تک توبہ نہ کرے جس کا صادق ہونا قرائن سے معلوم ہو جاوے قید خانہ میں رکھیں گے یہ سب مسائل ہدایہ میں ہیں باقی اور مسائل اس باب کے متعلق کتب فقہ میں ملیں گے **ربط** اوپر چوری کی سزا کا دنیا میں بیان تھا آگے توبہ سے سزائے آخرت سے بچ جانیکا ذکر فرماتے ہیں جیسے قطع طریق میں بھی بعد بیان سزا کے توبہ کا ذکر آیا تھا **حکم توبۂ سارق** فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ الی قولہ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ پھر جو شخص (موافق

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ فمن تاب الخ دل علی توقف اعتبار التوبۃ علی الاصلاح کرد مال السرقۃ ان امکن او استحلالہ لنفسہ من مالکہ او انفاقہ فی سبیل اللہ من جہتہ فی ھذا المقام

ترجمہ مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ فمن تاب الخ اس سے معلوم ہوا کہ توبہ کا معتبر ہونا اصلاح پر موقوف ہے مثلاً بشرط امکان سرقہ وغیرہ کا مال واپس کر دینا ورنہ مالک سے معاف کرانا یا مالک معلوم نہ ہو تو ایسے موقع پر فی سبیل اللہ تصدق کرنا

النحو قولہ جزاء مفعول لہ او مطلق من معنی فاقطعوا او فعل مقدر من لفظہ و نکالا مفعول لہ علی انہ بدل من جزاء ای العلتان نامر واحد او یکون الجزاء منقطع و النکال علۃ للجزاء فیکون مفعولا لہ متداخلا کالحال المتداخلۃ ۱۲ **البلاغۃ** فی الروح لم تدرج السارقۃ فی السارق تغلیبا کما ھو المعروف فی امثالہ لمزید الاعتناء بالبیان و المبالغۃ فی الزجر قال مولائی و استاذی الشیخ یعقوب النانوتوی رحمۃ اللہ علیہ ان النکتۃ فی تقدیم السارق ھھنا و تقدیم الزانیۃ فی النور ان السرقۃ من الرجل اقبح لانہ ینافی علو الہمۃ الذی لابد ان یتصف بہ الرجال و ان الزنا من المرأۃ اشنع لکونہ منافیا للحیاء الذی یجب ان تتحلی بہ النساء والمقام مقام التشنیع فافہم فانہ عزیز لا یکاد ان یسمع بمثلہ ۱۲ **قولہ** من بعد ظلمہ فی الروح و التصریح بذلک ای ظلم لبیان عظم نعمتہ تعالیٰ بتذکیر عظم جنایۃ ۱۲ **الفقہ** الآیۃ کالنص فیما ذہب الیہ امامنا ابو حنیفۃ رح من ان الحدود لیست بکفارات واللہ اعلم ۱۲ **الروایات** فی اللباب اخرج احمد وغیرہ عن عبد اللہ بن عمرو ان امرأۃ سرقت علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقطعت یدھا الیمنی فقالت ہل لی من توبۃ یا رسول اللہ فانزل اللہ تعالیٰ فی سورۃ المائدۃ فمن تاب من بعد ظلمہ واصلح الآیۃ **حکایۃ لطیفۃ** فی الروح و اعترض اللحد المعری علی وجوب قطع الید بسرقۃ القلیل فقال ید بخمس مئین عسجد ودیت ما بالہا قطعت فی ربع دینار تحکم ما لنا الا السکوت لہ و ان نعوذ بمولانا من النار فاجابہ ولللہ درہ علم الدین السخاوی بقولہ عز الامانۃ اغلاہا وارخصہا ذل الخیانۃ فافہم حکمۃ الباری قلت عدم سقوط النون فی مئین ہنا شاعہا لضرورۃ الشعر ۱۲ **اللغات والترجمۃ** لہ قولہ فی الہم ہر ایک کذا فی الروح ۱۲ لہ قولہ فی ما فائکن لکون المقصود ہذہ ۱۲ لہ قولہ فی بدیں وزن و بما اشارۃ الی تفسیر الارادۃ بالتمنی کذا فی الروح ۱۲ لہ قولہ فی فاقطعوا حکم یہ ہے اشارۃ الی تقدیر الکلام ہکذا السارق والسارقۃ حکمہما فیما یتلیٰ علیکم وہو مشہور ۱۲ ھ قولہ ھنالک ای حکام اشارۃ الی ان الخطاب لولاۃ الامر فان امر الحدود والقصاص الیہم ۱۲ لہ یہ عبارت اس لیے بڑھائی کہ فدیہ دینے کا مقصود یہی ہوگا کہ عذاب سے نجات پاویں پس مقصود نفی تقبل سے نفی نجات ہے ۱۲ لہ یہ عبارت بڑھا کر عزیز حکیم کی مناسبت اس موقع کے ساتھ ظاہر کر دی نیز عزیز سے اس طرف اشارہ کرنا ہے کہ ہماری تجویز پر کسی کو مجال اعتراض نہیں اور حکیم فرما کر یہ جتلا دیا کہ وہ فی نفسہ بھی قابل اعتراض نہیں ۱۲ بیان

أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ ہی کے لیے ثابت ہے حکومت سب آسمانوں کی اور زمین کی وہ جس کو چاہیں سزا دیں اور جسکو چاہیں معاف کردیں اور اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے

قاعدۂ شریعت کے توبہ کرلے اپنی اس زیادتی (یعنی چوری) کرنے کے بعد اور (آئندہ کے لیے) اعمال کی درستی رکھے (یعنی چوری وغیرہ نہ کرے اپنی توبہ پر قائم رہے) تو بیشک اللہ تعالیٰ اس (کے حال) پر (رحمت کے ساتھ) توجہ فرماویں گے (کہ توبہ سے پچھلا گناہ معاف فرماوینگے اور استقامت علی التوبہ سے مزید عنایت فرماوینگے) بیشک خدا تعالیٰ بڑی مغفرت والے ہیں (کہ اس کا گناہ معاف کردیا) بڑی رحمت والے ہیں (کہ آئندہ بھی مزید عنایت کی) ف: توبہ میں جو قید لگائی گئی کہ موافق قاعدۂ شریعت کے اس میں یہ امر بھی آگیا کہ جو چیز چرائی ہے مالک کو واپس کردے اور اگر تلف ہوگئی ہو ضمان دے اگر ضمان نہ دے سکے معاف کرالے کہ یہ شرائط تکمیل توبہ سے ہے ربط اوپر حکم یازدہم و دوازدہم میں چونکہ سزا ہیں قتل و قطع اطراف انسانی تجویز فرمایا ہے جو کہ قبل اُس کی حکمت میں نظر کرنے کے نوع انسانی کی شرافت سے گونہ مستبعد معلوم ہو سکتا تھا اسلیے آگے حق تعالیٰ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ میں مالک حقیقی اور قَدِیْرٌ میں اپنا قادر تحقیقی ہونا بیان فرماتے ہیں اور درمیان میں یُعَذِّبُ کیساتھ یَغْفِرُ کو اور دونوں کے ساتھ اُن کے معمول اور مفعول کو جن کا ذکر اوپر ضمن عقوبت و توبہ میں آچکا ہے ذکر فرما کر مالک و قادر ہونے کے ساتھ اپنے حکیم ہونے کی طرف بھی اشارہ فرماتے ہیں کہ ہم صرف تعذیب ہی نہیں کرتے بلکہ معافی بھی کرتے ہیں مگر جو جس کے لائق ہو جس کی لیاقت کا حال اور پر اُن لوگوں کی حالت میں غور کرنے سے معلوم ہوسکتا ہے **اثبات ملک و مشیت و قدرت برائے حق تعالیٰ**

أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ الٰی قولہ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (اے مخاطب) کیا تم نہیں جانتے (یعنی سب جانتے ہیں) کہ اللہ ہی کے لیے ثابت ہے حکومت سب آسمانوں کی اور زمین کی وہ جس کو چاہیں سزا دیں اور جس کو چاہیں معاف کردیں اور اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے ف: چنانچہ سرقۂ کبریٰ اور صغریٰ کی سزا دنیا میں بھی دی اور اگر اس پر اصرار رہا تو آخرت میں بھی ہوگی جیسا کہ کبریٰ میں وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ کی تصریح ہے اور صغریٰ میں فَمَنْ تَابَ پر مغفرت کو مرتب کرنے میں اس طرف اشارہ قریب بصراحت ہے اور توبہ کرنے سے آخرت میں دونوں جگہ معافی ہوگی اور کبریٰ میں توبہ قبل القدرۃ سے دنیا میں بھی معافی ہوگئی ربط سورت کے تیسرے رکوع سے اہل کتاب کا ذکر چلا آرہا تھا درمیان میں قدر قلیل اور بعض مضامین خاص خاص مناسبات سے آگئے تھے اب آگے پھر اُسی ذکر اہل کتاب کی طرف عود ہوتا ہے جن میں یہود اور اُن یہود میں جو منافق تھے اور نصاریٰ سب داخل ہیں اہل کتاب کے ان ہی تینوں فرقوں کا ذکر مختلط طور پر یہاں سے دور تک یعنی ختم پارہ تک چلا گیا ہے پھر ختم سورت کے قریب خاص نصاریٰ کے متعلق کچھ بیان آویگا آیات آئندہ کے سبب نزول کا ملخص یہ ہے کہ یہود مدینہ کی ایک جماعت والے کے ہاتھ سے دوسری جماعت کا ایک آدمی قتل ہوگیا انہوں نے حسب معاہدۂ زمانۂ قدیم خون بہا کم دینا چاہا دوسری جماعت نے اُس معاہدہ کے بنی پر مجبوری ہونے سے اور اب بوجہ سلطنت اسلام کے اُس مجبوری کے رفع ہو جانے سے پورا خون بہا لینا چاہا۔ آخر مقتول کے فریق نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ کرانے کی درخواست کی چونکہ قاتل کا فریق جانتا تھا

البلاغة في الروح وكان الظاهر لحديث سبقت رحمتي على غضبي تقديم المغفرة على التعذيب وانما عكس ههنا لان التعذيب للمصر عن السرقة والمغفرة للتائب منها وقد قدمت السرقة في الآية اولا ثم ذكرت التوبة بعدها فجاء هذا اللاحق على ترتيب السابق او لان المراد بالتعذيب القطع وبالمغفرة التجاوز عن حق الله تعالى والاول في الدنيا والثاني في الآخرة فجيء به على ترتيب الوجود او لان المقام مقام الوعيد او لان المقصود وصفه تعالى بالقدرة والقدرة في تعذيب من يشاء اظهر من القدرة في مغفرته لانه لا اباء في المغفرة من المغفور وفي التعذيب اباء من المعذب اه قلت وهذه الوجوه كلها حلوة بعضها احلى من بعض لله دره وعليه اجره وبره وذكر البيضاوي وجها آخر حاصله ان استحقاق التعذيب مقدم على المغفرة آه ۱۲

ملحقات الترجمة [۱] قوله في ظلمه اس زیادتی اشارة الى كون الاضافة للعهد ۱۲ [۲] قوله في يتوب عليه توبہ سے الی مزید عنایت ثم فسر والقبول التوبة بل باعم منه لان قبول التوبة لا يتوقف على الاصلاح بالمعنى الذي فسر به من الاستقامة فانه لو عاد الى الذنب اخرى لم يهدم به التوبة الاولى كما هو متقرر ۱۲ [۳] قوله في التمهيد حکیم ہونے کی طرف بھی اشارہ ويمكن ان يكون النكتة في اثبات الملك والقدرة صراحة واثبات الحكمة اشارة ان الحكمة قد سبق اثباتها صريحا في ذكر العقوبات يدل عليها عنوانات احوال المعاقبين وانما المقام مقام الحق الاستبعاد الذي قصد ههنا قطعه هو اثبات الملك والقدرة فناسب ان يؤتى بهما صريحا والله اعلم ۱۲ [۴] قوله في الم تعلم اے مخاطب اشارة الى عدم خصوصية المخاطب فلا يرد خطاب المعصوم اشكالا ۱۲ [۵] قوله في ف اصرار داعي في هذا اللفظ مذهب من يقول بكون الحدود كفارات فالاصرار عندنا هو عدم التوبة وعنده هو العود مرة اخرى ۱۲

سے یہ آیت سے شبہ ہوتا ہے کہ جب توبہ کرنے سے گناہ معاف ہوجاویگا تو اس کو تلف کردہ مال کے ضمان دینے کی بھی ضرورت نہ ہوگی حالانکہ وہ حق العبد ہے تقریر ازالہ یہ ہے کہ

ح توبہ سے بیشک گناہ معاف ہوجاوے گا اور اس پر پھر کوئی مطالبہ نہ رہیگا لیکن یہ اسوقت ہوگا جبکہ توبہ بقاعدۂ شریعت ہو اور توبہ بقاعدۂ شریعت میں ضمان دینا بھی داخل ہے کما صرح بہ فی ف ۱۲ تبیان

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِينَ قَالُوا آمَنَّا بِأَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوبُهُمْ

اے رسول جو لوگ کفر میں دوڑ دوڑ گرتے ہیں آپ کو مغموم نہ کریں خواہ وہ ان لوگوں میں سے ہوں جو اپنے منہ سے تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اور انکے دل یقین لائے نہیں اور

وَمِنَ الَّذِينَ هَادُوا سَمَّاعُونَ لِلْكَذِبِ سَمَّاعُونَ لِقَوْمٍ آخَرِينَ لَمْ يَأْتُوكَ يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهِ

خواہ وہ ان لوگوں میں سے ہوں جو کہ یہودی ہیں یہ لوگ غلط باتوں کے سننے کے عادی ہیں آپ کی باتیں دوسری قوم کی خاطر سے کان دھر دھر سنتے ہیں جس قوم کے یہ حالات ہیں کہ وہ آپکے پاس نہیں آئے کلام

کہ آپ حق کرینگے اس لیے اس درخواست کے منظور کرنے سے پہلے چند آدمیوں کو جو کہ منافق تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس امر کے تجسس کے لیے بھیجا کہ اول کسی طور پر تذکرہ کر کے آپ کی رائے اور مسلک کی تحقیق کرنا چاہئیے اگر شاید ہمارے موافق ہوا تو آپسے فیصلہ کرانے کی درخواست منظور کریں گے ورنہ منظور نہ کریں گے غرض وہ منافقین اس غرض سے یہاں حاضر ہوئے تھے اور دوسرا واقعہ یہ ہوا کہ یہود فدک میں ایک مرد و عورت نے زنا کیا شریعت موسویہ میں اگر دونوں کنوارے نہ ہوں تو رجم کا حکم تھا مگر یہود نے اس حد کو چھوڑ کر اس کی جگہ اور خفیف تعزیر مقرر کر لی تھی ان لوگوں نے یہود مدینہ کے پاس لکھ بھیجا اور بعض الفاظ روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مجرم کو بھی ساتھ بھیجا کہ اس باب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استفتاء کرو اگر رجم کا حکم دیں تو عمل نہ کرنا اور اگر ہماری رسم کے موافق کچھ تعزیر بتلاویں تو عمل کر لینا غرض وہ یہود اس غرض سے یہاں حاضر ہوئے تھے ان واقعات کی اطلاع کے واسطے یہ اگلی آیتیں نازل ہوئیں جن میں منافقین اور حاضر و غیر حاضر یہود کی مذمت ہے اخرج الاول کما فی الروح احمد و ابو داؤد و ابن جریر عن ابن عباس اور دیکھو اللباب باختصار ما فی الروح و اخرج الثانی کما فی الروح الحمیدی فی مسنده و ابو داؤد و ابن ماجه عن جابر بن عبد الله اور چونکہ یہ حرکتیں موجب رنج تھیں اسلئے وحی کے شروع میں تسلی بھی فرمادی اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہود نے ایک زانی پر وہی تعزیر جاری کی تھی اور آپ کو اطلاع ہوئی تو بعد مناظرہ و اثبات رجم کے آپنے رجم کا حکم دیا اخرجه مسلم اگر یہ وہی زانی تھا تو ممکن ہے کہ یہود نے اول خود ہی قصہ ختم کر دینا چاہا ہو پھر اطلاع ہو جانے پر سوال و جواب ہوا ہو اور بعض روایات میں ہے کہ آپنے ان کو بلایا اور بعض میں ہے کہ آپ ان کے مدرسہ میں تشریف لے گئے لیکن ہو سکتا ہے کہ اول انکو بلایا ہو چونکہ یہاں بعض بعض آئے تھے اسلئے پھر آپ مدرسہ میں تشریف لے گئے ہوں تاکہ خوب متحقق ہو جاوے کہ سارا مجمع بھی عہدہ برآ نہ ہو سکا اور اس سے حق خوب واضح ہو جاوے اور باقی یہ کہ وہ یہود آپکی خدمت میں کیوں آئے تھے وجہ یہ ہوئی کہ انہوں نے شریعت محمدیہ کے اکثر احکام کو دیکھا کہ بہت آسان ہیں انکو توقع ہوئی کہ شاید اس میں بھی کوئی خفیف حکم ہو تو کام بن جاوے رجم سے بھی بچ جاویں اور ایک آڑ بھی مل جاوے نائبین نبوت کے سامنے تو یہ کہ یہ بھی ایک نبی کا فتویٰ ہے اور منکرین کے سامنے یہ کہ سلطان کا حکم ہے کیونکہ آپ صاحب سلطنت بھی تھے

تسلیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم در معاملات یہود و منافقین و ذم شاں يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِينَ الی قوله عَذَابٌ عَظِيمٌ

اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) جو لوگ کفر کی باتوں میں دوڑ دوڑ گرتے ہیں (یعنی بے تکلف رغبت سے ان باتوں کو کرتے ہیں) آپکو وہ مغموم نہ کریں (یعنی آپ انکے کفریات سے مغموم و متاسف نہوں) خواہ وہ ان لوگوں میں سے ہوں جو اپنے منہ سے تو (جھوٹ موٹ) کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اور

البلاغة قوله من بعد مواضعه فيه مبالغة لوق مانى قوله عن مواضعه فانه يدل صريحا على ان الكلم قد وضع قبل تحريفهم فى مواضعه بخلاف قوله عن مواضعه فانه ليس بصريح فى ذلك لانه ليصدق وان لم يكن مرادا على بانه اقارب وضعه فى مواضعه وان لم يوضع فيه بعد وهذا التقرير من تفردا انى وقد قرر غيرى بتقريرات اخرى للناس فيما يعتقدون مذاهب قوله سمعون للكذب اللام للتقوية وان كبر كما فى قوله تعالى لما يريد فى قوله سماعون لقوم اجلية اى لاجل لانهار اليهم **فائدة** فيما ذكر فى التمهيد من المناظرة فى الرجم اورد فى الروح عن ابن اسحق و ابن جرير و ابن المنذر و البيهقى فى سننه عن ابى هريرة فى قصة اتيانه صلى الله عليه وسلم فى بيت المدارس و جمعه علماءهم مانصه قالوا العبد الله بن صوريا هذا اعلم من بقى بالتوراة فخلا به رسول الله صلى الله عليه وسلم الى ان قال و قلت نعم اما والله يا ابا القاسم انهم ليعرفون انك نبى مرسل ولكنهم يحسدونك اه قلت و يدل على ان المناظرة قد تكون فى الخلوة انجع و انفع لكن على ذكر منه كے تلخط انى ما هو الانفع والاصلح الروايات اخرج ابن جرير بسنده و فيه فلما كان النبى صلى الله عليه وسلم قالوا اسلوه نعلكم تجدون عنده رخصة الحديث ١٢ منه

ملحقات الترجمة ١٠ قوله فى الكفر کفر کی باتوں الخ فاندفع به ما يتوهم انهم كانوا كافرين من قبل فما معنى مسارعتهم فى الكفر و جه الدفع ظاهر بعد ارادة اعمال الكفر بالكفر ١٢ ٢٠ قوله فى يسارعون بے تکلف رغبت سے کذا فى الروح ١٢ ٣٠ قوله فى لا يحزنك مغموم نہوں اشارة الى ان المقصود لا تحزن ١٢ ٤٠ قوله فى من الذين خواہ الخ اشارة الى امرين احدهما كون من للبيان والثانى الى كون قوله و من الذين هادوا معطوفه على من الذين قالوا ١٢ ٥٠ قوله فى بافواههم منہ سے کہتے ہیں اشارة الى كون الظرف متعلقا لقالوا الا بآمنا لفساد المعنى ١٢

مسائل السلوک

قوله تعالى يا ايها الرسول لا يحزنك الخ فيه ما عليه اهل الله من عدم المبالغة فى الاهتمام بسوء حال المعرضين قوله تعالى يحرفون الكلم الخ فى الروح يعيبون قوما يبنى الشريعة بتمويها الطبيعة كمن يأول القرآن والاحاديث على وفق هواه دليس ما نحن فيه من هذا القبيل لان ذلك انما يكون بانكار ان يكون الظاهر مراد الله تعالى فانه كفر صريح و اما القول المراد هو الظاهر لكن فيه اشارة الى اشياء اخر فليكا يحيط بها الا الحصر فوشك ان يكون ما ذكر بعضا منها اه

ترجمہ مسائل السلوک قوله تعالى يا ايها الرسول الخ اس میں اہل طریق کی اس عادت کی اصل ہے کہ اہل اعراض کی بدحالی کا زیادہ اہتمام نہیں کرتے قوله تعالى يحرفون الخ روح میں ہے یعنی تو ایمین شریعت کو تمویہات طبیعت سے متغیر کرتے ہیں جیسے کوئی قرآن و حدیث کو اپنی ہوائے نفسانی کے موافق تاویل کرے اور صوفیہ محققین کی تاویل اس قبیل سے نہیں کیونکہ وہ ظاہر معنی کے مراد ہونے سے انکار نہیں کرتے کہ وہ کفر صریح ہے بلکہ ظاہر کے مراد ہوتے ہوئے اس میں اور اشارات بھی مانتے ہیں اھ ملخصا ١٢

يَقُولُونَ إِنْ أُوتِيتُمْ هٰذَا فَخُذُوهُ وَإِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوا ۚ وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ

کہتے ہیں کہ اگر تم کو یہ حکم ملے تب تو اسکو قبول کر لینا   اور اگر تم کو یہ حکم نہ ملے تو احتیاط رکھنا   اور جس کا خراب ہونا خدا ہی کو منظور ہو تو اس کیلئے اللہ سے تیرا کچھ زور نہیں

شَيْـًٔا ۚ أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ أَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوبَهُمْ ۚ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ۖ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ○

یہ لوگ ایسے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو ان کے دلوں کا پاک کرنا منظور نہیں ہوا   ان لوگوں کیلئے دنیا میں رسوائی ہے   اور آخرت میں ان کے لیے سزائے عظیم ہے

ان کے دل یقین (یعنے ایمان) لائے نہیں (مراد منافقین ہیں جو کہ ایک واقعہ میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے) اور خواہ وہ ان لوگوں میں سے ہوں جو کہ یہودی ہیں (جیسا دوسرے واقعہ میں یہ لوگ حاضر ہوئے تھے) یہ (دونوں قسم کے) لوگ (پہلے سے دین کے باب میں اپنے علماء محرفین سے) غلط باتوں کے سننے کے عادی ہیں (اور ان ہی غلط باتوں کی تائید کی جستجو میں یہاں آکر آپ کی باتیں) دوسری قوم کی خاطر سے کان دھر دھر سنتے ہیں جن قوم کے یہ حالات ہیں کہ (ایک تو) وہ آپ کے پاس (فرط تکبر و عداوت سے خود) نہیں آئے (بلکہ دوسروں کو بھیجا دوسرے بھیجا بھی تو طلب حق کے لئے نہیں بلکہ شاید اپنے احکام محرفہ کے موافق کوئی بات ملجاوے کیونکہ پہلے سے) کلام (الٰہی) کو بعد اس کے کہ وہ (کلام) اپنے (صحیح) موقع پر (قائم) ہوتا ہے (لفظاً یا معنیً یا دونوں طرح) بدلتے رہتے ہیں (چنانچہ اسی عادت کے موافق خون بہا اور رجم کے حکم کو بھی اپنے رسم مخترع سے بدل دیا پھر اس احتمال سے کہ شاید شریعت محمدیہ سے کچھ اس رسم کو سہارا لگجاوے یہاں اپنے جاسوسوں کو بھیجا تیسرے صرف یہی نہیں کہ اپنی رسم محرفت کے موافق بات کی تلاش ہی تک رہتے بلکہ مزید یہ ہے کہ جانیوالوں سے) کہتے ہیں کہ اگر تم کو وہاں جاکر یہ حکم (محرف) ملے تب تو اسکو قبول کر لینا (یعنے اسکے موافق عملدرآمد کرنیکا اقرار کر لینا) اور اگر تم کو یہ حکم (محرف) نہ ملے تو اس کے قبول کرنے سے احتیاط رکھنا (پس اس بھیجنے والی قوم میں جنکی جاسوسی کرنے یہ لوگ آئے ہیں چند خرابیاں ہوئیں اول تکبر و عداوت جو سبب ہے خود حاضر نہ ہونے کا۔ دوسرے طلب حق نہ ہونا بلکہ حق کو محرفت کے کسی تائید کی فکر ہونا تیسرے اوروں کو بھی قبول حق سے روکنا یہاں تک آنے والوں کی اور بھیجنے والوں کی الگ الگ مذمت تھی آگے ان سب کی مذمت ہے) اور اصل یہ ہے کہ جس کا خراب (اور گمراہ) ہونا خدا ہی کو منظور ہو (گو یہ تخلیقی منظوری اس گمراہ کی عزم گمراہی کے بعد ہوتی ہے) تو اسکے لئے اللہ سے (اے عام مخاطب) تیرا کچھ زور نہیں چل سکتا (کہ اس گمراہی کو نہ پیدا ہونے دے یہ تو ایک عام قاعدہ ہوا۔ اب یہ سمجھو کہ) یہ لوگ ایسے ہی ہیں کہ خدا تعالیٰ کو ان کے دلوں کا (کفریات سے) پاک کرنا منظور نہیں ہوا (کیونکہ یہ عزم ہی نہیں کرتے اسلئے اللہ تعالیٰ تطہیر تخلیقی نہیں فرماتے بلکہ انکے عزم گمراہی کی وجہ سے تخلیقاً انکا خراب ہی ہونا منظور ہے پس قاعدہ مذکورہ کے موافق کوئی شخص ان کو ہدایت نہیں کر سکتا مطلب یہ کہ جب یہ خود خراب رہنے کا عزم رکھتے ہیں اور عزم کے بعد اس فعل کی تخلیق عادت الٰہیہ ہے اور تخلیق الٰہی کو کوئی روک نہیں سکتا پھر انکے راہ پر آنے کی توقع کیا کی جاوے

ملحقات الترجمہ ۱؎ قولہ قبل سمّٰعون للکذب دونوں قسم مثالاے امرین احدہما آخر بالمبتدا بہم والثانی کون مرجعہ کما المنافقین ۱۲ ۲؎ قولہ فی سمّٰعون لقوم آخرین [illegible] قال البیضاوی سماعون منک لکن ہذا السماع کسماع الجواسیس کذا فی حاشیۃ البیضاوی واشرت الیہ بقولی جستجو ۱۲ ۳؎ قولہ قبل لم یاتوک جس قوم کے الخ اشارۃ الی ان قولہ لم یاتوک وقولہ یحرفون وقولہ یقولون کلہا صفات لقوم آخرین والاخیرۃ لقولہ فیما بعد ایک دوسرے تیسرے ۱۲ ۴؎ قولہ [illegible] تکبر فی حاشیۃ البیضاوی ۱۲ ۵؎ قولہ بعد یحرفون خونبہا الی قولہ رسم مخترع اندفع بہا ما اوردہ فی روح المعانی اشکالا علی کون القصۃ الاولی سبب النزول الآیۃ بقولہ وعلی ہذا یکون امر التحریف غیر ظاہر الدخول فی القصۃ اھ وجہ الاندفاع ظاہر فان ترک حکم من الشرع واخذ رسم مخترع مکانہ تحریف لذلک لا شک فی کونہ نوعا من التحریف والتغییر فی الشرع ۱۲ ۶؎ قولہ فی فخذوہ کا اقرار کرلینا لم افسر بالعمل خاصۃ کما صنعہ غیری لان ہولاء کما یتضح من سبب النزول انما جاءوا لیسمعوا الحکم من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و قصاری امر من حالہ کذلک القبول اللسانی وما کانوا متمکنین بالقاء الامر وانما امرہم فلذا فسرت بما لیس مقتضیا للعمل الا ان یئال ۷؎ قولہ قبل ومن یرد مذمت تھی اشارۃ الی ان الجمل ہذہ مسوقۃ لذمہم وقال بعضہم للتعلیل لقولہ لا یحزنک ۱۲ ۸؎ قولہ فی من بعد اصل بات اشارۃ الی ان ہذہ کلیۃ لا تختص بمن جری ذکرہم ثم درج فیہا حالہم الجزئی فتقاہر المقصود من الجملتین ۱۲ ۹؎ قولہ فی فتنۃ گمراہ کذا فی القاموس الفتنۃ الضلال ۱۲ ۱۰؎ قولہ ہناک گو یہ تخلیقی الخ اشار فیہ وفی ما بعدہ الی تحقیق مسئلۃ الکسب الحق والدفع یا تقرا ای انہ اذا اراد اللہ تعالی شیئا لن تدفعہم من الفتنۃ بل ہم معذورون الفتنۃ ۱۲ ۱۱؎ قولہ فی لن تملک عام مخاطب فثبت العموم فی انتفاء الملک ۱۲ ۱۲؎ قولہ ہناک نہ پیدا ہونے دے اشارۃ الی ان تقدیر الکلام لن تملک لہ من اللہ شیئا فی دفعہا کذا قال البیضاوی ۱۲ ۱۳؎ قولہ فی لم یرد بلکہ ان کے عزم گمراہی الخ اشار الی ان فی الکلام کنایۃ ارید بعدم ارادۃ التطہیر ارادۃ عدم التطہیر دل علیہ قولہ ومن یرد اللہ فتنتہ ۱۲ احقر اس عبارت کو بڑھا کر یہ بتلا دیا کہ سمّٰعون لقوم آخرین کو سمّٰعون للکذب سے کیا تعلق ہے کہ اوسکے بعد متصل ذکر کیا گیا یعنے دونوں وصف جدا جدا نہیں ہیں بلکہ باہم متلازم ہیں ۱۲ منہ

مسائل السلوک

۱؎ قولہ تعالیٰ یقولون ان اوتیتم الخ الآیۃ ناعیۃ علی ان من راجع العلماء لا للعمل بقولہم بل لیجد موافقتہم غرضہ فیجعل قولہم جُنّۃ عن الملامۃ علی سوء حالہ فہو ظاہر ۲؎ قولہ تعالیٰ ومن یرد اللہ الخ فیہ دلالۃ علی ان ارادۃ الشیخ وشفقتہ لا یغنی شیئا بل من فضل اللہ وتوفیقہ۔

ترجمہ مسائل السلوک ۱؎ آیت یقولون الخ اسمیں اس شخص کی مذمت ہے جو علماء کیطرف عمل کرنے کیلئے رجوع نہ کرے بلکہ اس نیت سے رجوع کرے کہ شاید کسی غرض کے موافق کوئی بات نکل آوے تو انکے قول کو بدنامی کی سپر بناوے ۲؎ قولہ تعالیٰ ومن یرد الخ اسمیں دلالت ہے کہ شیخ کی شفقت اور توجہ بدون فضل و توفیق الٰہی کے کچھ نفع نہیں دیتی ۱۲

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ؕ فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَاِنْ تُعْرِضْ

یہ لوگ غلط باتوں کے سننے کے عادی ہیں بڑے حرام کے کھانیوالے ہیں تو اگر یہ لوگ آپکے پاس آویں تو خواہ آپ اُن میں فیصلہ کر دیجیے یا اُن کو ٹال دیجیے اور اگر

عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْـًٔا ؕ وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝

آپ اُن کو ٹال ہی دیں تو اُن کی مجال نہیں کہ آپکو ذرا بھی ضرر پہنچا سکیں اور اگر آپ فیصلہ کریں تو انمیں عدل کے موافق فیصلہ کیجیے بیشک حق تعالیٰ عدل کرنیوالوں سے محبت کرتے ہیں

اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ تسلی ہوسکتی ہے جس سے کلام شروع بھی ہوا تھا پس آغاز و انجام کلام کا مضمون تسلی سے ہوا آگے ان اعمال کا ثمرہ فرماتے ہیں کہ (ان اسباب) لوگوں کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں ان (سب) کے لیے سزائے عظیم ہے (یعنی) دوزخ چنانچہ منافقین کی یہ رسوائی ہوئی کہ مسلمانوں کو اُن کا نفاق معلوم ہوگیا اور سب نظر ذلت سے دیکھتے تھے اور یہود کے قتل و قید و جلاء وطنی کا ذکر روایات میں مشہور ہے اور عذاب آخرت ظاہر ہی ہے۔ ف تمہید میں مذکور ہوا ہے کہ آپ نے اس دوسرے واقعہ میں رجم کا حکم دیا چنانچہ اس حکم کے بعد رجم کیا گیا اس میں حنفیہ یوں کہتے ہیں کہ یہ حکم یعنی کفار کو زنا سے رجم کرنا منسوخ ہے کیونکہ رجم کے لیے احصان اجماعاً شرط ہے اور حدیث میں ہے من اشرک باللہ فلیس بمحصن رواہ اسحٰق ابن راھویہ عن ابن عمرؓ کذا قال العینی اور یہود کے افعال شرکیہ قرآن میں منقول ہیں پس وہ بھی من اشرک میں داخل ہیں اور اگر مشرک متعارف کے ساتھ من اشرک کو خاص کیا جاوے تب بھی رجم میں مشرک و غیر مشرک سب کفار کا ایک حکم ہونا خواہ رجم یا عدم رجم اجماع مرکب سے ثابت ہے پس بناءً علیہ احصان کے لیے اسلام کا شرط ہونا ثابت ہوگیا۔ اور یہ رجم مذکور اس بناء پر ہوا تھا کہ ان کا فیصلہ ان ہی کی مسلمہ شریعت کے موافق کیا گیا یا تو اُس وقت آپ اسی طرح فیصلہ کرنے کے مامور ہوں یا اس واقعہ کی خصوصیت ہو کیونکہ بہت سے واقعات اور ان کے احکام میں خصوصیت منقول ہے ربط اوپر مجموعہ قوم کے اوصاف ذمیمہ کا حاصل دو وصف تھے ایک آنے والوں کا سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ جو کہ عوام پر غالب تھا یعنی غلط مسئلے خوشی سے سن لینا اور ایک نہ آنے والوں کا یحرفون الکلم جو اُن کے علماء میں پایا جاتا تھا یعنی غلط مسئلے بتلا دینا اور باقی اوصاف ان ہی دو وصفوں کے تابع تھے اور ان دو وصفوں میں اول وصف تو عوام سے کچھ مستبعد نہیں اسکی علت کی جستجو سامع کو نہیں ہوتی دوسرا وصف البتہ علماء سے ظاہراً مستبعد ہے طبیعت اسکی علت کی جویاں ہوتی ہے اسلیے آگے وصف اول کا تو بعینہٖ تاکید کے لیے اعادہ اور تکرار اور وصف ثانی کی علت کی تحقیق فرماتے ہیں جسکا حاصل کمائی کی حرص ہے گو حرام ہو چونکہ اس تحریف سے ان کو دنیا داروں سے کچھ وصول ہوتا تھا اسلیے یہ عادت پڑ گئی اور اس اعادہ اور تعلیل پر ایک مضمون کو متفرع فرماتے ہیں۔

تاکید و تعلیل ذم سابق مع تفریع سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ الٰی قولہ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ یہ لوگ (دین کے باب میں) غلط باتوں کے سننے کے عادی ہیں (جیسا پہلے آچکا) بڑے حرام (مال) کے کھانے والے ہیں (اسی حرص نے ان کو احکام میں غلط بیانی کا جس کے عوض کچھ نذرانہ وغیرہ ملتا ہے خوگر کر دیا جب ان لوگوں کی یہ حالت ہے) تو اگر یہ لوگ (اپنا کوئی مقدمہ لیکر) آپکے پاس (فیصلہ کرانے) آویں تو (آپ مختار ہیں) خواہ آپ اُن (کے معاملہ) میں فیصلہ کر دیجیے یا اُن کو ٹال دیجیے اور اگر آپ (کی یہی رائے قرار پاوے کہ آپ) اُن کو ٹال ہی دیں تو یہ اندیشہ نہ کیجیے کہ شاید ناخوش ہو کر عداوت نکالیں کیونکہ اُن کی مجال نہیں کہ آپکو ذرا بھی ضرر پہنچا سکیں (کیونکہ اللہ تعالیٰ

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ سمّٰعون للکذب الخ فیہ تنبیہ علی رحمۃ اللہ تعالیٰ بالعباد حیث علق [illegible] علی الاکثار [illegible] [illegible] مالا یخلو عنہ احد عادۃ وکذلک حال الشیوخ المربین یسامحون عن اشارہ ھذہ مالم یکن معہ الجرأۃ والاستخفاف ۱۲

ترجمہ مسائل السلوک قولہ تعالیٰ

قولہ تعالیٰ سمّٰعون للکذب الخ اس میں خدا تعالیٰ کی بڑی رحمت پر تنبیہ ہے کہ مذمت کو اکثار و عمر پر مرتب فرمایا سرسری خطا پر مذمت نہیں فرمائی جس سے عادۃً کوئی خالی نہیں ہوتا یہی شان ہوتی ہے مشائخ مربین کی کہ خفیف امور سے تسامح کرتے ہیں جبتک کہ جرأت اور استخفاف نہ ہو ۱۲

اللغات: السحت من سحتہ اذا استاصلہ لان الحرام یعقب عذاب الاستیصال او لکونہ لا برکۃ فیہ یھلک بلاک الاستیصال او لان فی طریق کسبہ عارا یسحت مروۃ الانسان کذا فی الروح ۱۲ البلاغۃ فی الروح تقدیم حال الاعراض للمسارعۃ الی بیان انہ لاضرر فیہ حیث کان مظنۃ لترتب العداوۃ المقتضیۃ للتصدی للضرر ۱۲

ملحقات الترجمۃ: ۱؎ قولہ فی لھم فی الدنیا سب اشارۃ الی ان المرجع جمیع من ذکر من الآتین الیہود والمنافقین ومن غیر الآتین ۱۲ ۲؎ قولہ فی التمھید تاکید و تعلیل و بہ علم فائدۃ الجملتین ۱۲ ۳؎ قولہ فی سمّٰعون جیسا پہلے اشارۃ الی کونہ تاکیدا لانہ یکون فیہ اعادۃ ما سبق ۱۲ ۴؎ قولہ قبل فان جاءوک جب ان لوگوں الخ فی الروح والفاء فصیحۃ ای اذا کان حالھم کما شرح فان جاءوک الخ ۱۲ ۵؎ فی جاءوک اپنا مقدمہ لانہ اذا تحاکم الینا مع غیر الحربی یجب الحکم کما فی قد ۱۲ ۶؎ قولہ فی فلن یضروک یہ اندیشہ ماخوذ از الروح ۱۲ ۷؎ قولہ ہنا کی مجال نہیں افادۃ تاکید النفی بمن انبائھا محاورۃ ۱۲

ع ۹ ۱۰

وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۭ وَمَآ اُولٰۗىِٕكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝

اور وہ آپ سے کیسے فیصلہ کراتے ہیں حالانکہ اُن کے پاس توراۃ ہے جس میں اللہ کا حکم ہے پھر اُسکے بعد ہٹ جاتے ہیں اور یہ لوگ ہرگز اعتقاد والے نہیں

آپ کے نگہبان ہیں) اور اگر (فیصلہ کرنے پر رائے قرار پاوے اور) آپ فیصلہ کریں تو ان میں عدل (یعنے قانون اسلام) کے موافق فیصلہ کیجیے بیشک حق تعالیٰ عدل کرنیوالوں سے محبت کرتے ہیں (اور وہ عدل اب منحصر ہو گیا ہے قانون اسلام میں بس وہی لوگ محبوب ہونگے جو اس قانون کے موافق فیصلہ کریں) **ف** ابن حزم کی کتاب ناسخ و منسوخ میں ہے کہ یہ تخییر یعنے فیصلہ کرنے نہ کرنے کا اختیار ہونا منسوخ ہے ناسخ اس کا رکوع آئندہ میں آتا ہے وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ الخ علامہ بیضاوی نے امام ابو حنیفہ کا یہی مذہب نقل کیا کہ اگر دو حربی بھی شریعت کے فیصلہ پر رضامند ہوں تو حاکم اسلام کو اس مقدمہ کی سماعت اور فیصلہ واجب ہے اور اگر ایک یا دونوں فریق ذمی یا مسلمان ہوں تب تو وجوب فیصلہ پر اجماع ہے اور اگر وہ یہودی اسوقت قاعدہ شرعی سے ذمی ہو چکے تھے تو پھر سب علماء اس تخییر کو منسوخ کہیں گے اور تخییر کو بدلالت حرف فا جو اس پر مرتب فرمایا کہ جب ان لوگوں کی یہ حالت ہے الخ جس سے مراد سماع کذب و اکل سحت مع توابع انکے کہ تحریف و عدم قصد حق وغیرہ اوصاف مذکورہ آیت سابقہ میں سو وجہ اس مرتب فرمانے کی یہ معلوم ہوتی ہے کہ ان اوصاف و احوال سے یہ معلوم ہوا کہ انکو واقع میں فیصلہ کرانا مقصود نہ ہوگا بلکہ محض امتحان لائے اور آپ کا عذر یہ لینا ایسی حالت میں اہل معاملہ غالباً فیصلہ پر عمل نہ کرینگے اور اس سے فیصل کنندہ کو بہت کوفت ہوتی ہے پس حاصل یہ ہوا کہ آپ کیوں کوفت اٹھاویں پھر منسوخ ہونے کے وقت غالب ہے کہ اسلام کا تسلط زیادہ ہو گیا ہو کہ فیصلہ کے امضا پر جبر ہو سکتا تھا۔ اسلئے علت تخییر کی مرتفع ہو گئی اور تخییر منسوخ ہو گئی واللہ اعلم **ربط** اوپر مذکور ہوا کہ آپ کے پاس ان کا کوئی مسئلہ یا فیصلہ لیکر آنا معرفت حق کی غرض سے نہیں بلکہ کوئی آسان بات اپنے مطلب کے موافق تلاش کرنا مقصود ہے آگے اس پر استدلال ہے صیغہ تعجب سے کہ ظاہر ہے کہ کسی شخص کا اپنی ایسی کتاب کو جس پر وہ ایمان رکھنے کا اقرار رکھتا ہو چھوڑ کر ایسے شخص کے پاس جس پر ایمان لانے سے اسکو انکار ہو کوئی مسئلہ و فیصلہ لانا نہایت عجیب اور بعید ہے کہ کوئی شخص بے مطلب سچے دل سے ایسا نہیں کر سکتا اس سے وہی بات ثابت ہو گئی کہ تحقیق حق کیلئے نہیں آتے بلکہ بنا مطلب نکالنے کو پھرتے ہیں جس کا کھلا قرینہ مطلب نہ نکلنے کی صورت میں اس شخص کے فتوی پر عمل نہ کرنا ہے **تقریر و تاکید مضمون سابق** وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ (الی قولہ) وَمَآ اُولٰۗىِٕكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اور (تعجب کی بات ہے کہ) وہ (دین کے معاملہ میں) آپ سے کیسے فیصلہ کراتے ہیں حالانکہ انکے پاس توراۃ (موجود) ہے جس میں اللہ کا حکم (لکھا) ہے (جس کے ماننے کا ان کو دعوے ہے اول تو یہی بات بعید ہے) پھر (یہ تعجب اس سے اور پختہ ہو گیا کہ) اس (فیصلہ لانے) کے بعد (جب آپ کا فیصلہ سنتے ہیں تو اس فیصلہ سے بھی) ہٹ جاتے ہیں (یعنے اول تو اس حالت میں فیصلہ لانے ہی سے تعجب ہوتا تھا لیکن اس احتمال سے رفع ہو سکتا تھا کہ شاید آپ کا حق پر ہونا ان پر واضح ہو گیا ہو اس لئے آگئے ہوں لیکن جب اس فیصلہ کو نہ مانا تو وہ تعجب پھر تازہ ہو گیا کہ اب تو وہ احتمال بھی نہ رہا پھر کیا بات ہوگی جس کے واسطے یہ فیصلہ لائے ہیں) اور (اسی سے ہر عاقل کو اندازہ ہو گیا کہ) یہ لوگ ہرگز اعتقاد والے نہیں (یہاں اعتقاد سے نہیں آئے اپنے مطلب کیواسطے آئے تھے اور جب نہ ماننا عدم اعتقاد کی دلیل ہے تو اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کو اعتقاد نہیں اسی طرح اپنی کتاب کے ساتھ بھی پورا اعتقاد نہیں ورنہ اس کو چھوڑ کر کیوں آتے غرض دونوں طرف سے گئے کہ جس سے انکار ہے اس سے بھی اعتقاد نہیں اور جس سے دعوی اعتقاد ہے اس سے بھی نہیں) **ف** حُكْمُ اللّٰهِ کی توضیح میں جو یہ کہا گیا کہ جس کے ماننے کا ان کو دعوی ہے اس سے یہ شبہ جاتا رہا کہ توراۃ محرف نہ ہوئی تھی کیونکہ یہ بنا پر انکے زعم کے یہ گفتگو ہے یا یہ کہ ان واقعات خاصہ مذکورہ کے احکام توراۃ میں محفوظ ہوں **ربط** اوپر بہت سی آیتوں میں یہود کی نسبت

الملحقات الترجمۃ ۱ے قولہ فی القسط قانون اسلام اندفع بہ ما عسی ان یتوہم انہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یحتمل ان یحکم بغیر القسط وجہ الاندفاع ظاہر فانہ احترز بہ عن الحکم بالشرائع السابقۃ زعمان المتحاکمین من اہل تلک الشرائع ۱۲ ۲ے قولہ فی اخر مرتفع ہو گئی فلا یرد ان التخییر مرتب علی ما شرح من حالہم وحالہم باقیۃ کذلک فمع بقاء العلۃ کیف ارتفع التخییر و یمکن ان یقال ان العلۃ کان سببا محضا لا علۃ حقیقیۃ ولا تلازم بینہما وجودا و عدما ۱۲ ۳ے قولہ فی اخر التمہید عمل نہ کرنا ہے دل علیہ ثم یتولون ۱۲ ۴ے قولہ فی کیف ہو تعجب کی بات اشارۃ الی ان الکلام لیس للتعجب المستحیل علی اللہ تعالیٰ بل لافہام کون ہذا الامر عجیبا وہو الذی یعبر عنہ بالتعجب ۵ے قولہ فی یحکمون دین کے معاملہ فالتحکیم علی ہذا التفسیر لیس الاستفسار ۶ے قولہ فی فتوی سے اور پختہ اشارۃ الی ان ثم للترقی فی المرتبۃ و تاکید الاستبعاد ۷ے قولہ فی پورا اعتقاد اشارۃ الی ان النفی فی التذییل نفی الایمان بالکتاب وبالرسول واشار الیہ الی ان نفی الایمان بالکتاب باعتبار نفی العمل الذی ہو ثمرۃ الایمان ۸ے قولہ وکیف یحکمونک پر ظاہر یہ شبہ ہوتا تھا کہ بعد اسلام توراۃ منسوخ ہو گئی ہے اسکے آنیکے بعد توریت و انجیل وغیرہ سب منسوخ ہو چکی ہیں پس مقتضا یہ ان لوگوں نے یہ تحکیم کی بناء پر لازم ہی تھا پھر یہ کہ وہ آپ سے فیصلہ کراتے پھر اس پر تعجب کیوں کیا گیا لیکن تقریر ربط اوپر تفسیر سے یہ شبہ بالکل زائل ہو گیا فافہم [illegible]

إِنَّا أَنزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا وَالرَّبَّانِيُّونَ

ہم نے توریت نازل فرمائی تھی جس میں ہدایت تھی اور وضوح تھا۔ انبیاء جو کہ اللہ تعالیٰ کے مطیع تھے اسکے موافق حکم دیا کرتے تھے اور اہل اللہ اور علماء بھی بوجہ اس کے کہ

وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِن كِتَابِ اللَّهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ

ان کو اس کتاب اللہ کی نگہداشت کا حکم دیا گیا تھا اور وہ اس کے اقراری ہو گئے تھے سو تم بھی لوگوں سے اندیشہ مت کرو اور مجھ سے ڈرو

وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا ۚ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ○

اور میرے احکام کے بدلہ میں متاع قلیل مت لو اور جو شخص خدا تعالیٰ کے نازل کئے ہوئے کے موافق حکم نہ کرے سو ایسے لوگ بالکل کافر ہیں

اور بعض آیتوں میں نصاریٰ کی نسبت اون کا احکام و مواثیق الٰہیہ کو چھوڑ دینا اور توڑ دینا اور اس کی مذمت مذکور ہے آگے پورے رکوع میں ان احکام الٰہیہ کا ہر زمانہ میں واجب العمل رہنا اور اُسکے ترک کا حرام اور مورد وعید ہونا جنکا ظہور کبھی توراۃ کے واسطے سے ہوا اور کبھی انجیل کے واسطہ سے اور اب قرآن مجید کے واسطہ سے ہے بیان فرماتے ہیں جس سے ان ناقضین کی مذمت زیادہ ظاہر ہو و نیز عمل بالتوراۃ والانجیل سبب ہو جاوے تصدیق رسالت محمدیہ کا جو کہ دونوں کتابوں میں بشر بہ ہے چنانچہ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ میں اس کی تصریح بھی ہے اور بعض قرأت و تفاسیر پر وَلْيَحْكُمْ أَهْلُ الْإِنجِيلِ الخ میں بھی یہ مضمون ہے و نیز ذکر انجیل میں یہود پر تعریض ہے کہ وہ اس کی تکذیب کیا کرتے تھے اور ذکر قرآن میں یہود و نصاریٰ دونوں پر تعریض ہے کہ دونوں اس کی تکذیب کرتے تھے اور ذکر توراۃ کے ضمن میں بعض احکام قصاص کے شاید اس لیے فرما دیئے ہوں کہ آیت سابقہ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزُنكَ الخ کا ایک سبب نزول واقعۂ قصاص بھی تھا جس کو یہود نے ایک رسم مخترع سے بدل لیا تھا۔ اور گو رجم کو بھی بدلا تھا لیکن شاید اس کی تخصیص ذکر میں اس لیے ہو کہ اس کے اخلال میں عباد پر ظلم ہوتا تھا اور وہ اخلال فی الرجم سے جو کہ حق اللہ ہے اشد تھا واللہ اعلم

ذکر وجوب عمل بتوریت در زمان او

إِنَّا أَنزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ الی قولہ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ○ ہم نے (موسیٰ علیہ السلام پر) توریت نازل فرمائی تھی جس[1] میں (عقائد[2] صحیحہ کی بھی) ہدایت تھی اور (احکام عملیہ کا بھی) وضوح تھا۔ انبیاء (بنی[3] اسرائیل) جو کہ (باوجود لاکھوں آدمیوں کے مقتدا و مطاع ہونے کے) اللہ تعالیٰ کے مطیع تھے اُس (توراۃ) کے موافق یہود کو حکم دیا کرتے تھے اور (اسی طرح ان میں سے) اہل اللہ اور علماء بھی (اسی کے موافق کہ وہی اس وقت کی شریعت تھی حکم دیتے تھے) بوجہ اس کے اُن (اہل اللہ و علماء) کو اس کتاب اللہ (پر عمل کرنے اور کرانے) کی نگہداشت کا حکم (حضرات انبیاء[6] علیہم السلام کے ذریعہ سے) دیا گیا تھا اور وہ اُسکے (یعنی اُس پر عمل کرنے کرانے کے) اقراری[7] ہو گئے تھے (یعنی چونکہ اُن کو اس کا حکم ہوا تھا اور انہوں نے اس حکم کو قبول کر لیا تھا اسلیے ہمیشہ

اللغات قولہ للذین هادوا اللام بمعنی علی ای علیهم وان الحکم کان لهم کذلک کان علیهم الربانی منسوب الی الرب والالف والنون للمبالغة ولذا رجحه باهل الله الذین یقال لهم فی عرفنا مشائخ و درویش لانهم یعلمون الیوم الاحکام الشرعیة فان اصلاح الباطن وطرقها جزء من الشریعة وفیه دلالة علی ان الذی لا یحفظ الشرع لا یکون ربانیا وشیخا ۱۲ **البلاغة** فی الروح قولہ للذین هادوا متعلق بیحکم ... وتوسیط المحکوم لهم ای للذین هادوا بین المتحاکمین ای النبیون والربانیون للایذان بان الاصل فی الحکم بها وحمل الناس علی ما فیها هم النبیون وانما الربانیون والاحبار خلفاء ونواب لهم فی ذلک کما ینبئ عنه قولہ بما استحفظوا ای من جهة النبیین ۱۲ **العربیة** فی الروح اثبت التوراة معاملة معها بعد التعریب معاملة الاسماء العربیة الموازنة لها کالتوبات ودرست ۱۲ **الفقه** اشکل علی بعضهم الآیة الدالة علی کون من لم یحکم انهم کافرون والحال انه معصیة دون الکفر علی اصول اهل السنة لکن الذی فسرت به عدم الحکم اتضح وجه الآیة والله فیه الاشکال فان انکار کون الشرع شرعا ولو باللسان کفر قولہ والمر یکفر بقول الکفر انما واذا لم یقوله قصدا الی دفع الخطار والجهل فی غیر ضروریات الدین والقرینة علی هذا التفسیر کون علماء الیهود کذلک واما الامر فی قولہ الظالمون والفاسقون فسهل لانهما لیس ینافیا الکفر ولو کلمتها علی الکفر نفذ عنه توجیه ۱۲ **ملحقات الترجمة** ۱ قولہ فی فیها هدی ای جس میں الخ اشارة الی کون الجملة حالا من التوراة ۱۲ ۲ قولہ فی هدی ونور عقاید واحکام القرینة علیه کون الاصل فی العطف هو التغایر وکون العقائد اهم مستحقا التقدیم فافهم ۱۲ ۳ قولہ فی النبیون بنی اسرائیل اشارة الی ان اللام للعهد والقرینة اللفظیة علی التخصیص قولہ للذین هادوا والقرینة الشرعیة مشهورة وعدم الاتیان بالرابط فی ترجمة یحکم بها اشارة الی کون الجملة استینافا ۱۲ ۴ قولہ فی اسلموا باوجود اشارة الی دفع سوال وهو ان الاسلام لو کان من الامور العظام لکنه مشترک بین احاد المسلمین فما فائدة هذا الوصف فی مدح النبیین فاشار الی الفائدة التی تقرر بما ظاهره وکان فیه تعریضا بالیهود المتکبرین الجاحدین وقال بعضهم کانه قد یقصد بالمدح مدح الموصوف کذلک قد یقصد مدح الوصف فیقال معناه ان المقصود تنویه الاسلام بانه شیء یتصف به هولاء الاکابر کما وصف الملائکة بالایمان فی آیة ۱۲ ۵ قولہ فی بما استحفظوا بوجہ اس کے اشارة الی کون الباء سببیة وکون ما مصدریة وکون من زائدة ۱۲ ۶ قولہ ہناک انبیاء علیهم السلام کے ذریعہ اشارة الی ان الضمیر فی استحفظوا عائد الی الاقرب من الربانیین والاحبار ۱۲ ۷ قولہ فی شهداء اقراری حمله علی ما حمله بعض المفسرین کما فی البیضاوی وغیره فی قولہ تعالیٰ ثم

م البقرة ثم اقررتم وانتم تشهدون من انه توکید للاقرار فانه یدل علی ان الشهادة قد تکون بمعنی الاقرار وبها کما یستعملان للاخبار عن الماضی کذلک تستعملان والالتزام فی المستقبل وعلی هذا صار تقریر سیفنا الاستحفاظ والشهادة اسهل فکان حاصل معناه العهد والالتزام فلت وتعدیته بعلی لتضمنه معنی الحفظ والمراقبة ۱۲

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ

اور ہم نے ان پر اس میں یہ بات فرض کی تھی کہ جان بدلے جان کے اور آنکھ بدلے آنکھ کے اور ناک بدلے ناک کے اور کان بدلے کان کے

بِالسِّنِّ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○

اور دانت بدلے دانت کے اور خاص زخموں کا بھی بدلہ ہے پھر جو شخص اس کو معاف کر دے تو وہ اس کے لیے کفارہ ہو جاویگا اور جو شخص خدا تعالیٰ کے نازل کیے ہوئے کے موافق حکم نہ کرے سو ایسے لوگ بالکل ستم ڈھا رہے ہیں

اس کے پابند رہے اسوا اے اس زمانہ کے رؤسا و علماء یہود جیسے ہمیشہ سے تمہارے سب مقتدا توراۃ کو مانتے آئے ہیں تو تم بھی (تصدیق رسالت محمدیہ کے باب میں جیسا حکم توریت میں ہے) لوگوں سے (یہ) اندیشہ مت کرو (کہ ہم تصدیق کرلیں گے تو عام لوگوں کی نظر میں ہماری جاہ میں فرق آوے گا) اور (صرف) مجھ سے ڈرو (کہ تصدیق نہ کرنے پر سزا دوں گا) اور میرے احکام کے بدلے میں (دنیا کی) متاع قلیل (جو کہ تم کو اپنے عوام سے وصول ہوتی ہے) مت لو (کہ یہی حب جاہ و حب مال تم کو باعث ہوتی ہیں تصدیق نہ کرنے پر) اور (یاد رکھو کہ) جو شخص خدا تعالیٰ کے نازل کئے ہوئے کے موافق حکم نہ کرے (بلکہ غیر حکم شرعی کو قصداً حکم شرعی بتلا کر اس کے موافق حکم کرے) سو ایسے لوگ بالکل کافر ہیں (جیسا اے یہود تم کر رہے ہو کہ عقاید میں بھی مثل عقیدہ رسالت محمدیہ اور اعمال میں بھی جیسے حکم رجم وغیرہ اپنے مخترعات کو حکم الٰہی بتلا کر ضلال و اضلال میں مبتلا ہو رہے ہو)

ف كَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ کی تفسیر مذکور باعتبار اس کے اسْتُحْفِظُوْا پر معطوف ہونے کے ہے اور اگر يَحْكُمُ پر عطف کیا جاوے تو كَانُوْا کی ضمیر کا مرجع سب مذکورین ہوں اور تفسیر بہت سہل ہو جاوے حاصل معنی یہ ہوں کہ اس توراۃ کے موافق انبیاء و احبار و ربانیین بوجہ استحفاظ کے حکم کرتے تھے اور یہ سب حضرات اس حکم یا اس توریت ماول بعنوان الکتاب المذکورۃ فی الآیۃ پر یا اس کتاب مذکور متحد مع التوراۃ پر اس کے حق اور صدق ہونے کے گواہ اور مصدق تھے یا كَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ کو حال اور اسْتُحْفِظُوْا کو عامل کہا جاوے تو كَانُوْا الخ کا دخل سبب میں ہونا ضرور نہ ہوگا ربط آیت اولیٰ کی تمہید میں مذکور ہو چکا اور چونکہ اصول فقہ میں متقرر ہو چکا ہے کہ شرائع سابقہ جب قرآن و حدیث میں بلا نکیر مذکور ہوں تو وہ ہمارے لیے بھی حجت ہوتا ہے اس لیے یہ مضمون آیندہ ہماری شریعت کا بھی حکم ہے **حکایت مسئلہ قصاص از توریت کہ حکم سیزدہم باشد از سورت** وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ الی قولہ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ اور ہم نے ان (یہود) پر اس (توراۃ) میں یہ بات فرض کی تھی کہ (اگر کوئی کسی کو ناحق عمداً قتل یا زخمی کرے اور صاحب حق دعویٰ کرے تو) جان بدلے جان کے اور آنکھ بدلے آنکھ کے اور ناک بدلے ناک کے اور کان بدلے کان کے اور دانت بدلے دانت کے اور (اسی طرح دوسرے) خاص زخموں کا بھی بدلہ ہے پھر جو شخص (اس قصاص یعنی بدلہ لینے کا مستحق ہو کر بھی) اس (قصاص) کو معاف کردے تو وہ (معاف کرنا) اس (معاف کرنے والے) کے لیے (اس کے گناہوں کا) کفارہ (یعنی گناہوں کے دور ہونے کا سبب) ہو جاویگا (یعنی معاف کرنا موجب ثواب ہے) اور (چونکہ یہود نے ان احکام کو چھوڑ رکھا تھا اس لیے مکرر وعید سناتے ہیں کہ) جو شخص خدا تعالیٰ کے نازل کئے ہوئے کے موافق حکم نہ کرے (جس کے معنے اوپر گذر رہے) سو ایسے لوگ بالکل ستم ڈھا رہے ہیں (یعنی بہت برا کام کر رہے ہیں) **ف** چند مسائل ضروری **مسئلہ** قصاص اس قتل یا جرم میں ہے جب ناحق ہو ورنہ بحق قتل کرنا درست ہے اور عمداً ہو کیونکہ خطا میں دیت ہے جس کے مسائل سورۂ نساء کے رکوع وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ میں گذر چکے

مسئلہ النفس بالنفس میں آزاد اور غلام اور مسلمان اور کافر ذمی اور مرد اور عورت اور کبیر اور صغیر اور شریف اور رذیل اور بادشاہ اور رعیت

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ فمن تصدق بہ فی الروح اخرج الدیلمی عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرأ الآیۃ فقال ہو الرجل یکسر سنہ او یجرح من جسدہ فیعفو فیحط عنہ من خطایاہ بقدر ما عفا عنہ من جسدہ الحدیث الی قولہ وفیہ ترغیب فی العفو اہ وقلت ومثل ہذا العفو من اخلاق اہل اللہ تعالیٰ **ترجمہ مسائل السلوک** قولہ تعالیٰ فمن تصدق الخ حدیث مروح میں یہ تفسیر ہے کہ کسی کا دانت توڑ دیا جاوے یا بدن میں زخم کر دیا جاوے اور وہ معاف کردے تو بقدر اس کے عفو کے اس کی خطائیں عفو کر دی جاتی ہیں سو اس میں ترغیب ہے عفو کی کذا فی الروح اور اس قسم کا عفو اہل اللہ کے اخلاق میں سے ہے ۱۲

النحو قولہ قصاص خبر بتقدیر ذات ۱۲ **البلاغۃ** قولہ فمن تصدق فی التعبیر بالتصدق ترغیب فی العفو **الروایات** فی الروح عن الضحاک لم یجعل فی التوراۃ دیۃ فی نفس ولا جرح انما کان العفو او القصاص وہو الذی یقتضیہ ظاہر الآیۃ اہ قلت و لما قام الدلیل تلیہا فی شرعنا خص بہذا القدر من الحجیۃ فی الروح اخرج الدیلمی عن ابن عمر رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرأ الآیۃ فقال ہو الرجل یکسر سنہ او یجرح من جسدہ فیعفو فیحط عنہ من خطایاہ بقدرہ ما عفا عنہ من جسدہ ان کان نصف الدیۃ فنصف خطایاہ الی قولہ وان کان الدیۃ کلہا فخطایاہ کلہا اہ قلت ہو نص فی بالاخرۃ من التفسیر و قال فی الروح اخرج ابن ابی شیبۃ عن الشعبی و علیہ اکثر المفسرین اہ قلت و لعل بنی کونہ کفارۃ قولہ تعالیٰ ان الحسنات یذہبن السیئات فقط

ملحقات الترجمۃ ۱ قولہ فلا تخشوا جب ہمیشہ سے اشد الی کون الفار مقصیۃ و نو علمنۃ محل الحکم کما ذکرتہ فی ف کان الشہادۃ علی معناہا التیقن من الاخبار عن اعتقاد ای التصدیق کما فی قولہ تعالیٰ الست بربکم قالوا بلی شہدنا ۱۲ ۲ قولہ فی و اخشون صرف دل علیہ لا تخشوا الناس ۱۲ ۳ قولہ فی کتبنا فرض کذا فی الروح ۱۲ ۴ قولہ بدلہ اگر کوئی الخ ہذہ الشرائط کلہا معتبرۃ بدلائل اخر ۱۲ ۵ قولہ فی النفس بالنفس بدلے کے اشارۃ الی تعلق الجار بمتعلق محذوف خبر متعلق بکائنۃ ۱۲ ۶ قولہ فی الجروح قصاص فاللام للعہد ۱۲ ۷ قولہ فی من لم یحکم مکرر اشارۃ الی انہ تاکید الاولی فعلی ہذا لا یکون المقصود کون الجنایۃ فی التوراۃ ۱۲

وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ص وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ

اور ہم نے اُنکے پیچھے عیسی ابن مریم کو اس حالت میں بھیجا کہ وہ اپنے سے قبل کی کتاب یعنی توریت کی تصدیق فرماتے تھے اور ہم نے انکو انجیل دی جس میں ہدایت تھی اور وضوح

فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ وَلْيَحْكُمْ

اور وہ اپنے سے قبل کی کتاب یعنی توریت کی تصدیق کرتی تھی اور وہ سراسر ہدایت اور نصیحت تھی خدا سے ڈرنے والوں کے لیے اور انجیل والوں کو

اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ؕ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

چاہیئے کہ اللہ تعالی نے جو کچھ اس میں نازل فرمایا ہے اُسکے موافق حکم کیا کریں اور جو شخص خدا تعالی کے نازل کئے ہوئے کے موافق حکم نکرے تو ایسے لوگ بالکل بیحکمی کرنیوالے ہیں

سب داخل ہیں البتہ خود اپنے مملوک غلام اور اپنی اولاد کے قصاص میں نہ مارا جانا اجماع وحدیث سے ثابت ہے **مسئلہ** قطع اعضاء وجراحات میں باہم مرد وعورت میں اور اسی طرح باہم آزاد اور غلام میں قصاص نہیں البتہ مسلمان اور ذمی کافر میں ان صورتوں میں بھی ہے لیکن درمختار میں آزاد و غلام اور مرد وعورت کے مسئلہ میں ہے کہ ناقص سے کامل کا قصاص لیا جاویگا **مسئلہ** خاص زخموں سے مراد وہ ہیں جن میں مساوات کے ساتھ بدلا لینا ممکن ہو ورنہ حکومت عدل ہے جس کی تفصیل کتب فقہ میں ہے اسی طرح قطع اعضا میں بھی جیسے آدھا کان کاٹ لیا مثلاً **مسئلہ** قتل میں ولی مقتول اور باقی صورتوں میں خود مقطوع ومجروح کو معاف کرنے کا حق حاصل ہے **مسئلہ** اگر ولی مقتول کئی شخص ہوں اور ایک معاف کردے تو قصاص ساقط ہو کر بقیہ اولیاء اگر چاہیں دیت لے سکتے ہیں یہ سب مسائل ہدایہ میں ہیں ربط اوپر توریت کا اپنے زمانہ میں حجت ہونا مذکور تھا آگے انجیل کی یہی صفت مذکور ہے جیسا تمہید آیت اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ میں مفصل تقریر اس کی گذر چکی ہے **ذکر وجوب عمل بانجیل در زمانش** وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ الی قولہ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ اور ہم نے اُن (نبیوں) کے پیچھے (جن کا ذکر يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ میں آیا ہے) عیسی ابن مریم (علیہ السلام کو) اس حالت میں (پیغمبر بنا کر) بھیجا کہ وہ اپنے سے قبل کی کتاب یعنی توریت کی تصدیق فرماتے تھے (جو کہ لوازم رسالت سے ہے کہ تمام کتب الٰہیہ کی تصدیق کرے) اور ہم نے اُن کو انجیل دی جس میں (توریت ہی کی طرح عقائد صحیحہ کی بھی) ہدایت تھی اور (احکام عملیہ کا بھی) وضوح تھا اور وہ (انجیل) اپنے سے قبل کی کتاب یعنی توریت کی تصدیق (بھی) کرتی تھی (کہ یہ بھی لوازم کتاب الٰہی سے ہے) اور وہ سراسر ہدایت اور نصیحت تھی خدا سے ڈرنے والوں کے لیے اور (ہم نے انجیل دیکر حکم کیا تھا کہ) انجیل والوں کو چاہیئے کہ اللہ تعالی نے جو کچھ اس میں نازل فرمایا ہے اسکے موافق حکم کیا کریں اور (اے اس زمانہ کے نصاری سن رکھو کہ) جو شخص خدا تعالی کے نازل کئے ہوئے کے موافق حکم نہ کرے (اور اسکے معنے اوپر گذر چکے ہیں) تو ایسے لوگ بالکل بےحکمی کرنیوالے ہیں (اور انجیل رسالت محمدیہ کی خبر دے رہی ہے تم اسکے خلاف کیوں چل رہے ہو) ربط اوپر توریت وانجیل کا اپنے اپنے دورہ میں واجب العمل ہونا بیان فرمایا تھا آگے قرآن مجید کا اپنے دورہ میں جو کہ زمان نزول سے قیام قیامت تک ہے واجب العمل ہونا بیان فرماتے ہیں اور ان آیات کے ضمن میں اشارۃً ایک قصہ سے بھی تعرض ہے جس کو ابن اسحق نے حضرت ابن عباس رض سے روایت کیا ہے کہ چند علماء ورؤساء یہود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر ملتمس ہوئے کہ ہماری قوم سے ہمارا کچھ مقدمہ ہے اگر آپ ہمارے موافق فیصلہ فرمادیں تو ہم آپ کا اتباع اختیار کرلیں جس سے بقیہ یہود بھی تبع ہو جاوینگے اور آپ نے صاف انکار کردیا جس پر آپ کی تصویب کے لیے وَاَنِ احْكُمْ نازل ہوا کذا فی اللباب

النحو مصدقا الاول من عیسی اوجملة فیه ہدی ونور حال من الانجیل وکذا مصدقا الثانی حال منه وصرح فی الروح بجواز عطف الحال المفرد علی الحال الجملة وکذا ہدی وموعظة ۱۲ البلاغة تخصیص المتقین مع عموم کون الکتاب الالہی موعظة باعتبار الانتفاع ۱۲ **ملحقات الترجمة** ۱ قولہ فی مصدقا فی الموضعین لوازم الخ اشارة الی کون الحال موکدة اما فائدتہا ہہنا فالذی عندی بان الیہود کانوا یکذبون الانجیل وصاحبه علیه السلام فنوه بہذا التاکید شانہما وعرض بالیہود انکم تکذبون مایصدق کتابکم واما النصاری فانہم لا یکذبون التوراة فلم یوت ثمه بما اتی به ہہنا وہذا ہو الفائدة عندی فی تکریر ہدی وزیادة موعظة واللہ اعلم ۱۲ ۲ قولہ فی فیه ہدی توریت کی طرح اشارة الی ان المراد التماثل بین الکتابین ۱۲ ۳ قولہ فی نور احکام عملیه بناء علی کون الانجیل شرعا مستقلا لما یدل علیه قوله تعالی ولیحکم کما استدل به المفسرون ۴ قولہ فی ولیحکم دیکر حکم کیا فیه رعایة لمن قدر قلنا التی تشرع تقدیرها عند القرینة کما فی قوله الملائکة یدخلون علیہم من کل باب سلام علیکم ولمن قرأ بلام کی وتقدیرہ آتیناه ۱۲ ۵ قولہ فی ومن لم یحکم اس زمانہ قرینة تذییل نظیرہ لقوله فلا تخشوا الناس من الذی خوطب به الیہود المعاصرون واستعمال التناسب فی التذکیر وانما خوطب النصاری

هو بعرفة الیہود مرتین کما قدمت قبل من کون التثنية تاکیدا لما دل سابقا ان الیہود کانوا الظلم واطغى فعلی ہذا لا یلزق الحکم بکونه جزءا من الانجیل مقصودا ۱۲ ۶ قولہ بالکل اخذه من ضمیر الفصل [illegible] رعایة المسند ۱۲

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ

اور ہم نے یہ کتاب آپکے پاس بھیجی ہے جو خود بھی صدق کے ساتھ موصوف ہے اور اس سے پہلے جو کتابیں ہیں انکی بھی تصدیق کرتی ہے اور ان کتابوں کی محافظ ہے تو انکے باہمی معاملات

بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ۭ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ۭ وَلَوْ شَآءَ

میں اسی بھیجی ہوئی کتابکے موافق فیصلہ فرمایا کیجئے اور یہ جو سچی کتاب آپکو ملی ہے اس سے دور ہو کر انکی خواہشوں پر عملدرآمد نہ کیجئے۔ تم میں سے ہر ایک کے لیے خاص شریعت اور خاص طریقت

اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ۭ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ

تجویز کی تھی اور اگر اللہ تعالی کو منظور ہوتا تو تم سب کو ایک ہی اُمت میں کر دیتے لیکن ایسا نہیں کیا تاکہ جو جو دین تمکو دیا ہے اُس میں تم سب کا امتحان فرماویں تو مفید باتوں کی طرف دوڑو تم سب کو خدا

جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝ وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ

پھر وہ تم سب کو جتلادیگا جس میں تم اختلاف کیا کرتے تھے اور ہم حکم دیتے ہیں کہ آپ اُنکے باہمی معاملات میں اس بھیجی ہوئی کتابکے موافق فیصلہ فرمایا کیجئے اور انکی خواہشوں پر عملد

اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ

اور اُن سے یعنی انکی اس باتکا احتیاط رکھیے کہ وہ آپکو خدا تعالی کے بھیجے ہوئے کسی حکم سے بھی بچلادیں پھر اگر یہ لوگ اعراض کریں تو یہ یقین کر لیجیے کہ بس خدا ہی کو منظور ہے کہ اُن کے بعضے جرموں پر

وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ۝ اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ۭ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝ ع ۷

اُن کو سزا دے دیں اور زیادہ آدمی تو بے حکم ہی ہوتے ہیں۔ یہ لوگ کیا پھر زمانہ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں اور فیصلہ کرنے میں اللہ سے کون اچھا ہوگا یقین رکھنے والوں کے نزدیک

واخرج نحوه کما فی الدر ح ابن ابی حاتم والبیہقی فی الدلائل **ذکر وجوب عمل بالقرآن علی التابید** وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ الی قوله وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝ اور (توراۃ وانجیل کے بعد) ہمنے یہ کتاب (مسمّی بقرآن) آپکے پاس بھیجی ہے جو خود بھی صدق (وراستی) کے ساتھ موصوف ہے اور اس سے پہلے جو (آسمانی) کتابیں (آچکی) ہیں (جیسے توراۃ وانجیل وزبور) اُن کی بھی تصدیق کرتی ہے (کہ وہ نازل من اللہ ہیں) اور (چونکہ وہ کتاب مسمّی بقرآن قیامت تک محفوظ ومعمول بہ ہے اور اُس میں ان کتب سماویہ کی تصدیق موجود ہے اسلئے وہ کتاب) اُن کتابوں (کے صادق ہونے کے مضمون) کی ہمیشہ کے لیے محافظ ہے (کیونکہ قرآن میں ہمیشہ یہ محفوظ رہیگا کہ وہ کتب نازل من اللہ ہیں جب قرآن ایسی کتاب ہے) تو اُن (اہل کتاب) کے باہمی معاملات میں (جبکہ آپکے اجلاس میں پیش ہوں) اسی بھیجی ہوئی کتابکے موافق فیصلہ فرمایا کیجئے اور یہ جو سچی کتاب آپ کو ملی ہے اس سے دور ہو کر ان کی (خلاف شرع خواہشوں اور) فرمائشوں (پر (آئیندہ بھی) عملدرآمد نہ کیجئے (جیسا اب تک باوجود ان کی درخواست والتماس کے آپنے صاف انکار فرما دیا یعنی یہ آپکی رائے نہایت ہی درست ہے اسی پر ہمیشہ قائم رہیئے اور ان اہل کتاب کو اس قرآن کے حق جاننے سے اور اُسکے فیصلہ ماننے سے کیوں انکار ہے کیا دین جدید کا آنا کچھ تعجب کی بات ہے آخر تم میں سے ہر ایک (امت) کیلیے (اسکے قبل) ہمنے خاص شریعت اور خاص طریقت تجویز کی تھی (مثلاً یہود کی شریعت وطریقت توراۃ تھی اور نصاری

اللغات فی الکبیر الشریعة المشرعة التی ینتہی عما الناس فیشربون منہا والمنہاج فہو الطریق الواضح وفیہ قال الخلیل وابو عبیدة یقال قد ہیمن الرجل یہیمن اذا کان رقیبا علی الشیء وشاہدا علیہ حافظا **البلاغة** قوله عما جاءك عدی الاتباع بعن لتضمنه معنی العدول ۱۲ **قوله** الکتاب ای القرآن لم یسم به کالتوراة والانجیل اشارة الی مخالفة شانه بانه حقیق بانه یفہم من تعدد الکتب لاغیره **المحققات الترجمة** **۱ قوله** فی بالحق موصوف اشارة الی کونه حالا من الکتاب ای متلبسا بالحق ۱۲ **۲ قوله** فی مصدقا او واضح بحرف العطف کونه حالا ثانیة ۱۲ **۳ قوله** فی من الکتاب کتابیں فاللام للجنس ۱۲ **۴ قوله** فی صفات نازل فلا یلزم نقل التخلیف عنه ولا یلزم وجوب العمل به ۱۲ **۵ قوله** فی مہیمنا چونکہ الخ کذا فی الخازن والکبیر وقوله ہمیشہ ماخوذ من عدم امتیاز زمان خاص فی التعقیة من فہم الازمنة کلہا ۱۲ **۶ قوله** قبل فاحکم جب اشارة الی کون الفاء فصیحة ۱۲ **۷ قوله** فی بینہم اہل کتاب لکون الکلام السابق فیہم ۱۲ **۸ قوله** ہیں تاک پیش ہوں باختیارہم ان کانوا غیر ذمیین وبلا اختیارہم فی بعض الامور لو کانوا ذمیین ۱۲ **۹ قوله** فی لا تتبع آئیندہ الخ فالمقصود تعریض له به صلی اللہ علیه وسلم فلا اشکال ۱۲ **۱۰ قوله** فی بما انزل اللہ اسی اشارة الی ان فیه وضع المظہر موضع المضمر ۱۲ **۱۱ قوله** فی لکل امت لان عدم کون شرع جدید لکل فرد مشاہد ۱۲ **۱۲ قوله** فی شرعة سے مقصا جا شریعت طریقت نقله فی الکبیر عن المبرد وایضا لیساعده ۲

ما اللغة ولما کان اہل الطریقة تدبیر وسوخ للملکات التی تد رہبنا الاعمال فلا جرم تختلف التدبیر باختلاف الاعمال فلا بد ان الاعمال یجری فیہا النسخ لا الاخلاق التی ہی الطریقة ثم ان الشریعة والطریقة متحدان ذاتا مختلفان اعتبارا [illegible] **۱۳ قوله** [illegible]

کی شریعت اور طریقت انجیل تھی پھر اگر امت محمدیہ کے لیے شریعت وطریقت قرآن مقرر کیا گیا جس کا حق ہونا بھی دلائل سے ثابت ہے تو وجہ انکار کیا) اور اگر اللہ تعالیٰ کو (سب[1] کا ایک ہی طریقہ رکھنا) منظور ہوتا تو (وہ اس پر بھی قادرت رکھتے تھے کہ) تم سب (یہود و نصاریٰ و اہل اسلام[2]) کو (ایک ہی شریعت دیکر) ایک ہی اُمت بنا دیتے (اور شرع جدید نہ آتا جس سے تمکو توحش ہوتا ہے) لیکن (اپنی حکمت سے (ایسا[3]) نہیں کیا (بلکہ ہر اُمت کو جدا جدا طریقہ دیا) تاکہ جو جو دین تمکو (ہر زمانہ میں نیا نیا) دیا ہے اُس میں تم سب[4] کا (تمہارے[5] اظہار اطاعت کیلئے) امتحان فرماویں (کیونکہ اکثر طبعی امر ہے کہ نئے طریقہ سے وحشت اور مخالفت کی طرف حرکت ہوتی ہے لیکن جو شخص عقل صحیح و انصاف سے کام لیتا ہے تو اُس کی ظہور حقیقت کے بعد اپنی طبیعت کو موافقت پر مجبور کر دیتا ہے اور یہ ایک امتحان عظیم ہے پس اگر سب کی ایک ہی شریعت ہوتی تو اس شریعت کے ابتدا کے وقت جو لوگ ہوتے اُن کا امتحان تو ہو جاتا لیکن دوسرے جو اُن کے مقلد اور اُس طریق سے مالوف ہوتے اُن کا امتحان نہ ہوتا اور اب ہر اُمت کا امتحان ہو گیا اور امتحان کی ایک یہ صورت ہوتی ہے کہ انسان کو جس چیز سے روکا جاوے خواہ معمول ہو یا متروک اُس پر حرص ہوتی ہے اور یہ امتحان شرائع کے تعدد میں اقوی ہے کہ منسوخ سے روکا جاتا ہے اور شریعت کے اتحاد میں گو معاصی سے روکتے لیکن اُن میں حقیت کا تو شبہ نہیں ہوتا ۔ اس لیے امتحان اُس درجہ کا نہیں ان دونوں امتحانوں کا مجموعہ ہر امت کے سلف اور خلف سب کو عام ہو گیا جیسا کہ صورت اولیٰ کو صرف سلف سے خصوصیت ہے پس[6] جب شرع جدید میں یہ حکمت ہے) تو (تعصب کو چھوڑ کر) مفید[7] باتوں کی طرف (یعنی اُن عقائد و اعمال و احکام کی طرف جن پر قرآن مشتمل ہے) دوڑو (یعنی قرآن پر ایمان لا کر اُس پر چلو ایک روز) تم سب کو خدا ہی کے پاس جانا ہے پھر وہ تم سب کو جتلا دیگا جس میں تم (باوجود وضوح حق کے دنیا میں خواہ مخواہ) اختلاف کیا کرتے تھے (اس لیے اس اختلاف بیجا کو چھوڑ کر حق کو جو کہ اب منحصر ہے قرآن میں قبول کر لو) اور (چونکہ[8] اُن اہل کتاب نے ایسی بلند پروازی کی کہ آپ سے درخواست اپنے موافق مقدمہ طے کر دینے کی کرتے ہیں جہاں کہ اس کا احتمال ہی نہیں اس لیے ان کے حوصلے پست کرنے کو اور اُس کو سنا کر ہمیشہ ہمیشہ ان کے نا اُمید کرنے کو) ہم (مکرر یہ) حکم دیتے ہیں کہ آپ اُن (اہل کتاب) کے باہمی معاملات میں (جبکہ آپ کے اجلاس میں پیش ہوں) اُس بھیجی ہوئی کتاب کے موافق فیصلہ فرمایا کیجئے اور اُن کی (خلاف شرع) خواہشوں (اور فرمائشوں) پر (آیندہ بھی عمل درآمد نہ کیجئے (جیسا اب تک بھی نہیں کیا) اور اُن سے یعنی[9] ان کی اس بات سے (آیندہ بھی مثل سابق) احتیاط رکھیے کہ وہ آپ کو خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کسی[10] حکم سے بھی بچلا دیں (یعنی گو اس کا احتمال نہیں لیکن اس کا قصد بھی رہے تو موجب[11] ثواب بھی ہے) پھر (باوجود وضوح قرآن اور اُس کے فیصلہ کے حق ہونے کے بھی) اگر یہ لوگ (قرآن سے اور آپ کے فیصلہ سے جو موافق قرآن کے ہوگا) اعراض کریں تو یہ یقین کر لیجئے کہ بس[12] خدا ہی کو منظور ہے کہ اُنکے بعضے جرموں پر (دنیا ہی میں) اُن کو سزا دیدیں (اور وہ بعضا جرم فیصلہ کو نہ ماننا ہے اور حقانیت قرآن کے نہ ماننے کی سزا پوری آخرت میں ملے گی کیونکہ پہلا جرم ذمی ہونے کے خلاف ہے اور دوسرا جرم ایمان کے خلاف ہے حربیت کی سزا دنیا ہی میں ہوتی ہے اور کفر کی سزا آخرت میں چنانچہ یہود کی سرکشی اور عہد شکنی جب حد تسامح سے متجاوز ہوئی تو ان کو سزا قتل اور قید اور اخراج وطن کی دی گئی) اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کے یہ حالات سنکر آپکو رنج ضرور ہوگا لیکن آپ زیادہ غم[13] نہ کیجئے کیونکہ) زیادہ آدمی تو (دنیا میں ہمیشہ سے) بے حکم ہی ہوتے (آئے) ہیں یہ لوگ (فیصلہ قرآنی سے جو کہ عین عدل ہے اعراض کر کے) پھر کیا زمانۂ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں (جسکو انہوں نے برخلاف شرائع سماویہ کے خود مخترع کر لیا تھا جسکا ذکر دو واقعوں کے ضمن میں اس رکوع سے پہلے رکوع آیت یٰٓاَیُّهَا الرَّسُوْلُ کی تمہید میں گذر چکا ہے

ملحقات الترجمۃ [1] **قولہ** فی یشاء سب کا الخ اشارۃ الی حذف مفعول شاء وہو کثیر الشائع فیہ ۱۲ [2] **قولہ** فی جعلکم (اہل اسلام) ادخلوا فی الخطاب مع اہل الکتاب تغلیبا ۱۲ [3] **قولہ** فی لکن ایسا نہیں کیا جعلہ جزء للترجمۃ لان المقدر کالملفوظ ۱۲ [4] **قولہ** فی لیبلوکم اظہار اشارۃ الی التجوز فی معنی الابتلاء ۱۲ [5] **قولہ** بنا کہ کیونکہ ہذا من المواہب المختصۃ وللہ الحمد ۱۲ [6] **قولہ** فی فاستبقوا الیس جب اشارۃ الی کون الفاء فصیحۃ ۱۲ [7] **قولہ** فی خیرات مفید کما فی قولہ تعالیٰ ذلکم خیر لکم عند بارئکم ۱۲ [8] **قولہ** فی وان احکم چونکہ الی قولہ مکرر حکم افاد فیہ وجوہا احدہا انہ معطوف علی انزلنا بتقدیر امرنا کہ ثانیہا انہ تاکید ثالثہا بیان فائدۃ التکریر ہذا التاکید وہی مفہومۃ من المدارک وا علیہ لما کان محی الفتنۃ والعدول المعتبر فی عما جاءک واحد تماثل الوضعان مفہوما بانہ زیادۃ لا نقصان ۱۲ [9] **قولہ** فی ان یفتنوک یعنی اشارۃ الی کونہ بدلا ۱۲ [10] **قولہ** فی من بعض کسی حکم سے بھی اشارۃ بکلمۃ بھی الی فائدۃ کلمۃ بعض وہی المبالغۃ ۱۲ [11] **قولہ** بعد یفتنوا کے موجب ثواب بھی ہے اشارۃ الی فائدۃ الامر بالحذر ممن لا یحتمل عنہ فیہ تقریر باہر للذنوب لا یکون بمعنی المحذر بل یتوقف علی قصدہ فلذا امر صلی اللہ علیہ وسلم بہ واشار بکلمۃ بھی الی عدم الحصر فی الفائدۃ المذکورۃ بل فیہ قطع اطماعہم کما ذکر وفیہ تنبیہ للولاۃ والعلماء من الامۃ علی وجوب ہذا الحذر وفیہ نعی علی الکفار بانہم خائنون ۱۲ [12] **قولہ** فی انما یرید بس زائد بس لافادۃ ما افادہ انما ۱۲ [13] **قولہ** نہیں ان کثیرا غم نہ کیجئے صرح بکونہ تسلیۃ فی الروح ۱۲

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ ۘ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ

اے ایمان والو تم یہود و نصاریٰ کو دوست مت بنانا وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو شخص تم میں سے اُنکے ساتھ دوستی کرے گا بیشک وہ ان

مِنْهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝ فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ يُسَارِعُونَ فِيهِمْ يَقُولُونَ نَخْشَىٰ أَن

ہی میں سے ہوگا یقیناً اللہ تعالیٰ سمجھ نہیں دیتے اُن لوگوں کو جو اپنا نقصان کر رہے ہیں اسی لیے تم ایسے لوگوں کو کہ جنکے دل میں مرض ہے دیکھتے ہو کہ دوڑ دوڑ کر اُن میں گھستے ہیں کہتے ہیں کہ ہم کو اندیشہ

تُصِيبَنَا دَائِرَةٌ ۚ فَعَسَى اللَّهُ أَن يَأْتِيَ بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِّنْ عِندِهِ فَيُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا أَسَرُّوا فِي أَنفُسِهِمْ نَادِمِينَ ۝

کہ ہم پر کوئی حادثہ پڑ جاوے سو قریب اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ کامل فتح کا ظہور فرما دے یا کسی اور بات کا خاص اپنی طرف سے پھر اپنے پوشیدہ دلی خیالات پر نادم ہوں گے

وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا أَهَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ أَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ ۙ إِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ۚ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَأَصْبَحُوا خَاسِرِينَ ۝

اور مسلمان لوگ کہیں گے ارے کیا یہ وہی لوگ ہیں کہ بڑے مبالغہ سے قسمیں کھایا کرتے تھے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں ان لوگوں کی ساری کارروائیاں غارت گئیں جس سے ناکام رہے

حالانکہ وہ سراسر عدل اور دلیل کے خلاف ہے یعنی اہلِ علم ہو کر علم سے اعراض کرنا اور جہل کا طالب ہونا عجب در عجب ہے، اور فیصلہ کرنے میں اللہ سے کون اچھا فیصلہ کرنے والا ہوگا بلکہ کوئی مساوی بھی نہیں پس خدائی فیصلہ کو چھوڑ کر دوسرے کے فیصلہ کا طالب ہونا عین جہل نہیں تو کیا ہے لیکن یہ بات بھی یقین (و ایمان) رکھنے والوں (ہی) کے نزدیک ہے کیونکہ اس کا سمجھنا موقوف ہے قوت عقلیہ کی صحت پر اور وہ کفار اس سے بے نصیب ہیں) **ف** اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ یہاں سے مفہوم ہوتا ہے کہ ہر اُمت کا طریقہ دین جدا ہے اور دوسری آیات سے واحد ہونا معلوم ہوتا ہے جیسے سورۂ شوریٰ میں ہے شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ الخ جواب یہ ہے کہ جدا ہونا باعتبار فروع و اعمال کے ہے اور واحد ہونا باعتبار اصول و عقائد کے **ربط** اوپر یہود و نصاریٰ کے قبائح مذکور ہوئے ہیں اور بعض منافقین جو کہ ظاہراً اسلام کے مدعی تھے اُن سے بعض دنیوی مصلحتوں کی بنا پر دوستی رکھتے تھے اس لیے آگے اہلِ ایمان کو اُن کے ساتھ دوستی کرنے سے بطور تفریع مضمون مذکور کے منع فرماتے ہیں کہ جب ان لوگوں کے یہ حالات ہیں تو اُن کا مقتضا تو یہی ہے کہ اُن سے منافقوں کی طرح ہرگز دوستی مت کرو پھر اہلِ ایمان کے منع کرنے کے بعد اُن منافقین کی مذمت اور اُن مصلحتوں کا ابطال اور انجام کار اُن کا ندامت اُٹھانا بطور پیشینگوئی کے مذکور ہے اور قصہ اس دوستی کا یہ ہوا تھا کہ جب غزوۂ احد میں اہلِ اسلام کو ظاہراً شکست ہوئی تو منافقین سخت اندیشہ میں پڑے اور باہم مشورہ کرنے لگے کہ مسلمانوں کے غالب آنے کی تو کچھ اُمید نہیں رہی اپنی کہیں پناہ لگائے رکھنا چاہیے کہ وقت پر کام دے کسی نے کہا کہ میں فلانے یہودی سے امان لیے لیتا ہوں اور ایسے وقت پر یہودی بن جاؤں گا کسی نے کہا کہ میں فلانے نصرانی سے پناہ لیے لیتا ہوں اور ایسے وقت پر نصرانی بن جاؤں گا اخرجہ کما فی الدر ابن جریر و ابن ابی حاتم عن السدی اور نیز جب یہود بنی قینقاع مسلمانوں سے محاربہ پر آمادہ ہوئے تو عبداللہ بن اُبی منافق نے اُن سے ساز کر لیا اور اُنکی حمایت میں کھڑا ہوا اور حضرت عبادۃ بن صامت رضہ بھی مثل عبداللہ کے اس قوم کے حلیف تھے لیکن اُنہوں نے صاف طور پر اُنسے علاقہ منقطع کر دیا اخرجہ کما فی اللباب ابن اسحٰق و ابن جریر و ابن ابی حاتم و البیہقی عن عبادۃ اور عبداللہ بن اُبی نے یہ بھی کہا کہ انی رجل اخاف الدوائر یعنی مجھ کو تو حوادث دہر کا اندیشہ ہے میں انسے علاقہ قطع نہیں کرتا اخرجہ کما فی الدر ابن ابی شیبۃ عن عطیۃ ان واقعات میں یہ آیت آیندہ نازل ہوئی

حکم چہارم

منع مومنین از موالاۃ کفار و ذم منافقین بدین موالاۃ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الی قولہ فَأَصْبَحُوا خَاسِرِينَ اے ایمان والو تم (منافقوں کی طرح) یہود و نصاریٰ کو (اپنا) دوست مت بنانا (وہ خود ہی) ایک دوسرے کے دوست ہیں (یعنی یہودی یہودی باہم اور نصرانی

اللغات ١؎ الدائرۃ فی الروح عن القاموس نوائب الزمان بملاحظۃ احاطتہا وہی من الصفات الغالبۃ التی لا یذکر موصوفہا کان فی الاصل دائرۃ ١٢ **النحو** جہد ایمانہم فی البیضاوی اغلظہا وہو فی الاصل مصدر ونصبہ علی الحال علی تقدیر واقسموا باللہ یجتہدون جہد ایمانہم فحذف الفعل واقیم المصدر مقامہ ولذلک ساغ کونہا معرفۃ او علی المصدر لانہ بمعنی اقسموا ١٢ **اختلاف القراءۃ** فی البیضاوی ویقول الذین بالرفع قراءۃ عاصم وحمزۃ والکسائی علی انہ کلام مبتدأ ویؤیدہ قراءۃ ابن کثیر ونافع وابن عامر مرفوعا بغیر واو علی انہ جواب قائل یقول فماذا یقول المؤمنون و بالنصب قراءۃ ابی عمرو ویعقوب عطفا علی ان یاتی باعتبار المعنی وکانہ قال عسی ان یاتی اللہ بالفتح ویقول الذین آمنوا اھ فی الحاشیۃ لا باعتبار اللفظ لانہ لا ضمیر فی قولہ ویقول الی اللہ تعالیٰ ١٢

ملحقات الترجمۃ ١؎ قولہ فی الجاہلیۃ بل اعم عموما کذا فی الکبیر ١٢ ٢؎ قولہ ابدا یبغون عجب در عجب الاول التولی والثانی البغی وان دال التعجب من التوبیخ کلمۃ الاستفہام التی قبل بعدہا التولی وذکر صریحا البغی ١٢ ٣؎ قولہ ای من احسن مساوی ای والاستعمال والمحاورۃ ١٢ ٤؎ قولہ نی لقوم نزدیک لام بمعنی عند کذا فی الروح وحقیقتہ ان اللام للبیان کما فی ہیت لک ای تبیین مضمون ہذہ الاستفہام الانکاری لقوم کذا فی الروح وہذا الاستفہام لقوم یوقنون کذا فی الکبیر ١٢ ٥؎ قولہ فی بعضہم یعنی یہودی یہودی الخ فلا ینافی الآیات التی یعلم منہا التعادی بین الفریقین محاربا بہا الموالاۃ للتناسب لا ینافی الآیات الدالۃ علی تعادی الیہود فیما بینہم وکذا النصاری فیما بینہم و بہذہ الارادۃ اتضح معنی فانہ منہم ولا یلزم کفر المسلم وہذا التفسیر من المواہب الخاصۃ ولہ الحمد ولا فخر ١٢

وقف لازم
وقف غفران
وقف منزل
ثلثۃ ارباع

نصرانی باہم مطلب یہ کہ دوستی ہوتی ہے مناسبت سے سو ان میں باہم تو تناسب ہے مگر تم میں اور اُنہیں کیا مناسبت (اور (جب جملہ مذکورہ سے معلوم ہوا کہ دوستی ہوتی ہے تناسب سے تو) جو شخص تم میں سے اُنکے ساتھ دوستی کریگا بیشک وہ (کسی خاص مناسبت کے اعتبار سے) اُن ہی میں سے ہوگا (اور گو یہ امر بہت ہی ظاہر ہے لیکن) یقیناً اللہ تعالیٰ (اس امر کی) سمجھ ہی نہیں دیتے ان لوگوں کو جو (کفار سے دوستی کر کر کے) اپنا نقصان کر رہے ہیں (یعنی دوستی میں منہمک ہونے کی وجہ سے یہ بات اُن کی سمجھ ہی میں نہیں آتی اور چونکہ ایسے لوگ اس امر کو نہیں سمجھتے) اسی لیے (اے دیکھنے والے) تم ایسے لوگوں کو کہ جنکے دل میں (نفاق کا) مرض ہے دیکھتے ہو کہ دوڑ دوڑ کر ان (کفار) میں گھستے ہیں (اور کوئی ملامت کرے تو حیلہ بازی اور سخن سازی کے لیے یوں) کہتے ہیں کہ (ہمارا ملنا ان کے ساتھ دل سے نہیں بلکہ دل سے تو تمہارے ساتھ ہیں صرف ایک مصلحت سے انکے ساتھ ملتے ہیں وہ یہ کہ) ہمکو اندیشہ ہے کہ (شاید انقلاب زمانہ سے) ہم پر کوئی حادثہ پڑ جاوے (جیسے قحط ہے تنگی ہے اور یہ یہودی ہمارے ساہوکار ہیں ان سے قرض اُدھار ملجاتا ہے اگر ظاہری میل جول قطع کر دیں گے تو وقت پر ہمکو تکلیف ہوگی ظاہراً نَخْشٰٓی اَنْ تُصِیْبَنَا دَآئِرَۃٌ کا یہ مطلب لیتے تھے لیکن دل میں اور مطلب لیتے کہ شاید آخر میں مسلمانوں پر کفار کے غالب آجانے سے پھر ہم کو انکی احتیاج پڑے اسلیے ان سے دوستی رکھنا چاہیے) سو قریب اُمید (یعنی وعدہ) ہے کہ اللہ تعالیٰ (مسلمانوں کی) کامل فتح کا (دن اُن کفار کے مقابلہ میں جنسے یہ دوستی کر رہے ہیں) ظاہر فرماوے (جس میں مسلمانوں کی کوشش کا بھی دخل ہوگا) یا کسی اور بات کا خاص اپنی طرف سے (ظہور فرماوے یعنی انکے نفاق کا علی التعیین بذریعہ وحی کے عام اظہار فرماویں جس میں مسلمانوں کی تدبیر کا اصلاً دخل نہیں مطلب یہ کہ مسلمانوں کی فتح اور انکی پردہ دری دونوں امر قریب ہونیوالے ہیں) پھر (اس وقت) اپنے (سابق) پوشیدہ دلی خیالات پر نادم ہونگے (کہ ہم کیا سمجھتے تھے کہ کفار غالب آویں گے اور یہ کیا برعکس ہوگیا ایک ندامت تو اپنے خیال کی غلطی پر کہ امر طبعی ہے دوسری ندامت اپنے نفاق پر جسکی بدولت آج رسوا ہوئے مَآ اَسَرُّوْا میں یہ دونوں داخل ہیں اور یہ تیسری ندامت کفار کے ساتھ دوستی کرنے پر کہ رائگاں ہی گئی اور مسلمانوں سے بھی بُرے بنے چونکہ یہ دوستی مَآ اَسَرُّوْا پر مبنی تھی لہٰذا اُن دو ندامتوں کے ذکر سے یہ تیسری بلا ذکر صریح خود مفہوم ہوگئی) اور (جب اُس زمانہ فتح میں ان لوگوں کا نفاق بھی کھلجاویگا تو آپس میں) مسلمان لوگ (تعجب سے) کہیں گے ارے کیا یہ وہی لوگ ہیں کہ بڑے مبالغہ سے (ہمارے سامنے) قسمیں کھایا کرتے تھے کہ ہم (دل سے) تمہارے ساتھ ہیں (یہ تو کچھ اور ہی ثابت ہوا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ) ان لوگوں کی ساری کارروائیاں (کہ دونوں فریق سے بھلا رہنا چاہتے تھے سب) غارت گئیں جس سے (دونوں طرف سے ناکام رہے کیونکہ کفار تو خود مغلوب ہوگئے ان کا ساتھ دینا محض بیکار ہے اور مسلمانوں کے سامنے قلعی کھل گئی اُن سے اب بھلا بننا دشوار وہی مثل ہوگئی از یں سو راندہ از اں سو ماندہ) **ف** چنانچہ یہ پیشینگوئی صادق ہوئی ان منافقوں کی زیادہ دوستی مدینہ کے یہود اور مکہ کے مشرکین سے تھی کہ مکہ فتح ہوگیا اور یہود خستہ و خراب ہوئے جسکا ذکر کئی بار آچکا ہے اور قرائن اور واقعات سے تو اکثر اوقات منافقین کا نفاق کھلتا رہتا تھا بلکہ عموم فتوحات کے بعد تصریحاً و تعییناً معلوم کرا دیا گیا اور یہ جو فرمایا کہ یہ نادم ہونگے اگر کسی کو شبہ ہو کہ ندامت تو توبہ ہے تو اس سے تو انکا تائب ہونا لازم آتا ہے اور اس کے بعد متصل ہی اُن کے حبط اعمال اور خسران کے ذکر سے اُن پر ملامت مفہوم ہوتی ہے اور تائب پر ملامت نہیں ہوتی اس سے لازم آتا ہے کہ وہ تائب نہیں قرار دیے گئے جواب یہ ہے کہ ہر ندامت توبہ نہیں بلکہ وہ ندامت جسکے ساتھ معذرت اور اعتراف اپنی خطا کا اور کوشش تلافی و تدارک کی بھی ہو ان لوگوں نے ایسا نہیں کیا ورنہ دل سے مسلمان ہوجاتے اسلیے شرعاً تائب نہیں ہوئے (ربط اوپر کفار کے ساتھ دوستی کرنے سے خود دوستی کرنے والوں کے ضرر کا بیان تھا آگے مرتدین کے ذکر سے اس دوستی مذکورہ کا اسلام کو ضرر نہ پہنچنا مبالغہ کیساتھ مذکور ہے کہ جب ارتداد سے جو کہ بالکل کافر ہی بن جانا ہے اسلام کو کوئی ضرر نہیں پہنچتا تو کفار کیساتھ کسی کے دوستی کرنے سے تو اسلام کا

ملحقات الترجمۃ ١ قولہ فی لا یہدی سمجھ فالہدایۃ بمعنی الایصال الی المطلوب وقولہ فیما یلیہ سمجھ میں نہیں آتی اشارۃ الی ان محط الفائدۃ نفی ہو اتہم فالاسناد ہذا النفی الی اللہ تعالیٰ فلا مس بہذا المسئلۃ القدر ١٢ ٢ قولہ فی فتری اسی لیے فالفاء للترتیب علی عدم الہدایۃ ١٢ ٣ قولہ دیکھنے والے ای دیکھنے والے اشارۃ الی کون الخطاب لغیر معین ١٢ ٤ قولہ فی یسارعون گھستے اشارۃ الی تضمین معنی یسارعون الدخول کذا فی الروح ١٢ ٥ قولہ فی یقولون دل سے تمہارے ساتھ دل علیہ قولہ فیما یاتی انہم لمعکم وہو مذکور ایضا فی الآیات الآخر کقولہ تعالیٰ فی النساء الم نکن معکم وقولہ تعالیٰ فی العنکبوت انا کنا معکم ١٢ ٦ قولہ فی توضیح نخشی ظاہراً الی قولہ لیکن دل میں دل علیہ مجموع نفاقہم واسرارہم المدلول بقولہ علی ما اسروا وانہم لو لم یظہر واذلک لظہر نفاقہم ولو لم یبطنوا لما ندموا ولما وقع علیہم کثیر ملامۃ وہذا جمع کما ذہب الیہ صاحب الروح بین تفسیر مجاہد وقتادۃ والسدی بغلبۃ الکفار وتفسیر الکلبی بالجدب ١٢ ٧ قولہ فی عسی امید یعنی وعدہ ١٢

ہو اقدرہ الروح حیث قال فان عسی منہ عز وجل وعد محتوم لان الکریم اذا اطمع اطعم فما ظنک باکرم الاکرمین ١٢ ٨ قولہ فی الفتح کامل لیدخل فیہ جمیع الاقوال فی الفتح وتخصیص بالیہود والمشرکین انما ہو لان اکثرہا کانت معہم ولا ١٢ ٩ قولہ ہہنا کوشش دل علیہ مقابلۃ قولہ او امر من عندہ ١٢ ١٠ قولہ فی امر من عندہ عام کما اوردہ فی الروح عن المحتمل النبأ وفی الکبیر یدل علی ہذا الظہور تعیینا قولہ تعالیٰ فی سورۃ محمد ولو نشاء لاریناکہم فلعرفتہم بسیماہم ولتعرفنہم فی لحن القول فانہا مدنیۃ علی الارجح کما فی الاتقان ونقل فی الکمالین عن انس قال ما خفی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد نزول الآیۃ شیء من المنافقین کان یعرفہم بسیماہم ١١ قولہ ہہنا دونوں امر قریب اہ لما لعقہ التعلیل علی وقوع کلا الامرین وروایات الفتح شہیرۃ واوردہ فی الحقانی لوم المسلمین المنافقین لمعونۃ الاحزاب النضیر علم باذ اسمہ ولکن قولہ تعالیٰ ام حسب الذین فی قلوبہم مرض ان لن یخرج اللہ اضغانہم کالصریح فی وقوع ابراز نفاقہم بعد نزولہا ولعل التعبیر بالدرایۃ لعدم العلم بمثلہا فیہا ابہام النکتۃ فی الآیۃ من ابطال الفتح او امر من اللہ کافیۃ لا تحتاج عن افعالہم شنیعۃ ١٢ ١٣ قولہ فی توضیح ذلک معین چونکہ یہ دوستی الی آخرہ لیبین نکتۃ تخصیص الندامۃ علی ما اسروا المفاد مقتضی لیفید ذکر الندامۃ علی ما اظہروا من الموالاۃ ١٢ ١٤ قولہ فی جہد مبالغۃ ان الجہد ہو المبالغۃ ١٥ قولہ قبل حبطت اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہو احد القولین المفسرین والاخر انہ تتمۃ لقول المؤمنین لکن ما اخترتہ ہو الاظہر ١٢ ١٦ قولہ فی اصبحوا جس سے مشیرۃ الی کون الفاء للترتیب ١٢

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِى اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ

اے ایمان والو جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جاوے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو پیدا کر دیگا جن سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہوگی اور انکو اللہ تعالیٰ سے محبت ہوگی مہربان ہوں گے وہ مسلمانوں پر

اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ

تیز ہونگے کافروں پر جہاد کرتے ہوں گے اللہ کی راہ میں اور وہ لوگ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسکو چاہیں عطا فرماویں اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت وا

عَلِيْمٌ ۝ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ۝

ہیں بڑے علم والے ہیں تمہارے دوست تو اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول اور ایماندار لوگ ہیں جو کہ اس حالت سے نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں کہ اُن میں خشوع ہوتا ہے

کیا ضرر ہوگا خود دوستی کرنیوالے ہی کا ضرر ہے ؏ **عدم تضرر اسلام از مرتدین** يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ الیٰ قولہ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝

اے ایمان والو (یعنی جو لوگ وقت نزول اس آیت کے ایمان والے ہیں) جو شخص تم میں سے اپنے (اس) دین سے پھر جاوے تو (اسلام کا کوئی نقصان نہیں کیونکہ اسلامی خدمات انجام دینے کیلئے) اللہ تعالیٰ بہت جلد (اُن کی جگہ) ایسی قوم کو پیدا کر دیگا جن سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہوگی اور ان کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہوگی مہربان ہونگے وہ مسلمانوں پر تیز ہونگے کافروں پر (کہ اُن سے) جہاد کرتے ہوں گے اللہ کی راہ میں اور (دین اور جہاد کے مقدمہ میں) وہ لوگ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کرینگے (جیسا منافقین کا حال ہے کہ دبے دبائے جہاد میں جاتے تھے مگر اندیشہ لگا رہتا تھا کہ کفار جن سے دل میں دوستی ہے ملامت کریں گے یا اتفاق سے جنکے مقابلہ میں جہاد ہے وہی اپنے دوست یا عزیز ہوں تو سب دیکھتے سنتے طعن کرینگے کہ اپنوں کو مارنے گئے تھے) یہ (صفات مذکورہ) اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسکو چاہیں عطا فرماویں اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والے ہیں (کہ اگر چاہیں سب کو یہ صفات دے سکتے ہیں لیکن) بڑے علم والے (بھی) ہیں (انکے علم میں جس کو دینا مصلحت ہوتا ہے اس کو دیتے ہیں)

ف چنانچہ بعضے لوگ مرتد ہوگئے تھے لیکن خدا تعالیٰ نے اپنی پیشینگوئی کے موافق مؤمنین مخلصین کے ہاتھوں عہد صدیقی میں اُن کا استیصال فرما دیا بعض نے توبہ کرلی تھی بہر حال اسلام کو کوئی ضعف یا ضرر نہیں پہنچا اور اگر کسی کو شبہ ہو کہ ارتداد سے اسلام کو ضرر نہ پہنچنے کی جو علت بیان کی گئی ہے وہ اس صورت میں جاری نہیں ہوتی جب خدانخواستہ سب مرتد ہو جاویں تو یہ حکم عام نہ رہا جواب یہ ہے کہ اول تو دوسرے نصوص سے معلوم ہوا ہے کہ یہ تقدیر ممتنع ہے دوسرے اگر اس سے قطع نظر کی جاوے تو مقصود اصلی اسلام کو حقیقی ضرر نہ پہنچنا ہے اور جو علت مذکورہ ہے وہ محض اُس کا ایک طریق ہے اور حقیقی ضرر نہ پہنچنا دونوں صورتوں میں امر مشترک ہے کیونکہ اسلام کی مثال فن طب کی سی ہے اگر تمام مریض متفق ہو کر دوا چھوڑدیں تو دوا کا یا فن طب کا کیا ضرر ہے دوا اور طب کا جو کمال ہے کہ جو شخص اسکو استعمال کرے اسکو شفا اور نفع ہو یہ کمال اُس کا اب بھی باقی ہے اسی طرح اسلام کا کمال فی نفسہ یہ ہے کہ جو اس پر عمل کرے اسکو نجات ہو پس بعض کے یا کُل کے چھوڑ دینے سے خود اسی تارک کی نجات میں خلل پڑیگا اسلام کا کیا بگڑا

ربط اوپر کفار سے دوستی کرنیکی ممانعت پھر ذکر مرتدین سے اس کی تاکید ارشاد فرمائی تھی آگے اللہ و رسول و مؤمنین سے دوستی کا علاقہ رکھنے کا حکم اور اُسکی فضیلت و برکت فرماتے ہیں **امر بولایت اللہ و رسول و مؤمنین** اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ الیٰ قولہ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ۝

تمہارے دوست تو (جن سے تم کو دوستی رکھنا چاہیے) اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ایماندار لوگ ہیں جو کہ اس حالت سے

البلاغة ترک العطف بین اذلة واعزة الایذان بکون کل من الوصفین مستقلا بالتمدح به ۱۲ **قوله** لومة لائم التاء للوحدة فی الاصل لکنها لیست بمرادة والالفات البلاغة لانه یوهم انهم لا یخافون لومة واحدة والحال ان القصد انتفاء خوفهم من مطلق اللوم فعلم ان المراد به الجنس لکن الاتیان بالتاء للاشارة الی ان جنس اللوم عندهم بمنزلة لومة واحدة والقرینة علی هذا التجوز کون المقام للمدح ۱۲

قوله انما ولیکم لم فی الروح کانه قیل لا تتخذوا اولئک اولیاء لان بعضهم اولیاء بعض ولیسوا باولیائکم انما ولیکم اللّٰه الخ وافرد الولی مع تعدده لیفید ان الولایة للّٰه تعالیٰ بالاصالة ولمن بعده بالتبع [illegible] الکلام استدل الشیعة بالآیة باعتبار بعض اسباب النزول علی الولایة العامة متصلا برسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم والجواب ظاهر فان الولایة هٰهنا المحبة بقرینة السیاق والسباق لا الولایة بالتصرف [illegible] وسلم فلا دلیل علی العموم ولو سلم فلا دلیل علی الاتصال وبسط القول فیه فی الروح ۱۲ **الروایات** فی الروح اخرج الحاکم وابن مردویه وغیرهما عن ابن عباس قال اقبل ابن سلام ونفر من قومه آمنوا بالنبی صلی اللّٰه علیه وسلم فقالوا یا رسول اللّٰه ان قومنا لما رأونا آمنا رفضونا وآلوا ان لا یجالسونا الی قول النبی صلی اللّٰه علیه وسلم انما ولیکم اللّٰه وقد سبق عن اللباب فی تمهید قوله تعالیٰ ولا ترکوعا بیا الذین آمنوا لا تتخذوا [illegible] فقصة عبادة بن الصامت وبراءته من موالاة حلفائه الی اللّٰه ورسوله وغیرهما ان هذا مدح له ولامثاله فافهم ولا یعارض کونها علی رضی کما فی اللباب فان اوردنا فی عبادة وامثاله آخرا فی علی [illegible]

ملحقات الترجمة ۱ قوله نفی وقت نزول الخ تبرئیم المستثنا ما بین الایمان والارتداد ۱۲ ۲ قوله فی بدی ان کی جگہ اشارة الی العائد فی الجزاء المبتدا ۱۲ ۳ قوله فی اذلة مہربان

ہو اشتمالی ان تعدیه باذلة بعلی لتضمنه معنی العطف والحنو ۱۲ ۴ قوله فی لا یخافون حیثیا منافقین اشارة الی ان فی الکلام تعریضا بالمنافقین المذکورین سابقا ۱۲ ۵ قوله فی ف دوسرے نصوص کقوله تعالیٰ لیظهره علی الدین کله وقوله علیه السلام لا تزال طائفة

مسائل السلوک

قوله تعالیٰ فسوف یاتی اللّٰه الخ فیه
تعریج ما علیه اهل الولاء قوله تعالیٰ ویؤتون
الزکوة الخ فی الروح وغالب الاخبار تدین علی
انها نزلت فی علی رضی اللّٰه عنه اخرج الحاکم وابن
مردویه وغیرهما عن ابن عباس باسناد متصل
قال اقبل ابن سلام الی قوله فقال النبی صلی
اللّٰه علیه وسلم علی ای حال اعطاکه فقال هو
راکع فکبر النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ثم تلا هذه
الآیة [illegible] قیل
لابن الجوزی کیف تصدق علی بالخاتم
وهو فی الصلوة والظن به ان [illegible]
لشغله [illegible] عن الالتفات الی ما
یتعلق بها وقد حکی [illegible] کثیرا
[illegible]
[illegible] الناس [illegible]
[illegible] الاسد
الناس [illegible]
[illegible] الشغل
الذکر [illegible]
یعرفه اهل الطریق **ترجمہ مسائل السلوک** قولہ تعالیٰ
فسوف یاتی اللّٰہ الخ اس میں اہل اللہ کے طریق کی تصریح ہے ۱۲
قولہ تعالیٰ ویؤتون الخ اس سے یہ امر بھی مستنبط ہو سکتا
ہے کہ اگر عین ذکر میں کسی ایسے شغل کا ہجوم ہو جاوے
ہو کہ اگر اس سے فارغ نہ ہو تو اسکا قلب مشغول رہے
تو اس سے جلدی فارغ ہو جانا مستحسن ہے اور اہل
طریق کے نزدیک معروف ہے ۱۲

ع ۱۲

وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ ع یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

اور جو شخص اللہ سے دوستی رکھیگا اور اسکے رسول سے اور ایماندار لوگوں سے سو اللہ کا گروہ بلاشک غالب ہے ۔

اے ایمان والو

لَا تَتَّخِذُوا الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِیَآءَ ج

جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب مل چکی ہے جو ایسے ہیں کہ انہوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے اُن کو اور دوسرے کفار کو دوست مت بناؤ

وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ وَاِذَا نَادَیْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْقِلُوْنَ ۝

اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اگر تم ایماندار ہو ۔ اور جب تم نماز کے لیے اعلان کرتے ہو تو وہ لوگ اسکے ساتھ ہنسی اور کھیل کرتے ہیں یہ اس سبب سے ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ بالکل عقل نہیں رکھتے

نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں کہ اُن کے دلوں میں خشوع ہوتا ہے (یعنی عقائد اخلاق و اعمال بدنی و مالی سب کے جامع ہیں) وَمَنْ یَّتَوَلَّ (الی قولہ) هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ اور جو شخص (موافق مضمون مذکور) اللہ سے دوستی رکھے گا اور اسکے رسول سے اور ایماندار لوگوں سے سو (وہ اللہ کے گروہ میں داخل ہو گیا) اور اللہ کا گروہ بیشک غالب ہے (اور کفار مغلوب ہیں اور غالب کو مغلوب سے سازگاری اور دوستی کی فکر کرنا محض نازیبا ہے) ف اگر کسی کو شبہ ہو کہ ہم تو بعض اوقات مسلمانوں کو جو کہ حزب اللہ ہیں کفار سے مغلوب پاتے ہیں جواب یہ ہے کہ مدار اس حکم کا اللہ اور رسول اور مؤمنین کاملین کے ساتھ تعلق ولایت کا ہے سو اگر کہیں اس میں کمی ہو مثلاً اللہ و رسول کی کوئی معصیت سرزد ہوگئی ہو یا امام کی مخالفت کی ہو اور اکثر یہی ہوتا ہے وہ صورت تو مقصود بالحکم ہی نہیں اس لیے اس میں تو شبہ کی گنجائش ہی نہیں اور جہاں یہ بات نہ ہو اس کا جواب حقیر کی تقریر ترجمہ سے ظاہر ہے یعنی بعنوان دیگر یہ لوگ واقع میں ارفع اور کفار واقع میں اَدون ہیں گو کسی وقت مثلاً دنیا میں وہ بھی کسی خاص وقت تک رفعت کے آثار کسی خاص وجہ سے مثل حکمت ابتلاء وغیرہ کے ظاہر نہوں لیکن ارفعیت باقی ہے اور اُسکے آثار دوسرے وقت پر جو کہ اُنکے ظہور کا اصلی و مقدر وقت ہے یعنی آخرت میں اور بعد چندے دنیا میں بھی ظاہر ہونگے جیسے کوئی ذلیل رہزن کسی بڑے حاکم افسر کو کہیں سفر کی حالت میں لوٹ مار کرنے لگے مگر وہ اپنی خداداد عالی دماغی کی وجہ سے ہرگز اس ذلیل رہزن کی خوشامد نہ کریگا حتیٰ کہ جب وہ افسر اپنے خاص دارالحکومت میں پہنچے گا اس رہزن کو گرفتار کر کے سزا دیگا پس اس عارضی غلبہ سے نہ اس رہزن کو حاکم کہہ سکتے ہیں اور نہ اُس افسر کو محکوم بلکہ اصلی حالت کے اعتبار سے وہ رہزن اس غلبہ میں بھی محکوم ہے اور وہ افسر اُس مغلوبیت میں بھی حاکم ہے اسی معنی کو حضرت ابن عباسؓ نے ایک مختصر و سلیس عنوان سے تعبیر فرمایا ہے ان لم یغلبوا فی الدنیا غلبوا فی الاخرۃ کذا فی حاشیۃ البیضاوی عن جامع البیان فی سورۃ الصّٰفّٰت قولہ تعالیٰ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ۝ اھ اس تقریر پر اُن آیات میں بھی شبہ نہیں رہا جن میں تصریح ہے غلبہ فی الدنیا کی جیسے اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَیَوْمَ یَقُوْمُ الْاَشْهَادُ کیونکہ بالمعنی المذکور دنیا میں ہمیشہ غلبہ حاصل ہے گو اُس کا خاص وقت تک ظہور نہ ہو پھر باعتبار مجموع قوم کے تو دنیا میں بھی انجام کار ظہور ہوتا ہے اور ہر فرد کے اعتبار سے آخرت میں ہوگا جیسے کوئی یوں کہے کہ تحصیلدار سفر میں بھی تحصیلدار ہے معزول نہیں گو بعضے آثار خاص یعنی غلبہ بالابدان نمایاں نہوں اسکو دوسرے عنوان سے علماء نے تعبیر کیا ہے بالحجۃ والعاقبۃ جیسا تحصیلدار قانونی حجت سے حاکم ہی ہے اور عارضی حالتوں کے بعد وہ آثار اخیر میں ظاہر ہوتے ہیں اور دوسری توجیہیں چونکہ دلیل سے باطل پر ہیں وہ اس تقریر سے منتفع نہیں ہو سکتے یا یوں کہا جاوے کہ مقصود اس سے عادت کا بیان کرنا ہے اور عادت میں اکثریت کافی ہے اور اس کا انکار نہیں ہو سکتا لطف اوپر یہود و نصاریٰ سے دوستی کی ممانعت اس علت سے تھی کہ تم میں اور ان میں مناسبت نہیں اور اسکے ضمن میں منافقین اور مرتدین کا ذکر آ گیا تھا آگے مضمون مذکور کی ایک خاص علت یعنی استہزاء بالدین جو کہ اُس مناسبت کے انتفاء میں سے ہے اور یہود و نصاریٰ کے مثل دوسرے کفار جیسے مشرکین کے ساتھ دوستی کرنے کی ممانعت بھی بیان فرماتے ہیں پس یہ گویا تتمہ ہے ماقبل کا تتمہ حکم چہارم وہم یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ (الی قولہ) ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْقِلُوْنَ ۝

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ فان حزب اللہ الخ لو لوحظت ھذہ الغلبۃ علی قوۃ القلب کما یکون لاھل اللہ تعالیٰ حجت علیہم اسباب المغلوبیۃ فاھل ایمان اسہل فی العلم فان شانہم ھذا لاجل التوکل و التعلق مع اللہ تعالیٰ کما قال تعالیٰ فما وھنوا لما اصابہم فی سبیل اللہ وما ضعفوا وما استکانوا واللہ اعلم قولہ تعالیٰ لا تتخذوا الذین الخ فیہ التجنب عن المستہزی بالطریق واھلہ ۱۲

ترجمہ مسائل السلوک قولہ تعالیٰ فان حزب اللہ الخ اگر اس غلبہ کی تفسیر قوت قلب کیساتھ کی جاوے تو نہم میں اہل حقوق و اہل اللہ پر خواہ اسباب مغلوبیت کا ظاہر کتنا ہی ہجوم ہو مگر چونکہ انکو کامل تعلق مع اللہ کے انکو ضعف و استکانت نہیں ہوتا قولہ تعالیٰ لا تتخذوا الذین الخ اس میں ایسے شخص سے علیحدگی رکھنے پر دلالت ہے جو اہل اللہ کے اور انکے طریق کیساتھ تمسخر کرے ۔

البلاغۃ قولہ الذین اتخذوا الی الدرج ترتب سبحانہ النہی علی وصف یعمہا وغیرہا تعلیقا للحکم تنبیہا علی العلۃ وایذانا بان من ہذا شانہ جدیر بالمعاداۃ فکیف بالموالاۃ ۱۲ قولہ والکفار الی یراد بہ ما غیر اہل الکتاب واختصاصہ مع عموم الوصف لان اہل الکتاب ایضا لتضاعف کفرہم ۱۲ قولہ اتخذوھا شیئا من استہزائہم بحکم خاص من الدین بعد استہزائہم بالدین علی الاطلاق اظہارا لکمال شقاوتہم من الروح ۱۲ قولہ ھزوا ولعبا لعلہم من الکبیرات الاستہزاء باعتبار فعلہم الظاہری واللعب باعتبار اعتقادہم الباطنی حیث لا یعتقدونہ خالیا عن الفائدۃ ۱۲ اختلاف القراءۃ قرأ الکسائی والکفار بالجر عطفا علی الموصول الاخیر فہم ایضا من جملۃ المستہزئین واما علی قراءۃ النصب فلم یصرح بکونہم مستہزئین بہما فافہم سے فی قولہ تعالیٰ کفینٰک المستہزئین فیجوز انکتہ فیہ ان غیر اہل الکتاب المستبعد منہم استہزاء لیس بعجیب بل العجب من اہل العلم ۱۲

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ

آپ کہئے کہ اے اہل کتاب تم ہم میں کون سی بات معیوب پاتے ہو بجز اسکے کہ ہم ایمان لائے ہیں اللہ پر اور اس کتاب پر جو ہمارے پاس بھیجی گئی ہے اور اس کتاب پر جو پہلے بھیجی جا چکی ہے باوجود اسکے کہ تم میں اکثر

فٰسِقُوْنَ ۝ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ۭ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ

لوگ ایمان سے خارج ہیں آپ کہئے کہ کیا میں تم کو ایسا طریقہ بتلاؤں جو اس سے بھی خدا کے یہاں پاداش ملنے میں زیادہ برا ہو وہ ان اشخاص کا طریقہ ہے جنکو اللہ تعالیٰ نے دور کر دیا ہو اور ان پر غضب فرمایا ہو

الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَاۗءِ السَّبِيْلِ ۝

اور انکو بندر اور سور بنا دیا ہو اور انہوں نے شیطان کی پرستش کی ہو ایسے اشخاص مکان کے اعتبار سے بھی بہت برے ہیں اور راہ راست سے بھی بہت دور ہیں

اسے ایمان والو جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب (آسمانی یعنی توریت وانجیل) مل چکی ہے (مراد یہود ونصاریٰ) جو ایسے ہیں کہ انہوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے (جو علامت ہے تکذیب کی) ان کو اور (اسی طرح) دوسرے کفار کو (بھی جیسے مشرکین وغیرہ) دوست مت بناؤ۔ (کیونکہ اصل علت کفر وتکذیب تو مشترک ہے) اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اگر تم ایمان دار ہو (یعنی ایماندار تو ہو ہی پس جس چیز سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے اس کو مت کرو) اور (جیسے اصول دین کے ساتھ استہزا کرتے ہیں اسی طرح فروع کے ساتھ بھی چنانچہ) جب تم نماز کے لیے (اذان کے ذریعہ سے) اعلان کرتے ہو تو وہ لوگ (تمہاری) اس (عبادت) کے ساتھ (جس میں اذان اور نماز دونوں آگئیں) ہنسی اور کھیل کرتے ہیں (اور) یہ (حرکت) اس سبب سے ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ بالکل عقل نہیں رکھتے (ورنہ امر حق کو سمجھتے اور اسکے ساتھ ہنسی نہ کرتے) **ف** یہ اشارہ ہے دو قصوں کی طرف ایک یہ کہ جب اذان ہوتی اور مسلمان نماز شروع کرتے تو یہود کہتے یہ کھڑے ہوئے ہیں خدا کرے کبھی کھڑا ہونا نصیب نہ ہو اور جب انکو رکوع وسجدہ کرتے دیکھتے تو ہنستے اور تمسخر کرتے اخرجہ البیہقی فی الدلائل من طریق الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس دوسرا قصہ یہ کہ مدینہ میں ایک نصرانی تھا جب اذان میں سنتا اشہد ان محمدا رسول اللہ تو کہتا فحرق الکاذب یعنی جھوٹا جل جاوے ایک شب ایسا اتفاق ہوا کہ وہ اور اس کے اہل وعیال سب سو رہے تھے کوئی خادم گھر میں آگ لیکر گیا ایک چنگاری گر پڑی وہ اور اس کا گھر اور گھر والے سب جل گئے اخرجہ ابن جریر وغیرہ عن السدی یہ تو الذین اوتوا الکتٰب کے مصداق تھے اور الکفار کے مصداق کا ایک قصہ ہوا تھا کہ رفاعہ بن زید بن تابوت اور سوید بن الحارث نے منافقانہ اظہار اسلام کیا تھا بعضے مسلمان ان سے اختلاط رکھتے تھے اخرجہ ابن اسحٰق وجماعۃ عن ابن عباس ان سب واقعات پر یہ آیتیں نازل ہوئیں والروایات کلہا فی الروح **ربط** اوپر کفار اہل کتاب کا اسلامی طریقہ کیساتھ خاص طور پر استہزاء وتکذیب کرنا مذکور تھا آگے اسلامی طریقہ میں جس پر مؤمنین قائم تھے اور انکے مخترع طریقہ میں موازنہ کرکے تنبیہ فرمانا مقصود ہے کہ استہزاء وتکذیب کے لائق کونسا طریقہ ہے۔ **جواب استہزاء مذکور بہ بیان موازنہ بین الطریقین** قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ الیٰ قولہ وَاَضَلُّ عَنْ سَوَاۗءِ السَّبِيْلِ ۝ آپ (ان سے) کہئے کہ اے اہل کتاب تم (دین کے باب میں) ہم میں کونسی بات معیوب پاتے ہو (جس پر ہنسی کرتے ہو) بجز اس کے کہ ہم ایمان لاتے ہیں اللہ پر اور اس کتاب پر (بھی) جو ہمارے پاس بھیجی گئی ہے (یعنی قرآن) اور اس کتاب پر (بھی) جو (ہم سے) پہلے بھیجی جاچکی ہے (یعنی تمہاری کتاب توریت وانجیل) باوجود اس کے کہ تم میں اکثر لوگ (ان کتب مذکورہ پر دائرہ) ایمان سے خارج ہیں (نہ قرآن پر تمہارا ایمان ہے جیسا کہ ظاہر ہے اور

اللغات قولہ هل تنقمون ہل تنکرون وتعیبون مناداة من نقم منہ کذا اذا انکرہ وکرہہ من حد ضرب کذا فی الروح ۱۲ **النحو** قولہ عبد الطاغوت معطوف علی لعنہ وہو من عبد تحد ۱۲ قولہ الذین اتخذوا ... منہ محذوف ای شیئا کذا فی الروح ۱۲ **البلاغۃ** تعلیل الترتیب فی اوصافہم من اللعن والغضب والمسخ والعبادۃ من باب الترقی والتدریج لان الغضب اشد من اللعن والمسخ ابلغ فیہ وذکرہ عبادۃ الطاغوت والتی ہی شرک اشد مما قبلہ الذی یصح ترتبہ احیانا علی مطلق المعصیۃ وفا ترتب فی کون الاتخاذ شرکا فصح کون الفریقین عابدین للطاغوت فی اشرکہم ۱۲

اختلاف القراءۃ قرا حمزۃ وعبد بفتح العین وضم الباء وفتح الدال وخفض طاغوت علی ان عبد واحد مراد بہ الجنس والنصب بالعطف علی القردۃ والخنازیر ۱۲ **الروایات فی الباب** روی ابو الشیخ وابن حبان عن ابن عباس قال کان رفاعۃ بن زید بن التابوت وسوید بن الحرث قد اظہر الاسلام ونافقا وکان رجل من المسلمین یوادہم فانزل اللہ یا ایہا الذین اٰمنوا لا تتخذوا الذین اتخذوا دینکم الی قولہ بما کانوا یکتمون وبہ قال اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم نفر من یہود فیہم ابو یاسر بن اخطب ونافع ابن ابی نافع وغازی بن عمرو فسألوہ عمن یؤمن بہ من الرسل قال اؤمن باللہ وما انزل الی ابراہیم واسمٰعیل واسحٰق ویعقوب والاسباط وما اوتی موسی وعیسی وما اوتی النبیون من ربہم لا نفرق بین احد منہم ونحن لہ مسلمون فلما ذکر عیسی جحدوا نبوتہ وقالوا لا نؤمن بعیسی ولا بمن اٰمن بہ فانزل اللہ فیہم قل یا اہل الکتاب ہل تنقمون منا الآیۃ وفی الروح عن الطبرانی قالوا لا نعلم دینا شرا من دینکم فانزل اللہ تعالی الآیۃ اھ تمت وما ذکرت من تقریر الربط ہی علی الروایۃ الاولی الدلالۃ علی کون ہذہ الآیات

تعریضا بالہ علیہا متہزئین فی وقت واحد ویمکن ان تکون القصۃ الثانیۃ قد وقعت بعضہا نزلت الآیات بعد الاسباب جمیعا فافہم مباحثۃ الثانیۃ ... **ملحقات الترجمۃ**

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ من لعنہ اللہ الخ فیہ ذم المخالف للحق اذا کانت فی مصالح دینیۃ وتوبیخا فی السب والحیل

ترجمہ مسائل السلوک قولہ من لعنہ اللہ الخ اس میں دلالت ہے کہ بعض مصلحت دینیہ ہو تو مخالف کی ذم کو خوب تفصیل کے ساتھ کرنا ادب مہر وضمہ کے منافی نہیں ۱۲

مفسر حیثیۃ بالمستہزئین وکونہم مع غیرہم فی ذمہم ۱۲ ۵۲ **قولہ** فی الکفار مشرکین وغیرہ دخل فیہا الیہود المنافقون المذکورون فی الروایۃ الثالثۃ فی المتن وغیرہم من جہاد منہ قولہ زاد اسلام وابطال الکفر کما قال عنہم الواقع انکم بحق مستہزؤون دامنی التکذیب توہین ان حقیقی ۱۲ ۵۳ **قولہ** فی ایمان وہاں ذات اشارۃ الی ان المرجع المناداۃ والصلوۃ کلاہما کما یشہد بہ الروایات المذکورۃ فی المتن او وحدۃ الضمیر بتاویل العبادۃ ۱۲ ۵۴ **قولہ** فی تمہید خاص کو دیکھا مطلق الاستہزاء والتکذیب کان عاما بحیث الکفر ۱۲ ۵۵ **قولہ** فی مقصود دین کے باب میں ان الکلام فیہ ولم یتعدد الی تزکیۃ انفسہم مطلقا ۱۲ ۵۶ **قولہ** فی وان اکثرکم باوجود اسکے مختار من وجوہ الترکیب فیہا فی الروح قیل ہو مبتدا خبرہ محذوف والجملۃ حالیۃ مقررۃ لسمیرات المعنی علیہا اثبات بعیدہ بقراءۃ نعیم بن میسرۃ ان بالکسر کسر الہمزۃ ۱۲ ۵۷ **قولہ** اظہر خبر لقولہ استہزاء مہم ۱۲

وَاِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ۝ وَتَرٰى

اور جب یہ لوگ تم لوگوں کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے حالانکہ وہ کفر ہی کو لیکر آئے تھے اور کفر ہی کو لیکر چلے گئے اور اللہ تعالیٰ تو خوب جانتے ہیں جس کو یہ پوشیدہ رکھتے ہیں اور آپ

كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِي الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ لَوْلَا يَنْهٰىهُمُ

ان میں بہت آدمی ایسے دیکھتے ہیں جو دوڑ دوڑ کر گناہ اور ظلم اور حرام کھانے پر گرتے ہیں واقعی اُن کے یہ کام بُرے ہیں ان کو مشائخ

الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝

اور علماء گناہ کی بات کہنے سے اور حرام مال کھانے سے کیوں نہیں منع کرتے واقعی اُن کی یہ عادت بُری ہے

نہ توریت و انجیل پر کیونکہ ان میں خود تصدیق ہے قرآن کی پس قرآن کی تکذیب انکے اس جزو کی تکذیب ہے اور جزو کی اور کل کی تکذیب برابر ہے مطلب یہ کہ باوجود تمہارے کسی کتاب پر ایمان نہ رکھنے کے ہم جو سب کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں جو کہ واقع میں ہماری خوبی اور تمہارا عیب ہے کیا اپنے عیب کو خوبی اور ہماری خوبی کو عیب سمجھتے ہو اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ (ان سے) کہئے کہ (اگر اس پر بھی ہمارے طریقہ کو برا سمجھتے ہو تو آؤ) کیا میں (موازنہ کے لئے) تمکو ایسا طریقہ بتلاؤں جو (ہمارے) اس (طریقہ) سے بھی (جسکو تم برا سمجھ رہے ہو) خدا کے یہاں پاداش ملنے میں زیادہ برا ہو تو وہ اُن اشخاص کا طریقہ ہے جنکو (اس طریقہ کی بدولت) اللہ تعالیٰ نے (اپنی رحمت سے) دور کر دیا ہو اور ان پر غضب فرمایا ہو اور ان کو بندر اور سور بنا دیئے ہوں اور انہوں نے شیطان کی پرستش کی ہو اب دیکھ لو کہ کونسا طریقہ برا ہے آیا وہ طریقہ جس میں غیر اللہ کی عبادت ہو اور اس پر یہ وبال نازل ہوں یا وہ طریقہ جو سر تا سر توحید اور نبوۃ انبیاء کی تصدیق ہو یقیناً موازنہ کا نتیجہ یہی ہے کہ) ایسے اشخاص (جنکا طریقہ ابھی مذکور ہوا آخرت میں) مکان کے اعتبار سے بھی (جو انکو پاداش میں ملیگا) بہت برے ہیں (کیونکہ وہ مکان دوزخ ہے) اور (دنیا میں) راہ راست (توحید و تصدیق رسالت) سے بھی بہت دور ہیں (پس ایسے اشخاص کا طریقہ جو کہ سبب ہے جہنم میں جانے اور دوری از حق کا لامحالہ بہت برا ہوا اور تم بھی اسی طریقہ پر ہو پھر کیا منہ لیکر ہنستے ہو) **ف** یہ حالتیں یہود و نصاریٰ میں پائی جاتی تھیں چنانچہ گوسالہ پرستی کا وقوع یہود میں اور اتخاذ احبار و رہبان و مسیح کا وقوع جو کہ شرک بامر شیطانی ہے نصاریٰ میں اور امت موسویہ میں اصحاب سبت کا بندر ہو جانا اور امت عیسویہ میں اہل مائدہ کا کفران مائدہ سے بندر اور خنزیر ہو جانا اور نقض میثاق و تکذیب نبوات سے ملعون و مغضوب ہونا مشہور اور آیات و احادیث میں جا بجا مذکور ہے اور یہ جو فرمایا کہ تم میں اکثر لوگ ایمان سے خارج ہیں اکثر اسلئے فرمایا کہ بعض بعض ہر زمانہ میں ایمان لے آیا تھا منفعت رہے (ربط) جن سے دوستی کرنے کی اوپر ممانعت فرمائی ان میں بعضے منافق تھے جو اوپر بھی لفظ الکفار میں بالعموم یا لفظ یہود میں داخل ہو کر مذکور ہیں آگے انکی ایک خاص حالت بیان فرماتے ہیں **بعض حال منافقین** وَاِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا (الیٰ قولہ) بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ۝ اور جب یہ (منافق) لوگ تم لوگوں کے پاس (یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں جہاں مسلمانوں کا مجمع ہوتا ہے) آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے حالانکہ وہ (بالکل جھوٹے ہیں کیونکہ وہ) کفر ہی کو لیکر (مجلس میں) آئے تھے اور (اسی طرح) کفر ہی کو لیکر (باہر) چلے گئے اور اللہ تعالیٰ (ان مکاروں کے کذب و نفاق پر خوب سزا دینگے کیونکہ وہ) تو خوب جانتے ہیں جس (عقیدہ) کو یہ (اپنے دل میں) پوشیدہ رکھتے ہیں (کہ وہ عقیدہ کفر ہے)

ربط یہود کے کچھ حالات اوپر دوسرے فرق کفار کے ساتھ مذکور ہوئے ہیں کچھ حالات آگے بیان فرماتے ہیں **بعضے حالات یہود** وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِي الْاِثْمِ (الیٰ قولہ) لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝ اور آپ ان (یہودیوں) میں بہت آدمی ایسے دیکھتے ہیں

اللغات فی الروح من طعمہ ان بدا التخصیص لمدلول [illegible] التوبیخ **البلاغۃ تخصیص** ہذہ الاعمال بالذکر لکون الکذب معصیۃ لسانیۃ والظلم جارحیۃ والاکل باطنیۃ فشمل الاقسام کما قدم ذکر الظلم فی الاثم ان بینہ لعل النکتۃ فیہ ان الظلم لتوقفہ علی اسباب کثیرۃ اقل بالنفع بخلاف غیرہ [illegible] کما یکثر وقوعہ فالذی یقل وقوعہ کیف یتوقع منہم ان ینہوا عنہ وما الیقو من المواہب ۱۲ **ملحقات الترجمۃ** ۱ قولہ فی شیء من ذلک جسکو تم برا سمجھ رہے ہو موافقۃ ما فی الروح والاشارۃ الی الدین المتقوم لہم المعبر عنہ بالشریۃ بالنسبۃ الیہم مع انہ خیر محض منزہ عن شائبۃ الشریۃ بالکلیۃ مجاراۃ معہم علی زعمہم الباطل ۱۲ ۲ قولہ تولی فی من لعنہ ان اشخاص کا طریقہ کما فی الروح ای دین من لعنہ ۱۲ ۳ قولہ فی شر مکانا بہت برے ہیں بہت دور ہیں اشارۃ الی توجیہ آخر فی شر وان المقصود من صیغتی التفضیل الزیادۃ مطلقا من غیر نظر الی مشارکۃ غیرہ فی ذلک تفسیر قولہ کان بجنبہم من الروح ۱۲ ۴ قولہ فی توضیحہا لنت ایسے اشخاص کا طریقہ الخ زاد ولان التقسیم لبیان ثمرۃ الطریق لا اصل الطریق لکنہ فی الطریق البرہانی والاثبات بالاستدلال من الملزوم علی اللازم ماخذہ الروح حیث قال فاذا کانوا شر مکانا کان دینہم ضلالا لامحالۃ لانہ الغایۃ [illegible] ۱۲ ۵ قولہ فی ت بامر شیطانی فالعبادۃ کما فی الروح مجاز من الاطاعۃ ۱۲ ۶ قولہ فی الکفر لیکر اشارۃ الی ان الباء للملابسۃ کما فی الروح ۱۲ ۷ قولہ فی دخلوا المجلس لما فی الروح نزلت کما قال السدی وقتادۃ فی ناس من الیہود کانوا یدخلون علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیظہرون لہ الرضا والایمان نفاقا فالخطاب لہ علیہ الصلوۃ والسلام مع من عندہ من الصحابۃ رضی اللہ تعالی عنہم ۱۲ ۸ قولہ فی خرجوا اسی طرح قلت وہو معنی الواو ای لم ینفعہم الحضور ولم یؤثر فیہم ما سمعوا منک ۱۲ ۹ قولہ فی یسارعون ایسے اشارۃ الی کونہ مفعول کثیرا وتری ابصریۃ ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالی وتری کثیرا الخ فی الروح [illegible] یسارعون [illegible] اشتمل علی جمیع الرذائل لانہا الاولی [illegible] علی النفوس فالاثم رذیلۃ القوۃ النطقیۃ والعدوان رذیلۃ القوی الغضبیۃ واکل السحت رذیلۃ القوی الشہویۃ ۱۲ قولہ تعالی لولا ینہاہم الخ فی الروح فان کان العمل عن قصد سمی عملا ثم ان حصل بمزاولۃ وتکرر حتی رسخ وصار ملکۃ لہ سمی صنعا [illegible] حیث اورد فی ہذا یصنعون وفیما قبلہ یعملون تنبیہا علی ان الشیخ الذی [illegible] اشد [illegible] من المرتکب فان الداعی لہ الی عدم الاتیان انما ہو الشہوۃ والداعی لمن [illegible] الی عدم النہی ہو حب الدنیا [illegible] اخبث من الشہوۃ ۱۲ **ترجمہ مسائل السلوک** قولہ تعالیٰ وتری کثیرا الخ اثم ایک رذیلہ ہے جو قوت نطقیہ سے پیدا ہوتا ہے اور عدوان ایک رذیلہ ہے جو قوت غضبیہ سے ناشی ہے اور اکل سحت ایک رذیلہ ہے جو قوت شہویہ پر مرتب ہوتا ہے تو اسمیں دلالت ہے کہ افعال کے مصادر ملکات ہیں ۱۲ قولہ تعالیٰ لولا ینہاہم الخ روح میں ہے کہ جو فعل محض قصد سے صادر ہو وہ عمل ہے اور جو مزاولت و اعتیاد سے صادر ہو وہ صنع ہے تو صنع میں زیادتی ہے عمل سے پس اسمیں تنبیہ ہے کہ جو شیخ اور مقتدا باوجود امید اثر کے منع نہ کرے وہ زیادہ بدحال ہے اصلی مرتکب سے کیونکہ مرتکب کے لئے داعی شہوت عارضی ہے اور اس شیخ کیلئے حب دنیا ہے جو ملکہ ہوگئی ہے اور حب دنیا شہوت سے اقبح ہے ۱۲

ص ۵ قولہ فی اہل مائدہ کما رواہ الترمذی ۱۲

وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُولَةٌ ۚ غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ وَلُعِنُوا بِمَا قَالُوا ۘ بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ يُنْفِقُ كَيْفَ

اور یہود نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بند ہو گیا ہے ان ہی کے ہاتھ بند ہیں اور اپنے اس کہنے سے یہ رحمت سے دور کر دیئے گئے بلکہ اُن کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں جس طرح چاہتے ہیں

يَشَاءُ ۚ وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا ۚ وَأَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ

خرچ کرتے ہیں اور جو مضمون آپ کے پاس آپ کے پروردگار کی طرف سے بھیجا جاتا ہے۔ وہ ان میں سے بہتوں کی سرکشی اور کفر کے ترقی کا سبب ہو جاتا ہے۔ اور ہم نے ان میں باہم قیامت تک عداوت اور بغض

إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۚ كُلَّمَا أَوْقَدُوا نَارًا لِلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللّٰهُ ۚ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا ۚ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ○

ڈال دیا۔ جب کبھی لڑائی کی آگ بھڑکانا چاہتے ہیں حق تعالیٰ اس کو فرو کر دیتے ہیں اور ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کو محبوب نہیں رکھتے

جو دوڑ دوڑ کر گناہ (یعنی جھوٹ[1]) اور ظلم اور حرام (مال) کھانے پر گرتے ہیں۔ واقعی ان کے یہ کام برے ہیں (یہ تو عوام کا حال تھا آگے خواص کا حال ہے کہ) اُن کو مشائخ اور علماء گناہ کی بات کہنے سے (یعنی جھوٹ بولنے سے) اور حرام مال کھانے سے (باوجود[2] علم مسئلہ و اطلاع واقعہ کے) کیوں نہیں منع کرتے واقعی ان کی یہ عادت بری ہے۔ ربط آگے بھی مثل سابق کے یہود کے بعض حالات خاص مذکور ہیں جس کا قصہ یہ ہوا تھا کہ بعض یہود نے یعنی نباش بن قیس اور فنحاص رئیس یہود قینقاع نے حق تعالیٰ کی جناب میں گستاخانہ الفاظ بخل وغیرہ کے کہے اس پر اگلی آیت نازل ہوئی۔ کذا فی اللباب بروایۃ الطبرانی عن ابن عباس وبروایۃ ابی الشیخ عنہ اور وجہ اس گستاخی کی یہ ہوئی تھی کہ پہلے یہود پر رزق کی فراغت تھی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور وہ آپ کے ساتھ عداوت و مخالفت سے پیش آئے تو رزق کی تنگی ہو گئی۔ اس پر یہود وہ باتیں کہنے لگے اوردہ فی المعالم عن ابن عباس وعکرمۃ والضحاک وقتادۃ اور معالم میں وہ قول انہی الفاظ سے نقل کیا ہے یَدُ اللّٰهِ مَغْلُولَةٌ اور ہر چند کہ کہنے والے دو ہی شخص تھے۔ لیکن چونکہ اور یہود بھی اس سے مانع نہیں ہوئے بلکہ راضی رہے اس لئے اوروں کو بھی اس نسبت میں شریک فرمایا گیا۔ نقل قول یہود و تقبیح شان وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُولَةٌ الی قولہ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ○ اور یہود نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بند ہو گیا ہے (یعنی نعوذ باللہ بخل کرنے لگا ہے۔ درحقیقت) اُن ہی کے ہاتھ بند ہیں (یعنی واقع میں خود عیب بخل[3] میں مبتلا ہیں۔ اور خدا پر عیب دھرتے ہیں) اور اپنے اس کہنے سے یہ رحمت (الٰہی) سے دور کر دیئے گئے (جس کا اثر دنیا میں ذلت اور قید اور قتل وغیرہ ہے اور آخرت میں عذاب جہنم اور حاشا[4] وکلا کہ خدا تعالیٰ میں اس کا احتمال بھی ہو) بلکہ ان کے تو دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں (یعنی بڑے جواد کریم ہیں لیکن چونکہ حکیم بھی ہیں اس لئے) جس طرح چاہتے ہیں خرچ کرتے ہیں (پس یہود پر جو تنگی ہوئی انکی علت حکمت ہے کہ ان کے کفر کا وبال ان کو چکھانا اور دکھانا ہے۔ نہ یہ کہ بخل اس کی علت ہو) اور (یہود کے کفر اور سرکشی کی یہ حالت ہے کہ انکو یہ توفیق نہ ہو گی کہ مثلاً اپنے قول کا بطلان بدلیل سن لیا تو اس سے توبہ کر لیں نہیں بلکہ) جو مضمون آپ کے پاس آپ کے پروردگار کی طرف سے بھیجا جاتا ہے۔ وہ اُن میں سے بہتوں کی سرکشی اور کفر کی ترقی کا سبب[5] ہو جاتا ہے (اس طرح سے کہ وہ اُس کا بھی انکار کرتے ہیں۔ تو کچھ تو پہلا طغیان اور کفر تھا پھر اور بڑھ گیا) اور (ان کے کفر سے جو ان پر لعنت یعنی رحمت سے دوری واقع کی گئی ہے اُس کے آثار دنیویہ میں سے ایک یہ ہے کہ) ہم نے ان میں باہم (دین کے باب میں) قیامت تک عداوت اور بغض ڈال دیا (چنانچہ ان میں مختلف فرقے ہیں اور ہر فرقہ دوسرے کا دشمن چنانچہ باہمی عداوت و بغض کی وجہ سے

النحو فی الروح فسادًا اما مفعول لہ او فی موضع المصدر او حال من ضمیر یسعون ای یسعون للفساد او سعی فساد او مفسدین ۱۲ البلاغۃ فی الروح وفی تعلق کیف یشاء وترک سبحانہ ذکر ما ینفقہ لقصد التعمیم ۱۲ الملحقات المترجمۃ سے [1] قولہ فی الاثم یعنی جھوٹ القرینۃ علیہ ما یاتی قولہم الاثم کذا فی الجلالین والکمالین ۱۲ سے [2] قولہ فی یعملون کلم وفی یصنعون ذکرت اخذہ فی الروح من ان الصنع ابلغ من العمل لانہ رسوخ فیہ فلما ترجمت التشنیع بالعادۃ التی ہی موضوعۃ للتکرار المستلزم للرسوخ فافہم وانما کان عدم النہی اشد من العمل لا باعتبار ذاتہ بل لان المعصیۃ من الخواص ابعد واعجب فافہم فانہ من المواہب سے [3] قولہ فی بینہما ہم باوجود الخ ذالک لان الذم توقف علی ہذین ۱۲ سے [4] قولہ فی التمہید معالم میں بظاہر القرآن یؤید ما ذکر فی اللباب من قول النباش ان ربک بخیل لعلہ روایۃ بالمعنی ویمکن ان یکون الآیۃ ردا علی الکل والامر فیہ ہین ۱۲ سے [5] قولہ فی مغلولۃ یعنی بخل وقولہ فی مبسوطتان یعنی جواد اشارۃ الی ان غل الید وبسطہا کنایۃ عن البخل والجود قولہ بڑے اشارۃ الی النکتۃ فی التثنیۃ فان اقصی ما تنتہی الیہ ہمم الاسخیاء ان یعطوا بکلتا یدیہم ہذا کلہ من الروح ۱۲ سے [6] قولہ فی غلت ایدیہم بخل میں مبتلا ہیں نقل فی الخازن عن الزجاج فہی رد جملۃ انشائیۃ [illegible] بعدہ کذلک ۱۲ سے [7] قولہ بل حاشا وکلا اشارۃ الی انہ عطف علی مقدر یقتضیہ المقام ای کلا لیس الشان کما زعموا بل ۱۲ تتر

سے [8] قولہ تبل یعنی حکیم ہذا ما القی فی روعی اولا ثم رایتہ فی الروح وللہ الحمد سے [9] قولہ فی یزیدن سبب اشارۃ الی ان الاسناد فی السببیۃ ۱۲

وقف لازم

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ

اور اگر یہ اہل کتاب ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ضرور ان کی تمام برائیاں معاف کر دیتے اور ضرور ان کو چین کے باغوں میں داخل کرتے اور اگر یہ لوگ توریت کی اور انجیل کی

وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ۭ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ۭ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَاۗءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ۝ ع

اور جو کتاب ان کے پروردگار کی طرف سے ان کے پاس بھیجی گئی اس کی پوری پابندی کرتے تو یہ لوگ اوپر سے اور نیچے سے خوب فراغت سے کھاتے ان میں ایک جماعت راہ راست پر چلنے والی ہے اور زیادہ ان میں ایسے ہیں کہ ان کے کردار

جب کبھی (مسلمانوں کے ساتھ) لڑائی کی آگ بھڑکانا چاہتے ہیں (یعنی لڑنے کا ارادہ کرتے ہیں) حق تعالیٰ اس کو فرو کر دیتے ہیں (اور بجھا دیتے ہیں یعنی مرعوب ہو جاتے ہیں یا لڑ کر مغلوب ہو جاتے ہیں۔ یا آپس کے اختلافات کی وجہ سے اتفاق کی نوبت نہیں آتی) اور (جب لڑائی سے رہ جاتے ہیں تو اپنی عداوت دوسری طرح نکالتے ہیں کہ) ملک میں خفیہ فساد کرتے پھرتے ہیں (جیسے نومسلموں کو بہکانا لگائی بجھائی کرنا عوام کو توریت کے محرف مضامین سنا کر اسلام سے روکنا) اور اللہ تعالیٰ (چونکہ) فساد کرنے والوں کو محبوب نہیں رکھتے (یعنی مبغوض رکھتے ہیں۔ اس لئے اس فساد کی ان کو خوب سزا ہوگی خواہ دنیا میں بھی ورنہ آخرت میں تو ضرور) ف کفر و طغیان کے جو آثار دنیویہ اس مقام پر بطور واقعات کے مذکور ہیں کہ دنیا میں ذلیل اور خوار اور قتل و قید ہوئے اور اُن میں مختلف فرقے ہو گئے اور لڑائی میں ناکام رہے۔ آیت میں نہ ان کے دوام کا دعویٰ ہے نہ ان کے خصوص کا بلکہ اکثر عامہ مفارقہ ہیں پس اگر یہ آثار کبھی مرتب نہ ہوں یا غیر کفار میں بھی پائے جاویں تو کوئی اشکال لازم نہیں آتا۔ غرض ان اعمال اور آثار میں سبب مسبب کا علاقہ ہے علت و معلول کا نہیں۔ اور یہود کا یہ قول گو اعتقاد سے نہ ہو جیسے اُن کا اہل علم ہونا بظاہر اسکو مقتضی ہے۔ لیکن کلمہ کفر پھر بھی کفر ہے اسی لئے اُن کی لعنت کی علت بِمَا قَالُوْا فرمائی گئی بِمَا اعتقدوا نہیں فرمایا اور یہود کا بخل جو اس جگہ مذکور ہے۔ سو یہ بخل تمام عالم میں مشہور ہے۔ اور کثیرًا اس لئے فرمایا کہ بعضے ان مضامین کو سن کر ڈر جاتے اور ایمان لے آتے تھے ربط اوپر بعض آیات میں یہود کی اور بعض میں نصاریٰ کی اور بعض میں دونوں کی تقبیح اور اُن کے احوال و اقوال کفریہ مذکور ہیں آگے فریقین کو ایمان کے برکات اخرویہ ودنیویہ سنا کر ایمان کی ترغیب دیتے ہیں۔ اور برکات اخرویہ کے ضمن میں ایمان لانے پر ان سب جنایات و کفریات کے عفو کا باوجود اُن کی غایت قباحت و شناعت کے وعدہ اور برکات دنیویہ کے ضمن میں اُن پر تنگی رزق کے جس سے یَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ کہنے کی نوبت آئی سبب پر تنبیہ کہ وہ ترک احکام الٰہی ہے۔ نیز ارشاد ہے۔ **ترغیب ایمان اہل کتاب با ذکر برکات او در دارین** وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا الی قوله وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَاۗءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ۝ اور اگر یہ اہل کتاب (یہود و نصاریٰ ان امور حقہ کے منکر ہیں جیسے رسالت محمدیہ و حقیقت قرآن ان سب پر) ایمان لے آتے اور (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے جن امور کا کفر و معصیت ہونا بتلایا گیا ہے اُن سب سے) تقویٰ (یعنی پرہیز) اختیار کرتے تو ہم ضرور ان کے تمام (گذشتہ) برائیاں (کفر اور شرک اور معاصی جن میں سب اقوال و احوال آ گئے) معاف کر دیتے اور (معاف کر کے) ضرور اُن کو چین (اور آرام) کے باغوں میں (یعنی بہشت میں) داخل کرتے (یہ تو برکات اخرویہ ہوئیں) اور اگر یہ لوگ (ایمان اور تقویٰ مذکور اختیار کرتے جس کو بعنوان دیگر یوں کہا جاتا ہے کہ) توریت کی اور انجیل کی اور جو کتاب ان کے پروردگار کی طرف سے (اب) ان کے پاس (بواسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) بھیجی گئی (یعنی قرآن) اس کی پوری پابندی کرتے (یعنی اُن میں جس جس بات پر عمل کرنے کو لکھا ہے سب پر پورا عمل کرتے اس میں تصدیق رسالت بھی آ گئی۔ اور اس سے احکام محرفہ منسوخہ نکل گئے کیونکہ ان کتب کا مجموعہ اُن پر عمل کرنے کو نہیں بتلاتا بلکہ منع کرتا ہے) تو یہ لوگ (بوجہ اس کے کہ) اوپر سے (یعنی آسمان سے پانی برستا) اور نیچے سے (یعنی زمین سے پیداوار ہوتی) خوب فراغت سے کھاتے (یہ تتمہ ہے ایمان کی برکات دنیویہ کا ذکر ہوا لیکن یہ کفر پر مصر رہے اس لئے تنگی میں پکڑے گئے جس پر بعض نے حق تعالیٰ کی شان میں بخل کی نسبت کر کے گستاخی کی مگر پھر بھی سب یہود و نصاریٰ برابر نہیں چنانچہ ان (ہی) میں ایک جماعت راہ راست پر چلنے والی (بھی) ہے (جیسے یہود میں حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ہمراہی اور نصاریٰ میں حضرت نجاشی اور ان کے ہمراہی لیکن ایسے

البلاغة قوله لكفرنا و لادخلنا كرر اللام تاكيدا للوعد وفيه تنبيه على كمال عظم ذنوبهم وكثرة معاصيهم وان الاسلام يجب ما قبله وان جل وعاوز الحد ۱۲ قوله جنت النعيم في الاضافة تنبيه على ما يستحقونه من العذاب لو لم يؤمنوا ويتقوا ۱۲ قوله ما انزل اليهم التعبير بذكر العنوان وتقديم اليهم للتنبيه على من ربهم للايذان بوجوب اقامته عليهم لتنزوله اليهم والتصريح ببطلان ما كانوا يدعونه من عدم نزوله الى بني اسرائيل ومعنى انزال الكتاب الى احد مجرد صوله اليه وايجاب العمل به وان لم يكن الوحي تازلا عليه ۱۲ قوله لاكلوا التقديم الترغيب بالامر الاخروي لانه اهم اذ به النجاة السرمدية والتنعيم المقيم ۱۲

ملحقات الترجمہ ۔ ۔ ۔ ۔ سلہ قوله في اوقدوا يعني اراده اشارة الى كونه كناية في الروح وقد كانت العرب اذا تواعدت للقتال جعلوا علامتهم ايقاد نار على جبل او ربوة ويسمونها نار الحرب وهي احدى نيران مشهورة عندهم ۱۲ سلہ قوله في امنوا من امور حقه هي التي ذكرت قبل في قوله آمنا بالله وما انزل الينا وما انزل من قبل الخ ۱۲ سلہ قوله نبل اتقوا التقوى مذكور ثاني وبكبره اشارة الى اتحاد المعبر عنهما وتفاوت لما في الروح بين العبارتين فتيقن ان لا آمنوا والتقوا وثانيا اقاموا وقوله وسكوكا بطريق البلاغة ۱۲ تكلمت يعني انه اقام ان ما امر به وحاج مع الوصف كونه ايمانا وتقوى وكونه اقامة الجميع الكتب ولا تقيه فافهم ۱۲ سلہ قوله في اكلوا يعني آسمان الى قوله فراغت ارادة للمعنى الحقيقي وارادة للمعنى المجازي فانه نقل كما في الروح عن ابن عباس وقتادة ومجاهد لاعطتهم السماء مطرها وبركتها والارض نباتها وخيرها وقيل المراد المبالغة في شرح السعة والخصب لا تعيين الجهتين كانه قيل لاكلوا من كل جهة وهو تعبير تونك فلان في الخير من قرنه الى قدمه اي ياتيه الخير من كل جهة يلتمسه منها ۱۲ سلہ قوله في اكلوا بہ تتمہ ماخذه اى في الروح والمراد بالاكل الانتفاع مطلقا وعبر عن ذلك به لكونه اعظم الانتفاعات ويستتبع سائرها ۱۲

یٰۤاَیُّہَا الرَّسُوۡلُ بَلِّغۡ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ مِنۡ رَّبِّکَ ؕ وَ اِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلۡ فَمَا بَلَّغۡتَ رِسٰلَتَہٗ ؕ وَ اللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ

اے رسول جو جو کچھ آپ کے رب کی جانب سے آپ پر نازل کیا گیا ہے آپ سب پہنچا دیجئے اور اگر آپ ایسا نہ کریں گے تو آپ نے اللہ تعالیٰ کا ایک پیغام بھی نہیں پہنچایا اور اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھیگا

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَہۡدِی الۡقَوۡمَ الۡکٰفِرِیۡنَ ○ قُلۡ یٰۤاَہۡلَ الۡکِتٰبِ لَسۡتُمۡ عَلٰی شَیۡءٍ حَتّٰی تُقِیۡمُوا التَّوۡرٰىۃَ وَ الۡاِنۡجِیۡلَ وَ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکُمۡ

یقیناً اللہ تعالیٰ ان کافر لوگوں کو راہ نہ دیں گے آپ کہئے کہ اے اہل کتاب تم کسی راہ پر بھی نہیں جب تک کہ توریت کی اور انجیل کی اور جو کتاب تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے بھیجی گئی ہے

مِّنۡ رَّبِّکُمۡ ؕ وَ لَیَزِیۡدَنَّ کَثِیۡرًا مِّنۡہُمۡ مَّاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ مِنۡ رَّبِّکَ طُغۡیَانًا وَّ کُفۡرًا ۚ فَلَا تَاۡسَ عَلَی الۡقَوۡمِ الۡکٰفِرِیۡنَ ○

اس کی بھی پوری پابندی نہ کرو گے اور ضرور جو مضمون آپ کے پاس آپ کے رب کی طرف سے بھیجا جاتا ہے وہ ان میں سے بہتوں کی سرکشی اور کفر کی ترقی کا سبب ہو جاتا ہے تو آپ ان کافر لوگوں پر غم نہ کیا کیجئے

قلیل ہی ہیں) اور (باقی) زیادہ ان میں ایسے ہی ہیں کہ ان کے کردار بہت برے ہیں (کیونکہ کفر و عناد سے بدتر کیا کردار ہوگا) **ف** یہاں بھی مثل آیت سابقہ کے دنیوی برکات بصورت واقعہ بیان کئے گئے ہیں جس کے عموم اشخاص و احوال پر اسی طرح اختصاص بایمان و اعمال پر کوئی دلیل نہیں پس اگر کوئی مسلم تنگی میں ہو یا کوئی کافر وسعت میں ہو کوئی اشکال لازم نہیں جیسا پہلی آیت کے فائدہ کے تحت میں بھی اس کی تقریر آچکی ہے اور احقر نے اَقَامُوا التَّوۡرٰىۃَ الخ کی جو تقریر کی ہے اس سے یہ شبہ کہ اب بھی پوری توریت و انجیل پر عمل کرنا چاہئے دفع ہو گیا اور ان کے بڑہانیکی وجہ باوجود کفایت ذکر قرآن کے یہ ہے کہ اہل کتاب کو یہ بتلانا ہے کہ تکذیب محمدی سے توریت و انجیل پر بھی عمل فوت ہوتا ہے اور تصدیق محمدی عمل بتوریت و انجیل کے خلاف نہیں **ربط** اوپر کفار کی مذمت دور سے چلی آ رہی ہے چونکہ کفار کی کثرت تھی جو کہ مشاہدہ ہونے کے علاوہ بعض جگہ قرآن میں بھی منصوص ہے جیسے اَکۡثَرُہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ، کَثِیۡرٌ مِّنۡہُمۡ سَآءَ مَا یَعۡمَلُوۡنَ الخ اور مخالفین کی کثرت میں ان کی مذمت علی الاعلان کرنا اور بالخصوص ان سے مشافہت کرنا جیسا بعض آیات میں لفظ قل کا مدلول ہے بعض اوقات موجب خطر و محتمل ضرر ہو سکتا ہے اس لئے آگے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو امر بالتبلیغ کے ساتھ اس ضرر سے بےخطر کرتے ہیں **ازالۂ خوف در تبلیغ** یٰۤاَیُّہَا الرَّسُوۡلُ بَلِّغۡ مَاۤ اُنۡزِلَ الی قولہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَہۡدِی الۡقَوۡمَ الۡکٰفِرِیۡنَ ○ اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) جو جو کچھ آپ کے رب کی جانب سے آپ پر نازل کیا گیا ہے آپ (لوگوں کو) سب پہنچا دیجئے اور اگر (بفرض محال) آپ ایسا نہ کریں گے تو (ایسا سمجھا جاوے گا جیسے) آپ نے اللہ تعالیٰ کا ایک پیغام بھی نہیں پہنچایا (کیونکہ یہ مجموعہ فرض ہے تو جیسا کل کے اخفاء سے یہ فرض فوت ہوتا ہے اسی طرح بعض کے اخفاء سے بھی وہ فرض فوت ہوتا ہے) اور (تبلیغ کے باب میں کفار کا کچھ خوف نہ کیجئے کیونکہ) اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے (یعنی اس سے کہ آپ کو مقابل ہو کر قتل و ہلاک کر ڈالیں) محفوظ رکھے گا (اور) یقیناً اللہ تعالیٰ ان کافر لوگوں کو (اس طرح قتل و ہلاک کر ڈالنے کیواسطے آپ تک) راہ نہ دیں گے **ف** چنانچہ یہ وعدہ اسی طرح صادق ہوا گو بعض غزوات میں آپ زخمی ہو گئے اور یہود نے نامردوں کی طرح آپ کو زہر دیا مگر مجتمع و مقابل ہو کر کوئی قتل و ہلاک نہ کر سکا اور اس پیشینگوئی کا واقع ہونا آپ کا معجزہ و دلیل نبوت ہے اور ترمذی میں ہے کہ پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پہرہ دیا جاتا تھا جب یہ آیت نازل ہوئی آپ نے فرمایا سب چلے جاؤ اللہ تعالیٰ نے میری حفاظت کر لی یہ بھی دلیل نبوت ہے کیونکہ ایسا اعتماد بدون وحی کے نہیں ہو سکتا **ربط** آیت مذکورہ سے اوپر اہل کتاب کو اسلام کی ترغیب تھی آگے ان کے طریقہ موجودہ کا جس کے حق ہونے کے وہ مدعی تھے عند اللہ ناکارہ اور نجات میں ناکافی ہونا اور نجات کا اسلام پر موقوف ہونا اور اس کے بعد بھی ان کے اصرار علی الکفر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تسلی کا مضمون ارشاد فرماتے ہیں اور درمیان میں ایک خاص مناسبت و ضرورت سے تبلیغ کا مضمون آ گیا تھا **نامقبول بودن طریقہ موجودہ اہل کتاب و تسلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** قُلۡ یٰۤاَہۡلَ الۡکِتٰبِ لَسۡتُمۡ عَلٰی شَیۡءٍ الی قولہ فَلَا تَاۡسَ عَلَی الۡقَوۡمِ الۡکٰفِرِیۡنَ ○

البلاغۃ قولہ وان لم تفعل اختلاف العنوان بین الشرط والجزاء ۱۲ لیتغایرا کما التغایر معنی بخلاف ما لو قیل وان لم تبلغ حیث کان فیہ تغایر معنوی **حفظ الروایات** فی اللباب اخرج ابو الشیخ عن الحسن ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ بعثنی برسالۃ فضقت بہا ذرعا وعرفت ان الناس مکذبی فوعدنی لابلغن او لیعذبنی فنزلت یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ۱۲ واخرج ابن ابی حاتم عن مجاہد قال لما نزلت یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک قال یا رب کیف اصنع وانا وحدی یجتمعون علی فنزلت وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ ۱۲ قلت وکان ہذا الضیق وان حدث طبعا فلا ینافی شان النبوۃ وما ورد فی بعض التفاسیر نزولہا فی علی فان صح فلا یلزم منہ الافضلیۃ ولا الخلافۃ بلا فصل وبسط القول فی ہذا الباب صاحب الروح المعانی فان اشتقت فانظر فیہ فی اللباب روی ابن جریر وابن ابی حاتم عن ابن عباس قال جاء رسول اللہ سلام بن مشکم ومالک ابن الصیف وقالوا یا محمد الست تزعم انک علی ملۃ ابراہیم ودینہ وتؤمن بما عندنا قال بلی ولکنکم احدثتم وجحدتم بما فیہا وکتمتم ما امرتم ان تبینوہ للناس قالوا فانا ناخذ بما فی ایدینا فانا علی الہدی والحق فانزل اللہ تعالیٰ قل یا اہل الکتاب لستم علی شیء الآیۃ ۱۲ **اختلاف القراءۃ** قرأ نافع وابن عامر رسالاتہ بالجمع لکن المراد بہ الجنس لیتوافق القرأتان ولا یلزم الاشکال ۱۲ **ملحقات الترجمۃ** ۱ قولہ فی ما انزل جو جو کچھ الی قولہ سب کو وقولہ فی دعا تمہ ایک پیغام الخ دفع لحصول التغایر بین الشرط والجزاء فلا اشکال فیہ ۱۲ ۲ قولہ فی ان لم تفعل بفرض محال فلا یلزم وقوع المقدم لاستحالتہ شرعا ۱۲ ۳ قولہ فی تو ضیحہ ما ذکو مجموعہ فرض کا جزاء العقوبۃ والا یقدح فی فرض المجموع کون بعض الاحکام فرضا وبعضہ مستحبا ان التبلیغ غیر المبلغ مبنیا للمفعول فلا یستلزم استحباب المبلغ استحباب التبلیغ من الرسول ۱۲ ۴ قولہ فی ما یصل ی آپ تک کذا فی البیضاوی ۱۲ ۵ قولہ فی التمہید مدعی کما سیظہر من روایۃ ابن جریر الآتیۃ عنقریب ۱۲ ۶ قولہ ایضا قولہ تسلی فیہ اشارۃ الی فائدۃ تکرار ذکر طغیانہم من ان السابق کان المقصود بہ بیان الاصرار وہذا اللاحق قصد بہ التسلیہ فلا تکرار حقیقۃ واما اعادۃ اقامۃ التوراۃ والانجیل فہو عین المقصود کان اللاحق تذکیر السابق ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ قل یا اہل الکتاب الخ دلت الآیۃ علی انہ لا یعتد بشیء من الکمالات بدون اتباع الشریعۃ ۱۲ قولہ تعالیٰ فلا تأس الخ دل علی عدم تعلق دلی المعرض بما ہو شان المبالغین فی الشفقۃ

ترجمہ مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ قل یا اہل الکتب الخ اس سے معلوم ہوا کہ بدون اتباع شریعت کے کوئی کمال معتبر نہیں قولہ تعالیٰ فلا تأس الخ اس میں دلالت ہے کہ اعراض کرنیوالے پر زیادہ قلق نہ کرے جیسا بعض مبالغین فی الشفقۃ کرتے ہیں

* * *

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِئُونَ وَالنَّصَارَىٰ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ

یہ تحقیقی بات ہے کہ مسلمان اور یہودی اور فرقۂ صابئین اور نصاریٰ جو شخص یقین رکھتا ہو اللہ تعالیٰ پر اور روزِ قیامت پر اور کارگذاری اچھی کرے ایسوں پر نہ کسی طرح کا اندیشہ

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ○ لَقَدْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَأَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ رُسُلًا ۖ كُلَّمَا جَاءَهُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ

ہے اور نہ وہ مغموم ہونگے ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا اور ہم نے ان کے پاس بہت سے پیغمبر بھیجے جب کبھی ان کے پاس کوئی پیغمبر ایسا حکم لایا جس کو ان کا جی نہ چاہتا تھا

أَنْفُسُهُمْ فَرِيقًا كَذَّبُوا وَفَرِيقًا يَقْتُلُونَ ○ وَحَسِبُوا أَلَّا تَكُونَ فِتْنَةٌ فَعَمُوا وَصَمُّوا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوا

سو بعضوں کو جھوٹا بتلایا اور بعضوں کو قتل ہی کر ڈالتے تھے اور یہی گمان کیا کہ کچھ سزا نہ ہوگی اس سے اور بھی اندھے اور بہرے بن گئے پھر اللہ تعالیٰ نے اُن پر توجہ فرمائی پھر بھی

وَصَمُّوا كَثِيرٌ مِنْهُمْ ۚ وَاللّٰهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ○

اندھے اور بہرے بنے رہے یعنی انہیں کے بہتیرے اور اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو خوب دیکھنے والے ہیں

آپ (ان یہود و نصاریٰ سے) کہئے کہ اے اہلِ کتاب تم کسی راہ پر بھی نہیں (کیونکہ غیر مقبول راہ پر ہونا مثل بے راہی کے ہے) جب تک کہ توریت کی اور انجیل کی اور جو کتاب (اب) تمہارے پاس (بواسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) تمہارے رب کی طرف سے بھیجی گئی ہے (یعنی قرآن) اسکی بھی پوری پابندی نہ کروگے (جس کے معنے اور ترغیب اور برکات اوپر مذکور ہوئے ہیں) اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ ان میں اکثر لوگ تعصب ناحق میں مبتلا ہیں اس لئے یہ) ضرور (ہے کہ) جو مضمون آپ کے پاس آپ کے رب کی طرف سے بھیجا جاتا ہے وہ ان میں سے بہتوں کی سرکشی اور کفر کی ترقی کا سبب ہو جاتا ہے (اور اس سے ممکن ہے کہ آپ کو رنج و غم ہو لیکن جب یہ معلوم ہو گیا کہ یہ لوگ متعصب ہیں) تو آپ ان کافر لوگوں (کی اس حالت) پر غم نہ کیا کیجئے۔ ربط اوپر اہلِ کتاب کو اسلام کی ترغیب تھی آگے بھی ایک قانون عام سے جو کہ اہلِ کتاب و غیر اہلِ کتاب سب کو شامل ہے اسکی ترغیب ہے قانونِ نجات قولہ تعالیٰ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا (الیٰ قولہ) فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ○ یہ تحقیقی بات ہے کہ مسلمان اور یہودی اور فرقہ صابئین اور نصاریٰ (ان سب میں) جو شخص یقین رکھتا ہو اللہ تعالیٰ (کی ذات و صفات) پر اور روزِ قیامت پر اور کارگذاری اچھی کرے (یعنی موافق قانونِ شریعت کے) ایسوں پر (آخرت میں) نہ کسی طرح کا اندیشہ ہے اور نہ وہ مغموم ہونگے ف ایک ایسی ہی آیت سورۂ بقرہ کے معاملہ سیزدہم کے بعد مع اُس کے ضروری مضامین متعلقہ کے گذر چکی ہے وہاں دیکھ لی جاوے۔ ربط اوپر سے قبائحِ اہلِ کتاب کا ذکر چلا آرہا تھا آگے پھر اسکی طرف عود ہے۔ اول یہود کا ذکر ہے جسمیں مضمونِ تسلیۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو کہ لَيَزِيدَنَّ الخ میں مذکور تھا تاکید ہے کہ اس قوم کی تو ہمیشہ سے ایسی ہی عادت چلی آتی ہے پھر نصاریٰ کا ذکر ہے عود بسوئے ذکر یہود لَقَدْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ (الیٰ قولہ) وَاللّٰهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ○ ہم نے بنی اسرائیل سے (اول توریت میں تمام پیغمبروں کی تصدیق و اطاعت کا) عہد لیا اور (اُس عہد کے یاد دلانے کو) ہم نے ان کے پاس بہت پیغمبر بھیجے (لیکن ان کی یہ حالت تھی کہ) جب کبھی اُنکے پاس کوئی پیغمبر ایسا حکم لایا جس کو اُن کا جی نہ چاہتا تھا تب ہی ان کے ساتھ مخالفت سے

النحو فی الکشاف الصابئون رفع علی الابتداء و خبرہ محذوف والنیة بہ التاخیر عما فی حیز ان من اسمہا و خبرہا کانہ قیل ان الذین آمنوا والذین ہادوا والنصاریٰ حکمہم کذا والصابئون کذلک انشد سیبویہ شاہدا [illegible] والا فاعلموا انا وانتم بغاة ما بقینا فی شقاق ای فاعلموا انا بغاة وانتم کذلک فان قلت ما التقدیم والتاخیر الا لفائدة فما فائدة ہذا التقدیم قلت فائدتہ التنبیہ علی ان الصابئین یتاب علیہم ان صح منہم الایمان والعمل الصالح فما الظن بغیرہم وذلک انہم ابین ہؤلاء المعدودین ضلالا واشدہم غیا ١٢ قولہ کثیر بدل من ضمیر الفاعل [illegible] ١٢ البلاغة تقدیم فریقا للاہتمام لا للحصر وتقدیم العمی لان المرء حتی کان بصیرا ادرک المبصرات بالبصر ولما ذہب بصرہ یعدہ کیا یسمع فالبصر مقدم علی السمع فیکون اضدادہما ایضا کذلک فمعنی الآیة انہ کان حقہم ان یبصروا الدلائل ولکن لم یبصروا وعموا وکان حقہم ان یسمعوا الدلائل ولکن لم یسمعوا ایضا وصموا ١٢ منہ ولا یخفی ما فیہ من اللطف بعد ذکر العمی ١٢ اختلاف القراءة قرأ ابو عمرو وحمزة والکسائی لا تکون بالرفع علی ان ان ہی المخففة من المثقلة واصلہ انہ لا تکون ١٢ الحقانیات الترجمہ س قولہ فی قول یہود و نصاریٰ ہو الظاہر من ہذا اللفظ العام الواضح من ذکر التوراة والانجیل ومن ذکر الذین ہادوا والنصاریٰ فیما بعدہ لا یفید تخصیص شان النزول المدلول علیہ بالروایة کما ہو لان العبرة لعموم اللفظ فای حرج لو نزلت فی قوم و خصہم معہم فی الخطاب قوم آخرون فیہم ٢ قولہ فی التمہید لکی ترغیب لان اقامة التوراة والانجیل والقرآن یشمل الایمان والعمل الصالح المذکوران ہہنا ٢ قولہ فی التمہید تاکید الاشکال فی کون المذکورین قبل کلا الفریقین وکون المذکور ہہنا یہود لان کثیرا من الیہود فرد من کثیر من المجموع ١٢ قولہ فی میثاق تمام پیغمبروں الخ کما ہو مذکور صریحا فی قولہ منتم برسلی وعزرتموہم ١٢ قولہ فی فریقا کذبوا مخالفت اشارة الی حذف الجواب ای ناصبوہ والجملة الذی ہو مذکور صریحا فی نظیرہ لان المذکور لا یصلح ان یکون جوابا لان الرسل لواحد لا یکون فریقین من التکذیب والقتل ان الرسول لاحد ان لم یکن فریقین لکن قولہ کلما یدل علی کثرة الرسل و یصح کونہم فریقین ١٢

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ كُلَّمَا جَاءَهُمْ رَسُولٌ الخ دل علی ان اصل جمیع الکبائر ہو اتباع الہوی ولذا انزی الصوفیة یکدحون فی استیصالہا * * *

قولہ تعالیٰ حسبوا ان لا تکون فتنة الخ دل علی بطلان الاستعداد بعض انحلالہ کل الانحلال بالاصرار علی المعاصی

ترجمہ مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ كُلَّمَا جَاءَهُمْ الخ اس پر دال ہے کہ تمام کبائر کی اصل اتباعِ ہویٰ ہے اسیلئے صوفیہ اس کے استیصال میں سخت کوشش کرتے ہیں

قولہ تعالیٰ حسبوا ان لا تکون الخ اس میں دلالت ہے کہ اصرار علی المعاصی سے استعداد بالکل مضمحل ہو جاتی ہے۔ اسی کو بطلانِ استعداد کہدیتے ہیں۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ

بیشک وہ لوگ کافر ہو چکے جنہوں نے یہ کہا کہ اللہ عین مسیح ابن مریم ہے۔ حالانکہ مسیح نے خود فرمایا تھا کہ اے بنی اسرائیل تم اللہ کی عبادت کرو

رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ○

جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے بیشک جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک قرار دیگا سو اس پر اللہ تعالیٰ جنت کو حرام کردیگا اور اسکا ٹھکانا دوزخ ہے اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ

بلاشبہ وہ لوگ بھی کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تین میں کا ایک ہے۔ حالانکہ بجز ایک معبود کے اور کوئی معبود نہیں اور اگر یہ لوگ اپنے اقوال سے باز نہ آئے تو جو لوگ ان میں کافر

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

رہیں گے ان پر دردناک عذاب واقع ہوگا کیا پھر بھی خدا تعالیٰ کے سامنے توبہ نہیں کرتے اور اس سے معافی نہیں چاہتے حالانکہ اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت کرنیوالے ہیں بڑی رحمت کرنے والے ہیں

وقف لازم

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ہو المسیح ابن مریم دال علی بطلان الحلول والاتحاد الذی یزعمہ جہلۃ الصوفیۃ

ترجمہ مسائل السلوک قولہ تعالیٰ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ہو المسیح ابن مریم اس میں بطلان حلول و اتحاد پر جسکے قائل جاہل صوفی ہیں دلالت ہے

پیش آئے سو بعضوں کو تو جھوٹا بتلایا اور بعضوں کو (بیدھڑک) قتل ہی کر ڈالتے تھے اور (ہمیشہ شرارت پر بھی چندے سزا سے مہلت دی گئی) یہی گمان کیا کہ کچھ سزا نہ ہوگی اس (گمان) سے اور بھی اندھے اور بہرے (کی طرح) بنگئے (کہ نہ دلائل صدق انبیاء کو دیکھا نہ انکے کلام کو سنا) پھر (ایک مدت کے بعد) اللہ تعالیٰ نے ان پر (رحمت کے ساتھ) توجہ فرمائی (کہ اور کسی پیغمبر کو بھیجا کہ اب بھی راہ پر آویں، مگر) پھر بھی (اسی طرح) اندھے اور بہرے بنے رہے یعنی (سب تو نہیں مگر) ان میں سے بہتیرے اور اللہ تعالیٰ اُن کے (ان) اعمال کو خوب دیکھنے والے ہیں (یعنی ان کا گمان غلط تھا۔ چنانچہ ان کو وقتاً فوقتاً سزا بھی ہوتی رہی مگر ان کا یہی شیوہ رہا حتی کہ اب آپ کے ساتھ اسی طرح تکذیب وخلاف کا برتاؤ کیا) **ف** ان رسل میں جنکی شریعت یا بعض احکام جدید تھے ان کا خلاف ہوا ہونا تو اعتقاد کے اعتبار سے بھی ممکن ہے اور جو رسل صرف احکام توریت کی بعینہا تعلیم کرتے تھے ان کا خلاف ہونا باعتبار ناگواری عمل کے تھا جیسا اب نکاح بیوہ کا حال ہے اور یہ سزائیں ہر زمانہ میں جدا ہوتی رہیں۔ کبھی طاعون کبھی قتل کبھی ذلت وقید کبھی مسخ وغیرہ جیسا آیات و روایات میں مذکور اور مشہور ہے **ربط** آیت بالا کی تمہید میں مذکور ہو چکا **عود بذکر نصاریٰ وابطال عقیدۂ شان** لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ (الی قولہ) وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ بیشک وہ لوگ کافر ہو چکے جنہوں نے یہ کہا کہ اللہ عین مسیح ابن مریم ہے (یعنی دونوں میں اتحاد ہے) حالانکہ (حضرت) مسیح نے خود فرمایا تھا کہ اے بنی اسرائیل تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے (اور اس قول میں اپنے مربوب اور بندہ ہونے کی تصریح ہے پھر اُن کو اللہ کہنا وہی بات ہے مدعی سست اور گواہ چست) بیشک جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ (کسی الوہیت وخواص الوہیت میں) شریک قرار دے گا سو اس پر اللہ تعالیٰ جنت کو حرام کردے گا اور اس کا ٹھکانا (ہمیشہ کے لئے) دوزخ ہے اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا (کہ دوزخ سے بچا کر جنت میں پہنچا سکے اور جیسے عقیدۂ اتحاد کفر ہے اسی طرح عقیدہ تثلیث بھی کفر ہے پس) بلاشبہ وہ لوگ بھی کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تین (معبودوں) میں کا ایک ہے حالانکہ بجز ایک معبود (حق) کے اور کوئی معبود (حق) نہیں (نہ دو اور نہ تین جب یہ عقیدہ بھی کفر وشرک ہے تو اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ الخ میں جو سزا مذکور ہے وہ اس پر بھی مرتب ہوگی) اور اگر یہ (دونوں عقیدہ کے) لوگ اپنے اقوال (کفریہ) سے باز نہ آئے تو (سمجھ رکھیں کہ) جو لوگ ان میں کافر رہیں گے اُن پر (آخرت میں) دردناک عذاب واقع ہوگا کیا (ان مضامین توحید و وعید کو سنکر پھر بھی (اپنے ان عقائد و اقوال سے) خدا تعالیٰ کے سامنے توبہ نہیں کرتے اور اس سے معافی نہیں چاہتے حالانکہ اللہ تعالیٰ (جب کوئی توبہ کرلے ہے تو) بڑی مغفرت کرنے والے (اور) بڑی رحمت فرمانیوالے ہیں **ف** اوپر اس سورۃ کے تیسرے رکوع آیت وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى کی تفسیر میں ان عقیدہ والے فرقوں کی تعیین گذر چکی ہے اور جملہ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ اور مَا لِلظّٰلِمِيْنَ میں دو احتمال ہیں یا تو کلام عیسوی کا تتمہ ہو اور انجیل موجودہ میں منقول نہ ہو یا بقول حقانی محفوظ نہ رہا ہو یا اللہ تعالیٰ

اللمعات التوبۃ من افعال القلب فی الاصل والاستغفار من افعال باللسان وبعد ما ظہر وجہ الجمع بینہما فنسبۃ الاستغفار الی التوبۃ کنسبۃ الاقرار الی التصدیق فکلاہما واجب **البلاغۃ قولہ** حرم اللہ علیہ الجنۃ تحریم مجاز عن المنع فہو تحریم تکوینی لا تشریعی ۱۲ **الحقات الترجمۃ ۱ قولہ** تحسبوا حیث یدل علیہ القرینۃ المقامیۃ الدالۃ علی ذکر ازمنۃ مختلفۃ متعددۃ کذا یفہم من المدارک وابو حیان الرابع من الکبیر ۱۲ **۲ قولہ** فی فتنۃ سزا کما فی القاموس الفتنۃ العذاب ۱۲ ...... **۳ قولہ** فی آخر الترجمۃ یہی شیوہ اشارۃ الی ان ذکر الرحمۃ من بعد ذٰلک

متعدد ۱۲ **۴ قولہ** فی خلال المسیح وما من اللہ غفور رحیم حالانکہ مسیح کہ من ہذا العبد حاکیتفی الرسل ۱۲ **۸ قولہ** فی ثالث ایک کما فی روح المعانی ومعنے ذلک احد تلک الالہۃ والاثلث فالرابع خامسۃ ۱۲ **۶ قولہ** لعبد اللہ احل جب یہ عقیدہ الی قولہ دونوں عقیدے کے لوگ اشارۃ الی ان قولہ وان لم ینتہوا الخ راجع الی الفریقین لکونہ افید الی انہ علی ہذا التقدیر یکون الوعید السابق مخصوصا مع ذکر شدۃ مع الحق لتاخر لاشتراک العلۃ ۱۲ **۷ قولہ** فی کفروا کافر رہیں گے نقلہ فی الکبیر عن الزجاج فمن تبعیضیۃ لاخراج من تاب وآمن منہم ۱۲ **۹ قولہ** فی افلا یتوبون کیا الی قولہ سنکر اشارۃ الی کون الفاء للعطف علی مقدر تقتضیہ المقام ای الیسمعون ہذہ الشہادات المکررۃ والتشدیدات المقررۃ فلا یتوبون عقیب ذلک کذا فی الروح ۱۲

مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ ج قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ ط كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ ط

مسیح ابن مریم کچھ بھی نہیں صرف ایک پیغمبر ہیں جن سے پہلے اور بھی پیغمبر گذر چکے ہیں اور ان کی والدہ ایک ولی بی بی ہیں دونوں کھانا کھایا کرتے تھے

انْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْآيَاتِ ثُمَّ انْظُرْ أَنَّى يُؤْفَكُونَ ۝ قُلْ أَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ

دیکھئے تو ہم کیونکر دلائل ان سے بیان کر رہے ہیں پھر دیکھئے وہ اُلٹے کدھر جا رہے ہیں آپ فرمائیے کیا خدا کے سوا ایسے کی عبادت کرتے ہو جو تم کو نہ کوئی ضرر پہنچانے کا

ضَرًّا وَلَا نَفْعًا ط وَاللَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوا

اختیار رکھتا ہو اور نہ نفع پہنچانے کا حالانکہ اللہ تعالیٰ سب سنتے ہیں سب جانتے ہیں آپ فرمائیے کہ اے اہل کتاب تم اپنے دین میں ناحق کا غلو مت کرو اور ان لوگوں کے خیالات پر

ع ١١ ١٤ أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِنْ قَبْلُ وَأَضَلُّوا كَثِيرًا وَضَلُّوا عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ ۝

مت چلو جو پہلے خود بھی غلطی میں پڑ چکے ہیں اور اور بھی بہتوں کو غلطی میں ڈال چکے ہیں اور وہ لوگ راہِ راست سے دور ہو گئے تھے

کا کلام ہو جو بقول حقانی انجیل کے بھی دوسرے مواضع سے ثابت ہے **ربط** اوپر اُلوہیۃ مسیحیہ کا ابطال مضمون عام سے بیان فرمایا تھا آگے ایک خاص دلیل سے فرماتے ہیں **دلیل ابطال الوہیت مسیح** مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ ج (الی قولہ) ثُمَّ انْظُرْ أَنَّى يُؤْفَكُونَ (حضرت) مسیح ابن مریم (علیہ السلام خدا یا جزو خدا) کچھ بھی نہیں صرف ایک پیغمبر ہیں جن سے پہلے اور بھی پیغمبر (اہل معجزات) گذر چکے ہیں (جن کو عیسائی الٰہ نہیں مانتے پس اگر پیغمبری یا خرقِ عادت دلیل اُلوہیت ہے تو سب کو الٰہ ماننا چاہئے اور اگر دلیل الوہیت نہیں تو حضرت مسیح کو کیوں الٰہ کہا جاوے غرض جیسا اوروں کو الٰہ نہیں کہتے تو عیسیٰ علیہ السلام کو بھی مت کہو) اور (اسی طرح) اُنکی والدہ (بھی الٰہ یا جزو الٰہ نہیں بلکہ وہ) ایک ولی بی بی ہیں (جیسی اور بیبیاں بھی ولی ہو چکی ہیں اور دونوں حضرات کے الٰہ نہ ہونے کے دلائل میں سے ایک سہل دلیل یہ ہے کہ) دونوں (حضرات) کھانا کھایا کرتے تھے (اور جو شخص کھانا کھاتا ہے وہ اس کا محتاج ہوتا ہے خواہ تغذی میں یا تلذذ میں نیز کھانا کھانا خواص مادیات سے ہے اور احتیاج اور مادیت خواص امکان سے ہے اور امکان منافی وجوب ہے اور وجوب لوازم الوہیت سے ہے جب وجوب منتفی ہوگا الوہیت باطل ہو جاوے گی) دیکھئے تو (سہی ہم کیونکر) صاف صاف دلائل ان سے بیان کر رہے ہیں پھر دیکھئے وہ اُلٹے کدھر جا رہے ہیں **ف** یہ دلیل باعتبار استدلال بالمادیات کے روح القدس کے ابطال الوہیت کے لئے بھی کافی ہے کیونکہ اُنکا آنا جانا چلنا پھرنا یہ سب اُمور کہ خواص مادہ سے ہیں مُسَلَّم ہیں اور مادیت سے امکان اور اُس سے بطلانِ الوہیت ظاہر ہے اس لئے بالاستقلال اس کا ذکر ضروری نہ ہوا اور چونکہ ان لوگوں سے انہی میں کلام تھا اس لئے غیر مادیات کے متعلق استدلال کا ذکر بھی یہاں ضروری نہ تھا **ربط** اوپر الوہیت مسیح کا ابطال فرمایا تھا آگے قائلین اُلوہیت کو توبیخ فرماتے ہیں **توبیخ قائلین الوہیت مسیح** قُلْ أَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ (الی قولہ) وَاللَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ آپ (ان سے) فرمائیے کیا خدا کے سوا ایسی (مخلوق) کی عبادت کرتے ہو جو نہ تم کو کوئی ضرر پہنچانے کا اختیار رکھتا ہو اور نہ نفع پہنچانے کا (اختیار رکھتا ہو اور عجز خود منافی الوہیت ہے) حالانکہ اللہ تعالیٰ سب سنتے ہیں سب جانتے ہیں (پھر بھی خدا سے نہیں ڈرتے اور اپنے کفر و شرک سے باز نہیں آتے) **ف** یا تو یہ نصاریٰ مذکورین عیسیٰ علیہ السلام کی پرستش بھی کرتے ہوں یا یہ کہ عبادت میں سب سے بڑا درجہ اعتقاد الوہیت کا ہے جب وہ معتقد الوہیت عیسویہ ہوئے تو یقیناً انکی عبادت کی **ربط** اوپر نصاریٰ کے عقائد باطلہ کا ابطال تھا چونکہ ایسے عقائد میں اکثر لوگوں کی عادت ہے کہ اپنے اسلاف کے طریقہ سے تمسک کیا کرتے ہیں اس لئے آگے ان لوگوں کو اس سے منع فرماتے ہیں **نہی نصاریٰ از اتباع اسلاف در خلاف حق** قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوا (الی قولہ) وَضَلُّوا عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ ۝

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ قل اتعبدون من دون اللہ الخ فیہ ابطال لما یزعم الجہلۃ من کون المشایخ متصرفین مستقلین۔ قولہ تعالیٰ ولا تتبعوا اہواء قوم الخ فیہ ابطال الرسوم المزاحمۃ للشریعۃ ولو منسوبۃ الی المشایخ و یجاب عنہم بتکذیب النسبۃ او کونہم ذا عذر صحیح

ترجمہ مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ قل اتعبدون من دون اللہ الخ اس میں ابطال ہے مشائخ کو متصرف مستقل سمجھنے کا جیسا جاہلوں کا زعم ہے

* * * * * * *

قولہ تعالیٰ ولا تتبعوا اہواء قوم الخ اس میں ان رسوم کا ابطال ہے جو شریعت کے خلاف ہیں گو مشائخ کی طرف منسوب ہوں اور اگر وہ مشائخ محقق ہیں تو انکی طرف نسبت کرنیکی تکذیب کرینگے یا کسی عذر صحیح پر محمول کرینگے

ع و استدل فی الکبیر کونہ ما حصل الا اسم ایضا فی الرد بقولہ قد خلت من قبلہ الرسل فیکون الدلائل المذکورۃ ہہنا ثلثۃ ١٢ ۷ قولہ فی یؤفکون جا رہے ہیں ترجمۃ بالحاصل و الا فالصیغۃ مبنیۃ للمفعول ولعل النکتۃ فی ہذہ الصیغۃ المبالغۃ لان الذی یدفعنا آخر اندفاعہ اشد باکون وہذا الآخر سوا الشیطان باعتبار کسب الانضلال ١٢ ۸ قولہ فی ف ضروری نہ ہوا لعل الترک باعتبار ان منشأ اشتباہہم کانت ہی الخوارق ووجودہا فیہما وفی الشیطان اعجب من وجودہا فی روح القدس مولک فلما بطل الوہیتہ بما فیہ المنشأ اقوی بطل بالاولی فی غیرہ ١٢ ۹ یہاں ضروری نہ تھا تقید بہذا المقام حیث قال یہاں لان

ع الدلائل العامۃ مذکورۃ فی آیات اخر کآیۃ خلق السموات والارض الی قولہ لآیات وکآیۃ التمانع وغیرہما ١٢ ۱۰ قولہ لی دون اللہ فیہ تنبیہ علی انہا عام لعبادۃ الغیر انفرادا او اشتراکا ١٢ ۱۱ قولہ فی السمیع ہیں سنتے کذا قال بعضہم وقیل معناہ انکم تعبدون العاجز ولا تعبدون الکامل فی الصفات ١٢

البلاغۃ قولہ ما المسیح ابن مریم الخ فی الروح قیل وتقدیم ما لہما من صفات الکمال وتاخیر ما فیہما من نقائص البشریۃ لئلا توحش المفاجاۃ بذلک ففی ذلک تنزل لہم بطریق التدریج عن رتبۃ الاطراء الی التوبۃ والاستغفار وثم الاظہار بابن العجبین من التفاوت ای ان بیاننا للآیات امر بدیع بالغ واعراضہم عنہا مع اتضاحہا اعجب وابدع [illegible] ان یکون [illegible] حقیقتہا والمراد منہا بیان استمرار زمان بیان الآیات وامتدادہ ای انہم مع طول زمان ذلک لا یتاثرون ویؤفکون ١٢ **تحقیقات الترجمۃ** ۱ قولہ ما المسیح ابن الخ اشارۃ الی کون الحصر اضافیا ١٢ ۲ قولہ فی قد خلت جن سے اشارۃ الی کون الجملۃ صفۃ رسول ١٢ ۳ قولہ فی الرسل اور بھی اشارۃ الی کون اللام للجنس کذا فی قولہ تعالیٰ ما محمد الا رسول ثم لکونہ کافیا فی القصد وہو ابطال الالوہیۃ لم یتعرض لعلی موت عیسی علیہ السلام وان سلمنا کون الخلو مفیدا للموت فما فی المنوۃ فقابت بدلیل آخر ظاہر وما ذا کان اللام فی الرسل من قولہ تعالیٰ قد خلت من قبلہ الرسل للجنس فلا تستغرق لہ دلیل ختم النبوۃ ١٢ ۴ قولہ قبل انظر دلائل میں سے یعنی ان الدلیل لا ینحصر فیہ بل لا یضر عدم تمشیتہ فی الموت وکذا لا یضر عدم تمشیتہ فی بعض الاحوال [illegible] بدعی موت عیسی فی زمان من یکون وجادہا اکل الطعام لیبطل الاستدلال علی ابطال الالوہیۃ اذ فان عدم دلیل لا یستلزم عدم المدلول ١٢ ۵ قولہ فی یاکلان تقدیم المدلول [illegible] الجنۃ ولم یتم مریدہ ایضا ١٢ ۶ قولہ فی الآیات دلائل تمام الجنس فلا یرد کون الدلیل المذکور واحدا

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ عَلٰي لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا

بنی اسرائیل میں جو لوگ کافر تھے ان پر لعنت کی گئی تھی داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان سے یہ لعنت اس سبب سے ہوئی کہ انہوں نے حکم کی مخالفت کی اور

يَعْتَدُوْنَ ۝ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝ تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ

حد سے نکل گئے جو برا کام انہوں نے کر رکھا تھا اس سے باز نہ آتے تھے واقعی ان کا فعل بیشک برا تھا آپ ان میں بہت آدمی دیکھیں گے کہ کافروں سے

كَفَرُوْا ۭ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ

دوستی کرتے ہیں جو کام انہوں نے آگے کے لئے کیا ہے وہ بیشک برا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر ناخوش ہوا اور یہ لوگ عذاب میں دائم رہیں گے اور اگر یہ لوگ اللہ پر ایمان رکھتے

بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَاۗءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝

اور پیغمبر پر اور اس کتاب پر جو ان کے پاس بھیجی گئی تھی تو ان کو کبھی دوست نہ بناتے لیکن ان میں زیادہ لوگ ایمان سے خارج ہی ہیں

آپ (ان نصاریٰ[1] سے) فرمائیے کہ اے اہل کتاب تم اپنے دین (کے معاملہ) میں ناحق[2] کا غلو[3] (اور افراط) مت کرو اور اس (افراط کے باب) میں ان لوگوں کے خیالات[4] (یعنی بے سند باتوں) پر مت چلو جو (اس وقت سے) پہلے خود بھی غلطی میں پڑ چکے ہیں اور (اپنے ساتھ) اور بھی بہتوں کو (لے کر ڈوبے یعنی) غلطی میں ڈال چکے ہیں اور (وہ انکی غلطی اس وجہ سے نہیں ہوئی کہ حق مفقود[5] ہو گیا ہو اس کا پتہ نہ لگتا ہو بلکہ) وہ لوگ راہ راست (کے ہوتے ہوئے قصداً اس) سے دور (اور علیحدہ) ہو گئے تھے (یعنی جب[6] انکی غلطی دلائل سے ثابت ہو گئی پھر ان کا اتباع کیوں نہیں چھوڑتے)۔ **ربط** اوپر ذکر نصاریٰ سے پہلے جیسے یہود کا ذکر تھا آگے پھر یہود ہی کا ذکر ہے اور اس ذکر کے ختم پر یہود کی شدت تعصب کے مقابلہ میں نصاریٰ کا عموماً قلیل التعصب ہونا اور ان میں سے ایک خاص نو مسلموں کی جماعت کا خصوصاً منقاد للحق ہونا بیان فرما کر اس بحث کو اس مقام پر ختم کر کے دوسرے احکام مختلفہ ارشاد فرماتے ہیں پھر کچھ بقیہ کلام مع النصاریٰ کا آخر سورت میں لادیں گے **ذکر یہود ماضیین** لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ عَلٰي لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ (الی قولہ) لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝ بنی اسرائیل میں جو لوگ کافر تھے ان پر (اللہ تعالیٰ کی طرف سے سخت[7]) لعنت کی گئی تھی (زبور اور انجیل میں جس کا ظہور حضرت) داؤد (علیہ السلام) اور (حضرت) عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) کی زبان سے (ہوا یعنی زبور[8] اور انجیل میں کافروں پر لعنت لکھی تھی جیسے قرآن مجید میں بھی ہے فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَي الْكٰفِرِيْنَ چونکہ یہ کتابیں حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام پر نازل ہوئیں اس لئے یہ مضمون ان کی زبان سے ظاہر ہوا اور) یہ لعنت اس سبب سے ہوئی کہ انہوں نے حکم کی (اعتقادی[9]) مخالفت کی (جو کہ کفر ہے) اور (اس مخالفت میں) حد سے (بہت[10] دور) نکل گئے (یعنی کفر بھی شدید تھا پھر شدید کی ساتھ مدید بھی تھا یعنی اس پر استمرار[11] رکھا چنانچہ) جو برا کام (یعنی کفر) انہوں نے (اختیار[12]) کر رکھا تھا اس سے (آئندہ کو[13]) باز نہ آتے تھے (بلکہ اس پر مصر تھے پس انکے کفر شدید اور مدید کے سبب ان پر شدید لعنت ہوئی) واقعی ان کا (یہ) فعل (مذکور یعنی کفر پھر وہ بھی شدید اور مدید) بیشک برا تھا (کہ اس پر یہ سزا مرتب ہوئی) **ربط** اوپر اسلاف یہود کا ذکر تھا آگے ان کے اخلاف موجودین کا ذکر ہے اور اسکی تقدیم میں علاوہ ترتیب وجودی کے یہ بھی فائدہ ہے کہ اس میں تسلی دینا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ آپ ان لوگوں کی مخالفت کا غم نہ کیجئے اس قوم کا شیوہ مدت سے ایسا ہی چلا آتا ہے **ذکر یہود حاضرین** تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (الی قولہ) وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ آپ ان (یہود) میں بہت

ملحقات الترجمہ [1] **قولہ** فی قل ان نصاریٰ لان الکلام معہم ونقلہ فی الروح عن البحر قلت والتعبیر بہذا العنوان ایذان بکمال شناعتہم حیث قالوا فی ابطال مع کونہم اہل العلم بالکتاب ۱۲ [2] **قولہ** فی غیر الحق ناحق کا غلو اشارۃ الی انہ صفۃ مصدر محذوف ای غلوا غیر الحق ای باطلا او توصیف بہ للتوکید فان الغلو لا یکون الا غیر الحق کذا فی الروح قلت ولفظ کا فی الترجمۃ تابع للمحاورۃ [illegible] ناحق کا غلو ای غلو غیر حق ۱۲ [3] **قولہ** فی لا تغلوا افراط الغلو اکثر ما یستعمل فی الافراط وہو ایضا قرینۃ علی کون الخطاب للنصاریٰ لان الیہود کان دینہم تفریطا فی شان عیسیٰ علیہ السلام ۱۲ [4] **قولہ** فی اھواء خیالات کذا ترجم الشاہ عبد القادر والمراد بہ البدعات التی لم یدع الیہا سوی الشہوۃ ولم تقم علیہا حجۃ ۱۲ [5] **قولہ** فی ضلوا عن سواء غلطی ہو گیا ہو وبہذا الجواب الفائدۃ فی اعادۃ ضلوا یومن لواہیہ والعلم الی التقیید لکمال شناعتہم لا الاحتراز فان اتباع الضال لا یجوز بحال سواء ضل عن جہل او عن علم ۱۲ [6] **قولہ** فی اخر الترجمۃ جب ان کی غلطی اشارۃ الی وجہ الجواب لمن یتمسک بالآیۃ فی ابطال التقلید الشائع بین اہل الحق حاصلہ الفرق بین التقلیدین فانہم یقلدون بعد ثبوت البطلان وہم علیہ فان لا تقلید کذلک فافہم ۱۲ [7] **قولہ** فی لعن سخت لان المطلق یراد بہ الکامل عند القرائن والقرینۃ ہہنا بیان شناعتہم وتاکید معانی الترجمۃ وبناء الفعل بما لم یسم فاعلہ للجری علی سنن الکبریاء ۱۲ [8] **قولہ** فی لسان یعنی زبور کذا فی روح المعانی وتخالف لفظا لما بالیہ فالمیل علی ان سبب اللعن کفرہم المستمر لا کفرہم الخاص الذی ہو سب المسیح [illegible] وقالت سواء کان یجاب بہذا اللفظ او بالفیہ معناہ لان الکتب الالہیہ لا تخلو شئ منہا عن ذم الکفار عموما وخصوصا ولو کان المذکور سببا لتخصیص بنی اسرائیل بالذکر فی القرآن لکون الکلام فیہم باعتبار کونہم فردا من العام بالنفی بالاعدام ۱۲ [9] **قولہ** فی عصوا اعتقادی لان الکفر ظاہرا ان قولہ الذین کفروا مشعر بسببیۃ الکفر وہو مبنیا العصیان قرینۃ ولعل الفائدۃ فی اختلاف العنوان الکشف عن قبح کفرہم المذکور فی الذین کفروا والتنبیہ وجہ ترتب ہذا الامر الفظیع علیہ ۱۲ [10] **قولہ** فی یعتدون بہت دور یدل علیہ المقام بیفید الزیادۃ [illegible] کفرہم کون کفرہم شدیدا لان الکفر بعضہ دون بعض ۱۲ [11] **قولہ** تبل کانوا استمرار فافہم وجملۃ لا یتناہون الاستئناف کما فادہ سابقۃ الاشتداد وکان اشارۃ الی ان فی الاعتداء التفظیع لا یکون بل لفی الی الاشتداد واستمرار واما ترک العطف کونہا تفسیر السابق لانہ تشدد اکثر ما یکون مفضیا الی الاشتداد ۱۲ [12] **قولہ** فی فعلوہ اختیار الی آتیہ اشارۃ الی دفع اشکال مشہور ہو ان النہی یستحیل تعلقہ بما قد وقع لانہ اعدام فی الماضی وہو غیر مقدور وتقریر الجواب ان ما کان المضی بالمستقبل متماثلین رجح بذا الماضی کما فی قولہ تعالیٰ وان لم ینتہوا عما یقولون فافہم فان من مواہب اللہ لا یحتاج الیہ فی التفسیر مثل ہذا ولا یعدہ تقدیر کان اذ یحتمل التسیہ بما ہذا ۱۲ [13] **قولہ** فی لا یتناہون آئندہ کما فی الروح قیل التناہی بمعنی الانتہاء من قولہم تناہی عن الامر انتہی عنہ اذا امتنع ۱۲

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ

تمام آدمیوں سے زیادہ مسلمانوں سے عداوت رکھنے والے آپ ان یہود اور ان مشرکین کو پاویں گے اور ان میں مسلمانوں کے ساتھ دوستی رکھنے کے قریب تر ان

اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝

لوگوں کو پاویں گے جو اپنے کو نصاریٰ کہتے ہیں یہ اس سبب سے ہے کہ ان میں بہت سے علم دوست عالم ہیں اور بہت سے تارک دنیا درویش ہیں اور اس سبب سے ہے کہ یہ لوگ متکبر نہیں ہیں

سے آدمی دیکھیں گے کہ (مشرک[۱]) کافروں سے دوستی کرتے ہیں (چنانچہ یہود مدینہ اور مشرکین مکہ میں[۲] مسلمانوں کی عداوت کے علاقہ سے جسکا منشأ تناسب[۳] فی الکفر تھا باہم خوب سازگاری تھی) جو کام انہوں نے آگے (بھیجنے[۴]) کے لئے کیا ہے (یعنی کفر جو سبب تھا دوستی کفار اور عداوت مومنین کا) وہ بیشک برا ہے کہ (اس کے سبب[۵]) اللہ تعالیٰ ان پر (دوام کے لئے) ناخوش ہوا اور (اس ناخوشی دائمی کا ثمرہ[۶] یہ ہوگا کہ) یہ لوگ عذاب میں دائم رہیں گے اور اگر یہ (یہودی) لوگ اللہ پر ایمان رکھتے اور پیغمبر (یعنی موسیٰ علیہ السلام[۷]) پر (ایمان رکھتے جیسا انکو دعوےٰ ہے) اور اس کتاب پر (ایمان رکھتے) جو ان پیغمبر کے پاس بھیجی گئی تھی (یعنی توریت) تو ان (مشرکین) کو (اس طرح) کبھی دوست نہ بناتے (کہ ایک نبی ثابت النبوۃ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ کفر کرکے اس کفر اور اس کے آثار یعنی عداوت اہل اسلام کی مناسبت سے مشرکین سے تعلق رکھیں کیونکہ ظاہر ہے کہ جب ایک نبی کا بھی انکار کیا تو اللہ تعالیٰ اور سب انبیاء اور کتب الٰہیہ کے ساتھ کفر ہوگیا) لیکن ان میں زیادہ لوگ (دائرہ) ایمان سے خارج ہی ہیں (اس لئے اتخاذ ولایت کفار بالمعنی المذکور ان سے سرزد ہو رہا ہے) **ف** کثیر کا دونوں جگہ مصداق ایک ہی ہے یعنی غیر مومن اور یہ قید[۸] اخراج مومنین کے لئے ہے جیسا کئی بار گذر چکا **ربط** اوپر یہود کا مشرکین سے دوستی رکھنا مذکور تھا آگے ان کا مع مشرکین کے مسلمانوں سے عداوت رکھنا کہ وہی اصل میں سبب ہے اس دوستی کا اور مسبب ہے کفر کا مذکور ہے اور جیسا کہ مضمون میں انصاف و عدل رکھنا قرآن مجید کے لوازم ذات سے ہے اسی بناء پر ایک خاص جماعت نصاریٰ میں بہ نسبت ان یہود کے تعصب کا کم ہونا اور ان نصاریٰ میں جنہوں نے حق قبول کر لیا تھا ان کا مستحق حسن ثنا و حسن جزا ہونا مذکور ہے اور یہ خاص جماعت حبشہ کے نصاریٰ ہیں جنہوں نے مسلمانوں کو جبکہ ہجرت مدینہ کے قبل وہ اپنا وطن مکہ چھوڑ کر حبشہ چلے گئے تھے کچھ تکلیف نہیں دی اور جو اور نصرانی ایسا ہی ہو وہ بھی حکماً انہی میں داخل ہے اور ان میں سے جنہوں نے حق قبول کر لیا تھا وہ نجاشی بادشاہ اور ان کے مصاحب ہیں کہ حبشہ میں بھی قرآن سن کر روئے اور مسلمان ہوگئے پھر تیس آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے اور قرآن سن کر روئے اور اسلام قبول کیا اس موقع پر آیت کا نزول ہوا تھا

ذکر شدت تعصب در یہود و مشرکین و قلت او در بعض نصاریٰ لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ (الیٰ قولہ) وَاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝

(غیر مومنین میں) تمام آدمیوں سے زیادہ مسلمانوں سے عداوت رکھنے والے آپ ان یہود اور مشرکین کو پاویں گے اور ان (غیر مومن آدمیوں) میں مسلمانوں کے ساتھ دوستی رکھنے کے قریب تر (بہ نسبت اوروں کے) ان لوگوں کو پائیگا جو اپنے کو نصاریٰ کہتے ہیں (قریب تر کا یہ مطلب کہ دوست تو وہ بھی نہیں مگر دوسرے مذکورین سے غنیمت ہیں) یہ (دوستی سے قریب تر ہونا اور عداوت میں کم ہونا) اس سبب سے ہے کہ ان (نصاریٰ)

البلاغۃ فی الروح والعدول عن جعل مافیہ التفاوت بین الفریقین شیئا واحدا تفاوتا فیہ بالشدۃ والضعف او بالقرب والبعد بان یقال لتجدن بعضھم عداوۃ او بان یقال اولا تجدن ابعد الناس مودۃ للایذان بکمال تباین ما بین الفریقین من التفاوت ببیان ان احدھما فی اقصی مراتب احد النقیضین والآخر فی اقرب مراتب النقیض الآخر اھ ۱۲

الروایات فی اللباب اخرج ابن ابی حاتم عن سعید بن المسیب وابی بکر بن عبد الرحمٰن وعروۃ بن الزبیر قالوا بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرو بن امیۃ الضمری وکتب معہ کتابا الی النجاشی فقدم علی النجاشی فقرأ کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم دعا جعفر بن ابی طالب والمہاجرین معہ وارسل الی الرہبان والقسیسین ثم امر جعفر بن ابی طالب فقرأ علیہم سورۃ مریم فآمنوا بالقرآن وفاضت اعینہم من الدمع فہم الذین انزل اللہ فیہم لتجدن اقربہم مودۃ الی قولہ فاکتبنا مع الشاہدین وروی ابن ابی حاتم عن سعید بن جبیر قال بعث النجاشی ثلاثین رجلا من خیار اصحابہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقرأ علیہم سورۃ یٰس فبکوا فنزلت فیہم الآیۃ واخرج النسائی عن عبد اللہ بن الزبیر قال نزلت ہذہ الآیۃ فی النجاشی واصحابہ واذا سمعوا ما انزل الخ وروی الطبرانی عن ابن عباس نحوہ مبسوطا ۱۲

لمحات الترجمۃ ۱ **قولہ** فی کفرھا مشترک لان نفس الکفر مشترک بینہم جمیعا ۱۲ ۲ **قولہ** [illegible] مسلمانوں کی عداوت کما سیاتی من قولہ لتجدن وبہذا حصل التجاذب بین طرفی الکلام ۱۲ ۳ **قولہ** ہناک تناسب فی الکفر فلا یرد ان التولی غایتہ انہ حرام فکیف یترتب علیہ ما یترتب علی الکفر والاشارۃ الیہ زدت فی ترجمۃ ما جو کفر [illegible] ۱۲ ۴ **قولہ** فی تقدمت جملکتہ اہ صح بمفہوم التقدیم کما فی الروح تغلوہ فی الدنیا لیرد عاسی غدا فی العجمی ۱۲ ۵ **قولہ** فی ان سخط اسکے سبب اراد بہ ان سخط مثال دیوان المخصوص لازم سہا ای سخط وظاہر ان سخط اللہ لیس بذوقہ ثم ہو لیس من اعمالہم حاصل الدفع ان المضاف محذوف ای موجب سخط اللہ دل علیہ لفظ سبب اقیم المضاف الیہ مقامہ تنبیہا علی کمال التعلق والارتباط بینہما کانہما شی واحد ۱۲

۶ **قولہ** تبل فی العذاب ثمرہ اشارۃ الی انہ لیس معطوفا [illegible] وخولہ فی حیز الحروف المصدری بل فی موضع الحال المبینۃ عما قبلہا ۱۲ ۷ **قولہ** ای النبی موسیٰ علیہ السلام کذا فی الروح وھو کما تری الطف وادق ۱۲ ۸ **قولہ** فی ف یہ قید الخ ولا یشکل علیک ان التولی کما ہو مشاہد لا یکون الا من البعض فان لہ حکم المفعل وکان کلہم راضیا بالکفر ۹ [illegible] لما کان الیہود ایضا کفارا فما معنے توہم تلی تولیہم الذین کفروا فعلم منہ ان المراد بالذین کفروا المشرکون الذین شان کفرہم غیر شان کفرہم ۱۲ منہ

مسائل السلوک

قالہ تعالیٰ ذٰلک بان منھم قسیسین الخ فیہ ان العلوم والاخلاق لھا دخل عظیم فی الاعمال ولذا تری المشایخ المحققین لا یہتمون بالاعمال اہتمامہم بالعلوم والاخلاق ترجمہ مسائل السلوک قولہ تعالیٰ ذٰلک الخ اس سے معلوم ہوا کہ علوم و اخلاق کو اعمال میں بڑا دخل ہے اسی لئے مشایخ محققین کو علوم و اخلاق کا اہتمام اعمال سے زیادہ ہوتا ہے ۱۲

* * * *

میں بہت سے علم دوست عالم ہیں اور بہت سے تارک دنیا درویش ہیں (اور جب کسی قوم میں ایسے لوگ بکثرت ہوتے ہیں تو عوام میں بھی حق کے ساتھ زیادہ عناد نہیں رہتا اگرچہ خواص و عوام حق کو قبول نہ بھی کریں) اور اس سبب سے ہے کہ یہ (نصاریٰ) لوگ متکبر نہیں ہیں (قسیسین و رہبان سے جلدی متاثر ہو جاتے ہیں اور نیز تواضع کا خاصہ ہے امر حق کے سامنے نرم ہو جانا اس لئے ان کو عداوت زیادہ نہیں پس وجود قسیسین و رہبان اشارہ ہے علت فاعلہ کی طرف اور عدم استکبار قابلیت کی طرف بخلاف یہود و مشرکین کے کہ محب دنیا اور متکبر ہیں اور گو یہود میں بھی بعض علماء حقانی تھے جو مسلمان ہو گئے تھے لیکن بوجہ انکی قلت کے عوام میں اثر نہیں پہنچا اس لئے اُن میں عناد ہے جو سبب ہو جاتا ہے شدت عداوت کا اسی لئے یہود تو مومن ہی کم ہوئے اور مشرکین میں جب عناد نکل گیا تب مومن ہونا شروع ہوئے) **ف** آیت کی تقریر تفسیر سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ یہ تمام ازمنہ و امکنہ کے نصاریٰ کے باب میں نہیں ہے اور اس پر بعض دلائل اور بعض قرائن ہیں **دلیل اول** اس قرب مودت کا سبب ایک یہ فرمایا کہ اُن میں ایسے ایسے اوصاف کے عالم اور درویش ہیں اور ہم اس سبب کو عام نہیں پاتے **دلیل دوم** اس کا دوسرا سبب یہ فرمایا کہ ان میں تکبر نہیں ہم اسکو بھی عام نہیں پاتے **دلیل سوم** یہاں قرب مودت للمومنین کی خبر دی ہے خود اس کا وقوع بھی عام نہیں پایا جاتا اور صدق لوازم کلام الٰہی سے ہے معلوم ہوا کہ جو نصاریٰ اُن اوصاف سے جو کہ سبب اور مسبب میں مذکور ہیں موصوف ہوں وہی مراد ہیں پس بعض اہل تملق کا دنیوی غرض سے اس میں عموم مطلق کا دعویٰ کرنا محض ہوا پرستی ہے۔ **قرینہ اول** سبب نزول خاص ہے جیسا تمہید میں مذکور ہوا **قرینہ ثانی** قَالُوْا ماضی کا صیغہ ہے پس جو لوگ اِنَّا نَصٰرٰی کہنے والے پائے جاویں وہ آیت میں مذکور و داخل نہیں بلکہ وہ مسکوت عنہ ہیں۔ دوسرے دلائل سے اُن کا حکم ڈھونڈا جاویگا ان خیراً فخیر وان شراً فشر **قرینہ ثالث** لَتَجِدَنَّ میں اصل یہی ہے کہ خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہو پس دوسرے اعصار کو شامل نہیں۔ اب ہمکو جواب میں اس کے قائل ہونے کی ضرورت نہیں رہی کہ آیت کو خاص نومسلم نصاریٰ کے ساتھ مخصوص کہا جاوے گو بہت مفسرین اس کے قائل ہیں اور دو شاہد اس کی تائید بھی کرتے ہیں **شاہد اول** سبب نزول **شاہد دوم** وَاِذَا سَمِعُوْا کا یقیناً خاص اسلام لانیوالوں کی شان میں ہونا اور اس میں ضمیر کا ماقبل کی طرف راجع ہونا اور راجع اور مرجع متحد ہونا لیکن ظاہراً قرائن سے اتنا خصوص بھی معلوم نہیں ہوتا۔ اور صاحب روح المعانی نے بھی خصوص نہیں لیا **قرینہ اول** ان کو مودت میں اقرب فرمایا ہے۔ اور جو مسلمان ہو گئے تھے وہ تو قرب مودت سے متجاوز ہو کر خود مودت بلکہ شدت مودت کے ساتھ موصوف ہو گئے تھے **قرینہ دوم** ان نومسلموں کی دوستی کی اصل علت ایمان ہے نہ کہ اخلاق ترک دنیا و حب علم و تواضع پھر ترک دنیا کو عنوان رہبانیت سے تعبیر فرمایا جو کہ شریعت محمدیہ میں غیر محمود ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم بقاء نصرانیت ہی کی حالت میں فرمایا گیا ہے پس آیت میں نہ مطلقاً عموم ہے اور نہ مطلقاً خصوص اور شان نزول عموم من وجہ کو مضر نہیں کیونکہ ایک جزو اس کا یعنی ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ باعتبار حالت نصرانیہ کے ہو سکتا ہے اور دوسرا جزو یعنی وَاِذَا سَمِعُوْا باعتبار حالت اسلام کے اور وَاِذَا سَمِعُوْا کی ضمیر ماقبل کی طرف باعتبار البعض کے راجع ہو سکتی ہے جیسا کہ کبیر میں ہے پس اس سے شاہدین مذکورین کا جواب ہو گیا۔ اور یہاں مفسرین نے دو فائدے لکھے ہیں **فائدہ اول** اخلاق حمیدہ کسی قوم میں ہوں حمیدہ ہیں **فائدہ دوم** نصاریٰ کا کفر ذات و صفات میں ہے کہ تثلیث کے قائل ہیں اور اکثر یہود کا نبوت کے ساتھ صرف بعض نے البتہ عزیر علیہ السلام کو بھی ابن اللہ کہا تھا اور پہلا کفر اشد ہے دوسرے کفر سے لیکن اخلاق کے تفاوت سے ثانی پر زیادہ ملامت کیگئی یہاں سے فرق مبتدعہ اہل اسلام میں اس تفاوت کا حال سمجھنا چاہئے اور یہاں دو تنبیہ ہیں **تنبیہ اول** یہاں کفار نصاریٰ کی مدح نہیں بلکہ انصاف سے اور اخلاق کی فی نفسہ مدح

ملحقات الترجمۃ ۱ **قولہ** فی قسیسین علم دوست و فی رہبانا تارک دنیا ماخذہ ما فی الروح ما نصہ و فی مجمع البیان نقلا عن بعضہم ان النصاری ضیعت الانجیل و ادخلوا فیہ ما لیس منہ و ابقی من علمائہم واحد علی الحق و الاستقامۃ یقال لہ قسیس فمن کان علی ہدیہ و دینہ فہو قسیس و ہو لغۃ رومیۃ وقد تکلمت بہا العرب و اجروہ مجری سائر کلامہم الرہبان جمع راہب من الرہبۃ الخوف کانوا یترہبون بالتخلی من اشغال الدنیا و ترک ملاذہا و الزہد فیہا و العزلۃ عن اہلہا اہ قلت و اخذت فی معنے القسیس بالحاصل لان من کان کذا فہو لا بد ان یحب العلم ولو لم یکن علی الحق کما کان اکثرہم کذلک ۱۲ فی اطلاق القسیس ۲ **قولہ** ھذا اشبہ ما فی الروح و التنکیر فی رہبانا لافادۃ الکثرۃ و لا بد من اعتبارہا فی القسیسین اذ ہی التی تدل علی مودۃ جنس النصاری للمومنین فان اتصاف افراد کثیرۃ من جنس بخصلۃ مظنۃ لاتصاف الجنس بہا و الا فمن الیہود ایضا قوم مہتدون و لکنہم لما لم یکونوا فی الکثرۃ کالذین من النصاری لم یتعد حکمہم الی جنس الیہود آہ و فی حدیث لو آمن بی عشرۃ من الیہود اشارۃ الیہ ۱۲ ۳ **قولہ** فی آخر الترجمۃ محبت دنیا دل علیہ قولہ تعالیٰ و لتجدنہم احرص الناس علی حیوۃ و تکبرہم مشہور ۱۲ ۴ **قولہ** فی ف فائدہ اول اخلاق حمیدہ الخ و ہذا القول ایضا قرینۃ لارادۃ العموم من وجہ فی الآیۃ و عدم ارادۃ خصوص المسلمین منہم ۱۲ ۵ لفظ علم دوست اس لئے بڑھایا کہ یہ شبہ جاتا رہے کہ یہود میں بھی بہت سے عالم تھے پھر نصاریٰ کی کیا تخصیص وجہ اندفاع یہ ہے کہ اگرچہ یہود میں عالم تھے لیکن وہ لوگ علم دوست نہ تھے اسی لئے ان کو مسلمانوں سے بغض ہوا اور نصاریٰ کو نہ ہوا کہ وہ علم دوست تھے اور مسلمان ذی علم ہیں اسی لئے وہ ان سے مودت رکھتے تھے ۱۲ تبیان۔

وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰ أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا

اور جب وہ اسکو سنتے ہیں جو کہ رسول کی طرف بھیجا گیا ہے تو آپ ان کی آنکھیں آنسو سے بہتی ہوئی دیکھتے ہیں اس سبب سے کہ انہوں نے

عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ○ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا جَاءَنَا

حق کو پہچان لیا یوں کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم مسلمان ہوگئے تو ہم کو بھی ان لوگوں کے ساتھ لکھ لیجیے جو تصدیق کرتے ہیں۔ اور ہمارے پاس کونسا عذر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر

مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ أَن يُدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصَّالِحِينَ ○ فَأَثَابَهُمُ اللَّهُ بِمَا قَالُوا جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن

اور جو حق ہمکو پہنچا ہے اس پر ایمان نہ لاویں اور اس بات کی امید رکھیں کہ ہمارا رب ہمکو نیک لوگوں کی معیت میں داخل کر دیگا سو ان کو اللہ تعالیٰ ان کے قول کے پاداش میں ایسے باغ دیں گے

تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ ○ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ○ ع

جن کے نیچے نہریں جاری ہونگی یہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے اور نیکوکاروں کی یہی پاداش ہے اور جو لوگ کافر رہے اور ہماری آیات کو جھوٹا کہتے رہے وہ لوگ دوزخ والے ہیں

تنبیہ دوم ما خلاق میں رہبانیت کی مدح باعتبار اسکی جمیع خصوصیات کے نہیں بلکہ صرف اس کے ایک جزو یعنی ترک حب دنیا کے اعتبار سے ہے اور احقر نے جو آیت کی تقریر ربط میں لفظ عدل و انصاف اور اقرب کے ترجمہ میں لفظ نسبت ظاہر کر دیا ہے اس سے دو امر رفع اشکال حاصل ہو گئے **امر اول** مقصود آیت میں مدح نصاریٰ کی نہیں بلکہ تقریر میں انصاف ہے جیسا ابھی تنبیہ اول میں ذکر کیا گیا **امر دوم** مقصود آیت میں مودت کا قرب کامل نہیں بلکہ قرب اضافی ہے اور یہاں دو نکتے دو تحقیقیں کو مفید ہیں **نکتہ اول** اَلَّذِينَ أَشْرَكُوا کو ماضی لائے اس سے یہ فائدہ ہے کہ تمام الازمنہ و الامکنہ کے مشرکین پر یہ حکم جاری ہونا ضرور نہیں **نکتہ دوم** اَلَّذِينَ قَالُوا کو ماضی لانے قرینہ ثانیہ میں اس کا بھی یہی فائدہ گذر چکا پس اگر کسی جگہ پرانے طرز کے ہندو بہ نسبت متعصب عیسائیوں کے مسلمانوں کے ساتھ زیادہ الفت رکھنے والے پائے جاویں تو قرآن اسکی نفی نہیں کرتا اور یہود اول تو اب تک الفت کرنے والے سنے نہیں گئے لیکن اگر کہیں پائے جاویں تو الیہود میں الف لام عہد کا ہو سکتا ہے چنانچہ ترجمہ میں لفظ ان اسطرف مشیر ہے اور یا یوں کہا جا سکتا ہے کہ کسی قوم پر کوئی حکم باعتبار اکثر کے ہوتا ہے بعد و دے چند کا اس حکم سے خارج ہونا موجب تخلف حکم نہیں اور دو تحقیقیں قرب مودت کے متعلق اور ہیں **تحقیق اول** یہ حکم مذکور قرب مودت کا نصاریٰ کے حق میں ہے اور جو قوم واقع میں نصاریٰ نہ ہو گو عام لوگ بعض اوضاع و مشابہات کی وجہ سے ان کو نصاریٰ کہتے ہیں آیت میں ان کے لئے یہ حکم مذکور نہیں **تحقیق دوم** یہاں نصاریٰ کے لئے مسلمانوں سے قرب مودت کی خبر دی ہے یہ نہیں کہ مسلمانوں کے لئے نصاریٰ سے مودت کی اجازت دی ہو وقد تم ههنا بحمد الله تعالى تفسير هذه الآية مع فوائد تتعلق بها تبلغ عشرين باجمع تقرير واسد … واحسن بيان واتقن تبيين وسميته بخير المودة في تفسير آية المودة **ربط** اوپر نصاریٰ کے ایک خاص صفات کی جماعت کا ذکر تھا آگے ان کا ذکر ہے جو ان میں مسلمان ہو گئے تھے مثل نو مسلم **نصاریٰ** وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰ أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ (الی قولہ) أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ○ اور بعضے ان میں جو کہ آخر میں مسلمان ہو گئے تھے ایسے ہیں کہ) جب وہ اس (کلام) کو سنتے ہیں جو کہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف بھیجا گیا ہے (یعنی قرآن) تو آپ ان کی آنکھیں آنسو سے بہتی ہوئی دیکھتے ہیں اس سبب سے کہ انہوں نے (دین) حق (یعنی اسلام) کو پہچان لیا (مطلب یہ کہ حق کو سنکر متاثر ہوتے ہیں اور) یوں کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم مسلمان ہو گئے تو ہمکو بھی ان لوگوں کے ساتھ لکھ لیجیے (یعنی ان میں شمار کر لیجیے) جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور

البلاغة قوله تفيض في الروح عن الانتصاف ان هذه العبارة ابلغ العبارات وهي ثلث مراتب فالاولى فاض دمع عينه وهذا هو الاصل والثانية محولة منه وهي فاضت عينه دمعا فانه تحول فيها الفعل الى العين مجازا ومبالغة ثم نبه على الاصل والحقيقة بنصب ما كان فاعلا على التمييز والثالثة ما في النظم الكريم فيها التحويل المذكور الا انها ابلغ من الثانية باطراح التنبيه على الاصل وعدم نصبه التمييز وابرازه في صورة التعليل ۱۲ **قوله** ما لنا لا نؤمن في الروح بعد ما نقله عنه من تركيبه كذا والانكار متوجه الى السبب والمسبب جميعا كما في قوله تعالى وما لي لا اعبد الذي فطرني ونظائره والى السبب فقط مع تحقق المسبب كما في قوله تعالى فما لهم لا يؤمنون ونظائره ۱۲ **قوله قالوا** في الروح ان القول اذا لم يقيد بالخلو عن الاعتقاد يكون المراد بالمقارن له كما اذا قيل هذا قول فلان قال كذا القول انما يصدر عن صاحبه لافادة الاعتقاد وقيل ان القول ههنا مجاز عن الراي والاعتقاد كما يقال هذا قول الامام الاعظم رض اي هذا مذهبه واعتقاده ۱۲ **قوله كذبوا** في الروح عطف التكذيب على الكفر مع انه منه لما ان القصد الى بيان حال المكذبين وذكرهم بمقابلة المصدقين ۱۲

مسائل السلوک

قوله تعالى ترى اعينهم تفيض الخ فيه اثبات الوجد فانه حالة محمودة غيبية غير اختيارية قوله تعالى وما لنا لا نومن بالله الخ فيه ان محض الطمع لا يعتد به بدون العمل ۱۱

ع

ترجمہ

قولہ تعالیٰ تری اعینهم تفیض الخ اس میں وجد کا اثبات ہے۔ کیونکہ وجد کی حقیقت یہ ہے حالة محمودة غايبة غير اختيارية

✤ ✤ ✤

قولہ تعالیٰ وما لنا لا نؤمن الخ اس میں دلالت ہے کہ محض طمع بدون عمل کے معتد بہ نہیں ۱۲

ملحقات الترجمۃ ۱ قوله في سمعوا يعني كذا في الكبير ۲ **قوله** في مما سبب اشارة الى كون من تعليلية وما يجوز ان تكون مصدرية ومن الحق تبعيض او زائدة وان تكون موصولة ومن الحق بيان ۱۲ ۳ **قوله** في ترى تفيض متاثرة وهو المقصود سواء كان بالفيض الدمع او بعدنا بان يومنوا او لا يكونوا ۴ **قوله** في يقولون اور اشارة الى كونه استينافا ويجوز ان يكون حالا من ضمير عرفوا ۱۲ ۵ **قوله** في اكتبنا شمار الخ اشارة الى انه بمعنى اجعلنا كما في الروح ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ○

اے ایمان والو اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں تمہارے واسطے حلال کی ہیں ان میں لذیذ چیزوں کو حرام مت کرو اور حدود سے آگے مت نکلو بیشک اللہ تعالیٰ حد سے نکلنے والوں کو پسند نہیں کرتے

وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۠ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ○

اور خدا تعالیٰ نے جو چیزیں تم کو دی ہیں ان میں سے حلال مرغوب چیزیں کھاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس پر تم ایمان رکھتے ہو

قرآن کے حق ہونے کی) تصدیق کرتے ہیں اور ہمارے پاس کونسا عذر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر (حسب تعلیم شریعت محمد) اور جو (دین) حق ہم کو اب پہنچا ہے اس پر ایمان نہ لاویں اور (پھر) اس بات کی امید (بھی) رکھیں کہ ہمارا رب ہم کو نیک (مقبول) لوگوں کی معیت میں داخل کردے گا بلکہ یہ امید موقوف اسلام پر ہے اس لئے مسلمان ہونا ضرور ہے) سو ان (لوگوں) کو اللہ تعالیٰ ان کے (اس) قول (مع الاعتقاد) کی پاداش میں ایسے باغ (بہشت کے) دیں گے جن کے (محلات کے) نیچے نہریں جاری ہوں گی (اور) یہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے اور نیکوکاروں کی یہی پاداش ہے اور (برخلاف ان کے) جو لوگ کافر رہے اور ہماری آیات (و احکام) کو جھوٹا کہتے رہے وہ لوگ دوزخ (میں رہنے) والے ہیں۔ ربط یہاں تک اہل کتاب کے متعلق گفتگو تھی آگے پھر عود ہے احکام فرعیہ کی طرف جن کا کچھ شروع سورت میں اور کچھ درمیان میں بھی بیان ہوا ہے اور باعتبار خصوصیت مقام کے ایک ربط خاص بھی منقول ہے وہ یہ کہ اوپر مقام مدح میں رہبانیت کا ذکر آیا ہے گو وہ باعتبار اس کے ایک جزو خاص یعنی ترک حب دنیا کے ہے لیکن مظنہ تھا اس کی خصوصیات کے قابل مدح سمجھ جانے کا اس لئے اس مقام پر اس تحریم حلال کی ممانعت زیادہ مناسب ہوئی اسی طرح حکم شانزدہم کو سورت کی اول آیت اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ سے خاص مناسبت ہے کہ ان عقود سے مراد عقود مطلوبہ ہیں اور جو عقد شرعاً مطلوب نہو مثلاً وہ یمین جس کا توڑنا مناسب ہو اس کا ظاہری ایفاء نہ چاہئے بلکہ اس کا حقیقی ایفاء یہی ہے کہ عدم ایفاء کر کے کفارہ دے اور حکم ہفدہم کو سورت کے حکم سوم سے خاص تعلق ہے کہ دونوں میں کچھ ماکولات و مشروبات اور قمار اور انصاب کا ذکر ہے اور حکم ہشدہم کو حکم اول و دوم سے خاص ارتباط ہے کہ تینوں میں حرم کا احترام مضمون مشترک ہے اور احکام میں بھی تامل سے خاص تناسب معلوم و مفہوم ہوسکتا ہے۔ واللہ اعلم۔

حکم پانزدہم نہی از تحریم حلال يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ (الیٰ قولہ) وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ○

اے ایمان والو اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں تمہارے واسطے حلال کی ہیں (خواہ از قسم مطعومات ہوں یا ملبوسات یا منکوحات کی قسم سے ہوں) ان میں لذیذ (اور مرغوب[9]) چیزوں کو (قسم و عہد کر کے اپنے نفس پر) حرام مت کرو اور حدود (شرعیہ) سے (جو کہ تحلیل و تحریم کے باب میں مقرر ہیں) آگے مت نکلو بیشک اللہ تعالیٰ حد (شرعی) سے نکلنے والوں کو پسند نہیں کرتے اور خدا تعالیٰ نے جو چیزیں تم کو دی ہیں ان میں سے حلال مرغوب چیزیں کھاؤ (برتو) اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس پر تم ایمان رکھتے ہو (یعنی تحریم حلال خلاف رضائے حق ہے۔ ڈرو اور اس کا ارتکاب مت کرو) ف تحریم حلال تین قسم[10] ہے

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ یایہا الذین امنوا الخ فیہ ابطال لما علیہ بعض المدعین للطریق من ترک الحیوانات تعبداً

ترجمہ

قولہ تعالیٰ یایہا الذین امنوا الخ اس میں رسم ترک حیوانات کا ابطال ہے جو بعض مدعیان طرق تصوف کا طریق ہے ۱۲

الروایات اورد فی اللباب تخریج الترمذی وابن جریر وابن عساکر وابن ابی حاتم عن ابن عباس ومرسل عکرمۃ وابی قلابۃ ومجاہد وابی مالک والنخعی والسدی وعن زید بن اسلم تحریم اللحم والدسم والنساء ولبس غیر المسوح عن رجال من الصحابۃ منہم عثمان بن مظعون وعلی وابن مسعود والمقداد بن الاسود وسالم مولی ابی حذیفۃ وعبداللہ بن عمر وابو بکر وعمر وعن عبداللہ بن رواحۃ والمنہیا قد فی قصۃ الضیافۃ بالفاظ مختلفۃ قلت ولا تزاحم فی الاسباب ۱۲

لحقات الترجمۃ ۱ **قولہ** فی ما لنا عذر ہے تفسیرہ ان لا نؤمن حال من الضمیر فی لنا والعامل ما فیہ من معنی الاستقرار ای ای شیء حصل لنا غیر مؤمنین کما فی الروح واما عنیت ذلک الشیء وہو العذر الذی یکون سبباً للعدم الایمان ۱۲ ۲ **قولہ** فی لانہ من حسب تعلیم لان القوم کانوا مصدقین باللہ من قبل لکن لاما نقالشرعنا ۱۲ ۳ **قولہ** فی ونطمع ہو بھر اشارۃ الی ما فی الکشاف ویجوزان یکون ونطمع حالا من لا نؤمن علی انہم انکروا علی نفوسہم انہم لا یؤمنون ویطمعون مع ذلک ان یصحبوا الصالحین اہ قلت وفی ہذہ العبارۃ بقولہ یصحبوا تفسیر ایضا للقیلہ ...... تعالیٰ مع حیث لم یقل من الصالحین بل اشارۃ الیہ بقولی معیت ہذہ المعیۃ فی الدنیا والدنیا وفی الآخرۃ نعیما ۱۲ ۴ **قولہ** فی قالوا مع الاعتقاد لان القول المحض لا یجدی نفعا ۱۲ ۵ **قولہ** فی اثاب دیں گے اشارۃ الی ان الماضی بمعنی المستقبل ۱۲ ۶ **قولہ** فی کفروا رہے یعنی الی الموت ۱۲ ۷ **قولہ** فی التمہید عود فی ہذا النہج اشارۃ لطیفۃ الی ان لطالب الحق لا ینبغی الاشتغال بمباحثۃ المخالف بحیث یذہل عن الاحکام المتعلقۃ بنفسہ ۱۲ ۸ **قولہ** فی ما احل خواہ از قسم الخ لان سبب النزول کان فیہ تحریم الاقسام المختلفۃ واما قولہ کلوا فلیس للتخصیص بل لکونہ اعظم المنافع واشرت الی عدم التخصیص بتعمیمی فی ترجمتہ (برتو) ۱۲ ۹ **قولہ** فی طیبات ومرغوب عطف تفسیری وہذا التخصیص لکون التحریم فی سبب النزول متعلقا بہا لان غیر الطیبات یجوز تحریمہ ۱۲

۱۰ **قولہ** فی اول ف تین قسم والآیۃ دالۃ للجمیع ۱۲

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ

اللہ تعالیٰ تم سے مواخذہ نہیں فرماتے تمہاری قسموں میں لغو قسم پر لیکن مواخذہ اس پر فرماتے ہیں کہ تم قسموں کو مستحکم کردو سو اس کا کفارہ دس محتاجوں کو

مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ

کھانا دینا اوسط درجہ کا جو اپنے گھر والوں کو کھانے کو دیا کرتے ہو یا اُن کو کپڑا دینا یا ایک غلام یا لونڈی آزاد کرنا اور جس کو مقدور نہ ہو تو تین دن

اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ۭ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○

کے روزے ہیں۔ یہ کفارہ ہے تمہاری قسموں کا جبکہ تم قسم کھالو۔ اور اپنی قسموں کا خیال رکھا کرو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے واسطے اپنے احکام بیان فرماتے ہیں تاکہ تم شکر کرو

ایک اعتقاداً، دوسرا قولاً تیسرا فعلاً یعنی دوام علی الترک باعتقاد قربت قسم اول کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ حلال قطعی ہے تو اس تحریم سے کافر ہو جاوے گا قسم دوم کا حکم یہ ہے کہ اگر الفاظ یمین سے ہے تو قسم ہو جاویگی جسکا حکم یہ ہے کہ بلاحاجت[1] یہ معصیت ہے اس کو توڑ کر کفارہ دے اور اگر الفاظ یمین سے نہیں تو لغو ہے اُس کا کچھ اثر نہیں اور الفاظ یمین کے کتب فقہ میں مفصلاً مذکور ہیں جن میں دو صیغے جن کا حکم مشہور کم ہے اور الفاظ آیت سے ان کو زیادہ مناسبت ہے۔ اس جگہ لکھتا ہوں۔ ایک یہ کہ فلاں چیز مجھ پر حرام ہے یا میں اس کو اپنے اوپر حرام کرتا ہوں اس کا حکم یہ ہے کہ یہ قسم ہو جاویگی دوسرا یہ کہ اگر فلاں چیز کھاؤں یا فلاں کام کروں تو سور کھاؤں یا حرام کھاؤں اس کا حکم یہ ہے کہ جہاں اس طرح قسم کھانے کا رواج نہ ہو وہاں تو قسم نہ ہوگی اور جہاں رواج ہو وہاں فقہاء کا اختلاف ہے کذا فی الدر المختار اور قسم سوم کا حکم یہ ہے کہ یہ بدعت اور رہبانیت ہے خلاف کرنا واجب ہے۔ اور اس سے کفارہ نہیں آتا اور باعتقاد قربت کی قید اس لئے لگائی کہ اگر کسی مصلحت جسمی یا نفسی سے بطور علاج اُس عارض کے بقاء تک ترک کر دیا ہے تو وہ تحریم نہیں ہے۔ اور جائز ہے اور بزرگوں سے جو مجاہدات منقول ہیں وہ اسی قبیل سے ہیں اس لئے اُن پر اعتراض ناجائز ہے اور ایک تقریر وَاتَّقُوا اللّٰهَ الخ کی یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ضروری امر یہ ہے کہ حرام اور معصیت سے بچو کہ تقوے یہ ہے اور حلال اشیاء سے بچنے پر تقوی موقوف نہیں اسکی ضرورت نہیں دونوں تقریروں میں فرق یہ ہے کہ پہلی تقریر کا حاصل توقف التقوی علی عدم التحریم ہے۔ اور دوسری تقریر کا حاصل عدم توقف التقوی علی التحریم ہے **ربط** اوپر تحریم طیبات کا ذکر تھا چونکہ وہ بعض اوقات بذریعہ یمین یعنی قسم کے ہوتی ہے اس لئے[2] آگے یمین کا حکم مذکور ہے **حکم ثمانزدہم متعلق سوگند** لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ (الی قولہ) لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ اللہ تعالیٰ تم سے[3] (دنیوی) مواخذہ نہیں فرماتے (یعنی کفارہ واجب نہیں کرتے) تمہاری قسموں میں لغو قسم (توڑنے[4]) پر لیکن (ایسا) مواخذہ اس پر فرماتے ہیں کہ تم قسموں کو (آئندہ کی بات پر) مستحکم کر دو (اور پھر اس کو توڑ دو) سو اس (قسم کے توڑنے[5]) کا کفارہ (یہ ہے کہ) دس محتاجوں کو کھانا دینا[6] اوسط درجہ کا جو اپنے گھر والوں کو (معمولی طور پر) کھلانے کو دیا کرتے ہو یا اُن (دس محتاجوں) کو کپڑا[7] دینا[8] (اوسط درجہ کا) یا ایک غلام یا لونڈی آزاد کرنا (یعنی تینوں میں جسکو چاہے اختیار کر لے) اور جس کو (ان تینوں

اللغات التعقید التوثیق والاحلا ان تزع اہل علی خلاف القیاس والکفارة بالمعنی المصدری وہی الفعلة التی من شانہا ان تکفر الخطیئة وتسترہا والمراد بالستر المحو ان المحو لا یری کالمستورة اذا ہو للنقل والمبالغة کل ہذا فی الروح ۱۲ **النحو قولہ** فی ایمانکم اما متعلق باللغو او حال لخافی بعینہ او بمقدر ای کائنا فی ایمانکم کذا فی الروح ۱۲ **قولہ** بما عقدتم ما مصدریة ای بتعقیدکم الایمان وتوثیقکم ایاہا کذا فی الروح **اختلاف القراءة** قرئ فی قراءة عقدتم بالتخفیف وفی قراءة عاقدتم والمفاعلة فیہا لاصل الفعل کذا قراءة التشدید وقیل ان ذلک للمبالغة باعتبار ان العقد باللسان والقلب کذا فی الروح قلت وانظرہ سیاتی فی الحاشیة المتعلقة بتحقیق المنعقدة نجد ما نقلت عن الروح آنفا مؤیدا لذلک و تائیدا لکون اشتراط القصد مصرحا بہ فی الفتح وہو فعل القلب الذی سماہ فی الروح العقد بالقلب **فانہم الفقہ** استدل الشافعیة بقولہ اذا حلفتم ان الکفارة یجوز ادائہا بعد الحلف قبل الحنث والجواب ان ہذہ الکفارة ہی المذکورة فیما قبل بعنوان المواخذة المرادفة للوجوب ولا وجوب اجماعا بدون الحنث فثبت انہ لا بد من التقیید بالحنث کما اشرت الیہ فی الترجمة ۱۲ **الروایات** فی الروح اخرج ابن جریر عن ابن عباس رض لما نزلت حین نہی القوم عما صنعوا فقالوا یا رسول اللہ کیف نصنع بایماننا التی حلفنا علیہا فی الروح ایضا عن ابن مردویہ عن ابن عباس رض مرفوعا ثلثة ایام متتابعات فی سوال حذیفة وعن ابن ابی شیبة وابن حمید وابن جریر وابن ابی داؤد فی المصاحف وابن المنذر والحاکم وصححہ والبیہقی عن ابی بن کعب انہ کان یقرأ فصیام ثلثة ایام متتابعات واخرج غالب مثلا وعن ابن مسعود رض انہ کان یقرأ کذلک ۱۲

ملحقات الترجمة ۱ **قولہ** فی قسم دوم من ف بلاحاجت زید لیخرج تحریمہ صلی اللہ علیہ وسلم العسل اما انہ لحاجة ابتغاء مرضات ازواجہ الذی کان جائزا لہ فی اجتہادہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ۲ **قولہ** فی التمہید اس لئے آگے الخ ایضا لسوال بعض الحالفین المذکورین آنفا کما سیاتی فی الروایات ۱۲ ۳ **قولہ** فی لا یؤاخذ دنیوی قرینة ذکر الکفارة فیما یلیہ ۱۲ ۴ **قولہ** فی اللغو توڑنے پر لانہ لا کفارة قبل الحنث وجوبا اجماعا والوجوب ہو المراد بالمؤاخذة ۵ **قولہ** فی کفارتہ اس قسم ای المنعقدة لا مطلق الیمین فالمرجع ہو الحلف المدلول علیہ بقولہ عقدتم الایمان ۔ بشرط الحنث ۱۲ ۶ **قولہ** فی اطعام دینا ہو عام فی لساننا للاباحة والتملیک کما ہو فی لسان العرب کما فسرہ فی الروح بالتمکین من الطعام وہو یعم التمکین ظاہر ۱۲ ۷ **قولہ** ہو فی کسوة کپڑا دینا فالجزء الاول ترجمة الکسوة لانہ ہو المثوب والجزء الثانی ترجمة المقدر .... (ای الاداء) ۱۲ بقرینة العطف علی المصدر ۱۲ ۸ **قولہ** ہناک وسط قرینة تقیید قرینہ بہذا القید فلم یصرح اعتمادا علی المفہوم ۱۲

یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْہُ لَعَلَّکُمْ

اے ایمان والو بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور بت وغیرہ اور قرعہ کے تیر یہ سب گندی باتیں شیطانی کام ہیں سو اس سے بالکل الگ رہو تاکہ تم کو

تُفْلِحُوْنَ ○ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَیَصُدَّکُمْ عَنْ

فلاح ہو شیطان تو یوں چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ سے تمہارے آپس میں عداوت اور بغض واقع کر دے اور اللہ تعالیٰ کی

ذِکْرِ اللّٰہِ وَعَنِ الصَّلٰوۃِ ج فَہَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَہُوْنَ ○

یاد سے اور نماز سے تم کو باز رکھے سو اب بھی باز آؤ گے

میں سے ایک کا بھی) مقدور نہ ہو تو (اس کا کفارہ) تین دن کے (متواتر) روزے ہیں یہ (جو مذکور ہوا) کفارہ ہے تمہاری (ایسی) قسموں کا جبکہ تم قسم کھا لو اور پھر اس کو توڑ دو) اور (چونکہ یہ کفارہ واجب ہے اس لئے) اپنی قسموں کا خیال رکھا کرو (کبھی ایسا نہ ہو کہ قسم کو توڑ دو اور کفارہ نہ دو) اور اللہ تعالیٰ تم جس طرح یہ حکم برعایت تمہارے دنیوی و دینی مصالح کے بیان فرمایا ہے) اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے واسطے اپنے (دوسرے) احکام (بھی) بیان فرماتے ہیں تاکہ تم (اس نعمت رعایت مصالح کا) شکر کرو ف لغو کہتے ہیں بے اثر کو اس کے دو معنے ہیں ایک وہ جس پر گناہ کا اثر مرتب نہ ہو اس کا حکم اور تفسیر اور اقسام سورۂ بقرہ کے حکم بست و نہم میں بیان ہو چکا ہے دوسرے وہ جس پر اثر کفارہ کا مرتب نہ ہو اس آیت میں بقرینۂ مقابلہ یمین موجب کفارہ کے اسی کا ذکر ہے اور اس کا مقابل جس میں کفارہ واجب ہو منعقدہ کہلاتی ہے حقیقت اس کی یہ ہے کہ آئندہ کسی امر کے وقوع یا عدم وقوع پر قسم کھائی اور اسی سے لغو کی حقیقت بھی معلوم ہو گئی ہو ایسی نہ ہو زیادہ تفصیل اسکی سورہ بقرہ کے موقع مذکور پر گذر چکی ہے جو ملاحظہ کے قابل ہے اب چند مسائل یمین منعقدہ کے متعلق لکھے جاتے ہیں مسئلہ قسم توڑنے سے پہلے کفارہ ادا نہیں ہو سکتا مسئلہ کھانا دینے میں اختیار ہے خواہ دس آدمیوں کو دونوں وقت گھر بٹھلا کر کھلا دے لیکن ان سب میں کوئی ایسا شخص نہ ہو جو قریب بلوغ بھی نہ ہو یا شکم سیر ہو یا صدقہ فطر کے برابر ہر مسکین کو غلہ یا اس کی قیمت دیدے کذا فی رد المحتار عن البدائع اور یہ مساکین ایسے ہوں جن کو زکوٰۃ دینا درست ہے مسئلہ اگر کپڑا دے تو اس قدر ہو جس سے بدن کا اکثر حصہ ڈھک جاوے مثلاً ایک کرتہ ایک پاجامہ یا ایک لنگی اور چادر مسئلہ غلام لونڈی کے مسائل پارۂ والمحصنٰت کے نصف کے بعد رکوع وما کان لمؤمن میں گذر چکے ہیں مگر یہاں اس کا مؤمن ہونا شرط نہیں مسئلہ اگر روزے رکھے تو متواتر رکھنے چاہئیں مسئلہ قسم خواہ جان کر توڑے یا بھول کر ٹوٹ جائے دونوں میں کفارہ واجب ہے مسئلہ اگر دو روزے رکھے تھے پھر طعام کا مقدور ہو گیا تو روزے سے کفارہ نہیں ہوا مسئلہ مفلس سے مراد صاحب نصاب ہونا نہیں بلکہ جس سے کفارہ ادا کر سکے المسائل کلہا من الدر المختار والہدایہ والبحر

ربط اوپر حلال چیزوں کے ترک خاص کی ممانعت تھی آگے بعض حرام چیزوں کے استعمال کی ممانعت ہے حکم مفدہم تحریم خمر و قمار وغیرہما

یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا (الیٰ قولہ) فَہَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَہُوْنَ ○ اے ایمان والو بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور بت وغیرہ اور قرعہ کے تیر یہ سب گندی باتیں شیطانی کام ہیں سو ان سے بالکل الگ رہو تاکہ تم کو (بوجہ ان کی مضرتوں سے بچنے کے جو آگے مذکور ہیں) فلاح ہو (اور وہ مضرتیں

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ انما یرید الشیطٰن الخ فیہ ان المعاصی تتضمن المضار الدنیویۃ کتضمنہا المضار الاخرویۃ ۔

ترجمہ

قولہ تعالیٰ انما یرید الشیطٰن الخ اس میں دلالت ہے کہ معاصی میں جیسے اخروی مضرتیں ہیں اسی طرح دنیوی مضرتیں بھی ہیں ۔ ۔ ۔

اللغات الخمر فی القاموس ما اسکر من عصیر العنب او عام العموم والاول قول ابی حنیفۃ والثانی قول غیرہ ۱۲ الرجس فی القاموس القذر والمأثم فی الروح ہو مصدر فی الاصل او فلہذا صح توحیدہ فی خبر المتعدد اما علی قول تقدیر المضاف فلا حاجۃ الیہ العداوۃ فی القاموس ضد الصداقۃ والبغضاء ضد الحب اھ قلت وبہ علم الفرق بینہما فان الاول فی الظاہر والثانی فی الباطن وقد اشرت الی ہذا الفرق فی اثناء الترجمۃ واللہ اعلم ۱۲ **الروایات** مرت فی البقرۃ وبقی منہا شیء یتعلق بہذا المقام وہا ہنا وہو ما فی اللباب بروایات النسائی والبیہقی عن ابن عباس رضی قال انما نزل تحریم الخمر فی قبیلتین من قبائل الانصار شربوا فلما ان ثمل القوم عبث بعضہم ببعض فلما ان صحوا جعل الرجل یری الاثر فی وجہہ وراسہ ولحیتہ فیقول صنع بی ہذا اخی فلان وکانوا اخوۃ لیس فی قلوبہم ضغائن فیقول واللہ لو کان بی رؤفا رحیما ما صنع بی ہذا حتی وقعت الضغائن فی قلوبہم فانزل اللہ تعالیٰ ہذہ الآیۃ انما الخمر والمیسر الخ قلت ولا دلیل فیہ

علی تخصیص العداوۃ بالخمر ولسلم فلا باس بان نقول ان ما فی قولہ تعالیٰ انما یرید الشیطٰن انما یکون مجموعہ سببا لتحریم المجموع من الخمر والمیسر فافہم **الملحقات الترجمۃ** ۱ قولہ فی قصیاہ اس کا کفارہ اشارۃ الی تقدیر المبتدا ۱۲ ۲ قولہ فی کذلک جس طرح اشارۃ الی المشبہ بہ ۳ قولہ فی ف حقیقۃ المنعقدۃ قسم کھائی اشارۃ الی القصد کما فی فتح القدیر جزاء وجہ الاشارۃ التعبیر بقولہ قسم کھائی الذی ہو فعل اختیاری ان الذی لا یکون بالاختیار یقال لہ قسم نکل گئی فافہم ۱۲ ۴ قولہ فی انما بات یہی ہے توضیحا للحصر ۱۲ ۵ قولہ فی الانصاب وغیرہ اشارۃ الی ان الانصاب لا یختص بالاصنام بل ہو کل ما یعبد من دون اللہ او بغیر مصدر ۱۲ ۶ قولہ رجس یہ سب یعنی حکم علی المذکور باعتبار کل واحد ومن ثم صح توحید الضمیر فی اجتنبوہ ۱۲ ۷ قولہ یہ گندی باتیں اشارۃ الی تقدیر المضاف فی طرف المبتدا من التعاطی لیصح کونہ من عمل الشیطان وعلیہ فیجوز ارجاع الضمیر

فی اجتنبوہ الی التعاطی ۱۲ ۸ قولہ عمل شیطانی لکونہ المہیج الیہ والداعی ۱۲

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

اور تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے رہو اور رسول کی اطاعت کرتے رہو اور احتیاط رکھو اور اگر اعراض کرو گے تو یہ جان رکھو کہ ہمارے رسول کے ذمہ صرف صاف صاف پہنچا دینا تھا ایسے لوگوں پر جو ایمان رکھتے ہوں اور نیک

الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

کام کرتے ہوں اس چیز میں کوئی گناہ نہیں جس کو وہ کھاتے پیتے ہیں جبکہ وہ لوگ پرہیز رکھتے ہوں اور ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے ہوں پھر پرہیز کرنے لگتے ہوں اور ایمان رکھتے ہوں پھر پرہیز کرنے لگتے ہوں اور خوب نیک عمل کرتے ہوں [illegible]

دنیوی بھی ہیں اور دینی بھی جن کا بیان یہ ہے کہ شیطان تو یوں چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ سے تمہارے آپس میں (دیتا ؤیں) عداوت اور (دلوں میں) بغض واقع کردے (چنانچہ ظاہر ہے کہ شراب میں تو عقل نہیں رہتی گالی گلوچ دنگہ فساد ہو جاتا ہے جس سے بعد میں بھی طبعاً کدورت باقی رہتی ہے اور جوئے میں جو شخص مغلوب ہوتا ہے اس کو غالب پر غیظ ہوتا ہے اور جب اس کو رنج ہوگا دوسرے پر بھی اس کا اثر پہنچیگا یہ تو دنیوی مضرت ہوئی) اور (شیطان یوں چاہتا ہے کہ اسی شراب اور جوئے کے ذریعہ سے) اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز سے (جو کہ اللہ کی یاد کا سب سے افضل طریقہ ہے) تم کو باز رکھے (چنانچہ یہ بھی ظاہر ہے کیونکہ شراب میں تو اس کے ہوش ہی بجا نہیں ہوتے اور قمار میں غالب کو تو سرور و نشاط اس درجہ ہوتا ہے کہ وہ اس میں غرق ہوتا ہے اور مغلوب کو مغلوب ہونے کا رنج و انحلال اور پھر غالب آنے کی کوشش اس درجہ ہوتی ہے کہ اس سے فراغ نہیں ہوتا یہ دینی مضرت ہوئی جب ایسی بُری چیزیں ہیں) سو (بتلاؤ) اب بھی باز آؤ گے **ف** خمر و میسر کے متعلق سورۂ بقرہ کے حکم پانزدہم میں اور ازلام کے متعلق اسی سورۂ مائدہ کے حکم سوم میں ضروری بیان گذر چکا ہے وہاں دیکھ لیا جاوے اور اس مقام پر شان نزول سے جس کو لباب میں مسند احمد سے نقل کیا ہے کہ لوگ خمر و میسر کے عادی تھے الخ اور نیز حکمت تحریم کے بیان خمر و میسر کے بیان پر اکتفا کرنے سے اصل مقصود ان ہی کا ذکر کرنا ہے اور ازلام بھی میسر میں داخل ہے اور انصاب کا جو ساتھ میں ذکر کیا گیا اس سے مقصود خمر و میسر کی مذمت کی تاکید ہے کہ یہ اس قابل ہیں کہ بت پرستی کے ساتھ ان کا ذکر کیا جاوے اور اسی اشارہ کی توضیح کے لئے آگے بیان حکمت میں صلوٰۃ کے باوجود اس کے ذکر اللہ میں داخل ہونے کی تصریح فرمائی گویا حاصل یہ ہوا کہ یہ خمر و میسر بُت پرستی اور کفر کے قریب قریب اس لئے ہیں کہ نماز سے جو کہ ایمان کے اعظم شعائر اور علامات ایمان سے ہے مانع ہیں جب اس طور پر ایمان سے بُعد ہوا تو کفر سے قُرب ہوا **فائدہ** خمر و میسر کی حرمت کی جو حکمت بیان فرمائی گئی ہے وہ شطرنج وغیرہ میں بھی مشاہد ہے اس سے سمجھ لینا چاہئے کہ جائز کس طرح ہو سکتی ہے حدیث شریف میں ہے کہ اس آیت کو سنکر صحابہ نے کہا انتھینا یعنی ہم باز آئے رواہ الترمذی اور یہ بھی آیا ہے کہ جو شرابیں اس وقت موجود تھیں سب پھینکدیں رواہ البخاری **ربط** اوپر ایک حکم خاص کے امتثال کا امر فرمایا ہے آگے مطلقاً تمام احکام میں اطاعت کرنے کا امر ہے **امر بامتثال جمیع احکام** وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ (الی قولہ) الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ اور تم (جمیع احکام میں) اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے رہو اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے رہو اور (مخالفت حکم سے) احتیاط رکھو اور اگر (اطاعت سے) اعراض کرو گے تو یہ جان رکھو کہ ہمارے رسول کے ذمہ صرف صاف صاف (حکم کا) پہنچا دینا تھا اور وہ اس کو بخوبی انجام دے چکے اور تم کو احکام پہنچا چکے اب تمہارے پاس کسی عذر کی گنجائش نہیں رہی **ربط** لباب میں مسند احمد سے بروایت ابی ہریرہ رضی منقول ہے کہ جب اوپر کی آیت میں تحریم خمر و میسر نازل ہو چکی تو بعض لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ بہت سے آدمی جو کہ شراب پیتے تھے اور قمار کا مال کھاتے تھے تحریم سے پہلے مر گئے اور اب معلوم ہوا کہ وہ حرام ہے ان کا کیا حال ہوگا اور لباب میں بروایت نسائی سوال کے قصہ میں یہ لفظ ہے فقال ناس من المتکلفین ھی رجس وھی فی بطن فلان وقد قتل یوم احد اس پر آیت آئندہ نازل ہوئی جس میں ان پر گناہ نہ ہونا مذکور ہے **عدم تاثیم بخمر و میسر قبل تحریم** لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (الی قولہ) وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

فائدہ موہوبۃ من اللہ تعالیٰ الہمنا امرا للتعلل ان المقصود ہو نفی الجناح بطریق الاستدلال علیہ بوجود المانع عن الجناح لا بعدم المقتضی للجناح فقط فظہر وجہ تعلیق نفی الجناح بالتقوی والایمان والعمل الصالح وسقط ما یتوہم من ان نفی الجناح غیر مشروط بالتقوی والایمان لان الکافر لا یکون علیہ جناح فی تناول الحلال ووجہ السقوط ظاہر فان انتفاء الجناح فی الکافر بعدم المقتضی فقط لا للمانع بخلاف المؤمن فان فیہ مانعا ہو المحبۃ الحاصلۃ بالتقوی الذی اعتبر فی مفہومہ الخوف من اللہ تعالیٰ فان ترک الجماع ولم یثب علیہ مطلقا لکن اذا کان من خوف فیوجب الثواب وہو منبۃ بالایمان والعمل الصالح الموجبین لہا ایضا کما یشعرہ قولہ تعالیٰ واللہ یحب المحسنین فالکافر لا یعذب فی تناول الحلال لانہ لم یکن مقتضیا للتعذیب والمؤمن لا یعذب لا لذلک فقط بل لکونہ محبوبا والحبیب لا یعذب الحبیب من حیث کونہ حبیبا وبقید الحیثیۃ خرج الجواب عن تعذیب المؤمن بالمعصیۃ فافہم والثانی ہہنا بناء الحکم علی التقوی فقط اما ذکر الایمان فلکونہ دلیلا علی التقوی وذکر العمل لکونہ دلیلا علی التقوی (ف) والمقصود ذکر الثلاثۃ جمیعا فی المواضع الثلاثۃ لکن اکتفی فی الثانی بذکر الایمان صریحا ودل علی العمل باقتضاء [illegible] واکتفی فی الثالث بذکر الاحسان عن العمل ودل علی الایمان لتوقفہ علیہ کان فی الاکتفاء حقیقۃ صفحۃ آئندہ

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ لیس علی الذین آمنوا وعملوا الصلحت جناح فی تکریر التقوی والایمان ع اشارۃ الی ان فیہما درجات بعضہا فوق بعض یندرج فیہا السالک وفی الروح عن العلامۃ الطیبی ان معنی الآیۃ انہ لیس المطلوب من المؤمنین الزہادۃ عن المستلذات وتحریم الطیبات وانما المطلوب منہم الترقی فی مدارج التقوی والایمان الی مراتب الاخلاص والیقین ومعارج القدس والکمال وفی ہذا النظم نتیجۃ مما رواہ الترمذی وابن ماجۃ من قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس الزہادۃ فی الدنیا بتحریم الحلال ولا اضاعۃ المال ولکن الزہادۃ ان تکون بما بید اللہ تعالیٰ اوثق منک بما فی یدک انتہی ملخصا

ترجمہ مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ لیس علی الذین آمنوا وعملوا الصلحت الخ تقوی اور ایمان کو مکرر لانے میں اشارہ اس طرف ہے کہ ان دونوں میں بہت سے درجات ہیں کہ ایک دوسرے سے فوق ہیں جن میں سالک ترقی کرتا ہے

* * *

تحقیقات الترجمۃ [illegible]

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللَّهُ بِشَيْءٍ مِنَ الصَّيْدِ تَنَالُهُ أَيْدِيكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللَّهُ مَنْ يَخَافُهُ بِالْغَيْبِ ج

اے ایمان والو اللہ تعالیٰ قدرے شکار سے تمہارا امتحان کریگا جن تک تمہارے ہاتھ اور تمہارے نیزے پہنچ سکیں گے تاکہ اللہ تعالیٰ معلوم کرلے کہ کون شخص اس سے بن دیکھے ڈرتا ہے

فَمَنِ اعْتَدَىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ ○ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ ط وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ

سو جو شخص اس کے بعد حد سے نکلیگا اس کے واسطے دردناک سزا ہے۔ اے ایمان والو وحشی شکار کو قتل مت کرو جبکہ تم حالت احرام میں ہو اور جو شخص تم میں اس کو جان بوجھ کر

مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ أَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسَاكِينَ أَوْ عَدْلُ

قتل کریگا تو اس پر پاداش واجب ہوگی جو کہ مساوی ہوگی اس جانور کے جس کو اس نے قتل کیا ہے جس کا فیصلہ تم میں سے دو معتبر شخص کردیں خواہ وہ پاداش خاص چوپایوں میں سے ہو بشرطیکہ نیاز کے طور پر کعبہ تک پہنچائی جاوے

ذَٰلِكَ صِيَامًا لِيَذُوقَ وَبَالَ أَمْرِهِ ط عَفَا اللَّهُ عَمَّا سَلَفَ ط وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللَّهُ مِنْهُ ط وَاللَّهُ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ ○

یا کفارہ خواہ کفارہ مساکین کو دیدیا جاوے اور خواہ اس کے برابر روزے رکھ لئے جاویں تاکہ اپنے کئے کی شامت کا مزہ چکھے اللہ تعالیٰ نے گذشتہ کو معاف فرمادیا اور جو شخص پھر ایسی ہی حرکت کریگا تو اللہ تعالیٰ انتقام لیگا اور اللہ تعالیٰ زبردست ہیں انتقام لینے والے

ایسے لوگوں پر جو کہ ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے ہوں اُس چیز میں کوئی گناہ نہیں جس کو وہ کھاتے پیتے ہوں (اور اُس وقت وہ حلال ہو گو بعد میں حرام ہو جاوے اور اُن کو گناہ کیسے ہوتا جبکہ گناہ کا کوئی امر مقتضی نہو بلکہ ایک امر مانع موجود ہو وہ یہ کہ) وہ لوگ (خدا کے خوف سے اس وقت کی ناجائز چیزوں سے) پرہیز رکھتے ہوں اور (دلیل اس خوف کی یہ ہو کہ وہ لوگ) ایمان رکھتے ہوں (جو کہ خدا سے ڈرنے کا سبب ہے) اور نیک کام کرتے ہوں (جو کہ خوف خدا کی علامت ہے اور اسی حالت پر وہ عمر بھر رہیں چنانچہ اگر وہ حلال چیز جس کو پہلے کھاتے پیتے تھے آگے کبھی چل کر حرام ہو جاوے تو پھر (اُس سے بھی اُسی خوف خدا کے سبب) پرہیز کرنے لگتے ہوں اور (اس خوف کی بھی دلیل مثل سابق یہی ہو کہ وہ لوگ) ایمان رکھتے ہوں (جو کہ فی نفسہ مقتضی اعمال صالحہ کو ہوتا ہے پس یہاں بھی سبب اور علامت خوف خدا کے مجتمع ہیں اور اگر پھر کوئی اور حلال چیز حرام ہو جاوے تو پھر (اُس سے بھی اسی خوف خدا کے سبب) پرہیز کرنے لگتے ہوں اور (اس خوف کی دلیل بھی وہی مثل سابق یہ ہو کہ) خوب نیک عمل کرتے ہوں (جو کہ موقوف ہیں ایمان پر پس یہاں بھی سبب اور علامت خوف خدا کے مجتمع ہیں مطلب یہ کہ ہر بار کی مکرر سہ کرر تحریم میں اُن کا یہی عملدرآمد ہو کچھ دو تین بار کی خصوصیت نہیں پس باوجود مانع اور استمرار مانع کے ہمارے نزدیک سے بعید ہے کہ وہ گنہگار ہوں) اور (اُن کی یہ خاص طریقہ مذکورہ کی نکوکاری صرف لزوم گناہ سے مانع ہی نہیں بلکہ وجود ثواب و محبوبیت کو مقتضی بھی ہے کیونکہ) اللہ تعالیٰ ایسے نکوکاروں سے محبت رکھتے ہیں (پس اُن میں مبغوض ہونے کا احتمال تو کب ہو سکتا ہے یہ تو غیر مبغوض ہونے سے گذر کر محبوب ہونے کا درجہ رکھتے ہیں)

ربط شروع سورت حکم اول میں احرام کی حالت میں شکار کی ممانعت اجمالاً فرمائی تھی اب آگے اُس کی قدرے تفصیل ہے اور اسکے علاوہ ایک خاص ربط بھی ہے کہ اوپر تحریم طیبات کا ذکر تھا یہاں فرماتے ہیں کہ ہم اس کے مختار ہیں کہ بعض احوال میں ان کی تحریم کر دیں **حکم ششم متعلق بصید ور احرام** يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللَّهُ بِشَيْءٍ (الیٰ قولہ) وَاللَّهُ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ ○ اے ایمان والو اللہ تعالیٰ قدرے شکار سے تمہارا امتحان کریگا

(بقیہ صفحہ ۵۸) بحذف ان کما ہنا لانہ من بعض مجمل منہا من ذکر الآخر الرابع ان الکتفی بتغیر عنوان العمل بالاحسان ان الذی یقدر الانسان علی ان یترقی فیہ ہو العمل فعبر بلفظ ان بہذا عن الابتداء بالعمل وعن الکامل بالاحسان المفسر فی الحدیث بان تعبد اللہ کانک تراہ اما الایمان فکمالہ موہوب محض من اللہ تعالیٰ فہو باعتبار انہ مستو الی العبد مساوٍ ابتداءً و انتہاءً فعبر عنہ الایمان بہذا اللفظ واما تغیر العنوان فی العمل فی الموضعین الخامس وہو ما خذ ذہن الروح انہ لیس المقصود تخصیص المرات بالثلاث فی التعبیر بل المقصود الاستمرار الا انہ لما امر علی ذلک التقوی لو وقع فتوح ترک التنبیہ مرۃ اہ قلت وانما کان التکریر مرتین بعیفی فی اکثر استعمالات ہذا المعنی کالتکریر ثلاث مرات لا یکون یحکی فیہ السادس لم یکن التعبیر فی عنوان الموضع ثلاثا مناسب ان یعبر عن الموضع بما کان معلوما عند السامع ومنہ المعنی لم یکن فی ذہن السائل فانہ لو کان لکان فیہ الجواب بعدم المقتضی ولم یحتج الی السؤال لانہ لما فرض ان فلاۃ اتقی الحرام فکیف یکون مساغ احتمال الجناح علیہ فلذلک یرد ثم نبہ علیہ التصریح بعد ثبت الیقاع الحکم علیہ بخلاف الایمان والعمل فانہ کان ذہنہ ولم یکونا فی ذاتہما منافیین للجناح فافہم السابع ان المقصود اذا الافصل التعلیق من غیر نظر الی زمان الاستقبال لیصح جوابا عن سؤال عنہم ممن مات و یشمل غیرہم ایضا کما یدل علیہ قولہ علیہ السلام لابن مسعود لما نزلت انت منہم رواہ مسلم والترمذی والنسائی وغیرہم الشامی من ہذا ما افضا مرور المانعیۃ لیس بالتاثیر بالذات بل بفضل اللہ تعالیٰ و جعلہ الثامن ان مثل ہذا السوال غیر ظاہر فی الظاہر لکن تکلف السائل لو شدۃ خشیۃ و شفقۃ علی من سال عنہم حملۃ علیہا لعلہ ان الطعام کما فی الروح یعم الاکل والشرب فقط بعونہ تعالیٰ اشیر الی جمیع ہذہ الفوائد فی اثناء الترجمۃ تامل تعرف انشاء اللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم و احکم۔

(حواشی عربیہ متعلقہ صفحہ ہٰذا) **اللغات** الانتقام شدۃ العقوبۃ ۱۲ خازن البیضاوی **ذا** رُحمٰ علی ابن عطیۃ ان الناس یا رجۃ مجازا خصص لاید ید بالذکر لانہ اعظم تصرفا فی الاصطیاد فیدخل الجوارح والحبالات و ما عمل بالایدی من فخاخ و اشباک وخص الرماح بالذکر لانہ اعظم ما یجرح بہ الصید فیدخل فیہا السہم ونحوہ وفیہ تنوین شیء للتحقیر لیکون باعثا لہم علی الصبر وما لا علی الاحتمال ما الذی یشتد علی ذا سبق الاخبار بذلک توطین النفس **اختلاف القراءۃ** فی قرأہ فجزاءٌ مثلُ برفع الجزاء وجر مثل بالاضافۃ فیہ ینبغی فی الترجمۃ و القراءتین ما لفظہ و ما ترجمناہ من تفسیر الجزاء بما کان علی ما رأت الحنفیۃ مع تفسیر المثل بالقیمۃ [illegible]

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ یایہا الذین آمنوا لیبلونکم اللہ الخ فیہ اصل لما علیہ بعض المشائخ من امتحانہم صدق المرید ٭ ٭ ٭ قولہ تعالیٰ ومن قتلہ منکم متعمدا فجزاء الخ فیہ ما علیہ اہل الریاضۃ من سیاستہم انفسہم اذا جنت بما یسہل تحملہ اولا ثم بما یصعب علیہا اذا عادت ثانیا ٭

ترجمہ

قولہ تعالیٰ یایہا الذین آمنوا لیبلونکم اللہ الخ اس میں اصل ہے بعض مشائخ کی اس عادت کی کہ مرید کے صدق کا امتحان کرتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ ومن قتلہ منکم متعمدا الخ اس میں اصل ہے اہل ریاضت کے اس طرق کی کہ اول خطا پر اپنے نفس کو ایسی سزا دیتے ہیں جس کا تحمل اس کو آسان ہوتا ہے اور اگر وہ پھر عود کرے تو ایسی سزا دیتے ہیں جو اس پر قدرے دشوار ہو۔

(ربط الاربعین ...) [illegible]

جن تک (بوجہ تم سے دور دور نہ بھاگنے کے) تمہارے ہاتھ اور تمہارے نیزے پہنچ سکیں گے (مطلب امتحان کا یہ کہ حالت احرام میں وحوش کے شکار کرنے کو تم پر حرام کر کے جیسا آگے تصریحاً آتا ہے، ان وحوش کو تمہارے آس پاس پھرتے رہیں گے) تاکہ اللہ تعالیٰ (ظاہری طور پر بھی) معلوم کر لے کہ کون شخص اس سے (یعنی اس کے عذاب سے) بن دیکھے ڈرتا ہے (اور ارتکاب محرم سے جو کہ موجب عذاب ہے بچتا ہے اور دلالت التزامی سے اس خبر ابتلا ہی سے حرمت مفہوم ہو گئی) سو جو شخص اس (حرمت) کے بعد (جس پر ابتلا بھی دلالت کر رہا ہے) حد (شرعی) سے نکلیگا (یعنی شکار ممنوع کا مرتکب ہوگا) اس کے واسطے (باقتضاء اس فعل کے آخرت میں) دردناک سزا (مقرر) ہے (چنانچہ وحوش اسی طرح آس پاس لگے پھرتے تھے چونکہ صحابہ میں بہت سے شکار کے عادی تھے اس میں اُنکی اطاعت کا امتحان ہو رہا تھا جس میں وہ پورے اُترے آگے ممانعت کی زیادہ تصریح ہے کہ) اے ایمان والو وحشی شکار کو (باستثناء اُنکے کہ جن کو شرع نے مستثنیٰ کر دیا) قتل مت کرو جبکہ تم حالت احرام میں ہو (اسی طرح جبکہ وہ شکار حرم میں ہو گو شکاری احرام میں نہ ہو اسکا بھی یہی حکم ہے) اور جو شخص تم میں اسکو جان بوجھ کر قتل کرے گا تو اس پر (اُسکے فعل کی) پاداش واجب ہوگی جو کہ (باعتبار قیمت کے) مساوی ہوگی اُس جانور کے جس کو اُس نے قتل کیا ہے جس (کے تخمینہ) کا فیصلہ تم میں سے دو معتبر شخص کر دیں (کہ دینداری میں بھی قابل اعتبار ہوں اور تجربہ و بصیرت میں بھی قابل اعتبار ہوں پھر اس قاتل کو تخمینہ قیمت کے بعد اختیار ہے) خواہ (اس قیمت کا کوئی ایسا جانور خرید لے کہ) وہ پاداش (کا جانور) خاص چوپاؤں میں سے ہو (یعنی اونٹ گائے بھینس بھیڑ بکری نر ہو یا مادہ) بشرطیکہ نیاز کے طور پر کعبہ (کے پاس) تک (یعنی حرم کے اندر) پہونچائی جاوے اور خواہ (اس قیمت کے برابر غلہ بطور) کفارہ (کے) مساکین کو دیدیا جاوے (اقل درجہ فی مسکین جس قدر کہ صدقہ فطر دیا جاتا ہے) اور خواہ اس (غلہ) کے برابر روزے رکھ لئے جاویں (برابری کی صورت یہ ہے کہ فی حصہ مسکین ایک روزہ اور یہ پاداش اس لئے مقرر کی ہے) تاکہ اپنے کئے کی شامت کا مزہ چکھے (بخلاف غیر متعمد کے کہ گو اُس پر بھی یہی جزا واجب ہے مگر وہ فعل کی پاداش نہیں بلکہ محل محترم یعنی صید کی جو کہ حرم کی وجہ سے محترم یا احرام کی وجہ سے کالمحترم ہو گیا ہے اسکا ضمان اور جزا ہے اور اس جزا کے ادا کر دینے سے) اللہ تعالیٰ نے گذشتہ کو معاف فرما دیا اور جو شخص پھر ایسی ہی حرکت کریگا (چونکہ اکثر عود میں ایک گونہ پہلی بار سے زیادہ جرأت ہوتی ہے) تو (اس وجہ سے علاوہ جزائے مذکور کے جو کہ اصل فعل یا محل کا عوض ہے آخرت میں) اللہ تعالیٰ اس سے (اس حرکت کا) انتقام لیں گے (البتہ اگر توبہ کر لے تو علت انتقام کی منتفی ہو جاویگی) اور اللہ تعالیٰ زبردست ہیں انتقام لے سکتے ہیں ف ۱ اور عفا اللہ عما سلف کی ایک تفسیر قریب یہ بھی ہو سکتی ہے کہ جو کچھ قبل اسلام یا قبل نزول آیت ہو گیا گو بوجہ اس کے کہ حرم کی اور احرام کی حرمت پہلے سے معلوم اور ملتزم تھی موجب گناہ تھا لیکن بوجہ عدم التزام اسلامی کے یا بوجہ عدم نص اسلامی کے عفو فرما دیا لیکن جو بعد اعلام و نص نہی کے عود یعنی ارتکاب کریگا جو کہ فعل گذشتہ کے اعتبار

ملحقات الترجمۃ ۱ قولہ تا لیعلم ظاہر ہو مرادہ حاصلہ لیتحقق علمہ سبحانہ بمن یخافہ بالفعل انہ یخافہ بالفعل کان علمہ تعالیٰ بانہ یخافہ وان کان متعلقاً لکن تعلقہ بانہ خائف بالفعل انما یکون عند تحقق الخوف بالفعل ۱۲ ۲ قولہ فی من یخافہ کون من لیس المقصود کون من استفہامیۃ ولکن لاتباع المحاورۃ عبرت بہ عن الموصولۃ ۱۲ ۳ قولہ فی بالغیب عذاب سے حاصلہ ان المضاف الی الضمیر مقدر و بالغیب حال عنہ ۱۲ من البیضاوی ۴ قولہ فی عذاب باقتضاء فلا یرد العفو اشکالا ۱۲ ۵ قولہ بعدہ پھرتے تھے کما مر فی الروایات ۱۲ ۶ قولہ فی فجزاء اسی الی قولہ فی صیام کہ لئے جاویں اشارۃ فی مجموع ہذا الی اصوب المسالک فیما تجیزی عن ترکیب الآیۃ وہو ہنا قالوا جب علیہ جزاء مثل ما قتل وہو صفتہ وفی الجزاء لانہ صادقۃ علی الاحوال الثلث الآتیۃ فصح کون المثل قیمۃ فانہا ہی المماثلۃ للمتلف فی کل حال وہو من النعم ای من النعم خبر لمبتدأ مقدر والجملۃ صفۃ ثانیۃ مفارقۃ لاختصاصہا ببعض الاحوال ای اذا اختار النعم یحکم بہ ذوا عدل حکم صفۃ ثالثۃ لازمۃ فان الطعام والصیام کلاہما یحتاجان الی ہذا الحکم حال کون ذلک النعم فہو حال من النعم فکان حق قولہ من النعم ظاہرہ التاخر عن کلا الصفتین اللازمتین للجزاء المشترک بین الجمیع ولعل النکتۃ فی توسیط مع دلالتہ علی صفۃ مفارقۃ بین اللازمتین تعجیل ذکرہ لیدل علی کون النعم افضل الملکوۃ خاصاً بالحرم نافعاً الفقراء الحرم بخلاف الطعام فانہ لا یختص بالحرم وبخلاف الصیام فانہ لیس فیہ نفع للفقراء اصلاً والکون قرینۃ من جہۃ اخذ الدم النصیب یا بالغ الکعبۃ صفۃ الہدی وہو ظاہر او ہو کفارۃ فہی مرفوعۃ علی انہا خبر لمبتدأ والجملۃ معطوفۃ علی من النعم طعام مساکین بدل او ہو عطف بیان ای الطعام وصیاماً تمییز عن عدل والممیز مع التمییز خبر لمقدر والجملۃ معطوف علی ما عطف علیہ او کفارۃ و علی ہذا الترکیب تنحل کثیر من الاشکالات اللفظیۃ والمعنویۃ والمذہبیۃ الحنفیۃ فافہم والی ہذا کلہ اشرت فی اثناء الترجمۃ قال صاحب الہدایۃ فجزاء مثل ما قتل ای قیمتہ ما قتل من النعم لو حرم اسم النعم یطلق علی الوحشی والاہلی کذا قالہ ابو عبیدۃ قلت فیکون مثل ایضاً صفتہ لازمۃ للجزاء وکذا یحکم صفتہ لازمۃ لہ وہدیا حال من جزاء لان النکرۃ اذا خصصت یصح کونہا ذا حال ومقدر او تعاطف الکفارۃ علی الجزاء وکذا قولہ وعدل ذلک لو قلت لکون ہذا العطف یکون علی جزاء فقط لا علیہ مع صفتہ فیکون الصفۃ معتبرۃ ماخوذۃ فی جمیع المتعاطفات ویکون التقدیر ہکذا فجزاء ہو مثل ما قتل من النعم یحکم بہ ذوا عدل منکم ہدیا بالغ الکعبۃ او کفارۃ ہو مثل ما قتل من النعم یحکم بہ ذوا عدل منکم او عدل ذلک صیاما ہو مثل ما قتل من النعم فالمراد بالجزاء یکون الہدی خاصۃ کما فسرہ لو توجہ حال مختصۃ بہ لم یعتبر فی المتعاطفین المتاخرین کما ان ہذین المتاخرین اعتبر فیہما مکان ذلک الحال التقیید بقولہ طعام مساکین وقولہ صیاما فقولہ مثل ما قتل من النعم یحکم بہ ذوا عدل منکم صفۃ مشترکۃ فی الثلثۃ وقولہ ہدیا وقولہ طعام مساکین وقولہ صیاما قیود لواحد احد منہا فافہم ۱۲ ۷ قولہ فی امرہ کئے کما فی الروح نقل عنہ ۸ قولہ بعد اس فعل کی پاداش کما یدل علیہ قولہ وبال امرہ ای فعلہ بہذا التعمیم فائدۃ قولہ تعالیٰ متعمدا ۱۲ ۹ قولہ فی عفا جزا کے ادا کرنے سے نقلہ تولا فی الکبیر ۱۲

ف ۹ زبر الفعل متعلق بجزاء ۱۲ مظہر

اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۚ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ

تمہارے لئے دریا کا شکار پکڑنا اور اس کا کھانا حلال کیا گیا ہے، تمہارے انتفاع کیواسطے اور مسافروں کیواسطے۔ اور خشکی کا شکار پکڑنا تمہارے لئے حرام کیا گیا ہے۔ جب تک تم حالت

حُرُمًا ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝

احرام میں رہو۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس کے پاس جمع کئے جاؤ گے

سے عود ہے تو اب مستحق انتقام ہوگا **ف** چند مسائل سمجھے جاتے ہیں **مسئلہ** حرم کے جانور کے بھی یہی احکام ہیں للاحادیث۔ البتہ اگر یہ قاتل محرم نہ ہو تو اسکے جو روزے کا حکم آتا ہے وہ اس کے لئے کافی نہیں **مسئلہ** صید جو کہ حرم اور احرام میں حرام ہے، عام ہے خواہ ماکول ہو یا غیر ماکول لاطلاق الآیۃ۔ **مسئلہ** صید وحشی ہی کو کہتے ہیں پس جو جانور اہلی ہوں جیسے بھیڑ بکری گائے اونٹ۔ ان کا ذبح کرنا اور کھانا درست ہے **مسئلہ** البتہ جو دلیل سے مستثنے ہو گئے ہیں ان کو پکڑنا قتل کرنا حلال ہے جیسے دریائی جانور کا شکار لقولہ تعالیٰ اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ اور بعضے خشکی کے خاص خاص جانور جیسے کوا اور چیل اور بھیڑیا اور سانپ اور بچھو اور کاٹنے والا کتا للاحادیث اسی طرح جو درندہ خود حملہ کرے اس کا قتل بھی جائز ہے پس الصید میں الف لام عہد کا ہوگا **مسئلہ** جو حلال شکار غیر احرام اور غیر حرم میں کیا جاوے اسکا کھانا محرم کو جائز ہے جبکہ یہ اس کے قتل وغیرہ میں معین یا مشیر یا بتلانیوالا نہ ہو للاحادیث ویشیر الیہ قولہ تعالیٰ لا تقتلوا حیث لم یقل لا تاکلوا **مسئلہ** جیسے تعمد میں جزا واجب ہے اسی طرح خطا و نسیان میں بھی اخرجہ فی الدر بروایۃ ابن جریر عن الزہری وبروایۃ الشافعی وابن المنذر عن عمرو بن دینار ما یشعر بالاجماع علیہ اتنا فرق ہے کہ تعمد میں جزائے فعل ہے اور غیر تعمد میں جزائے محل۔ متعمدا کی قید کا یہ فائدہ ہے جیسا اثنائے ترجمہ میں اشارہ بھی کر دیا گیا ہے **مسئلہ** جیسا پہلی بار میں جزا واجب ہے اسی طرح دوسری تیسری بار میں بھی اور عود میں ذکر انتقام کا فائدہ ضمن ترجمہ میں ظاہر کر دیا ہے **مسئلہ** حاصل جزا کا یہ ہے کہ جس زمان اور جس مکان میں یہ جانور قتل ہوا ہے بہتر تو یہ ہے کہ دو عادل شخص سے اور جائز یہ بھی ہے کہ ایک ہی عادل سے اس جانور کی قیمت کا تخمینہ کرائے پھر اس میں یہ تفصیل ہے کہ وہ مقتول جانور اگر غیر ماکول ہے تب تو یہ قیمت ایک بکری کی قیمت سے زیادہ واجب نہ ہوگی اور اگر وہ جانور ماکول تھا تو جس قدر تخمینہ ہوگا وہ سب واجب ہوگا اور دونوں حالتوں میں آگے اس کو تین صورتیں ہیں اختیار ہے خواہ تو اس قیمت کا کوئی جانور حسب شرائط قربانی کے خرید لے اور حدود حرم کے اندر ذبح کر کے فقراء کو بانٹ دے اور یا اس قیمت کے برابر غلہ حسب شرائط صدقہ فطر کے فی مسکین نصف صاع فقراء کو دیدے اور یا بحساب فی مسکین نصف صاع جتنے مساکین کو وہ غلہ پہنچ سکتا اتنے شمار سے روزے رکھ لے اور تقسیم غلہ اور روزوں میں حرم کی قید نہیں اور اگر قیمت نصف صاع سے بھی کم واجب ہوئی ہے تو اختیار ہے خواہ ایک مسکین کو دیدے یا ایک روزہ رکھ لے اسی طرح اگر فی مسکین نصف صاع دیکر نصف صاع سے کم بچ گیا تو بھی یہی اختیار ہے کہ خواہ وہ بقیہ ایک مسکین کو دیدے یا ایک روزہ رکھ لے **مسئلہ** تخمینہ مذکورہ میں جتنے مساکین کا حصہ قرار پاوے اگر انکو دو وقت کھانا شکم سیر کھلا دے تب بھی جائز ہے **مسئلہ** اگر اس قیمت کے برابر ذبح کیلئے جانور تجویز کیا مگر کچھ قیمت بچ گئی تو اس بقیہ میں اختیار ہے خواہ دوسرا جانور خرید لے یا اس کا غلہ دے دے یا غلہ کے حساب سے روزے رکھ لے **مسئلہ** جس طرح قتل میں جزا واجب ہے اسی طرح ایسے جانور کو زخمی کرنے میں بھی تخمینہ کرایا جاوے گا کہ اس سے اس جانور کی کس قدر قیمت کم ہو گئی اس مقدار قیمت میں پھر وہی تینوں مذکورہ صورتیں جائز ہونگی **مسئلہ** محرم کو جس جانور کا شکار کرنا حرام ہے اس کا ذبح کرنا بھی حرام ہے اگر وہ اسکو ذبح کریگا تو اس کا حکم مردار کا سا ہوگا وفی لا تقتلوا اشارۃ الی ان ذبحہ کالقتل **مسئلہ** اگر جانور کے قتل ہونے کی جگہ جنگل ہے تو جو آبادی اس سے قریب ہو وہاں کے اعتبار سے تخمینہ کیا جاوے گا **مسئلہ** اشارہ و دلالت و اعانت شکار میں مثل قتل کرنے کے حرام ہے پس لا تقتلوا بطور عموم مجاز کے قتل حقیقی اور تسبب قتل دونوں کو شامل ہے یہ سب مسائل ہدایہ و رد المحتار سے منقول ہیں **ربط** اوپر حالت احرام میں صید کی حرمت مذکور تھی آگے اس کی تعیین اور تخصیص فرماتے ہیں **تتمہ حکم مشدد** اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۚ (الی قولہ) وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ تمہارے لئے (حالت احرام میں) دریا[1] (یعنی پانی) کا شکار[2] پکڑنا

لحقات الترجمۃ [1] قولہ فی البحر یعنی پانی لوقوع الاجماع علی کون غدیر ونحوہ فی حکم البحر والتعبیر بہ لمقابلۃ البر ۱۲ [2] قولہ فی صید شکار پکڑنا اشارۃ الی ان الصید فی ہذا لیس بمعنی المصید والمضاف محذوف ای الاصطیاد والحامل علی المصدر لو توہم فی ہذا المعنی فیما قبلہ من قولہ تعالیٰ لا تقتلوا الصید ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ احل لکم صید البحر الخ فیہ التعدیل فی الزھد والنہی عن الغلو فیہ

ترجمہ

قولہ تعالیٰ احل لکم صید البحر الخ اس میں زہد کی تعدیل اور اس میں غلو کرنے سے نہی ہے ۱۲

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ ؕ ذٰلِكَ

خدا تعالیٰ نے کعبہ کو جو کہ ادب کا مکان ہے لوگوں کے قائم رہنے کا سبب قرار دیا اور عزت والے مہینہ کو بھی اور حرم میں قربانی ہونے والے جانور کو بھی اور ان جانوروں کو بھی

لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

جنکے گلے میں پٹے ہوں۔ یہ اسلئے تاکہ تم اس بات کا یقین کرلو کہ بیشک اللہ تعالیٰ تمام آسمانوں اور زمین کے اندر کی چیزوں کا علم رکھتے ہیں اور بے شک اللہ تعالیٰ سب چیزوں کو خوب جانتے ہیں

اور اسکا کھانا (سب) حلال کیا گیا ہے تمہارے انتفاع کیواسطے (اور تمہارے) مسافروں کے (انتفاع کے) واسطے (کہ سفر میں اسی کو توشہ بناویں) اور خشکی کا شکار (گو بعض صورتوں میں کھانا حلال ہو مگر پکڑنا) یا اس میں معین ہونا تمہارے لئے حرام کیا گیا ہے جب تک تم حالت احرام میں رہو اور اللہ تعالیٰ (کی مخالفت) سے ڈرو جس کے پاس جمع (کرکے حاضر) کئے جاؤ گے ف تفسیر مذکور پر آیت میں بقرینہ ضمیر طعامہ کی صید کیطرف راجع ہونیکے صرف صید مطعوم یعنی ماہی مذکور ہے اور اکثر فقہائے کے قول میں غیر مطعوم بھی اسی حکم میں ہے کہ اس کو پکڑنا اور قتل کرنا درست ہے گو کھانا درست نہو نیز قیاس علی صید البر بھی اس کو مقتضی ہے کہ وہاں ماکول وغیر ماکول حرمت اصطیاد میں برابر ہیں یہاں دونوں حلت اصطیاد میں مساوی ہوں گے اور دریائی جانور وہ ہے کہ جس طرح پانی اس کا مسکن ہے اسی طرح پانی ہی میں تولد ہو پس بطخ و مرغابی وغیرہ اس سے خارج اور صید بر میں داخل ہے ربط اوپر حالت احرام میں خشکی کے شکار کو حرام فرمایا ہے چونکہ تحریم اکثر نفس پر گراں ہوتی ہے اس لئے چند محرم چیزوں کے منافع ومصالح جو مشاہدہ میں آرہے ہیں بیان فرماتے ہیں تاکہ اس کو اور اسی قیاس پر دوسری اشیاء کی تحریم کو بھی جن میں سے بعض اس حکم اصطیاد کے قبل مذکور بھی ہوئے ہیں مشتمل حکمت پر سمجھ کر گو اس حکمت کی تعیین نہ کرسکیں ناگوار نہ سمجھیں اور جن محرمات کے منافع ومصالح یہاں مذکور ہونگے ان میں ایک زمان ہے یعنی شہر حرام اور ایک مکان ہے یعنی خانہ کعبہ اور دو چیزیں متعلق اس مکان کے ہیں یعنی ہدی اور قلائد کہ انکا مکان حرم ہے جو کہ متعلق کعبہ کے ہے یہ تعلق ہے اور ان تینوں کی تحریم کو تحریم اصطیاد فی الاحرام سے علاوہ مطلق اشتراک فی التحریم کے جس میں سب اشیاء محرمہ مساوی ہیں اور اس مساوات کی وجہ سے بعض کی حکمت معلوم ہونا دوسرے بعض کے قرین حکمت ہونے کے لئے کافی ہے ایک خاص تحریم میں بھی اشتراک ہے وہ یہ کہ ان تینوں میں بلا واسطہ یا بواسطہ تعظیم کعبہ معتبر ہے اور یہی مبنی ہے اس حرمت اصطیاد فی الاحرام کا بھی کیونکہ احرام کا تعلق حج وعمرہ سے ہے اور ان دونوں کا تعلق خانہ کعبہ سے ظاہر ہے پس ان چاروں میں باہم ایک خاص مناسبت ہوئی اور شہر حرام کی تفسیر اگر ذی الحجہ سے کیجاوے جیسا بیضاوی نے اسکو ترجیح دی ہے تو پھر ان پانچوں میں جن میں ایک اصطیاد ہے اور چار اس آیت آئندہ میں مذکور ہیں یہی مناسبت خاصہ حاصل ہے واللہ اعلم **بیان مصالح تحریم بعض اشیاء معظمہ** جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ (الی قولہ) وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

خدا تعالیٰ نے کعبہ کو جو کہ ادب کا مکان ہے لوگوں (کی مصلحتوں) کے قائم رہنے کا سبب قرار دیا اور (اسی طرح) عزت والے مہینہ کو بھی اور (اسی طرح) حرم میں قربانی ہونیوالے جانور کو بھی اور (اسی طرح) ان جانوروں کو بھی جنکے گلے میں (اس نشانی کیلئے) پٹے ہوں (کہ یہ اللہ کی نیاز ہیں حرم میں ذبح ہونگے) یہ (قرار داد علاوہ اور دنیوی مصلحتوں کے) اس (دینی مصلحت کے) لئے (بھی) ہے تاکہ (تمہارا اعتقاد درست اور پختہ ہو اس طرح سے کہ تم ان مصالح سے استدلال کرکے) اس بات کا یقین (ابتداءً یا کمالاً) کرلو کہ بیشک اللہ تعالیٰ تمام آسمانوں اور زمین کے اندر کی چیزوں کا علم (کامل) رکھتے ہیں (کیونکہ ایسا حکم مقرر کرنا جس میں آئندہ کے ایسے مصالح مرعی ہوں کہ عقول بشریہ ان کو

ملحقات الترجمہ ١ے قولہ فی طعامہ اشارة الی انہ مصدر الا انہ یستعمل فیہ کما یستعمل فی الطعوم ١٢ ٢ے قولہ فی السیارة تمہارے لئے للسیارة منکم کذا فسروا ٣ے قولہ فی صید البر گو بعض اعم عبر بہذا العنوان ایضا لاجام لاختلاف الفقہاء والمجتہدین فیہ وفی تفاصیلہ ولکن تجمیع حل الاکل لقرینة الاکتفاء علی ذکر الصید فی تحریم حیث لم یقل حرم علیکم صید البر وطعامہ کما فی قرینة وفیہ اشارة الی فائدة زیادة قولہ طعامہ فیما قبل۔ تقریرہا ان المقصود من الزیادة المبالغة فی بیان حکم صید البحر واجتنابہ عن صید البر فی حکمہ بان صید البحر یحل اصطیادہ واکلہ لا کصید البر حیث لا یحل اصطیادہ ولا الاسباب ان حل الاکل فی بعض الانواع ولاجل ہذہ الفائدة زید قولہ وللسیارة یعنی انہ حلال من کل وجہ اخذا واکلا وحالا وما لا فحصل بہذا کلہ المبالغة فی حکم صید البحر ١٢ ٤ے قولہ فی البیت جوکہ اشارة الی کونہ عطف بیان للمدح او بدلا عن الکعبة ووجہ ترجیح ما عطف علیہ منہ حول اول انجمیں والثانی قیاما بمعنی مابہ القیام بہ امرہم کذا فی الجلالین کالامام بمعنی من یؤتم بہ کما فی الکمالین ١٢ ٥ے قولہ لتعلموا ابتداءً یا کمالا الاول لمن آمن حالا والثانی لمن کان مؤمنا من قبل ١٢

اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ

تم یقین جان لو کہ اللہ تعالیٰ سزا بھی سخت دینے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت اور رحمت والے بھی ہیں۔ رسول کے ذمہ تو صرف پہنچا دینا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سب جانتے ہیں جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو

وَمَا تَكْتُمُوْنَ ۝ قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

اور جو کچھ پوشیدہ رکھتے ہو۔ آپ فرما دیجئے کہ ناپاک اور پاک برابر نہیں گو تم کو ناپاک کی کثرت تعجب میں ڈالتی ہو۔ تو خدا تعالیٰ سے ڈرتے رہو تاکہ تم کامیاب ہو

نہ سوجھ سکیں[۱] دلیل ہے کمال صفت علمیہ کی) اور ان معلومات مذکورہ کے ساتھ تعلق علم کامل سے استدلال کر کے یقین کر لو کہ) بیشک اللہ تعالیٰ سب چیزوں کو خوب جانتے ہیں (کیونکہ ان معلومات کے علم پر کسی چیز نے مطلع نہیں کیا معلوم ہوا کہ علم ذاتی کی نسبت جمیع معلومات کے ساتھ یکساں ہوتی ہے) **ف** کعبہ کے مصالح و برکات دنیویہ میں بعض یہ ہیں امن ہونا جس کا ذکر پارہ الم کے آخر میں اور پارہ لن تنالوا کے شروع میں آ چکا ہے اور وہاں ہر سال مجمع ہونا جس میں ملکی ترقی اور قومی اتحاد بہت سہولت سے میسر ہو سکتی ہے یہ تو مشاہدہ میں آ چکا ہے اور اس کے بقا تک عالم کا باقی رہنا حتی کہ جب کفار اس کو منہدم کر دیں گے قریب ہی قیامت آ جاویگی جیسا احادیث سے معلوم ہوتا ہے اسکا مشاہدہ[۲] اس وقت ہوگا اور شہر حرام کی منفعت امن[۳] عام ہے اور ہدی و قلائد کی منفعت ان کے لانے والے سے تعرض نہ کرنا اور کعبہ اور ہدی و قلائد کے احکام متعلقہ کی منفعت مشترکہ یہ کہ ان احکام سے خانہ کعبہ کی تعظیم کا اعتقاد ہونا اور اس تعظیم کے سبب وہاں کے رہنے والوں یا جانے والوں یا ہو آنے والوں یا ارادہ رکھنے والوں پر ہر قسم کی تعدی و ظلم سے باز رہنا کہ یہ امور عادتاً بھی واقع ہیں اور شرعاً بھی مطلوب ہیں اور دینی برکات میں بعض تو اس آیت میں مذکور ہیں یعنی درستی اعتقاد خاص اور بعض اور بھی ہیں مثلاً کعبہ کا حج و عمرہ موجب ثواب ہونا اسی طرح ہدی و قلائد کی قربانی کا ثواب ہونا ذلک کو قیاما للناس سے علیحدہ کر کے دینی نفع کی طرف اشارہ کرنا شاید اس لئے ہو کہ یہ مقام منافع مشاہدہ کے بیان کا ہے اور اعتقاد کا نافع ہونا اسی طرح حج و عمرہ کا نافع و موجب ثواب ہونا امر غیبی ہے مگر تنبیہاً دوسرے عنوان سے بیان کر دیا اور اگر مخبر صادق کی خبر کو مثل مشاہدہ کے کہا جاوے تو دونوں قسم کے منافع مشاہد ہو جاویں گے اور ہدی و قلائد و شہر حرام کے متعلق سورۂ مائدہ کے شروع میں بھی کچھ بیان ہوا ہے ملاحظہ کر لیا جاوے **ربط** اوپر احکام مختلفہ ارشاد ہوئے ہیں آگے ترغیب و ترہیب سے ان کے امتثال کی تاکید فرماتے ہیں **تاکیداً امتثال الاحکام** اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ الیٰ قولہ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ تم یقین جان لو کہ اللہ تعالیٰ سزا بھی سخت دینے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت اور رحمت والے بھی ہیں (تو ان کے احکام کے خلاف مت کیا کرو اور جو ایسا ہو گیا ہو موافق قواعد شرعیہ کے توبہ کر لو) رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ذمہ تو صرف پہنچانا ہے (سو وہ خوب پہنچا چکے اب تمہارے پاس کوئی عذر و حیلہ باقی نہیں رہا) اور اللہ تعالیٰ سب جانتے ہیں جو کچھ تم (زبان یا جوارح سے) ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ (دل میں) پوشیدہ رکھتے ہو (سو تم کو چاہیئے کہ اطاعت ظاہر اور باطن دونوں سے کرو) آپ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان سے یہ بھی) فرما دیجئے کہ ناپاک اور پاک (یعنی گناہ اور طاعت یا گناہ کرنیوالا اور طاعت کرنیوالا

ع ۱۳ ۳

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ قل لا یستوی الخبیث الخ فیہ عدم الاغترار بکثرۃ اهل الرسوم بمقابلۃ اهل الحقائق

ترجمہ

قولہ تعالیٰ قل لا یستوی الخبیث الخ

اس میں دلالت ہے اہل حقائق کے مقابلہ میں اہل رسم کی کثرت پر دھوکہ نہیں کھانا چاہیئے

اللغات قولہ اعجبت فی القاموس العجبۃ جملۃ علی العجب منہ واعجب بہ عجب وسرّ کہ قال ابو حیان لہ معنیان الحمل علی العجب والسرور وترجمت بالاول لان السرور بالخبیث غیر ظاهر من العاقل وانما وقوعہ فی العجب فلاختفاء الحکمۃ والشبہۃ فی کونہ حقا او باطلا ۱۲

النحو قولہ ولو اعجبک فی الروح الواو لعطف الشرطیۃ علی مثلها وقیل للحال ای لو لم یعجبک ولو اعجبک وقد حذفت الاولی لدلالۃ الثانیۃ علیها [illegible] الشیء اذا تحقق مع المعارض فلان یتحقق بدونہ اولی وجواب لو محذوف لدلالۃ ما قبلہ علیہ ۱۲

البلاغۃ تقدیم الخبیث للایذان بان عدم الاستواء من مقام النقصان فی الخبیث لا الطیب

الروایات فی اللباب اخرج الواحدی والاصبهانی فی الترغیب عن جابر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذکر تحریم الخمر فقام اعرابی فقال انی کنت رجلا کانت هذہ تجارتی فاعتقبت منها مالا فهل ینفع ذلک المال ان عملت بطاعۃ اللہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا یقبل الا الطیب فانزل اللہ تعالیٰ تصدیقا لرسولہ صلی اللہ علیہ وسلم قل لا یستوی الخبیث والطیب الآیۃ اه قلت لعل الروایۃ بعد تحریمها فسؤالہ عن تجارۃ بعد التحریم وتساهلہ فیہ بعد العلم بہ لکن الذی اختارہ جمهور المفسرین نزول وقت الروایۃ فلعلہ صلی اللہ علیہ وسلم قرأ استشهادا فظن نزولها حینئذ واللہ اعلم ۱۲

تحقیقات الترجمۃ [۱] قولہ بدیہیات نہ سوجھ سکیں کما اشار الیہ [illegible] بالنظر الصحیح فی [illegible] کل یوم فی امتثال الاوامر وانقضاء الواقعۃ فی [illegible] قبل [illegible] قلب البشر ولو کان عاقلا ای عاقل [illegible] الاستدلال بہ علی علمہ تعالیٰ بما فی الارض ظاهر اما علی علمہ بما فی السموات فان اکثر الحوادث ینزل من السماء وحیث [illegible] الاسباب [illegible] [۲] قولہ فی ف اس کا مشاہدہ ہوگا۔ بجموع المشاہدین [illegible] [۳] قولہ جیسے امن عام [illegible] ان فسر بذی الحجۃ واما الحرمۃ ان فسر بالاشهر الاربعۃ [illegible] وقوع النسخ ۱۲

یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَکُمْ تَسُؤْکُمْ ۚ وَاِنْ تَسْئَلُوْا عَنْہَا حِیْنَ یُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ

اے ایمان والو ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر تم سے ظاہر کر دی جاویں تو تمہاری ناگواری کا سبب ہو۔ اور اگر تم زمانہ نزول قرآن میں ان باتوں کو پوچھو تو تم سے

تُبْدَ لَکُمْ ۚ عَفَا اللّٰہُ عَنْہَا ۚ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ ○ قَدْ سَاَلَہَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِکُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِہَا کٰفِرِیْنَ ○

ظاہر کر دی جاویں سوالات گذشتہ اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیئے اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے ہیں بڑے علم والے ہیں ایسی باتیں تم سے پہلے اور لوگوں نے بھی پوچھی تھیں پھر ان باتوں کا حق نہ بجا لائے

برابر نہیں (بلکہ خبیث مبغوض ہے اور طیب مقبول ہے پس اطاعت کر کے مقبول بننا چاہئے معصیت سے خوش نہ ہونا چاہئے) اگرچہ (اے دیکھنے والے) تجھکو ناپاک کی کثرت (جیسا اکثر دنیا میں ہی واقع ہوتا ہے) تعجب میں ڈالتی ہو (کہ باوجود ناپسندیدہ ہونے کے پھر کثیر کیوں ہے مگر یہ سمجھ لو کہ کثرت جو کسی حکمت سے ہے دلیل محمود ہونے کی نہیں جب کثرت پر مدار نہیں اور یہ کہ جب اللہ تعالیٰ کے علم وعقاب پر بھی مطلع ہو گئے) تو (اسکو مت دیکھو بلکہ) خدا تعالیٰ (کے خلاف حکم کرنے) سے ڈرتے رہو تاکہ تم (پورے طور سے) کامیاب ہو (کہ وہ جنت اور رضائے حق ہے)

لہ ربط اوپر احکام نازلہ میں مخالفت اور تساہل کی ممانعت تھی آگے غیر ضروری امور کی جن میں احکام غیر نازلہ بھی داخل ہیں بلا ضرورت تفتیش اور کھود کرید کرنے سے ممانعت ہے مجموعہ سے اطاعت کی تعدیل کا حکم نکل آیا کہ نہ اسقدر تفریط کرو کہ جن امور کا حکم ہوا ہے اس سے بے پروائی کرنے لگو اور نہ اس قدر افراط کرو کہ جن امور کا حکم نہیں ہوا اور کوئی معتدبہ وجہ شبہ کی بھی نہ ہو اسکے پیچھے پڑو جیسے بعض کی اب بھی عادت ہوتی ہے کہ سوالات دور دراز کا تراش تراش کر اور تلاش کر کر اور فرض کر کر علماء سے پوچھا کرتے ہیں علاوہ ضرورت کے التسنر آگے سے اسکا مذموم ہونا بھی معلوم ہو گیا اور سبب نزول اسکا صحیحین میں یہ واقعات ہیں کہ بعضے آپ سے پوچھتے کہ میرا باپ کون ہے چنانچہ ایک شخص کے نسب میں لوگوں کو شبہ تھا انہوں نے بھی یہ سوال کیا تھا کوئی پوچھتا میری ناقہ گم ہو گئی کہاں ہے اور جب حج کی فرضیت آپ نے بیان فرمائی تو ایک شخص نے پوچھا کیا ہر سال حج کرنا فرض ہے آپ نے تین بار تک سکوت فرمایا پھر ارشاد کیا کہ میں ہاں کہدیتا تو ہر سال فرض ہو جاتا اور پھر ہو نہ سکتا پہلے لوگ بھی یوں ہی ہلاک ہوئے کہ اپنے پیغمبروں سے پوچھ پاچھ زیادہ کی پھر انکے خلاف کیا میں جو بتلادوں عمل کر لیا کرو اور جس چیز سے منع کر دیا کروں باز رہا کرو یعنی جس امر میں کوئی وجہ شبہ کی نہ ہو سکوت پر اکتفا کرو کیونکہ ایک حدیث میں ہے کہ بڑا مجرم وہ شخص ہے کہ ایسی چیز کے متعلق سوال کیا جو حرام نہ تھی پھر اس کے پوچھنے سے حرام ہو گئی رواہ البخاری ان میں جو امور متعلق حلال وحرام کے ہیں انمیں تو مطابق اس حدیث کے ان کے جواب میں تحریم کا احتمال ہے اور جو امور از قبیل واقعات ہیں ان میں سے بعض میں احتمال خلاف مرضی جواب آنے کا ہے جیسے سوال نسب میں اور بعض میں احتمال ناگوار زجر وتوبیخ کا ہے جیسے سوال ناقہ میں اور تَسُؤْکُمْ جو آگے آتا ہے ان سب کو شامل ہے اور یہ شبہ نہ ہو کہ زجر وتوبیخ کی صورت میں اِنْ تُبْدَ لَکُمْ صادق نہ آویگا کیونکہ اس صورت میں تو ان اشیاء کا اظہار ہی نہیں ہوا کیونکہ اظہار سے مقصود جواب ہے اصل یہ ہے کہ اظہار سے مراد جواب ہونا غیر مسلم ہے بلکہ ان اشیاء کے متعلق کسی امر کا اظہار ہو اظہار اسکو بھی عام ہے گو وہ زجر ہی کیوں نہ ہو اور احکام میں جیسا یہ سوال بوجہ افراط کے ممنوع ہے واقعات میں یہ سوال بوجہ تفریط فی الاطاعت والادب بھی ہے چنانچہ بخاری میں یہ بھی ہے کہ استہزاءً پوچھتے تھے پس آیت سب اقسام سوال کو اور سب اقسام جواب کو شامل ہے گو علت نہی کی کہیں افراط ہو گی کہیں تفریط ہو گی اور ناگواری جواب کا احتمال کہیں تحریم سے ہو گا کہیں رسوائی سے کہیں زجر سے اور بعد زمانہ نزول وحی کے ایسے سوالات سے نہی کی علت اضاعت وقت اور مجیب کو ضیق میں ڈالنا ہے

نہی از سوال امور واحکام غیر ضروریہ قال اللہ تعالیٰ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَکُمْ تَسُؤْکُمْ (الی قولہ) قَدْ سَاَلَہَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِکُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِہَا کٰفِرِیْنَ

اے ایمان والو ایسی (فضول) باتیں مت پوچھو (جن میں یہ احتمال ہو) کہ اگر تم سے ظاہر کر دی جاویں تو تمہاری ناگواری کا سبب ہو (یعنی ان کے جواب میں ناگوار گذرنے کا احتمال ہو) اور

التحریر **قولہ اشیاء** فی المدارک قال الخلیل وسیبویہ وجمہور البصریین اصلہ شیئاء بہمزتین بینہما الف وہی فعلاء من لفظ شیء وہمزتہا الثانیۃ للتانیث ولذا لم تنصرف کحمراء وہی مفردۃ لفظا جمع معنی ولما استثقلت الہمزتان المجتمعتان قدمت الاولی التی ہی لام الکلمۃ فجعلت قبل الشین فصار وزنہا لفعاء **قولہ قد سألہا** فی البیضاوی ای الضمیر [illegible] بحذف الجار [illegible] وقال بعضہم الضمیر للمسئلۃ فی موضع المصدر [illegible] واحدۃ [illegible] من سألہا سال [illegible] ان السؤالین لم یکونا واحدا لکن لم یصرح بہ للمبالغۃ فی التحذیر ا ہ **ملحقات الترجمہ** **قولہ فی الحل** اے دیکھنے والے لانہ قرینۃ [illegible] الخطاب بالمخاطب [illegible] دفعا بالقائل [illegible]

۲ **قولہ (قبل) واتقوا** یا یہ کہ جب [illegible] فالقاء الترتیب علی جمیع ما قبلہا [illegible] الآیۃ منفصلۃ عما قبلہا فی النزول ۱۲ ۔

۳ **قولہ اشیاء** فضول دلیلہ کون الکلام فیہ ۱۲ ۴ **قولہ فی ان تبد وان تسئلوا** جن میں احتمال الاشارۃ الی ان [illegible] الشرطیتین المتفقتین [illegible] لاشیاء [illegible] فی التفصی الی دفع الاشکال [illegible] علی ترتب التالیین علی المقدمین [illegible] السؤال عن [illegible] [illegible] ان [illegible] وان تسئلوا [illegible] فی ترتب ہذا التالی علی [illegible] ذلک ثم [illegible] فی [illegible] عن [illegible] ابی ہریرۃ [illegible] [illegible] ۱۲ منہ

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ

اللہ تعالیٰ نے نہ بحیرہ کو مشروع کیا ہے اور نہ سائبہ کو اور نہ وصیلہ کو اور نہ حامی کو لیکن جو لوگ کافر ہیں وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ لگاتے ہیں

الْكَذِبَ ۭ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ○ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا

اور اکثر کافر عقل نہیں رکھتے اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو احکام نازل فرمائے ہیں انکی طرف اور رسول کیطرف رجوع کرو تو کہتے ہیں کہ ہم کو وہی کافی ہے

وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ۭ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ○

جس پر ہم نے اپنے بڑوں کو دیکھا ہے کیا اگرچہ ان کے بڑے نہ کچھ سمجھ رکھتے ہوں اور نہ ہدایت رکھتے ہوں

(جنمیں یہ احتمال ہو کہ) اگر تم زمانہ نزول قرآن (اور وحی) میں ان باتوں کو پوچھو تو تم سے ظاہر کر دی جاویں (یعنی سوال کرنے میں تو یہ دوسرا احتمال ہو کہ جواب مل جاوے اور جواب ملنے میں وہ پہلا احتمال ہو کہ ناگوار گذرے اور یہ دونوں احتمال جو کہ مجموعی طور پر علت نہی سوال کی ہیں واقعی ہیں پس ایسا سوال ممنوع ہے خیر) سوالات گذشتہ (جو اس وقت تک کر چکے ہو وہ تو) اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیئے (مگر آئندہ مت کرنا) اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے ہیں (اس لئے گذشتہ سوالات معاف کر دیئے اور) بڑے حلم والے ہیں (اس لئے اگر آئندہ کے خلاف ورزی پر دنیا میں سزا نہ دیں تو دھوکہ میں مت پڑ جانا اس کی علت حلم ہوگی) ایسی باتیں تم سے پہلے (زمانہ میں) اور (امتوں کے) لوگوں نے بھی (اپنے پیغمبروں سے) پوچھی تھیں پھر (ان کو جواب ملا تو) ان باتوں کا حق نہ بجا لائے (یعنی ان جوابوں میں جو متعلق احکام کے تھے انکے موافق عمل نہ کیا اور جو متعلق واقعات کے تھے ان سے متاثر نہ ہوئے پس کہیں تم کو بھی ایسی ہی نوبت نہ پیش آ دے اس لئے بہتری اسی میں ہے کہ ایسے سوالات چھوڑ دو) **ف** جیسا مقاتل سے روح میں نقل کیا ہے کہ بنی اسرائیل انبیاء علیہم السلام سے بہت باتیں پوچھتے اور جب وہ بتلاتے تو ان کی تکذیب کرتے اور جیسا تمہید آیۃ میں حدیث کا مضمون آیا ہے کہ انبیاء سے بکثرت پوچھتے پھر جواب ملنے پر خلاف کرتے اور جیسا بنی اسرائیل میں ایک شخص مقتول ہو گیا تھا اور انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے قاتل کی تعیین پوچھی اور خدا تعالیٰ نے اسکو زندہ کر کے اس کا پتہ بتلا دیا پھر اس سے متاثر نہ ہوئے۔ جیسا سورہ بقرہ میں جہاں یہ قصہ آیا ہے وہاں ارشاد ہے ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ یہ قصۂ قتیل متعلق واقعات کے ہے اور حدیث کا مضمون متعلق احکام کے ہے اور حقائق کا قول دونوں کو محتمل ہے اور اکثر اجزاء آیت کی تفسیر تقریر تمہید سے واضح ہو گئی ہے اور یہ جو فرمایا گذشتہ معاف کیا اس پر اگر شبہ ہو کہ جب ایسے سوالات کی ممانعت کی یہ آیت ہی نازل نہ ہوئی تھی تو ممنوع کیوں تھا جواب یہ ہے کہ دوسرے قواعد کلیہ شرعیہ سے یہ ممانعت ثابت تھی مثلاً وجوب ادب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا سورۂ حجرات میں ہے اور خود واجب عقلی بھی ہے اور ان سوالات ممنوعہ میں قید فضول کی اس لئے لگائی کہ ضرورت کی بات پوچھنے کا مضائقہ نہیں مثلاً جب بعض عورتوں کی عدۃ کا حکم نازل ہوا اور بعض کا نہیں ہوا اور ضرورت سب کی پڑتی ہے اس کو صحابہ نے پوچھا تو بلا عتاب اس آیت میں جواب نازل ہوا وَالّٰٓـِٔيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ الآیہ ○ **ربط** اوپر حکم ہفدہم اور ہشدہم میں بعض اعمال کا معصیت ہونا مذکور تھا آگے بعض اعمال کا کفر اور شرک ہونا مذکور ہے **حکم نوزدہم ابطال بعض رسوم کفر**

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ (الی قولہ) اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ○ اللہ تعالیٰ نے نہ بحیرہ کو

فائدہ من الروح واستدل بالآیۃ علی ان الاقتداء انما یصح لمن علم انه عالم مهتد وذلک لا یعرف الا بحجة فلا یکفی التقلید من غیر ان یعلم ان لمن قلدہ حجة صحیحة علی ما قلده فیه حتی قالوا ان للمقلد دلیلا اجمالیا هو دلیل من قلدہ رحمہ اللہ ۱۲

فائدۃ اخری عدّ بعض العلماء من صور السائبة ارسال الطیر ونحوہ وصرح بعض علمائنا بانه لا ثواب فی ذلک بل من دخله فی شیء لا یکتفی بالقدر بل یخشی علیہ الاثم العظیم والناس عن ذلک غافلون ۱۲

ملحقات الترجمہ ۱ے قولہ فی القرآن اور وحی اشار الی انه لا یلزم ان ینزل جوابه فی القرآن لان نزول القرآن قید لوقت السوال لا لا بد فافهم ۱۲ ۲ے **قولہ فی تبد** مجموعی مشاشة الی ان النتیجة مترتبة علی مجموع المقدمتین یعنی ان تسئلوا تبد لکم وان تبد لکم تسؤکم فینتج ان تسئلوا تسؤکم فالمساءۃ هی العلة للنهی بواسطة الابداء الذی هو الحد الاوسط ۔ انما قدم الاخری واخر الاولی حتی ینتظم بصورة الشکل الرابع وکان الظاهر الشکل الاول لان اهل العلة المساءۃ فعبر بالحکم بتقدیم الاولی للمراد والعلة ۱۲ ۳ے قولہ فی عفا سوالات گذشتہ اشار الی ان الضمیر الی مسئلة من الاشیاء المدلول علیہا بقولہ لا تسئلوا عن اشیاء ۱۲ ۴ے قولہ فی کفروا بہا حق نہ بجا لائے من الکفران لعام المعصیة والکفر ۱۲ ۵ے قولہ فی ف اور حقائق کا قول محتمل ولا ادری ان یفسر بکفران اہل الامۃ لانہم لم یکن مسئولا عنہا او الکفر فی السوال عن الشیء بل کثرت مسئلة ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ما جعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ ای ما شرع فیہ رد وابطال لما ابتدعہ اهل الجاهلیة ومن نحا نحوهم من التعبد بتخصیص بعض الاشیاء ببعض غیر اللہ وشاع فی جهلة زماننا ظانین التقرب الی الارواح الطیبة قولہ تعالیٰ واذا قیل لهم تعالوا ...... الخ فیہ رد ما علیہ الجهلة من الصوفیة من تمسکهم بطریقة مشائخهم اذا عرضت علیهم الشریعة

ترجمہ

قولہ تعالیٰ ما جعل اللہ من بحیرۃ الخ یعنی ان چیزوں کو مشروع نہیں فرمایا اس میں ابطال ہے اہل جاہلیت کی اس بدعت کا کہ بعض چیزوں کو غیر اللہ کے نام زد کر دیتے ہیں جیسا اب بھی بعض جہلاء ارواح طیبہ سے تقرب حاصل کرنے کیلئے ایسا کرتے ہیں قولہ تعالیٰ واذا قیل لهم تعالوا الخ اس میں جاہل صوفیہ کے اس طریق کا ابطال ہے کہ جب انکے سامنے شریعت پیش کیجاتی ہے تو وہ اپنے شائخ کے طریق سے تمسک کرتے ہیں ۱۲

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ ۚ لَا یَضُرُّکُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اھْتَدَیْتُمْ ۭ اِلَی اللّٰہِ مَرْجِعُکُمْ جَمِیْعًا فَیُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○

اے ایمان والو اپنی فکر کرو جب تم راہ پر چل رہے ہو تو جو شخص گمراہ رہے تو اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں۔ اللہ ہی کے پاس تم سب کو جانا ہے وہ تم سب کو جتلا دیں گے جو جو کچھ تم سب کیا کرتے تھے

مشروع کیا ہے اور نہ سائبہ کو اور نہ وصیلہ کو اور نہ حامی کو لیکن جو لوگ کافر ہیں وہ (ان رسوم کے باب میں) اللہ تعالیٰ پر جھوٹ لگاتے ہیں (کہ خدا تعالیٰ ان اعمال سے خوش ہیں) اور اکثر کافر (دین کی) عقل نہیں رکھتے اور (اس سے کام نہیں لیتے بلکہ محض اپنے بڑوں کی دیکھا دیکھی ایسی جہالتیں کرتے ہیں چنانچہ) جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو احکام نازل فرمائے ہیں ان کی طرف اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف (جن پر وہ احکام نازل ہوئے ہیں) رجوع کرو (جو امر اس سے حق ثابت ہو حق سمجھو اور جو باطل ثابت ہو باطل سمجھو) تو کہتے ہیں کہ ہم کو (ان احکام اور رسول کی ضرورت نہیں ہم کو) وہی (طریقہ) کافی ہے جس پر ہم نے اپنے بڑوں کو دیکھا ہے (حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ) کیا (وہ طریقہ ان کے لئے ہر حال میں کافی ہے) اگرچہ ان کے بڑے (دین کی) نہ کچھ سمجھ رکھتے ہوں اور نہ (کسی آسمانی کتاب کی) ہدایت رکھتے ہوں **ف** دوسری آیت وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ کے مثل ایک آیت ربع سیقول کے قریب آچکی ہے وہاں اس کے متعلق کچھ توضیح اور کچھ تحقیق جس میں مسئلہ تقلید مجتہدین سے بھی تعرض ہے گذر چکی ہے ملاحظہ کر لیا جاوے اور پہلی آیت کے لغات کی تفسیر بخاری میں سعید بن المسیب سے اس طرح آئی ہے کہ بحیرہ وہ جانور جس کا دودھ بتوں کے نام کر دیتے تھے کوئی اپنے کام میں نہ لاتا اور سائبہ وہ جانور جس کو بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے اس سے کوئی کام نہ لیتے جیسے اس ملک میں بعضے لوگ سانڈ چھوڑتے ہیں اور وصیلہ وہ ناقہ جو پہلی بار مادہ بچہ جنے پھر دوسری بار بھی مادہ بچہ دے درمیان میں نر بچہ نہ پیدا ہو اس کو بھی بتوں کے نام چھوڑ دیتے تھے اور حامی نر اونٹ جو ایک خاص شمار سے جفتی کر چکا ہو اس کو بھی بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے اھ یہ سب باطل اور کفر اور شرک ہیں یہ تو حکم ہے خود اس فعل کا باقی ان جانوروں کا حلال یا حرام ہونا اس کی تحقیق مع رفع شبہات ربع سیقول کے قریب آیت یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ کُلُوْا اور آیت اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَةَ کے ذیل میں گذر چکی ہے ملاحظہ کر لیا جاوے اور اکثر اس لئے فرمایا کہ بعضے مشرک مسلمان بھی ہو جاتے تھے

ربط اور یہ رسم پرست کفار کی ایک جہالت کا ذکر تھا اور ایسی ایسی جہالتیں ان کی بکثرت تھیں جن کو سنکر مومنین کو رنج اور افسوس ہو سکتا ہے اس لئے آگے مومنین کو اس کے متعلق ارشاد ہے کہ تم کیوں اس غم میں پڑے ہو تم کو اپنی اصلاح اور دوسرے کی اصلاح میں بقدر وسع کوشش کرنے کا حکم ہے باقی کوشش پر ثمرہ مرتب ہونا اختیار سے خارج ہے اس لئے کار خود کن کار بیگانہ مکن **تعدیل در اصلاح غیر** یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ ۚ (الیٰ قولہ) فَیُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ اے ایمان والو اپنی (اصلاح کی) فکر کرو (اصل کام تمہارے ذمہ یہ ہے باقی دوسروں کی اصلاح کے متعلق یہ ہے کہ جب تم اپنی طرف سے بتوقع نفع بقدر وسع سعی کر رہے ہو مگر دوسرے پر اثر نہیں ہوتا تو تم اثر مرتب

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ یایھا الذین اٰمنوا الخ فیہ علی بعض التفاسیر کما فی الروح المنع عن هلاک النفس حسرة واسفا علی ما فیه الکفرة والفسقة فقد کان المؤمنون یتحسرون علی الکفرة ویتمنون ایمانهم فنزلت اھ وهذا ما هو علیه العارفون ان عدم تصدیهم لاحد مع امرهم بالمعروف ونهیهم عن المنکر ۱۲

ترجمہ

قولہ تعالیٰ یایھا الذین اٰمنوا الخ بعض تفاسیر پر جیسا روح میں ہے اس میں کفار و فساق کی حالت پر زیادہ افسوس اور حسرت کرنے سے مومنین کو منع کیا گیا ہے اور یہی طریق ہے عارفین کا امر بالمعروف ونہی عن المنکر کر چکنے کے بعد کسی کے زیادہ درپے نہیں ہوتے ۱۲

النحو فی الروح علیکم الزموا انفسکم اسم فعل امر وهو متعد الی المفعول بعده وقد یکون لازما و المراد به الامر بالتمسک کما فی علیک بذات الدین وهو خاص فیما اذا کان الضمیر للخطاب فلو قلت علیه زیدا لم یجز وفیه خلاف ۱۲

ملحقات الترجمة ۱ے قوله فی جعل مشروع کما فی الروح معنی ما جعل ما شرع ولذلک عدی الی مفعول واحد ومن لتاکید النفی وانکر بعضهم مجیئ بهذا المعنی من اهل اللغة وجعلها للتصییر والمفعول الثانی محذوف ای ما جعل البحیرة ولا ولا اذا ای ولا السائبة ولا الوصیلة ولا الحامی مشروعة ولیس کما قال فان الراغب نقل ذلک عن اهل اللغة وهو ثقة فلا یقصر عن غیرهم اهـ وکذا فسر فی [illegible] ولو ثبت عن احد الثقات تفسیره بما حرم فغایته نفی التحریم ولا یضر من یحرمه لان التحریم تحریمان [illegible] وهو منفی والمحرمات والخبث هو المثبت کما تحقیقه فی سورة البقرة فی قوله تعالی یایها الناس کلوا مما فی الارض لبعض الاناس الی ضعین والمجوزین فی الباب تحقیق آخر وهو ان الحرمة مختصة بالحیوان الذی قصد ذبحه للتقرب الی غیر الله لغیر بحیوان وکذا الحیوان الذی لم یقصد ذبحه [illegible] لیحرم فعلی هذا لا یحرم السوائب والبحائر وغیرهما [illegible] قوله تعالی ما جعل الله من بحیرة [illegible] وقوله وکلوا مما [illegible] الا رغبة [illegible] بالاذن فی اکل السوائب فالم یوجد ما نسخ آخرا اهـ [illegible] تم الترجمة

اشتهر من بعض اهل التفسیر ان الحرمة تختص بما ذکر اسم الله علیه فی حین وقت الذبح [illegible] فی مسئلة الحرمة [illegible] اقوال الاول اشتراط ذکر اسم غیر الله فی حین وقت الذبح الثانی اشتراط نیة الذبح علی اسم غیر الله مع عدم اشتراط ذکر اسم غیر الله وقت الذبح الثالث عدم اشتراط الامرین والاقتصار علی النیة الفاسدة فی ای محل کان حیوانا او غیر حیوان [illegible] والمقدم [illegible] الی المرجحة فرجح والراجح عندی هو القول الثانی والدلیل علی عدم اشتراط اسم غیر الله فی حین وقت الذبح قوله تعالی وما ذبح علی النصب هو مدلول النص [illegible] کل ما یتقرب به الی غیر الله کالمهدی الی المقابر والمشاهد والضرائح [illegible] ۲ے قوله فی یفترون [illegible] الاعراف [illegible] ۳ے قوله فی لا یعقلون [illegible] ۴ے قوله [illegible] ۵ے قوله [illegible] او لو کان اشارة الی تقدیر المعطوف علیه [illegible] ۶ے قوله فی لا یعلمون [illegible] ۷ے قوله [illegible]

نہ ہونے کی فکر میں نہ پڑو کیونکہ جب تم (دین کی) راہ پر چل رہے ہو (اور واجبات دین کو ادا کر رہے ہو اس طرح کہ اپنی بھی اصلاح کر رہے ہو اور دوسروں کی اصلاح میں بھی کوشش کر رہے ہو) تو جو شخص (باوجود تمہاری سعی اصلاح کے بھی) گمراہ رہے تو اس (کے گمراہ رہنے) سے تمہارا کوئی نقصان نہیں (اور جیسا اصلاح غیر میں حد سے زیادہ فکر و غم سے منع کیا جاتا ہے ایسا ہی ناامیدی ہدایت کے وقت غصہ میں آ کر دنیا ہی میں ان پر سزا نازل ہونے سے حق و باطل کا اخیر فیصلہ ہو جانے کی بھی تمنا مت کرنا کیونکہ یہ آخرت میں ہوگا چنانچہ) اللہ ہی کے پاس تم سب کو جانا ہے پھر وہ تم سب کو جتلا دیں گے جو جو کچھ تم سب کیا کرتے تھے (اور جتلا کر حق پر ثواب اور باطل پر عذاب کا حکم نافذ فرما دیں گے) **ف** اس آیت کا صرف ترجمہ دیکھنے سے وسوسہ ہوتا تھا کہ جو شخص خود دین پر عامل رہے اس کے ذمہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب نہیں ہے لیکن تفسیر کی جو تقریر کی گئی ہے اس سے آیت کا مطلب واضح ہو گیا جس کا حاصل یہ ہے کہ عدم ضرر مشروط باہتدا ہے اور اہتدا میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر داخل ہی ہے چنانچہ ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور بنقل روح المعانی کے ابن جریر اور ابن مردویہ نے اور بنقل فتح کے دارقطنی نے حضرت صدیقؓ کا خطبہ بایں مضمون نقل کیا ہے کہ تم لوگ اس آیت کے معنی کچھ اور سمجھتے ہو حالانکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی تاکید اور اس کے ترک پر وعید سنی ہے اور جلالین میں جو حاکم کی روایت سے حدیث ہے کہ تم امر و نہی کرتے رہو حتی کہ جب حرص و خودرائی وغیرہ کو غلبہ ہو جاوے تو عوام کو چھوڑ کر اپنے شغل اصلاح میں لگ جاؤ یا بنقل روح عبد الرزاق و ابوالشیخ و طبرانی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یا ابن جریر نے ابن عمرؓ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ یہ آیت اس زمانہ کیلئے نہیں بلکہ زمانہ آئندہ کے لئے ہے جبکہ امر و نہی نافع نہ ہوگا تو ان روایات کا ظاہری مطلب مراد نہیں کیونکہ یقیناً آیت کے خطاب میں صحابہ بھی داخل ہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ اس آیت کے مضمون مجموعی کا ایک خاص جزو کہ جب امر و نہی سے نفع نہ ہو تو اس کا وجوب ساقط ہو جاتا ہے گو یہ بھی ہر زمانہ کے لئے عام ہے مگر خیر القرون میں چونکہ عدم نفع مغلوب تھا اس لئے سقوط وجوب کا تحقق بھی قلیل مثل معدوم کے تھا اور قرون شر میں چونکہ عدم نفع غالب ہوگا اس لئے اس سقوط کا تحقق بھی کثیر ہوگا مثل امور مختصہ اس زمانہ کے خوب سمجھ لو اور یہ جو فرمایا لا یضرکم اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ صحابہ کو احتمال اس ضرر کا تھا کیونکہ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی کا مضمون صاف اور عقلی بھی ہے بلکہ انکے تخفیف غم کے لئے اس مضمون میں تامل اور اس سے استدلال کرنیکا حکم فرمانا مقصود ہے کہ جب یہ امر تحقیق ہے تو تم کو چاہئے کہ اس پر نظر کر کے بے غم رہو واللہ اعلم اور گو ایسی حالت میں کسی کے غم میں پڑنا غیر نافع ہے لیکن ممانعت کیوں فرمائی جب کہ ظاہراً سیاق آیت سے معلوم ہوتا ہے سو اس کی وجہ واللہ اعلم اوّل تو یہی کافی ہے کہ جب غیر نافع ہے تو لایعنی ہوا اور لایعنی کا ترک مطلوب ہے دوسرے تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ ایسی فکروں میں پڑنے سے بعض اوقات اپنے ضروری و مطلوب عند الشرع مقاصد میں خلل آ جاتا ہے واللہ اعلم **ربط** اوپر مصالح دینیہ کے متعلق احکام تھے آگے مصالح دنیویہ کے متعلق بعض احکام ہیں اور اس کو ان کے ساتھ لانے میں دو امر کی طرف اشارہ ہو گیا ایک یہ کہ یہ حکم اور احکام متعلقہ بالدین وجوب عمل میں برابر ہیں دوسرے یہ کہ حقتعالیٰ اپنی رحمت سے مثل اصلاح معاد کے اپنے بندوں کی معاش کی اصلاح بھی فرماتے ہیں چونکہ تفسیر آیت آئندہ کی دو امر پر موقوف ہے ایک قصہ جو کہ سبب نزول ہے دوسرے بعض مسائل جو اس آیت کے مدلول پر مبنی ہیں اس لئے ان کو اوّلاً لکھا جاتا ہے **قصہ شان نزول** ایک شخص سہمی یعنی قبیلہ بنی سہم کا تمیم داری اور عدی بن بدّاء کے ساتھ کہ اسوقت یہ دونوں نصرانی تھے مال تجارت لیکر چلا اور وہ سہمی بیمار ہو کر ایسی جگہ جہاں کوئی مسلمان نہ تھا مر گیا اور مرنیکے وقت ان دونوں شخصوں کو یعنی تمیم اور عدی کو وصیت کی کہ میرا ترکہ میرے ورثہ کو پہنچا دینا جب یہ دونوں وہ ترکہ لائے تو اس میں ایک جام چاندی کا جس پر نقش و نگار سونے کا بنا تھا اور بڑا مال وہی تھا اور اسباب میں اس کے ہونیکا ورثہ کو علم نہ تھا نہ نکلا اور ذریعہ علم مدارک میں یہ ذکر کیا ہے کہ میت نے اپنے اسباب کی فہرست بھی اسباب میں بلا اطلاع ان دونوں کے رکھدی تھی میلان کے وقت اسباب پورا نہ ہوا مدارک کا مضمون ختم ہوا ورثہ کو ان دونوں پر شبہ ہوا اور ان سے پوچھا انہوں نے کہا کہ بس اس نے ہم کو یہی اسباب سپرد کیا تھا آخر مقدمہ سرکار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش ہوا اور پہلی آیت یعنی یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَیْنِكُمْ الی قولہ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِیْنَ ○ نازل ہوئی آپ نے ورثہ سے ان کے اس دعوے پر کہ ان دونوں نے خیانت کی ہوگی گواہ طلب کئے گواہ کوئی تھا نہیں آخر آپ نے ان دونوں سے عدم خیانت و عدم کتمان پر قسم لی اور دعوی خارج ہوا پھر ان ورثہ نے وہ جام مکہ میں کسی کے پاس دیکھا پوچھا تمہارے پاس کہاں سے آیا اس شخص نے کہا

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَیْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِیْنَ الْوَصِیَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ

اے ایمان والو تمہارے آپس میں دو شخص وصی ہونا مناسب ہے جبکہ تم میں سے کسی کو موت آنے لگے جب وصیت کرنے کا وقت ہو وہ دو شخص ایسے ہوں کہ دیندار ہوں اور تم میں

اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَیْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِیْبَةُ الْمَوْتِ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْ بَعْدِ الصَّلٰوةِ

سے ہوں یا غیر قوم کے دو شخص ہوں اگر تم کہیں سفر میں گئے ہو پھر تم پر واقعہ موت کا پڑ جاوے اگر تم کو شبہ ہو تو ان دونوں کو بعد نماز روک لو پھر دونوں

فَیُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِیْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰی وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ

خدا کی قسم کھاویں کہ ہم اس قسم کے عوض کوئی نفع نہیں لینا چاہتے اگرچہ کوئی قرابتدار بھی ہوتا اور اللہ کی بات کو ہم پوشیدہ نہ کریں گے ہم اس حالت میں سخت گنہگار

الْاٰثِمِیْنَ۝ فَاِنْ عُثِرَ عَلٰۤی اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّاۤ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ یَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِیْنَ اسْتَحَقَّ عَلَیْهِمُ الْاَوْلَیٰنِ

ہونگے پھر اگر اس کی اطلاع ہو کہ وہ دونوں وصی کسی گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں تو ان لوگوں میں سے جن کے مقابلہ میں گناہ کا ارتکاب ہوا تھا اور دو شخص جو سب میں قریب تر ہیں جہاں وہ دونوں کھڑے

فَیُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَاۤ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَیْنَاۤ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِیْنَ۝ ذٰلِكَ اَدْنٰۤی

ہوئے تھے یہ دونوں کھڑے ہوں پھر دونوں خدا کی قسم کھاویں کہ بالیقین ہماری یہ قسم ان دونوں کی اس قسم سے زیادہ راست ہے اور ہم نے ذرا تجاوز نہیں کیا ہم اس حالت میں سخت ظالم ہو جاویں گے یہ بہت قریب

اَنْ یَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰی وَجْهِهَاۤ اَوْ یَخَافُوْۤا اَنْ تُرَدَّ اَیْمَانٌۢ بَعْدَ اَیْمَانِهِمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ۝

ذریعہ ہے اس امر کا کہ وہ لوگ واقعہ کو ٹھیک طور پر ظاہر کریں یا اس بات سے ڈر جاویں کہ ان سے قسمیں لینے کے بعد قسمیں متوجہ کی جاویں گی اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سنو اور اللہ تعالیٰ فاسق لوگوں کو راہنمائی نہ کریں گے

ہیں نے تمیم اور عدی سے خریدا ہے معالم میں اتنا اور ہے کہ پھر بنی سہم نے تمیم اور عدی سے اسکے متعلق گفتگو کی دونوں نے جواب دیا کہ تمیم نے میت سے خرید لیا تھا انہوں نے کہا کہ اسوقت تو تم کہتے تھے کہ ہمکو جام کی خبر ہی نہیں کہنے لگے کہ چونکہ ہماری خرید پر کوئی گواہ نہ تھا اس لئے ہم نے یہ قصہ چھپا لیا تھا آخر یہ مقدمہ دوبارہ پھر سرکار نبوی میں پیش ہوا اور بعد والی آیت فَاِنْ عُثِرَ الخ نازل ہوئی مضمون معالم کا تمام ہوا چونکہ تمیم و عدی کے پاس کوئی گواہ نہ تھا اس لئے آپ نے بنی سہم کے دو شخصوں سے کہ وہ وارث ہونے میں سب سے زیادہ نزدیک کے رشتہ دار تھے قسم لی اور قسم کے موافق مقدمہ ختم ہو گیا رواہ البخاری والترمذی ودخل حدیث احدہما فی الآخر **مسائل** **مسئلہ اول** میت جس شخص کو مال سپرد کر کے اس کے متعلق کسی کے دینے دلانے کو کہہ جاوے وہ وصی ہے اور وصی ایک شخص بھی ہو سکتا ہے اور زیادہ بھی **مسئلہ دوم** اور اس کا مسلمان اور عادل ہونا خواہ حالت سفر ہو یا حضر افضل ہے لازم نہیں **مسئلہ سوم** نزاع میں جو امر زاید کا مثبت ہو وہ مدعی اور دوسرا مدعا علیہ کہلاتا ہے۔ **مسئلہ چہارم** اول مدعی سے گواہ لئے جاتے ہیں اگر موافق ضابطہ شرعی کے پیش کر دے مقدمہ وہ پاتا ہے اور اگر پیش نہ کر سکے تو مدعی علیہ سے قسم لی جاتی ہے اور مقدمہ وہ پاتا ہے البتہ اگر قسم سے انکار کر جاوے تو پھر مدعی مقدمہ پا لیتا ہے **مسئلہ پنجم** اور قسم کی تغلیظ زمان یا مکان کے ساتھ حاکم کی رائے پر ہے لازم نہیں **مسئلہ ششم** اگر مدعی علیہ کسی اپنے فعل کے متعلق قسم کھاوے تو صیغہ قسم کا یہ ہے کہ میں نے یہ فعل نہیں کیا اور جو دوسرے کے فعل کے متعلق قسم کھاوے تو صیغہ یہ ہوتا ہے کہ مجھکو اس فعل کی اطلاع نہیں **مسئلہ ہفتم** اگر کسی میراث کے مقدمہ میں وارث مدعا علیہ ہوں تو جنکو شرعاً میراث پہنچتی ہے ان پر قسم آوے گی خواہ وہ واحد ہو یا متعدد اور جو وارث نہیں ان پر قسم نہ ہوگی کذا فی الہدایۃ وغیرہا الب بعونہ تفسیر لکھی جاتی ہے **حکم سوم قسم سوگند بر مدعی علیہ وصی با شاہد یا وارث** یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَیْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ (الی قولہ) وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ۝ اے ایمان والو تمہارے آپس (کے معاملات) میں

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ یایہا الذین اٰمنوا الخ فیہ مراعاۃ الانتظام فی کل امر ولو کان دنیویا فان الاخلال فیہ یفضی الی تعطیل مصالح الخلق من ذوی الحقوق۔

ع ۱۴ / ۴

ترجمہ

قولہ تعالیٰ یایہا الذین اٰمنوا ..... الخ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انتظام کی رعایت ہر امر میں ضروری ہے گو وہ امر دنیوی ہی کیوں نہ ہو کیونکہ بد انتظامی سے اہل حقوق کے مصالح میں خلل پڑ جاتا ہے [illegible]

الحکم ان فی الآیات تنبیہات و فوائد من الی بشی **الاول** ان الشہادۃ فی شہادۃ بینکم بمعنی الایصاء کما فی الروح فانہ مشترک لمعان عدیدۃ **الثانی** ان فیہ مقدر قبل الشہادۃ کے یصح حمل الاثنان علیہ **الثالث** ان قولہ شہادۃ بتقدیرہ مبتدا و اثنان خبرہ **الرابع** اضافۃ شہادۃ الی بین علی الاتساع **الخامس** ان الجملۃ خبر صورۃ انشاء حقیقۃ ای لیکن ذو الی الا [illegible] الوصی اثنین **السادس** ہو العدد وکذا باقی قیودہ ہل الاعم بنفس الوصایۃ لاستحباب **السابع** ان حین بدل من اذا **الثامن** ان قولہ ان انتم ضربتم قید لکون الوصی من غیرکم جریا علی الواقع ح انما کانا لا فی [illegible] **التاسع** ان قولہ تحبسونہما استیناف بالبینات **العاشر** ان الخطاب فیہ للحکام **الحادی عشر** ان الصلوۃ ہی العصر عند الاکثر بدلالۃ الواقعۃ

(بقیہ بر صفحہ آئندہ)

(مثلاً ورثہ کو مال سپرد کرنے کے لئے) دو ۲ شخص وصی ہونا مناسب ہے (گو بالکل وصی نہ بنانا جائز ہے) جبکہ تم میں سے کسی کو موت آنے لگے (یعنی جب وصیت کرنیکا وقت ہو) اور وہ دو شخص ایسے ہوں کہ دیندار ہوں اور تم میں سے (یعنی مسلمانوں میں سے) ہوں یا غیر قوم کے دو ۳ شخص ہوں اگر (مسلمان نہ ملیں مثلاً) تم کہیں سفر میں گئے ہو پھر تم پر واقعہ موت کا پڑ جاوے (اور یہ سب امور مناسب ہیں ورنہ جس طرح بالکل نہ وصی بنانا جائز ہے اسی طرح اگر ایک وصی ہو یا عادل نہ ہو یا حضر میں غیر مسلم کو بناوے سب جائز ہے پھر ان اوصیاء کا یہ حکم ہے کہ) اگر (کسی وجہ سے ان پر) تم کو (اے ورثہ) شبہ ہو (جیسا قصہ مذکورہ میں ہوا کہ میت کے ترکہ میں جام نہیں ملا) تو (اے حکام مقدمہ اس طرح فیصل کرو کہ اول ورثہ سے چونکہ وہ مدعی ہیں اس امر پر گواہ طلب کرو کہ انہوں نے فلاں چیز مثلاً جام لے لیا ہے اور اگر وہ گواہ نہ لا سکیں تو ان اوصیاء سے چونکہ وہ مدعی علیہ ہیں اس طرح قسم لو کہ) ان دونوں (وصیوں) کو بعد نماز (عصر مثلاً) روک لو (کیونکہ اکثر اسوقت مجمع زیادہ ہوتا ہے تو جھوٹی قسم کھانے والا ایک گونہ شرماتا ہے نیز وقت بھی معظم ہے کچھ اس کا بھی خیال ہوتا ہے۔ اور مقصود اس سے تغلیظ یمین کی ہے زمان متبرک و مکان اجتماع خلق کے ساتھ) پھر دونوں (اسطرح) خدا کی قسم کھاویں کہ (صیغہ حلف کے ساتھ یہ کہیں کہ) ہم اس قسم کے عوض کوئی (دنیا کا) نفع نہیں لینا چاہتے (کہ نفع دنیا کا لے لیں اور راستی سوگند کو چھوڑ دیں) اگر چہ (اس واقعہ میں ہمارا) کوئی قرابتدار بھی (کیوں نہ) ہوتا (جس کی مصلحت اپنی مصلحت کے ساتھ مجتمع خیال کر کے ہم جھوٹی قسم کھاتے اور اب تو کوئی ایسا بھی نہیں جب دو مصلحتوں کی وجہ سے بھی ہم جھوٹ نہ بولتے تو ایک مصلحت کے سبب تو ہم کیوں ہی جھوٹ بولیں گے) اور اللہ کی (طرف سے جس) بات (کے کہنے کا حکم ہے اس) کو ہم پوشیدہ نہ کریں گے (ورنہ) ہم (اگر ایسا کریں تو) (اس حالت میں سخت گنہگار ہوں گے (یہ تغلیظ قولی ہے جس سے مقصود استحضار ہے وجوب صدق و حرمت کذب و عظمت الٰہیہ کا جو مانع ہو دروغ حلفی سے اب ان دونوں تغلیظ کے بعد اور اگر حاکم کی رائے ہو تو بلا تغلیظ اصل مضمون کی قسم کھاویں مثلاً ہم کو میت نے جام نہیں دیا اور اس پر مقدمہ فیصل کر دینا چاہئے چنانچہ قصہ مذکورہ میں ایسا ہی ہوا) پھر (اس کے بعد) اگر (کسی طریق سے ظاہر ہو) اسکی اطلاع ہو کہ وہ دونوں (وصی) کسی گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں (مثلاً قصہ مذکورہ میں جب جام مکہ میں ملا اور دونوں وصیوں نے دریافت کرنے پر دعوی اشتراء من المیت کا کیا جس سے اخذ من المیت کا اقرار لازم آتا ہے اور وہ معارض ہے اخذ کے انکار سابق کا چونکہ اقرار بالمضر حجت ہے اس لئے ظاہراً ان کا خائن اور کاذب ہونا معلوم ہوا) تو (ایسی صورت میں مقدمہ کا رخ بدل جاویگا یعنی جو پہلے مدعی علیہ تھے اب مدعی اشتراء کے ہو گئے اور ورثہ جو کہ پہلے مدعی خیانت کے تھے مدعی علیہ ہو گئے اس لئے اب فیصلہ کی یہ صورت ہو گی کہ اول یہ بیان

(بقیہ صفحہ ۶۸) **الثانی عشر** ان قوله لا نشتري بفعل ليقولان المقسم المدلول عليه بقوله فيقسمان **الثالث عشر** انه بتقدير المضاف في بيان [illegible] **الرابع عشر** ان زيادة قوله ولو كان ذا قربى للمبالغة في التبري عن الكذب كانهما قالا لا نأخذ لانفسنا بدلا من ذلك ولو انضم اليه رعاية جانب الاقرباء وكيف اذا لم يكن كذلك وقيل ان صيانة الغيب تكون اهم من رعاية جانب الاقرباء قلت ممنوع بل الحال مختلفة كما يشاهد لانه ولو كان المشهود له مع انفسنا ذا قربى ايضا **الخامس عشر** ان الضمير في كان للمقسم له المدلول عليه بفحوى الكلام **السادس عشر** ان اذا ثم جوابه محذوف اي حلفتما دل عليه قبله **السابع عشر** ان الشهادة في شهادة الله معناه الخبر القاطع كما في القاموس [illegible] واضافتها الى الله [illegible] **الثامن عشر** [illegible] **التاسع عشر** [illegible] كما روى الترمذي انه اتهمهم بالجام خيانة ثم تاب لما اسلم الى الله تعالى **العشرون** ان آخران مبتدأ ويقومان خبره والفاء جزائية وهي احدى مسوغات الابتداء بالنكرة **الحادي والعشرون** المراد بالقيام قيامهما في مقام الحبس والتحليف والقيام في توجيه اليمين **الثاني والعشرون** المراد بالذين استحق عليهم الورثة **الثالث والعشرون** ان الضمير في استحق مبنيا للفاعل الى الاثم واسناد الاستحقاق اليه مع كونه مفعولا موقعا عليه الفعل مجازي للمبالغة اي انهما استحقا اثما بحيث كانه استحق الاثم نفسه كما في عيشة راضية ويقال في توجيهه انه مسند الى الحدث اي وقع الاستحقاق للمذكورين عليهم كما نقل في الكمالين في قوله لقد تقطع بينكم اي وقع التقطع وكما في الروح وقد قدره اي في قوله تعالى ثم بدا لهم من بعد ما رأوا الآيات ليسجننه **الرابع والعشرون** استحقاق الاثم عليهم كناية عن الجناية عليهم [illegible] ۱۲

الخامس والعشرون ان الاولين بدل من آخران لان الاولين لما كان غير معين لكون اللام للجنس كان في حكم النكرة [illegible] **السادس والعشرون** الشهادة في قوله لشهادتنا بمعنى الحلف كما في القاموس **السابع والعشرون** قوله احق [illegible] ان اليمين الاولى التي كانت من الوصيين يحتمل كونها حقا [illegible] بصيغة التفضيل كما قررته في التاسع عشر من قوله لانه يمكن الخ فيكون يمين الوصيين خطأ فافهم [illegible] **الثامن والعشرون** من النكتة في ايراد الاثمين في موضع والظالمين في آخر كذا **التاسع والعشرون** من كون الاشارة في قوله ذلك الى مجموع التحليفين وكذا **الثلثون** [illegible] بالشهادة على وجهها والخوف كذا اثبت هذه النكتة في المتن [illegible] الى ما قبلها في اثناء الترجمة فانظره واشكر **الحادي والثلثون** في قراءة الاولين جمع اول بدل من الذين [illegible] باعتبار [illegible] ذكره في قوله يايها الذين آمنوا شهادة بينكم **الثاني والثلثون** في قراءة استحق عليهم مبنيا للمفعول والضمير للاثم والمعنى ظاهر **الثالث والثلثون** ان كون الوصي اثنين وكذا الورثة لخصوص الواقعة لا لخصوص الحكم **الرابع والثلثون** ان الآية على الاصح غير منسوخة **الخامس والثلثون** ان التغليظ في الايمان غير واجب [illegible] اعلم اني اخذت هذه الفوائد من الجلالين والكمالين والبيضاوي والروح والمدارك وغيرها وبعضها فيض علي من الله والله اعلم بالصواب

حواشی متعلقہ صفحہ ہذا ۱ ترجمہ میں لفظ یعنی جب وصیت سے مطلب اشارہ ہے کہ قرآن میں حضور موت کی تفسیر حین الوصیۃ سے اس لئے کی گئی کہ اکثر وصیت عادۃً اسی وقت کی جاتی ہیں یہ مقصود نہیں کہ موت سے پہلے وصیت نہ کرے اور عین موت ہی کے قریب کرے [illegible] تنبیہ ۲ مطلب یہ ہے کہ آیت کا امر ارشاد ہے امر وجوب نہیں ۱۲ [illegible]

[illegible] کی ضمیر اوصیاء کی طرف اور تحبسونہما کی ضمیر شاہدین کی طرف ہے اور انتشار ضمائر نہیں کہا جائیگا کیونکہ مخاطب مجموعہ مسلمان ہیں یا نیں جس کے لئے جو وصف ثابت ہو وہ اس کا مخاطب ہو جاویگا۔ اور اس آیت کے لفظ ارتبتم سے ثابت ہوتا ہے کہ حبس فی الریب حاکم کو جائز ہے اگر تحقیق میں دیر نہ کریں جیسا کہ بعض متاخرین فقہاء نے ارشاد فرمایا ہے نیز تحبسونہما سے امام ابوحنیفہ کے اس قول کی تائید بالقیاس علی الحبس ہوتی ہے (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

گواہ اشتراء کے طلب کئے جاویں اور جب وہ گواہ پیش نہ کرسکیں تو) ان (وارث) لوگوں میں سے جنکے مقابلہ میں (اُن اوصیا کی جانب سے) گناہ (مذکور) کا ارتکاب ہوا تھا اور (جو کہ شرعاً مستحق میراث ہوں مثلاً صورت مذکورہ میں) دو شخص (سےتھے) جو سب (ورثہ) میں (باعتبار استحقاق میراث قریب تر ہیں جہاں (حلف کے لئے) وہ دونوں (وصی) کھڑے ہوئے تھے (اب) یہ دونوں (حلف کیلئے) کھڑے ہوں پھر دونوں (اس طرح) خدا کی قسم کھاویں کہ (صیغہ حلف کے ساتھ یہ کہیں کہ) بالیقین ہماری یہ قسم (بوجہ عسہ اس کے کہ بالکل اشتباہ سے ظاہراً و حقیقۃً منزہ ہے) ان دونوں (اوصیاء) کی اس قسم سے زیادہ راست ہے (کیونکہ اُنکی حقیقت کا گو ہم کو علم نہیں لیکن ظاہراً تو وہ مشتبہ ہوگئی) اور ہم نے (حق سے) ذرا تجاوز نہیں کیا (ورنہ) ہم (اگر ایسا کریں تو) اس حالت میں سخت ظالم ہونگے (کیونکہ پرایا مال جان بوجھکر بلا اجازت لے لینا ظلم ہے یہ بھی تغلیظ ہے جو حاکم کی رائے پر ہے پھر اصل مضمون پر قسم لیجاوے جسکا صیغہ بوجہ اس کے کہ فعل غیر پر ہے یہ ہوگا کہ خدا کی قسم ہمارے علم میں میت نے ان مدعیوں کے ہاتھ جام فروخت نہیں کیا۔ اور چونکہ علم کی واقفیت و عدم واقفیت کی اطلاع کی کوئی ظاہری سبیل نہیں ہوسکتی اس لئے اس کی واقفیت پر زیادہ موکد قسم لی گئی جیسا لفظ احق دال ہے جس کا حاصل یہ ہوا کہ اُس کا مدار چونکہ میرے ہی اوپر ہے اس لئے قسم کھاتا ہوں کہ جیسا اس میں کذب ظاہری کا ثبوت نہیں ہوسکتا اسی طرح حقیقت میں بھی کذب منفی ہے اور یہ قرینہ مفید ہے کہ یہاں حلف علی العلم ہے اور چونکہ اس کا کذب بلا اقرار کبھی ثابت نہیں ہوسکتا اس لئے اس میں جو حق تلفی ہوگی وہ اشد درجہ کا ظلم ہوگا عجب نہیں کہ یہاں ظالمین اس لئے کہا گیا ہو) یہ (قانون جو مجموعہ آیتین میں مذکور ہوا) بہت قریب ذریعہ ہے اس امر کا کہ وہ (اوصیاء) لوگ واقعہ کو ٹھیک طور پر ظاہر کریں (اگر سپردگی مال زائد کی نہیں ہوئی قسم کھالیں اور اگر ہوئی ہے تو گناہ سے ڈر کر انکار کردیں یہ حکمت تو تحلیف اوصیاء میں ہے) یا اس بات سے ڈر (کر قسم کھانے سے رک) جائیں کہ ان سے قسمیں لینے کے بعد (ورثہ پر) قسمیں متوجہ کیجاوینگی (پھر ہمکو خفیف ہونا پڑے گا یہ حکمت تحلیف ورثہ میں ہے اور ان سب للہ شقوق میں ایصال حق الی اہل حق ہے جو کہ مشروع و مطلوب ہے کیونکہ اگر تحلیف اوصیاء مشروع نہ ہوتا اور اوصیاء عدم سپردگی مال زائد میں سچے ہوتے تو انکی رفع تہمت کا کوئی طریقہ نہ ہوتا۔ اور اگر وہ جھوٹے ہوتے تو ورثہ کے اثبات حق کا کوئی طریقہ نہ ہوتا اور اب سچے ہونے کے وقت برأۃ ہوجاتی اور جھوٹے ہوتے کے وقت شاید جھوٹی قسم سے ڈر کر نکول و انکار کرجاویں تو ورثہ کا حق ثابت ہوجاتا ہے اور اگر تحلیف ورثہ مشروع نہ ہوتا اور شرعاً انکار حق ہوتا تو اثبات حق کی کوئی صورت نہ تھی اور اگر شرعاً انکار حق نہ ہوتا تو اوصیاء کے اثبات حق کا کوئی طریقہ نہ تھا اور اب ورثہ کا حق ہونے کے وقت انکا اثبات حق ہوسکتا ہے۔ اور حق نہ ہونے کے وقت نکول عن الیمین سے اوصیاء کا حق ثابت ہوجاتا ہے پس یہ دو شقیں تحلیف اوصیا کی حکمت میں ہیں اور یَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ دونوں کو شامل ہے۔ اور دو شقیں تحلیف ورثہ کی حکمت میں ہیں جنمیں کی دوسری شق تو تحلیف اوصیاء کی پہلی شق میں متداخل ہے اور پہلی شق اَوْ يَخَافُوْٓا

ملحقات الترجمہ

لہ قولہ فی ترجمۃ علیہم مقابلہ میں نفعلے للمقابلۃ ۱۲

(بقیہ صفحہ ۶۹) ۱؎ کہ اگر غیر حکام کسی کا طنبورہ وغیرہ توڑ ڈالیں گے تو ضمان لازم آویگا کیونکہ اوروں کو یہ حقوق حاصل نہیں ۱۲ تبیان ملحقہ عسہ یہ تبلانا مقصود ہے کہ آیت میں صیغہ حلف کو ذکر نہیں کیا کیونکہ وہ یقسمان سے معلوم ہے بلکہ اس حلف کے ساتھ اس عبارت کے بھی التزام کا ارشاد ہے لانشتری الخ ۱۲ تبیان ۵ے یہاں شبہ ہوتا ہے کہ کسی کے ذی قرابت ہونے کو قسم کے کاذبہ ہونے میں کیا دخل ہے جیسا کہ ولو کان ذا قربیٰ سے مفہوم ہوتا ہے کیونکہ اپنی مصلحت تو اب بھی موجود ہے جو قسم کے کاذب ہونے کے احتمال میں کافی ہے لیکن تقریر تفسیر سے یہ شبہ جاتا رہا کیونکہ اگر کوئی ذی قرابت موجود ہوتا تو مصلحت دوہری ہوجاتی تو جب دو مصلحتوں کے ہوتے ہوتے بھی ہم جھوٹی قسم نہ کھاتے تو اب جبکہ صرف ایک مصلحت اپنی ہی ہے ہم کس طرح قسم کہا سکتے ہیں ۱۲ تبیان ۵ے لفظ ظاہراً بڑھا کر مولانا نے یہ بتلادیا کہ آخران یقومان الخ کا حکم اس وقت ہے جبکہ اون ہر دو وصی کے ارتکاب جرم کا پورا یقین نہوا ہو بلکہ کچھ شبہ اپر کسی وجہ سے ہوگیا ہو تو مقدمہ اسی صورت سے چلیگا اور اگر پورا یقین ہوگیا کسی ذریعہ سے تو پھر ورثہ کو حلف دینے کی ضرورت نہیں ہے ۱۲ اور مقدمہ اس صورت سے نہ ہوگا کہ مدعی سے بینہ اور مدعی علیہ سے حلف لیا جاوے ۱۲ تبیان (حواشی متعلقہ صفحہ ہذا) ۸ے لفظ مثلاً بڑھا کر یہ بتلادیا کہ دو کا عدد مقصود بالذات نہیں مگر چونکہ اس وقت اس واقعہ میں دو ہی شخص ایسے تھے اس لئے تثنیہ کا ذکر فرمایا گیا ۱۲ عسہ اسی موقع پر آیت میں شبہ ہوتا ہے کہ حلف کیساتھ لشہادتنا احق من شہادتہما کہنے کا حکم دیا گیا۔ حالانکہ کسی کو کیا خبر ہے کہ دوسرے کے حلف سے میرا حلف افضل اور حق ہے لیکن تقریر مذکور سے یہ شبہ جاتا رہا خلاصہ اس کا یہ ہے کہ وصی کا حلف بوجہ اسکے کہ ایک معارض اس کا پایا جاچکا ہے معرض اشتباہ میں آگیا ہے اور ہمارا حلف جیسے حقیقۃً منزہ ہے اسی طرح ظاہراً بھی اشتباہ سے منزہ ہے لہذا وصی کے حلف سے احق ہوا ۱۲ تبیان ۵ے مطلب یہ کہ ورثہ کی قسم کا جو قانون مقرر فرمایا گیا اس قانون میں یہ حکمت ہے ۱۲ تبیان للہ قرآن کی آیت ذلک ادنیٰ الخ میں حکمت مشروعیت قوانین مذکورہ میں صرف فریقین کے حلف کے صحیح و صادق ہونے کا ذکر ہے وبس اور ظاہر ہے کہ محض حلف کا صادق و صحیح ہونا فی نفسہ مقصود ہے نہ مفید اس لئے یہ عبارت بڑھا کر بتلادیا کہ مقصود اصلی تو یہ ہے یعنی ایصال حق الی اہل الحق اور اس کے طریق حلف کے یہ طرق خاصہ ہیں اس لئے اون طرق کا ذکر اس مقصود کے ذکر سے مغنی ہوگیا لہذا قرآن میں بیان حکمت میں اسپر اکتفا کیا گیا ۱۲ تبیان اس کے بعد تبیان کا سلسلہ جلد ہفتم میں آوے گا ۱۲

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ۖ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ۖ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ

جس روز اللہ تعالیٰ تمام پیغمبروں کو جمع کریں گے پھر ارشاد فرماویں گے کہ تمکو کیا جواب ملا تھا وہ عرض کرینگے کہ ہمکو کچھ خبر نہیں آپ بیشک پوشیدہ باتوں کے پورے جاننے والے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائینگے

مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۣ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ

اے عیسیٰ ابن مریم میرا انعام یاد کرو جو تم پر اور تمہاری والدہ پر ہوا ہے جبکہ میں نے تمکو روح القدس سے تائید دی تم آدمیوں سے کلام کرتے تھے گود میں بھی اور بڑی عمر میں بھی

وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ

اور جبکہ میں نے تم کو کتابیں اور سمجھ کی باتیں اور توریت اور انجیل تعلیم کیں۔ اور جبکہ تم گارے سے ایک شکل بناتے تھے جیسے پرندہ کی شکل ہوتی ہے میرے حکم سے

کی مدلول ہے پس مجموعہ ہر دو تحلیف میں سب شقوق کی رعایت ہوگئی (اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو (اور معاملات وحقوق میں جھوٹ مت بولو) اور (ان کے احکام کو) سنو (یعنی مانو) اور (اگر خلاف کرو گے تو فاسق ہو جاؤ گے اور) اللہ تعالیٰ فاسق لوگوں کو (قیامت کے روز درجات مطیعین کی طرف) رہنمائی نہ کریں گے (بلکہ نجات پانے کے وقت بھی ان سے کم رہیں گے تو ایسا خسارہ کیوں گوارہ کرتے ہو) **ربط** اوپر احکام مختلفہ کا ذکر ہوا ہے اور درمیان میں ترغیب ان کے امتثال کی اور ترہیب انکی مخالفت پر فرمائی گئی ہے اسی کی تاکید کے لئے آیت آئندہ میں قیامت کے ہول وہیبت یاد دلاتے ہیں تاکہ اطاعت کا زیادہ باعث اور مخالفت سے زیادہ مانع ہو اور اکثر طرز قرآن مجید کا یہی ہے **تذکیر ہول قیامت** يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ (الی قولہ) اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ (وہ دن[1] بھی کیا ہولناک ہوگا) جس روز اللہ تعالیٰ تمام پیغمبروں کو (مع ان کی امتوں[2] کے) جمع کریں گے پھر (ان امتوں میں جو عاصی[3] ہونگے بغرض توبیخ ان کے سنانے کو ان پیغمبروں سے) ارشاد فرماویں گے کہ تمکو (ان امتوں کی طرف سے) کیا جواب ملا تھا وہ عرض کرینگے کہ (ظاہری جواب تو ہمکو معلوم ہے اور اس کو بیان بھی کر دیں گے لیکن ان کے دل میں جو کچھ ہو اس کی) ہمکو کچھ خبر نہیں (اسکو آپ ہی جانتے ہیں کیونکہ) آپ بیشک پوشیدہ باتوں کے پورے جاننے والے ہیں (مطلب یہ کہ ایک ایسا دن ہوگا اور اعمال واحوال کی تفتیش ہوگی اس لئے تمکو مخالفت ومعصیت سے ڈرتے رہنا چاہئے) **ف** جن آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام احوال امم پر شہادت دیں گے تفسیر مذکور کی بنا پر دونوں مضمونوں میں کوئی تعارض نہیں ہے اور جو امم بعد زمانہ انبیاء علیہم السلام کے ہوئے ہیں گو وہ انبیاء ان کی شہادت نہ دیں لیکن اور شہادتیں دوسرے نصوص سے ثابت ہیں ملائکہ کی اور نامہ اعمال کی اور کفار کے ہاتھ پاؤں کی بھی **ربط** اوپر متعدد آیات میں اہل کتاب سے مکالمہ ہوا ہے اب ختم سورت پر اسی مضمون کیطرف عود کر کے خالص نصاریٰ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق بعض مضامین گو ان کی مخاطبت قیامت میں ہوگی سناتے ہیں جنسے ان کی عبدیت کا اثبات اور الوہیت کی نفی ہوتی ہے اور مخاطبت یوم قیامت سے بھی یہی مقصود ہوگا تاکہ اہل کتاب کی غلطی بافراط وتفریط میں ثابت ہو جاوے کیونکہ حق تعالیٰ کی طرف سے انعامات مختلفہ کا ہونا جن کا اذْكُرْ نِعْمَتِيْ الخ میں ذکر ہے اور تصرفات میں تصرف حق کا محتاج ہونا جن کا اِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ الخ میں بیان ہے اور حفاظت میں حق تعالیٰ کا محتاج ہونا جس کا وَاِذْ كَفَفْتُ الخ میں ذکر ہے اور توحید کی طرف دعوت کرنا اور رسول ہونا جس کا وَاِذْ اَوْحَيْتُ الخ میں ذکر ہے اور اسی طرح معجزہ مائدہ جس میں اثبات اعجاز کیساتھ جو کہ یہود پر حجت ہے اور اس اعتبار سے یہ محاجہ یہود کے ساتھ بھی ہو گیا ان کا التجا اور سوال کرنا بھی آیت قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ میں مثل معجزات احیاء وابراء وغیرہ مذکور ہے اور خود اپنی الوہیت سے تبری کرنا جس کا وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ الخ میں ذکر ہے یہ سب دلائل قاطعہ ہیں اثبات عبدیت ونفی الوہیت پر **عود بمحاجہ نصاریٰ بذکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ومخاطبت قیامت** اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ (الی قولہ) قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ۝ (اور اسی[4] روز عیسیٰ علیہ السلام سے ایک خاص گفتگو ہوگی) جبکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ اے عیسیٰ ابن مریم میرا انعام یاد کرو (تاکہ لذت[5] تازہ ہو)

مسائل السلوک

قوله تعالیٰ قالوا لا علم لنا الخ فی الروح وقیل ان ذلک الذهول لم یکن لخوف ولا حزن وانما هو من باب العموم فی بحار الاجلال لظهور آثار تجلی الجلال ففیه اثبات لاحوال نحو الاستغراق والسکر والفناء والمحو والغیبة

قوله تعالیٰ اذ قال الله یعیسی بن مریم الخ دل علی ان کون المرء من اولاد اهل الله نعمة وشرف ایضا

ترجمہ

قولہ تعالیٰ قالوا لا علم لنا الخ روح میں ہے کہ بعض نے اس ذہول کی وجہ تجلی جلال کے آثار کا ظہور بتلائی ہے تو اس میں ایسی حالتوں کا اثبات ہے استغراق وسکر وفناء ومحو وغیبت

قولہ تعالیٰ اذ قال اللہ یعیسی بن مریم الخ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی کا اہل اللہ کی اولاد میں ہونا بھی ایک نعمت اور شرف ہے

* * * * *

ملحقات الترجمۃ

[1] قولہ فی یوم وہ دن اشارۃ الی انہ بدل من نحو اذ ایقع یوم الخ

[2] قولہ مع امتوں دل علیہ الآیات الاخر ودل علیہ ایضاً مقصود السوال من التوبیخ لہم فانہ لا یکون بدونہ لا بسماع الاحضار ۱۲

[3] قولہ قبل یقول جو عاصی وبہ یحصل مقصود الآیۃ من التحذیر علی المعصیۃ ۱۲

[4] قولہ فی اذ اسی روز اشارۃ الی کونہ بدلا من یوم ۱۲

[5] قولہ فی اذکر لذت کذا فی الروح

فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًاۢ بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ ج وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ج وَاِذْ

پھر تم اس کے اندر پھونک مار دیتے تھے جس سے وہ پرندہ بن جاتا تھا میرے حکم سے اور تم اچھا کر دیتے تھے مادر زاد اندھے کو اور برص کے بیمار کو میرے حکم سے ۔ اور جبکہ تم مردوں کو نکال کر کھڑا کر لیتے تھے میرے حکم

كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ

اور جبکہ میں نے بنی اسرائیل کو تم سے باز رکھا جب تم انکے پاس دلیلیں لیکر آئے تھے پھر اُن میں جو کافر تھے انہوں نے کہا تھا کہ یہ بجز کھلے جادو کے اور کچھ بھی نہیں

وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ ج قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ○

اور جبکہ میں نے حواریین کو حکم دیا کہ تم مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ انہوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے اور آپ شاہد رہئے کہ ہم پورے فرمانبردار ہیں

جو تم پر اور تمہاری والدہ پر (بانواع و اوقات متعددہ ہوا ہے مثلاً) جبکہ میں نے تم کو روح القدس (یعنی جبرائیل علیہ السلام) سے تائید دی (اور[1] تم آدمیوں سے (دونوں حالت میں یکساں) کلام کرتے تھے (ماں[2] کی) گود میں بھی اور بڑی عمر میں بھی (دونوں کلاموں میں کچھ تفاوت نہ تھا) اور جبکہ میں نے تم کو (آسمانی) کتابیں اور سمجھ کی باتیں (اور (بالخصوص) توریت و انجیل تعلیم کیں اور جبکہ تم گارے سے ایک شکل بناتے تھے جیسے پرندہ کی شکل ہوتی ہے میرے حکم سے پھر تم اس (مصنوعی ہیئت) کے اندر پھونک مار دیتے تھے جس سے وہ (سچ مچ کا جاندار) پرندہ بن جاتا تھا میرے حکم سے اور تم اچھا کر دیتے تھے مادر زاد اندھے کو اور برص (جذام) کے بیمار کو میرے حکم سے اور جبکہ تم مردوں کو (قبروں سے) نکال (اور جلا کر) کھڑا کر لیتے تھے میرے حکم سے اور جبکہ میں نے بنی اسرائیل (میں سے جو آپکے مخالف تھے اُن) کو تم سے (یعنی تمہارے قتل و ہلاک سے) باز رکھا جب (انہوں نے تم کو ضرر پہنچانا چاہا جبکہ) تم ان کے پاس (اپنی نبوت کی) دلیلیں (معجزات) لے کر آئے[3] تھے پھر اُن میں جو کافر تھے انہوں نے کہا تھا کہ یہ (معجزات) بجز کھلے جادو کے اور کچھ بھی نہیں اور جبکہ میں نے حواریین کو (انجیل میں تمہاری[4] زبانی) حکم دیا کہ تم مجھ پر اور میرے رسول (عیسے علیہ السلام) پر ایمان لاؤ انہوں نے (جواب میں تم سے) کہا کہ ہم (خدا و رسول یعنی آپ پر) ایمان لائے اور آپ شاہد رہئے کہ ہم (خدا کے اور آپ کے) پورے فرمانبردار ہیں ف ان سب امور کا حضرت عیسے علیہ السلام کے لئے انعام ہونا تو ظاہر ہے لیکن حضرت مریم علیہا السلام کے حق میں انعام ہونا اس طور پر ہے کہ ان سب امور سے آپ کا نبی ہونا ثابت ہے اور آپ نے انکی نزاہت کی خبر دی اور نبی کے اخبار سب صادق ہوتے ہیں پس اُن کی نزاہت ثابت ہوگئی اور یہ بڑا انعام ہے اور والدہ پر جو انعام ہوا وہ عیسے علیہ السلام کو اس لئے یاد دلایا گیا کہ اصول پر انعام ہونا من وجہ فروع پر بھی ہے کہ ایسا اصول کے فروع ہیں اور تائید بروح القدس کی تفسیر سورہ بقرہ کے معاملہ بست و سوم میں اور کف بنی اسرائیل کی تفسیر آخر سورہ نساء آیت وما قتلوہ الخ میں اور باقی اجزا کی تحقیق مع ایک بحث متعلق حواریین کے سورۂ آل عمران آیت وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ و آیت فَلَمَّآ اَحَسَّ الخ کے ذیل میں گذر چکی۔ یہ ملاحظہ کر لیا جاوے ربط آیت بالا کی تمہید میں قصہ مائدہ کا جو کہ آگے آتا ہے ارتباط مذکور ہو چکا ہے

اللغات الوحی الامر قالہ الزجاج والث. کما فی الروح الحمد للہ الذی استقلت ٭ باذنہ السماء واطمانت ۔ واوحی لہا القرار فاستقرت ٭

النحو قولہ منہم من بیانیہ وفیہ وضع المظہر موضع المضمر کذا فی الروح قلت ولا یبعد ان یکون تبعیضیۃ کما ارید بنی اسرائیل الکافرون منہم لقولہ تعالی فامنت طائفۃ من بنی اسرائیل فعم یکون فی ضمیر جئتہم استخدام لان المجیٔ الی الکل ویمکن ان لیبا والی البعض فاضمنہ یکون الکلام فیہم لا لکون المجیٔ الیہم خاصۃ ۱۲

البلاغۃ فی الروح واذ تخرج عطف علی اذ تخلق اعیدت فیہ اذ کما قیل لکون اخراج الموتی من قبورہم قصیا لعہد ما صار رمیما معجزۃ ظاہرۃ تذکیر وتجاہر بہا ولا فی النظم الکریم ابلغ من تحیی الموتی فلذا عدل عنہ الیہ ذکر باذنی ہہنا اربع مرات وثمہ مرتین قالوا لانہ ہہنا لام متنان وہناک للاخبار فناسب ہنا التکرار ہنا اہ قلت ولعل الاذن فی تصویر الطین کی تشریعی ای اذا اردت اظہار ہذہ المعجزۃ تصویرا لطیر وفی غیرہ اذن تکوینی فافہم ۱۲

ملحقات الترجمۃ ۱ قولہ فی تکلمہم اور اشارہ الی کونہ مستانفا ۱۲ ۲ قولہ فی المہد ماں کی گود نقلہ فی الروح عن الحسن ودل علی کون الخطاب یوم القیامۃ قولہ این تک وکففت وتکلم مع اعتبار قولہ کہلا ۱۲ ۳ قولہ فی جئتہم دفی فقالوا آئے تھے وکہا تھا اشارہ الی ان المجیٔ ظرف لکففت لا وحدہ بل مع اعتبار قولہ فقال لان المجموع یدل علی تمدنہا لا غتیال المحوج الی الکف ۱۲ ۴ قولہ فی اوحیت تمہاری زبانی اشارۃ الی کونہ تتمۃ من مخاطبتہ یوم القیامۃ صرح بہ فی الروح وفی الکبیر ولذلک اعید العاطف فی اذ بخلاف ما بعدہ من قولہ اذ قال الحواریون حیث ترک العاطف لکونہ منقطعا عما قبلہ کما قالہ ابو السعود ولیشیر الیہ ایضا کما فی الروح الاظہار مقام الاضمار حیث لم یقل واذ قالوا الخ ۱۲ منہ

اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ؕ

وہ وقت قابل یاد ہے جبکہ حواریین نے عرض کیا کہ اے عیسےٰ ابن مریم کیا آپ کے رب ایسا کر سکتے ہیں کہ ہم پر آسمان سے کچھ کھانا نازل فرماویں

قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا

آپ نے فرمایا کہ خدا سے ڈرو اگر تم ایمان دار ہو ۔ وہ بولے کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس میں سے کھاویں اور ہمارے دلوں کو پورا اطمینان ہو جاوے اور ہمارا یہ یقین اور بڑھ جاوے کہ آپ نے ہم سے

وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا

سچ بولا ہے اور ہم گواہی دینے والوں میں سے ہو جاویں۔ عیسےٰ ابن مریم نے دعا کی کہ اے اللہ اے ہمارے پروردگار ہم پر آسمان سے کھانا نازل فرمائیے کہ وہ ہمارے لئے یعنی ہم میں جو اول ہیں اور جو

عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ

بعد ہیں سب کے لئے ایک خوشی کی بات ہو جاوے اور آپ کی طرف سے ایک نشان ہو جاوے اور آپ ہم کو عطا فرمائیے اور آپ سب عطا کرنیوالوں سے اچھے ہیں حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں وہ کھانا تم لوگوں پر

بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝

نازل کرنے والا ہوں پھر جو شخص تم میں سے اس کے بعد ناحق شناسی کریگا تو میں اس کو ایسی سزا دونگا کہ وہ سزا دنیا جہان والوں میں سے کسی کو نہ دونگا

ع ۱۵ ۷

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ قال اتقوا اللہ ان کنتم مومنین الخ فی الروح عن الزجاج اتقوا اللہ من امثال ھذا السوال واقتراح الزیادات اھ وفیہ ردع عن تتبع الخوارق فی اہل اللہ تعالیٰ

✦ ✦ ✦ ✦

ترجمہ

قولہ تعالیٰ قال اتقوا اللہ الخ یعنی ایسے معجزات کی درخواستوں سے بچو اس میں اس سے بھی زجر ہے کہ اہل اللہ میں خوارق کو تلاش کیا جاوے ۱۲

قصہ نزول مائدہ اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ (الٰی قولہ) فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وہ وقت قابل یاد ہے جبکہ حواریین نے (حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے) عرض کیا کہ اے عیسےٰ ابن مریم (علیک السلام) کیا آپ کے رب ایسا کر سکتے ہیں[1] (یعنی کوئی امر مثل خلاف حکمت ہونے وغیرہ کے اس سے مانع تو نہیں) کہ ہم پر آسمان سے کچھ کھانا (پکا پکایا) نازل فرماویں آپ نے فرمایا کہ خدا سے ڈرو اگر تم ایماندار ہو (مطلب[3] یہ کہ تم تو ایمان دار ہو اس لئے خدا سے ڈرو اور معجزات کی فرمائش سے کہ بے ضرورت[4] ہونے کی وجہ سے خلاف ادب ہے بچو) وہ بولے کہ (ہمارا مقصود بے ضرورت فرمائش کرنا نہیں ہے جو کہ خلاف ادب ہے بلکہ ایک مصلحت سے اس کی درخواست کرتے ہیں وہ یہ کہ ہم (ایک تو) یہ چاہتے ہیں کہ (برکت حاصل کرنے کو) اس میں سے کھاویں اور (دوسرے یہ چاہتے ہیں کہ) ہمارے دلوں کو (ایمان پر) پورا اطمینان ہو جاوے اور (مطلب[5] اطمینان کا یہ ہے کہ) ہمارا یہ یقین اور بڑھ جاوے کہ آپ نے (دعویٰ رسالت میں) ہم سے سچ بولا ہے (کیونکہ جسقدر دلائل بڑھتے جاتے ہیں دعوے کا یقین بڑھتا جاتا ہے) اور (تیسرے یہ چاہتے ہیں کہ) ہم (اور لوگوں کے سامنے جنہوں نے یہ معجزہ نہیں دیکھا) گواہی دینے والوں میں سے ہو جاویں (کہ ہم نے ایسا معجزہ دیکھا ہے تاکہ ان کے سامنے اثبات رسالت کر سکیں اور ان کی ہدایت کا یہ ذریعہ بن جاوے) عیسےٰ بن مریم (علیہ السلام نے جب دیکھا کہ اس درخواست میں ان کی غرض صحیح ہے تو حق تعالیٰ سے) دعا کی کہ اے اللہ اے ہمارے پروردگار ہم پر آسمان سے کھانا نازل فرمائیے کہ وہ (مائدہ) ہمارے لئے یعنی ہم میں جو اول (یعنی موجودہ زمانہ میں) ہیں اور جو بعد (کے زمانہ میں آنیوالے) ہیں سب کے لئے ایک خوشی[6] کی بات ہو جاوے (حاضرین کی خوشی تو کھانے سے اور معروضہ قبول ہونے سے اور بعد والوں کی خوشی

اللغات قولہ اللّٰھم کون اصلہ یا اللّٰہ حذف حرف النداء وعوض عنہ المیم ۱۲

البلاغۃ فی الروح فی اللّٰھم ربنا ناداہ سبحانہ مرتین اظہارا لغایۃ التضرع ومبالغۃ فی الاستدعاء ۱۲ **قولہ** یعیسی بن مریم لعل نداءھم باسمہ علیہ السلام لکمال التعیین ان کان کلھم سائلین او لقلۃ الادب ان کانوا بعضھم ۱۲

اختلاف القراءۃ فی قراءۃ ھل تستطیع بالخطاب ربک بالنصب معناہ ھل تستطیع ان تسأل ربک ۱۲

ملحقات الترجمۃ [1] **قولہ** فی یستطیع کر سکتے ہیں یعنی کوئی الخ اشارۃ الی ان المراد بالفعل کما فی الروح تعبیر عن المسبب بالسبب کعکسہ فی اذا قمتم بمعنی اردتم فان الاستطاعۃ والارادۃ سببان للفعل والقیام مسببان وانما عبر باشارۃ الی السوال عن رفع المانع لکون التنزیل مخالفا للحکمۃ مثلا ۱۲ [2] **قولہ** فی مائدۃ کھانا کما فی الروح تطلق المائدۃ علی نفس الطعام ایضا ۱۲

[3] **قولہ** فی ان کنتم مومنین مطلب الخ اشارۃ الی انھم کانوا مومنین دیانۃ بتقدیر فمن یکفر بعد بورود الکتاب والسنۃ بمدح الحواریین واما توھم کفرھم فجواب بعلم من تفسیرہ ۱۲ [4] **قولہ** ہیں کہ بے ضرورت بخلاف من یرید الایمان فان لضرورۃ الی المعجزات لیؤمن ۱۲ [5] **قولہ** فی نعلم او مطلب الخ اشارۃ الی کون العطف تفسیریا وتفسیر العلم حصول الجواب عما توھم من انھم کیف لم یکتفوا فی العلم بکونھم شاھدین علی المعجزات السابقۃ کانھم ارادوا الاحیاء حاصل الجواب ان المقصود الزیادۃ کما وضحتہ بقولی جسقدر دلائل الخ ۱۲ [6] **قولہ** فی عیدا خوشی کما فی الروح ویطلق علی نفس السرور العائد وحینئذ لا تحتاج الی التقدیر کذا یکون یوما نزولھا عیدا الخ واللہ اعلم فی مسئلۃ اتخاذ یوم عیدا لان الآیۃ علی ھذا التفسیر لم یذکر فیہ کونہ یوما من الایام عیدا اوفقہ فالتحقیق فی المسئلۃ ان ھذا الاتخاذ لم یشرع لنا کما یدل علیہ قول عمر رضی اللہ عنہ فی جواب الیھودی فی نزول آیۃ اکملت لکم دینکم الخ [7] **قولہ** فی نقصا یزکون لنا کھانے سے ناظرا الی قولہ ناکل و فی تقریر آیۃ منک یقین او رجعت ناظرا الی قولہ تطمئن بمعنے نعلم الی قولہ ونکون الخ ۱۲

وَإِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلٰهَيْنِ مِنْ دُونِ اللّٰهِ ۖ قَالَ

اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جبکہ اللہ تعالیٰ فرماویں گے کہ اے عیسیٰ ابن مریم کیا تم نے ان لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھکو اور میری ماں کو بھی علاوہ خدا کے معبود قرار دے لو عیسےٰ علیہ السلام

سُبْحٰنَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ ۚ إِنْ كُنْتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ ۚ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَ

عرض کرینگے کہ میں تو آپکو منزہ سمجھتا ہوں مجھکو کسی طرح زیبا نہ تھا کہ میں ایسی بات کہتا جسکے کہنے کا مجھکو کوئی حق نہیں۔ اگر میں نے کہا ہوگا تو آپ کو اس کا علم ہوگا آپ تو میرے دل کے اندر کی

لَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ ۚ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ۝ مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ

بات بھی جانتے ہیں اور میں آپکے علم میں جو کچھ ہے اسکو نہیں جانتا۔ تمام غیبوں کے جاننے والے آپ ہیں۔ میں نے تو اُن سے اور کچھ نہیں کہا مگر صرف وہی جو آپ نے مجھسے کہنے کو فرمایا تھا کہ تم اللہ تعالیٰ کی بندگی

رَبِّي وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ ۖ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ

اختیار کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ میں ان پر مطلع رہا جب تک اُن میں رہا پھر جب آپنے مجھکو اُٹھا لیا تو آپ ان پر مطلع رہے

وَأَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝ إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۖ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

اور آپ ہر چیز کی پوری خبر رکھتے ہیں۔ اگر آپ ان کو سزا دیں تو یہ آپ کے بندے ہیں اور اگر آپ ان کو معاف فرما دیں تو آپ زبردست ہیں حکمت والے ہیں

اپنے سلف پر اتمام ہونے سے اور یہ غایت تو خاص ہے مومنین کے ساتھ اور (میری پیغمبری پر) آپکی طرف سے ایک نشان ہو جاوے (کہ مومنین کا یقین بڑھ جاوے اور منکرین حاضرین یا غائبین پر حجت ہو جاوے اور یہ غایت مومنین و غیر مومنین سب کے لئے عام ہے) اور آپ ہمکو (وہ مائدہ) عطا فرمایئے اور آپ سب عطا کرنے والوں سے اچھے ہیں (کیونکہ سب کا دینا اپنے نفع کے لئے اور آپ کا دینا مرزوق کے نفع کے لئے ہے اسلئے[1] ہم اپنے منافع کو پیش کر کے آپ سے مائدہ کی درخواست کرتے ہیں) حق تعالیٰ نے (جواب میں) ارشاد فرمایا کہ (آپ[2] ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ) میں وہ کھانا (آسمان سے) تم لوگوں پر نازل کرنیوالا ہوں پھر جو شخص تم میں سے اس کے بعد (اس کی) ناحق شناسی کرے گا (یعنی اس کے حقوق واجبہ عقلاً و نقلاً ادا نہ کریگا) تو میں اس کو ایسی سزا دونگا کہ وہ سزا (اس وقت[3] کے) دنیا جہان والوں میں سے کسی کو نہ دوں گا (ف مجموعہ ان حقوق کا یہ تھا کہ اس پر شکر کیا جاوے کہ عقلاً بھی واجب ہے اور اس میں خیانت نہ کریں اور اگلے دن کے لئے اٹھا کر نہ رکھیں چنانچہ اس کا حکم ہونا ترمذی کی حدیث میں عمار بن یاسر سے منقول ہے اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ مائدہ آسمان سے نازل ہوا اُس میں روٹی اور گوشت تھا اور اُس حدیث میں یہ بھی ہے کہ ان لوگوں نے[4] (یعنی بعض نے) خیانت کی اور اگلے دن کے لئے اٹھا کر رکھا پس بندر اور خنزیر کی صورت میں مسخ ہوئے نعوذ باللہ من غضب اللہ اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس میں سے کھاتے بھی تھے جیسا نَأْكُلَ میں اُن کی یہ غرض بھی مذکور ہے البتہ رکھکر کھانا ممنوع تھا اور باوجود معجزات نفع و ابرا و احیاء کے اس کا طلب کرنا شاید زیادہ برکت و قوت ایمان کے لئے ہو جیسا نَأْكُلَ و نطمئن کے ترجمہ میں اشارہ بھی ہو گیا ہے اور حواریین کے متعلق ایک ضروری بحث سورہ آل عمران کی آیت قال الحواریون نحن انصار اللہ کے ذیل میں گذر چکی ہے ملاحظہ کر لیا جاوے ربط ابھی آیت اذ قال اللہ یعیسی ابن مریم اذکر نعمتی کی تمہید میں آیت آیندہ کا ارتباط بھی مفصل بیان ہو چکا ہے اور جیسے آیت مذکورہ بالا میں مخاطبت قیامت کا ذکر ہے ایسے ہی آیت آیندہ میں بھی اور درمیان میں قصہ نزول مائدہ کا جو کہ دنیا میں واقع ہوا ہے آگیا تھا اور اس کا درمیان میں لانا شاید اس لئے ہو کہ ان مخاطبات یوم قیامت سے جیسا کہ آیت بالا کی تمہید میں احقر نے لکھا ہے مقصود یہ ہوگا کہ اہل کتاب کی غلطی افراط و تفریط میں ثابت ہو جاوے اور قصہ نزول مائدہ سے اس مقصود کے مقاصد میں سے جو یہ امر ہے کہ انکو افراط و تفریط پر تعذیب کی اطلاع دیں اسکی تاکید اسطرح ہوتی ہے کہ دیکھو جسطرح اصحاب مائدہ کو کفر بآیت آلہیہ سے دنیا میں سزا دیگئی اسی طرح ان افراط و تفریط کرنے والوں کو کفر بالآیات الالٰہیہ سے عقبیٰ میں سزا دیجاویگی واللہ اعلم

تتمہ مخاطبت یوم قیامت بعیسی علیہ السلام وَإِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ (الی قولہ) وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جبکہ اللہ تعالیٰ (قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کفار نصاریٰ کے سنانے کے لئے) فرماویں گے کہ اے عیسیٰ بن مریم (ان لوگوں میں جو عقیدہ تثلیث کا تھا مثلاً بعضے

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ملحقات الترجمہ

[1] قولہ فی خیر الرازقین اس سے اشارہ الی وجہ زیادۃ وارزقنا من التعلیل لما سالہ من قبلی واشارۃ ایضاً الی کون مفعول ارزقنا ہو المائدۃ ۱۲

[2] قولہ فی قال اللہ ان لوگوں سے کہہ دیجئے اشارہ الی ان الخطاب فی علیکم الی الناس لا الی السائل فلا اشکال فی قولہ یکفر و اعذب ۱۲

[3] قولہ فی العلمین ای وقت ذان بذہ المسخ فی ذالک الوقت کان مختصاً بہم ۱۲

[4] قولہ فی ف یعنی بعض لان الحواریین مدحوا فی الکتاب والسنۃ فلا یحتمل کون کلہم کافرین خائنین ۱۲

اللہ تعالیٰ کے ساتھ عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام کو شریک الوہیت مانتے تھے تو) کیا تم نے ان لوگوں سے کہدیا تھا کہ مجھکو (یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو) اور میری ماں (حضرت مریم) کو بھی علاوہ خدا کے معبود قرار دے لو عیسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے کہ (توبہ توبہ) میں تو (خود اپنے عقیدہ میں) آپکو (شریک سے) منزہ سمجھتا ہوں (جیسا کہ آپ واقع میں بھی منزہ ہیں تو ایسی حالت میں) مجھکو کسی طرح زیبا نہ تھا کہ میں ایسی بات کہتا جسکے کہنے کا مجھکو کوئی حق نہیں (نہ باعتبار اپنے عقیدہ کے کہ میں موحد ہوں اور نہ باعتبار واقع کے کہ آپ واحد ہیں اور دلیل میری اس نہ کہنے کی یہ ہے کہ) اگر میں نے (واقع میں) کہا ہوگا تو آپ کو اس کا (یقیناً) علم ہوگا (مگر جب آپکے علم میں بھی یہ ہے کہ میں نے نہیں کہا تو واقع میں بھی نہیں کہا . . . . . اور کہنے کی صورت میں آپکو اس کا علم ہونا اس لئے ضروری ہے کہ) آپ تو میرے دل کے اندر کی بات بھی جانتے ہیں (تو جو زبان سے کہتا اس کا علم تو کیوں نہ ہوتا) اور میں (تو) (مثل دیگر مخلوقات کے اتنا عاجز ہوں کہ) آپکے علم میں جو کچھ ہے اس کو (بدون آپکے بتلائے ہوئے) نہیں جانتا (جیسے دیگر مخلوقات کا بھی یہی حال ہے پس) تمام غیبوں کے جاننے والے آپ ہی ہیں (سو جب اپنا اس قدر عجز اور آپ کا کمال مجھکو معلوم ہے تو شرکت فی الالوہیت کا دعوی کیسے کرتا یہاں تک تو اس بات کے کہنے کی نفی ہو گئی آگے اسکی نقیض کے کہنے کا اثبات ہے کہ) میں نے تو ان سے اور کچھ نہیں کہا صرف وہی (بات) جو آپ نے مجھ سے کہنے کو فرمایا تھا کہ تم اللہ تعالیٰ کی بندگی اختیار کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے اور (یہاں تک تو عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی حالت کے متعلق عرض کیا آگے ان لوگوں کی حالت کے متعلق عرض کرتے ہیں کیونکہ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ میں گو تصریحاً تو سوال صدور قول سے ہے لیکن اشارۃً اس تثلیث کے سبب صدور کا سوال بھی مترشح ہو سکتا ہے پس اس باب میں یوں عرض کریں گے کہ) میں ان (کی حالت) پر مطلع رہا جب تک ان میں (موجود) رہا (سو اس وقت تک کا حال تو میں مشاہدہ کیلئے اس کے متعلق بیان کر سکتا ہوں) پھر جب آپنے مجھکو اٹھا لیا (یعنی اول بار میں تو زندہ آسمان کی طرف اور دوسری بار میں وفات کے طور پر) تو (اس وقت صرف) آپ ان (کے احوال) پر مطلع رہے (اس وقت کی مجھکو کچھ خبر نہیں کہ انکی گمراہی کا سبب کیا ہوا اور کیونکر ہوا) اور آپ ہر چیز کی پوری خبر رکھتے ہیں (یہاں تک تو اپنا اور ان کا معاملہ عرض کیا آگے ان کے اور حق تعالیٰ کے معاملات کے متعلق عرض کرتے ہیں کیونکہ ءانت قلت للناس اتخذونی میں گو وضعاً تو سوال صدور قول سے ہے مگر طبعاً باعتبار انتقال ذہن سامعین کے احیاناً ایسا استفہام اس امر کو متضمن معلوم ہونے لگتا ہے کہ چونکہ نبی سے ایسے قول کا صدور ضلالۃ امت کا سبب ہو سکتا تھا پس سوال عن الصدور سے اشارۃً جزاء کا سوال مترشح ہو سکتا ہے کہ کیا آپکے نزدیک یہ لوگ رہائی کے قابل ہیں پس اس باب میں یوں عرض کریں گے کہ) اگر آپ ان کو (اس عقیدہ پر) سزا دیں تو (جب بھی آپ مختار ہیں کیونکہ) یہ آپ کے بندے ہیں (اور آپ ان کے مالک اور مالک کو حق ہے کہ بندوں کو ان کے جرائم پر سزا دے) اور اگر آپ ان کو معاف فرمائیں تو (جب بھی آپ مختار ہیں کیونکہ) آپ زبردست (قدرت والے) ہیں (تو معافی پر بھی قادر ہیں اور) حکمت والے (بھی) ہیں (تو آپ کی معافی بھی حکمت کے موافق ہوگی اس لئے اس میں بھی کوئی قبح نہیں ہو سکتا مطلب یہ کہ دونوں حال میں آپ مختار ہیں میں کچھ دخل نہیں دیتا غرض عیسیٰ علیہ السلام نے معروض اول سبحٰنک الخ میں اپنی تبری ان اہل تثلیث کے عقیدہ سے اور اس کی تعلیم

ملحقات الترجمۃ ١ **قولہ** فی دون اللہ یعنی علاوہ فدون حاصل معناہ مع ا من دون اللہ منفرداً او مثانیاً کما فی روح المعانی وحینئذ یکون دون اللہ مجازاً عن مع اللہ ١٢ ٢ **قولہ** فی ما یکون زیبا فسرہ لا ینبغی ١٢ ٣ **قولہ** فی ان کنت دلیل حاصلہ الاستدلال بنفی اللازم علی نفی الملزوم ١٢ ٤ **قولہ** فی تعلم اسکے اندر کی فہو تعلیل لقولہ علمتہ ١٢ ٥ **قولہ** فی نفسی و نفسک دل و تعلم اشارۃ کما فی الروح الی کون النفس الاولی بمعنی القلب والثانی بمعنی الذات لکن مع اعتبار المشاکلۃ فان النفس بمعنی الذات وان صح اطلاقہ علی اللہ تعالیٰ لکن لا اعلم ما فی نفسک لیس بکلام مرضی فیحتاج الی ان یکون المراد لا اعلم معلومک فعبر عنہ بلا اعلم ما فی نفسک لوقوع التعبیر عن تعلم معلومی بتعلم ما فی نفسی ١٢ ٦ **قولہ** فی توضیح تعلم جو زبان سے اشارۃ الی وجہ تخصیص ما فی النفس ١٢ ٧ **قولہ** فی لا اعلم فہو دلیل مجرد المعلوم انضمہ الدال علی نفی القول بلا واسطۃ کما ان تعلم دال علیہ ایضاً بواسطۃ دلیل آخر لان الدلیل القریب علیہ ان کنت قلتہ فقد علمتہ [illegible] دلیل علی قولہ فقد علمتہ فالحاصل ان تعلم ولا اعلم کلاہما دلیل ١٢ ٨ **قولہ** قبل وفات نقیض فہو استدلال ثالث لان احد النقیضین ینفی نقیض الآخر ١٢ ٩ **قولہ** فی امرتنی بہ مجھ سے کہنے کو اشارۃ الی التقدیر کہذا امرتنی بقولہ لہم ١٢ ١٠ **قولہ** فی توفیتنی یعنی اول بار الی قولہ دوسری بار ھو من ہنا لم یقل رفعتنی ولا امتنی مع انہ فرعام لہ کما فی قول الشیخ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا فافہم ١٢ ١١ **قولہ** فی شہید رقیب مطلع اشارۃ الی التفنن فی العبارۃ کما فی الروح لتمییز بین الشہید و الرقیبین لان کونہ علیہ السلام رقیباً لیس کالرقیب الذی یمنع ویلزم بل کالشاہد علی المشہود علیہ ومنعہ یمنع القول وانہ تعالیٰ شاہد ہو الذی یمنع ان شاء ١٢ ١٢ **قولہ** قبل ان تعذبہم رہائی کے الخ المراد مطلق النجاۃ من غیر خصوصیۃ ترتبہا علی صدور مثل القول منہ علیہ السلام ١٢

قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ؕ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماویں گے کہ یہ وہ دن ہے کہ جو لوگ سچے تھے ان کا سچا ہونا ان کے کام آوے گا ان کو باغ ملیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ کو

فِيْهَآ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○

رہیں گے اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور خوش اور یہ اللہ تعالیٰ سے راضی اور خوش ہیں یہ بڑی بھاری کامیابی ہے ۔

سے معروض دوم وکنت علیهم الخ میں اپنی تبری ان کے اس عقیدہ کے مفصل سبب جاننے تک سے اور معروض سوم ان تعذبهم ... الخ میں اپنی تبری ان کے باب میں کوئی تحریک کرنے تک سے ظاہر کردی اور یہی مقصود تھا حق تعالیٰ کا عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ان مخاطبات سے پس اس میں ان کفار کو پوری توبیخ اپنی نادانی پر اور حسرت اپنی ناکامی پر ہوگی) **ف ۱** صاحب فتح نے اپنی منہیات میں سیل کے مقدمہ ترجمہ قرآن سے ایک فرقہ نصاریٰ عرب کا تثلیث میں بجائے روح القدس کے حضرت مریم کو داخل کرنا نقل کیا ہے اور مقصود اس آیت میں نفس تثلیث بلکہ مطلق شرک فی الالوہیۃ کو باطل کرنا ہے جیسا کہ لفظ مثلاً ترجمہ میں لانے سے اس طرف اشارہ کردیا گیا اور یہ تخصیص یا تو باعتبار اس فرقہ کے اس وقت کثیر ہونے کے ہے یا اس اعتبار سے کہ اس سے اس کا ابطال بدرجہ اولیٰ ہوگیا کیونکہ منشاء اس عقیدۂ فاسدہ کا خوارق ہیں اور خوارق میں ان کا حال روح القدس سے زیادہ عجیب ہے کیونکہ بشر سے ایسے عجائب کا ظہور مثل تولد و تولید بلا توسط مرد کے اور دوسرے معجزات و کرامات کے جس قدر عجیب و بعید ہے ملائکہ سے عجائب کا صدور اتنا عجیب و بعید نہیں کیونکہ خود نوع ملائکہ عادۃً بہ نسبت نوع بشر کے زیادہ محل صدور عجائب ہے جیسا کہ ظاہر ہے جب زیادہ عجیب خوارق میں احتمال الوہیت باطل ہے تو کم عجیب میں بدرجۂ اولیٰ **ف ۲** بعض لوگوں کو بعض اوقات میں حماقت سوجھی تھی کہ کہتے تھے کہ یہاں عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ کی جگہ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ مناسب تھا لیکن احقر نے ترجمہ کی جو تقریر کی ہے اس سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ مقصود سفارش اور تقریب مغفرت نہیں کیونکہ قیامت میں کفار و مشرکین کی سفارش نہ ہوگی کیونکہ اس کا مبنے اذن ہے جس کا عدم یقینی ہے بلکہ مقصود تبری و تفویض ہے اور کفر اس سے مانع نہیں کیونکہ اس کا مبنیٰ قدرت ہے جس کا وجود یقینی ہے اور غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ میں یہ بات حاصل نہ ہوتی بلکہ مقصود کے خلاف لازم آتا پس اصل جواب اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ مثل اِنْ تُعَذِّبْهُمْ کے فانت تملك ذلك من غير قبح ہے اور اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ اس کی دلیل ہے اور اس دلیل کی ضرورت یہ ہے کہ مخلوق سے جو عفو صادر ہوتا ہے گاہے بوجہ عدم قدرت کے ہوتا ہے اور گاہے کسی مضرت کو متضمن ہونے سے خلاف حکمت ہوتا ہے پس ایک جگہ تو اختیاری نہیں ہوا اور دوسری جگہ اختیار قبیح ہوا پس مغفرت الٰہیہ میں اس دلیل کے لانے سے شبہ عدم قدرت اور عدم حکمت کا جاتا رہا اور مدلول مقدر کی تعیین ہوگئی یعنی تملك ذلك من غير قبح اس کو فن بلاغت میں احتراس کہتے ہیں بلکہ اگر آیت مؤمنین کی شان میں بھی ہوتی تب بھی گو غفور رحیم بھی صحیح ہوتا لیکن عزیز حکیم پھر بھی غیر صحیح نہ ہوتا کیونکہ تقدیر مذکور گو شفاعت میں نص نہیں لیکن شفاعت کے منافی بھی نہیں اور اگر اس سے دلالت علی الشفاعۃ مقصود ہوتی مقدر[۱] منوی بدل دیا جاتا اس طرح ان تغفر لهم فلا نقص لك المغفرة بان تنسب الی العجز او السفه سبحٰنك فانك انت العزیز الحکیم **ربط** اوپر ان دونوں رکوع میں قیامت کے ان اعمال و احوال کا تفتیش کیا جانا مذکور و مقصود ہے اور نزول مائدہ کا قصہ بھی اسی مقصود کی تاکید کے لئے تھا جیسا اوپر آیت یوم یجمع اللہ اور آیت واذ قال اللہ کی تمہیدات میں مفصل اس کی تقریر گذر چکی اب آگے اس تفتیش و محاسبہ کا نتیجہ مذکور ہوتا ہے **نتیجہ مخاطبات و محاسبات مذکورہ** قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ (الی قوله) ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○ (ان تمام مکالمات مذکورہ کے بعد) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماویں گے کہ یہ (قیامت کا دن) وہ دن ہے کہ جو لوگ (دنیا میں باعتبار عقائد اور اعمال اور اقوال کے) سچے تھے کہ وہ سچا ہونا اب ظاہر ہو رہا ہے جن میں انبیاء جن سے خطاب ہو رہا ہے اور مؤمنین جن کے ایمان کی انبیاء و ملائکہ سب شہادت دیں گے سب داخل ہیں اور اس میں اشارہ

ملحقات الترجمہ [۱] قوله فی ف ۳ مقدر منوی بدل دیا جاتا و عليه يحمل ما في بعض الاحاديث من ارادته صلی اللہ علیہ وسلم بهذه الآية الشفاعة لامته فافهم فانه من المواهب ۱۲

اختلاف القراءة فی کنز و قرء یوم بالرفع خبر لهذا و فی قراءة یوم بالنصب ظرف لقال و خبر هذا محذوف ای حق او ظرف مستقر و نعم خبر لهذا الخ قال الله تعالی هذا القول حاصل فی یوم ینفع ۱۲

لِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِیْهِنَّ ؕ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝

اللہ ہی کی ہے سلطنت آسمانوں کی اور زمین کی اور ان چیزوں کی جو ان میں موجود ہیں اور وہ ہر شئے پر پوری قدرت رکھتے ہیں

تصدیق رسل و تصدیق عیسے علیہ السلام کی طرف بھی ان مخاطبات میں ہوگیا۔ غرض یہ سب حضرات جو دنیا میں سچے تھے) اُن کا سچا[1] ہونا (آج) ان کے کام آویگا (اور وہ کام آنا یہ ہے کہ) اُن کو (جنت کے) باغ (رہنے کو) ملیں گے جن کے (محلات کے) نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے (اور یہ نعمتیں انکو کیوں نہ ملیں کیونکہ) اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور خوش اور یہ اللہ تعالیٰ سے راضی اور خوش ہیں (اور جو شخص راضی و مرضی ہو اس کو ایسی ہی نعمتیں ملتی ہیں) یہ (جو کچھ مذکور ہوا) بڑی بھاری کامیابی ہے (کہ دنیا کی کوئی کامیابی اس کے برابر نہیں ہوسکتی) **ف** اور اسی سے حال اہل صدق کے اضداد کا یعنی کفار وغیرہ کا معلوم ہوگیا کہ مستحق سزا ہونگے چونکہ آگے عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کے عموم میں یہ سزا بھی داخل ہے شاید یہاں اس لئے تصریحاً و تخفیفاً اس کا بیان نہ فرمایا ہو واللہ اعلم

ربط اب سورت ختم ہونے کو ہے تمام سورت میں کچھ اصول کچھ فروع مذکور فرمائے گئے ہیں آگے خاتمہ میں لِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ الٰخ میں ان احکام کے مشروع فرمانے کا اللہ تعالیٰ کو حق ہونا اور اسی میں ان احکام کی مخالفت کا بندوں کے لئے قبیح ہونا کہ وہ مخالفت ایسے مالک اور ملک عظیم کی ہے اور وھو علی کل شئ قدیر میں اطاعت پر جزا اور مخالفت پر سزا کا صحیح الوقوع ہونا اشارۃً مذکور ہے **اثبات ملک و قدرت حق تعالیٰ**

لِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِیْهِنَّ ؕ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ اللہ ہی کی ہے سلطنت آسمانوں کی اور زمین کی اور ان چیزوں کی جو (ان آسمانوں اور زمین) میں موجود ہیں اور وہ ہر شئے پر پوری قدرت رکھتے ہیں **ف** پس باعتبار تقریر تمہید کے خاتمہ کو پوری سورت سے تلاصق ہے جیسا کہ فاتحہ یعنی شروع کی آیت کو بھی اسی طرح پوری سورت سے تعلق تھا جیسا اُس جگہ مذکور ہوا ہے کہ اوفوا بالعقود بوجہ عموم معنے کے بمنزلہ متن کے ہے اور پوری سورت اُس کی شرح پس سورت امر بایفاء عہود سے شروع ہوئی اور ایفاء اور اس کے ضد کے حسن و قبح و ثمرہ کے بیان پر ختم ہوئی اور درمیان میں محل ایفاء کی تفصیل ہوگئی۔ فسبحان اللہ ما الطف کلامہ وادق مرامہ واحسن بدءہ وختامہ وقد تم

تفسیر سورۃ المائدۃ بحمد اللہ تعالی وعونہ وتوفیقہ وفضلہ علی ید ہذا الفقیر الحقیر الذلیل الکسیر الغریق فی بحار
السیئات؛ الحریق بنار الخطیئات؛ نجاہ اللہ من الظلمات؛ وانقذہ من الموبقات؛ ووفقہ لختم تفسیر کلامہ
المجید؛ فانہ فعال لما یرید؛ ہذا وکان الیوم یوم الاحد الثانی والعشرین؛ من شہر اللہ المحرم سنۃ الف وثلثمائۃ
واربع وعشرین؛ من ہجرۃ سید المرسلین؛ صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ وعترتہ
الطیبین الطاہرین؛ ابد الآبدین؛ ودہر الداہرین؛ آمین یا رب العلمین

* * * * * * *

ملحقات الترجمۃ [1] **قولہ** فی صدقہم ان کا سچا ہونا آج فالمراد بہذا الصدق صدقہم فی الدنیا المرتب علیہ صدقہم فی الآخرۃ اذا سئلوا فلا یلزم ان لو ارید الصدق فی الدنیا لم یکن فیہ تصدیق عیسے علیہ السلام ولو ارید فی العقبے لزم کون دار الجزاء دار العمل فافہم ۱۲

سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ | مِائَةٌ وَّخَمْسٌ وَّسِتُّوْنَ اٰيَةً

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو کہ نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ۥ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے لائق ہیں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تاریکیوں کو اور نور کو بنایا پھر بھی کافر لوگ اپنے

بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ○ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰٓى اَجَلًا ؕ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ

رب کے برابر قرار دیتے ہیں۔ وہ ایسا ہے جس نے تم کو مٹی سے بنایا پھر ایک وقت معین کیا اور دوسرا معین وقت خاص اللہ ہی کے نزدیک ہے۔ پھر بھی تم

تَمْتَرُوْنَ ○ وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ ؕ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ○

شک رکھتے ہو اور وہی ہے معبود برحق آسمانوں میں بھی اور زمین میں بھی، وہ تمہارے پوشیدہ احوال کو بھی اور تمہارے ظاہر احوال کو بھی جانتے ہیں اور تم جو عمل کرتے ہو اسکو جانتے ہیں

سورۃ الانعام مکیۃ الا ست آیات او ثلث من قولہ تعالیٰ قل تعالوا وھی مائۃ وخمس وستون آیۃ کذا فی البیضاوی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ سورت سابقہ کے انجام اور اس کے آغاز میں تو مناسبت یہ ہے کہ دونوں مشتمل ہیں ابطال شرک اور اثبات توحید اور اس کے دلائل پر اور دونوں سورتوں کے مجموعہ میں یہ مناسبت ہے کہ دونوں مشتمل ہیں شرائع پر گو سورت سابقہ میں شرائع بھی سے فروع بھی مثل اصول کے کثیر ہیں چنانچہ بیس[2] تک ان کا شمار پہنچا ہے اور اس میں تقریباً تمام سورت میں اصول ہی زیادہ ہیں اور فروع بہت کم ہیں کہ عدد مذکور کے ثلث یا ربع سے متجاوز نہیں اور خود اس سورت کے باہم اجزاء میں مناسبت وارتباط یہ ہے کہ حاصل سورت کا چند امور ہیں۔ اثبات توحید۔ اثبات رسالت توحید و رسالت کی تائید کے لئے بعض قصص انبیاء علیہم السلام کے۔ اثبات قرآن۔ اثبات بعث۔ ان کے منکرین کا عناد قولی و فعلی۔ ان منکرین پر وعیدیں۔ ان وعیدوں کی تائید کے لئے بعض امم مکذبین کا حال ہلاکت۔ ان منکرین سے مکالمت و محاجہ۔ خود ان کے رسوم وعادات کی تقبیح۔ ان کے ساتھ معاملہ رکھنے میں اعتدال کی تعلیم کہ تبلیغ میں کمی نہ ہو تشدد میں حد شرعی سے زیادتی نہ ہو۔ مخالطت میں مداہنت نہ ہو۔ دلجوئی یا فکر ہدایت میں مبالغہ نہ ہو۔ ان کے رسوم جہالت کے مقابلہ میں بعض مکارم اخلاق اسلامیہ کا بیان اور یہ تمام تر گفتگو مشرکین سے ہے صرف دو تین جگہ مسئلہ نبوت و قرآن یا حلت و حرمت اشیاء کی بحث کی مناسبت سے ضمناً اہل کتاب خصوص یہود کی تقبیح آگئی ہے یہ حاصل ہے سورت کا اور ان سب مضامین میں وجہ تعلق و ربط مخفی نہیں پس سب سے اول توحید کی آیتیں ہیں۔ **احقاق توحید و ابطال اشراک مع اشارہ بجزاء** اٰن اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ الیٰ قولہ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ○ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے لائق ہیں جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا (جو کہ جواہر میں سے ہے) اور تاریکیوں کو اور نور کو بنایا (جو کہ اعراض میں سے ہے) پھر بھی کافر لوگ (عبادت میں دوسروں کو) اپنے رب کے برابر قرار دیتے ہیں وہ (اللہ) ایسا ہے جس نے تم (سب) کو (بواسطہ آدم علیہ السلام کے) مٹی سے بنایا پھر (تمہارے مرنے کا) ایک وقت معین کیا اور دوسرا معین وقت (دوبارہ زندہ ہو کر اٹھنے کا) خاص اللہ ہی کے نزدیک (معلوم) ہے پھر بھی تم (میں سے بعض) شک رکھتے ہو (کہ بعث کو ممتنع سمجھتے ہو حالانکہ جس نے حیوۃ اول دی دوبارہ دینا کیا مشکل ہے) اور وہی ہے معبود برحق آسمانوں میں بھی اور زمین میں بھی (یعنی اور سب معبود باطل ہیں) وہ تمہارے پوشیدہ احوال کو بھی اور تمہارے ظاہر احوال کو بھی جانتے ہیں اور (بالخصوص) تم جو کچھ (ظاہراً یا باطناً) عمل کرتے ہو (جس[3] پر مدار جزا ہے) اسکو جانتے ہیں **ف** توحید تینوں آیتوں کا مقصود

اللغات یعدلون من العدل بمعنی التسویۃ ۱۲ **النحو** ثم الاولی للاستبعاد وکذا الثالثۃ والثانیۃ فللترتیب الذکری واللہ فی ھو اللہ معناہ المعبود ای بحق لیصح تعلق الظرف بہ واجل مسمی ابتداء صح کونہ مبتدأ التخصیص بالصفۃ ۱۲ **فائدہ** من الروح الاخبار بنزول ہذہ السورۃ جملۃ ضعیفۃ ای الروایات التی وردت فی ان ہذہ السورۃ نزلت جملۃ واحدۃ ای مجتمعۃ کلہا ضعیفۃ ویؤیدہ ما قالہ ابن الصلاح فی فتاویہ الحدیث الوارد فی انہا نزلت جملۃ رویناہ من طریق ابی بن کعب وفی اسنادہ ضعف ولم نر لہ اسنادا صحیحا وقد روی ما یخالفہ ومن ہذا یعلم ما فی دعوی الامام اتفاق الناس علی القول بنزولہا جملۃ فقد مرآہ **الحقات الترجمۃ** ۱ قولہ فی خلقکم سب کو فی تمترون بعض لان الخلق عام والامتراء غیر عام وقولہ فی خلقکم بواسطہ لان ذریتہ خلقت من نطفۃ فالمذکور ہہنا ہو الاولیۃ ۱۲ ۳ قولہ فی یعلم ما تکسبون جس پر الخ اشارۃ الی وجہ التخصیص بعد التعمیم ۱۲

مسائل السلوک

سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ

قولہ تعالیٰ الحمد للہ الذی خلق السموات والارض فی الروح وفی تعلیق الحمد اولا باسم الذات ووصفہ تعالیٰ ثانیا بما وصف بہ سبحانہ تنبیہ علی تحقیق استحقاقہ وتحقق استحقاقہ عز وجل الحمد باعتبار ذاتہ جل شانہ وتحقق استحقاقہ سبحانہ وتعالیٰ باعتبار الانعام المؤذن بہ ما فی حیز الموصول الواقع صفۃ ومعنی استحقاقہ سبحانہ وتعالیٰ الذاتی عند بعض استحقاقہ جل وعلا الحمد بجمیع اوصافہ ذاتہ وھو معنی قولہم انہ تعالیٰ یستحق العبادۃ لذاتہ وانکر ھذا البعض صحۃ توجہ التعظیم والعبادۃ الی الذات من حیث ھی وقد صرح الامام فی شکر الاعتبار بانہ قد ذکر بمقامات العارفین ان الناس فی العبادۃ ثلث طبقات فالاولی فی الکمال والشرف الذین یعبدونہ سبحانہ وتعالیٰ لذاتہ لا بشیء اٰخر والثانیۃ وھی التی تلی الاولیٰ فی الکمال الذین یعبدونہ لصفۃ من صفاتہ وھی کونہ تعالیٰ مستحقا العبادۃ والثالثۃ وھی اخر درجات المحققین الذین یعبدونہ لتتکمل نفوسہم فی الانتساب الیہ اھ

ترجمہ مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ الحمد للہ الذی خلق السموات الخ حمد کو اولا اسم ذات کے متعلق کرنا پھر اسکو صفات خاصہ کیساتھ موصوف کرنا اشارہ اس طرف ہے کہ حق تعالیٰ کو حمد کا استحقاق دو وجہ سے ہے من حیث الذات بھی من حیث الصفات بھی اور من حیث الذات کے معنی نفی صفات کے نہیں بلکہ مقصود یہ ہے کہ اسوقت صفات کی طرف نظر نہیں ۱۲

وَمَا تَأْتِيهِم مِّنْ آيَةٍ مِّنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ إِلَّا كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ○ فَقَدْ كَذَّبُوا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ فَسَوْفَ

اور انکے پاس کوئی نشانی بھی انکے رب کی نشانیوں میں سے نہیں آتی مگر وہ اس سے اعراض ہی کیا کرتے ہیں۔ سو انہوں نے اس سچی کتاب کو بھی جھوٹا بتلایا جبکہ وہ انکے پاس پہنچی۔ سو جلد ہی

يَأْتِيهِمْ أَنبَاءُ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ○ أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا مِن قَبْلِهِم مِّن قَرْنٍ مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ

ان کو خبر ملجاوے گی اس چیز کی جسکے ساتھ یہ لوگ استہزا کیا کرتے تھے کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ ہم ان سے پہلے کتنی جماعتوں کو ہلاک کر چکے ہیں جنکو ہم نے دنیا میں ایسی قوت دی تھی کہ

مَا لَمْ نُمَكِّن لَّكُمْ وَأَرْسَلْنَا السَّمَاءَ عَلَيْهِم مِّدْرَارًا وَجَعَلْنَا الْأَنْهَارَ تَجْرِي مِن تَحْتِهِمْ فَأَهْلَكْنَاهُم

تم کو وہ قوت نہیں دی۔ اور ہم نے ان پر خوب بارشیں برسائیں اور ہم نے ان کے نیچے سے نہریں جاری کیں۔ پھر ہم نے ان کو انکے گناہوں کے سبب ہلاک

بِذُنُوبِهِمْ وَأَنشَأْنَا مِن بَعْدِهِمْ قَرْنًا آخَرِينَ ○

کر ڈالا اور ان کے بعد دوسری جماعتوں کو پیدا کر دیا

مشترک ہے یعنی عبادت کے لائق وہ ہے جس میں یہ صفات ہوں کہ وہ خالق انفس و آفاق کا ہو۔ اور عالم غیب و شہادت کا ہو اور آخر کی دو آیتوں میں بعث کی خبر اور اس کے امتناع کا دفع اور محاسبہ علی الکسب پر تنبیہ بھی ہے جس سے شرک پر وعید ثابت ہوگئی۔ اور دوسرے اجل کے علم کو اپنے ساتھ مخصوص فرمایا کیونکہ پہلے اجل کا گو قطعی علم نہ سہی مگر ظنی طور پر علامات سے معلوم ہو جاتا ہے **ربط** اوپر آیات و دلائل توحید کا بیان تھا آگے کفار کا مطلقاً آیات الٰہیہ سے اعراض کرنا مع وعید مذکور ہے **بیان اعراض تکذیب کفار و وعید بر آن** وَمَا تَأْتِيهِم مِّنْ آيَةٍ مِّنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ إِلَّا كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ○ (الی قوله) وَأَنشَأْنَا مِن بَعْدِهِمْ قَرْنًا آخَرِينَ ○ اور ان (کفار) کے پاس کوئی نشانی بھی ان کے رب کی نشانیوں میں سے نہیں آتی مگر وہ اس سے اعراض ہی کیا کرتے ہیں سو (چونکہ یہ ان کا شیوہ ہو گیا ہے) انہوں نے اس سچی کتاب (یعنی قرآن) کو بھی جھوٹا بتلایا جبکہ وہ ان کے پاس پہنچی سو (انکی یہ تکذیب خالی نہ جائیگی بلکہ) جلد ہی انکو خبر ملجاوے گی اس چیز کی جس کے ساتھ یہ لوگ استہزاء کیا کرتے تھے (مراد اس سے عذاب ہے جسکی خبر قرآن میں سنکر ہنستے تھے جس سے قرآن کی تکذیب لازم آتی تھی اس کی خبر ملنے کا مطلب یہ ہے کہ جب عذاب نازل ہوگا اسکی خبر آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔ اور اگر عذاب کو بعید سمجھتے ہیں تو انکی غلطی ہے) کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ ہم ان سے پہلے کتنی جماعتوں کو (عذاب سے) ہلاک کر چکے ہیں جنکو ہم نے دنیا میں ایسی قوت (جسمانی اور مالی) دی تھی کہ تم کو وہ قوت نہیں دی اور ہم نے ان پر خوب بارشیں برسائیں اور ہم نے انکے (کھیت اور باغوں کے) نیچے سے نہریں جاری کیں (جس سے زراعت اور پھل کی خوب ترقی ہوئی اور ثروت سے گذر کرتے تھے) پھر (باوجود اس قدر قوت و سامان کے) ہم نے انکو انکے گناہوں کے (یعنی کفر و اعراض کے) سبب (انواع عذاب سے) ہلاک کر ڈالا اور ان کے بعد دوسری جماعتوں کو پیدا کر دیا (اسی طرح اگر تم پر عذاب نازل کر دیں تو تعجب کیا ہے) **ف** مراد ان ہلاک شدہ جماعتوں سے عاد و ثمود وغیرہ ہیں کہ انواع عذاب سے ہلاک کئے گئے ان کے آثار نمایاں تھے۔ ان کے دیکھنے کو ہلاکت کا دیکھنا فرما دیا اور جس عذاب سے کفار موجودین کو ڈرایا مراد اس سے یا تو دنیوی عذاب ہو چنانچہ قتل اور قید کئے گئے اور یا عذاب آخرت ہو کہ وہ بھی قریب ہے کیونکہ موت کے ساتھ ہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور وانشانا الخ اسلئے فرمایا کہ انکے ہلاک کرنے سے حقیقت میں تو ہمارا کیا ضرر ہوتا ظاہر ابھی تو ہمارے ملک میں کوئی کمی نہیں آئی کہ دنیا ویسی ہی بسی رہی ورنہ اگر دوسرے کے نقصان پہنچانے سے اپنا بھی کچھ نقصان محتمل ہوتا ہے تو بعض اوقات یہ مانع ہو جاتا ہے رہا فنا و قیامت تو وہ خود آبادی دنیا کی میعاد ہی ہے میعاد پر ختم ہو جانا ضرر صوری بھی نہیں کہا جا سکتا اور وہ بھی ارادہ سے اور ضرر حقیقی جو اصل مقصود بالنفی ہے وہ تو ہر حال میں منتفی ہے۔ **ربط** اوپر کفار کی تکذیب اور اعراض کا بیان تھا جو کہ توحید و آیات کے بارہ میں تھا آگے ان کے اصرار علی التکذیب و عناد کا بیان ہے جو توحید و آیات کے ساتھ رسالت کے باب میں بھی تھا اور یہ تینوں مفہوم جو مرتب طور پر مذکور ہیں واقع میں بھی باہم مندرج ہیں کیونکہ تکذیب تو اعراض سے اشد ہے اور عناد تکذیب سے اشد ہے

ملحقات الترجمة ؎ قوله في يستهزءون تكذيب لازم الخ يصح ترتب الاتيان على التكذيب القرآن ۱۲ ؎ قوله في انباء ما كانوا مطلب خبر كا وا ما العذاب واتيان انباء حضور مصداق انباء والمصداق للخبر هو المخبر عنه الى العذاب فحضوره حضور العذاب فاتيان الانباء حضور العذاب ۱۲ ؎ قوله في قرن جماعتوں بحذف المضاف اہل قرن ۱۲ ؎ قوله في السماء علينا خوب بارشیں فالسماء بمعناه بارشیں و مدرارا بمعناه خوب و ارسلنا معناه برسائیں لان مدرارا مفعال من الدر بمعنی کثیر الدر ۱۲

البلاغة قوله نمكن لكم فيه التفات ۱۲

وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا

اور اگر ہم کاغذ پر لکھا ہوا کوئی نوشتہ آپ پر نازل فرماتے پھر اسکو یہ لوگ اپنے ہاتھوں سے چھو بھی لیتے تب بھی یہ کافر لوگ یہی کہتے کہ یہ کچھ بھی نہیں مگر

سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ؕ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ۝ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا

صریح جادو ہے اور یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ انکے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجا گیا اور اگر ہم کوئی فرشتہ بھیجدیتے تو سارا قصہ ہی ختم ہو جاتا پھر ان کو ذرا مہلت نہ دی جاتی اور اگر ہم اسکو فرشتہ تجویز کرتے

لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ۝ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا

تو ہم اسکو آدمی ہی بناتے اور ہمارے اس فعل سے پھر ان پر وہی اشکال ہوتا جو اب اشکال کر رہے ہیں اور واقعی آپ سے پہلے جو پیغمبر ہوئے ہیں ان کے ساتھ بھی استہزا کیا گیا ہے پھر جن لوگوں نے

مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝

ان سے تمسخر کیا تھا ان کو اس عذاب نے آگھیرا جس کا تمسخر اڑاتے تھے آپ فرما دیجئے کہ ذرا زمین میں چلو پھرو۔ پھر دیکھ لو کہ تکذیب کرنے والوں کا کیا انجام ہوا +

بیانِ عنادِ کفار عموماً و در رسالت خصوصاً وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ (الی قولہ) وَلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ۝ اور (ان لوگوں کے عناد کی یہ حالت ہے کہ) اگر ہم کاغذ پر لکھا ہوا کوئی نوشتہ آپ پر نازل فرماتے (جیسا یہ لوگ کہا کرتے ہیں حتی تنزل علینا کتبا نقرؤہ) پھر اس کو یہ لوگ اپنے ہاتھوں سے چھو بھی لیتے (جس میں احتمال نظربندی کا بھی نہیں ہو سکتا) تب بھی یہ کافر لوگ یہی کہتے کہ یہ کچھ بھی نہیں مگر صریح جادو ہے (کیونکہ جب دل میں ارادہ ماننے کا نہیں ہوتا تو ہر دلیل میں کوئی نہ کوئی بات نکال لیتا ہے) اور یہ لوگ یوں (بھی) کہتے ہیں کہ ان (پیغمبر) کے پاس کوئی فرشتہ (جسکو ہم دیکھیں اور اسکی باتیں سنیں) کیوں نہیں بھیجا گیا (جیسا ان آیتوں میں منقول ہے او تاتی باللہ والملائکۃ قبیلا اور لولا انزل الیہ ملک فیکون معہ نذیرا اور لولا انزل علینا الملائکۃ۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں) اور اگر ہم کوئی فرشتہ (اس طرح) بھیجدیتے تو سارا قصہ ہی ختم ہو جاتا پھر (نزول فرشتہ کے بعد) انکو ذرا مہلت نہ دی جاتی (بلکہ جب اسکو نہ مانتے جسکا وقوع ان سے یقینی ہے جیسا آگے آتا ہے تو فوراً عذاب نازل ہو جاتا کیونکہ آیت قاہرہ اور پھر وہ بھی فرمایشی نازل ہونیکے وقت نہ ماننا حسب عادت الہیہ موجب ہلاک فوری ہے اور اب گو عذاب ہوگا مگر چندے مہلت تو ہے جس میں اگر توبہ کرنا چاہیں ممکن ہے) اور اگر (کسی کو یہ احتمال ہو کہ شاید نزول فرشتہ کے وقت یہ مان ہی لیتے تو یہ احتمال محض غیر واقعی ہے کیونکہ) اگر ہم اس (بھیجے ہوئے) کو فرشتہ تجویز کرتے تو (چونکہ فرشتہ کی شکل میں بھیجنا اس لئے نہ ہوتا کہ آدمی ان حواس متعارفہ میں فرشتہ کو اس کی اصلی صورت میں دیکھنے پر قادر نہیں اس لئے) ہم اس (فرشتہ) کو (باعتبار شکل کے) آدمی ہی بناتے اور (جب آدمی کی شکل پر وہ ہوتا تو) ہمارے اس فعل سے (اسوقت) پھر ان پر وہی اشکال (و اشتباہ) ہوتا جو اب اشکال (و اشتباہ) کر رہے ہیں (یعنی اس فرشتہ کو بشر سمجھکر پھر یہی اعتراض کرتے غرض نزول ملک سے ان کا نفع تو کچھ نہ ہوتا کیونکہ ان کا اشتباہ بحالہ باقی رہتا اور ان کا ضرر یہ ہوتا کہ ہلاک کردیئے جاتے اس لئے ہم نے اسطرح نازل نہیں کیا خلاصہ یہ کہ غایت عناد سے ایسی باتیں نکالتے ہیں جو ہدایت و وضوح حق کا طریق نہیں اور جو اس کا طریق ہے کہ آیات و معجزات موجودہ میں غور کرنا اس سے کام نہیں لیتے) (ربط اوپر کفار کے اعراض و تکذیب مع الاستہزاء و عناد کا ذکر تھا چونکہ ان واقعات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صدمہ پہنچتا تھا اس لئے آگے تسلی کا مضمون فرماتے ہیں) **تسلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ (الی قولہ) ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝ اور (آپ ان کی بیہودگیوں سے صدمہ زدہ نہ ہو جئے کیونکہ) واقعی آپ سے پہلے جو پیغمبر ہوئے ہیں ان کے ساتھ بھی (انکے مخالفین کی طرف سے) استہزا کیا گیا ہے

ع ۱ / ۱۰

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ولو نزلنا علیک کتبا الخ فیہ بیان حال المعاند حیث لا ینتفع بشیء ولذا لا یتصدی لہم اہل الطریق قولہ تعالیٰ ولو انزلنا ملکا الخ فی الروح قیل فی سبب اہلاکہم علی تقدیر انزال الملک جیبا اقترحوا انہم اذا عاینوہ قد نزل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی صورتہ الاصلیۃ وہی آیۃ لا شیء ابین منہا ثم لم یؤمنوا لم یکن بد من اہلاکہم فان سنۃ اللہ تعالیٰ قد جرت بذلک فیمن قبلہم ممن کفر بعد نزول ما اقترح وروی ہذا عن قتادۃ اھ قلت علم دلہ ان الاسلم عدم ظہور الخوارق

ترجمہ

قولہ تعالیٰ ولو نزلنا علیک اس میں معاند کے حال کا بیان ہے کہ وہ کسی طریق سے منتفع نہیں ہوتا اسی واسطے اہل طریق ان کے درپے نہیں ہوتے ۱۲ قولہ تعالیٰ ولو انزلنا ملکا الخ اس صورت میں ان کے ہلاک ہونے کی وجہ یہ ہوتی کہ ایسے خوارق کے ظہور سے ان پر حجۃ الہیہ تمام ہو جاتی اس سے معلوم ہوا کہ طریق اسلم خوارق کا ظاہر نہ ہونا ہی ہے ۱۲

اللغات فی القاموس حاق بہ احاط بہ ۱۲ **النحو** ما یلبسون ما مصدریۃ او موصولۃ والاظہر الاول بتمیز احذف المثل فی نحو ضربت ضرب الامیر و متعلق یلبسون علی انفسہم کذا فی الروح **تحقیقات الترجمۃ** ل قولہ فی تقتضی الاصول آیت قاہرہ الی قولہ حسب عادت الہیہ الحکم من الکلی او الاکثری وانما قلنا لکون ہذہ الآیۃ قاہرۃ ما ذکرہ فی الکبیر و کونہا مقترحۃ فی سائر التفاسیر ۱۲ ع قولہ فی للبسنا جب آدمی قال البیضاوی جواب محذوف اسے ولو جعلنا رجلا للبسنا و فی الروح یجوز ان یکون عطفا علی جواب لو المذکور لا فی عطف لازم الجواب علیہ اھ قلت لان لازم اللازم لازم ۱۲ س قولہ فی للبسنا ہمارے اس فعل سے اشارۃ الی ان منصب الفائدۃ ان خطاب لبس ہو الاسناد بل المسند انما اسند الی اللہ تعالیٰ کما فی الروح لانہ بخلقہ تعالیٰ او للزومہ لجعلہ رجلا ۱۲ س قولہ ہناک اسوقت وفی یلبسون اب کما فی الروح للبسنا علیہم حینئذ ما یلبسون علی انفسہم الساعۃ اھ ۱۲

قُلْ لِّمَنْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلْ لِّلّٰهِ ؕ كَتَبَ عَلٰی نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ؕ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰی يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

آپ کہئے کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں موجود ہے یہ سب کس کی ملک ہے آپ کہدیجئے کہ سب اللہ ہی کی ملک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مہربانی فرمانا اپنے اوپر لازم فرمالیا ہے۔ تمکو خدا تعالیٰ قیامت کے روز

لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِی الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ؕ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

جمع کریںگے اس میں کوئی شک نہیں جن لوگوں نے اپنے کو ضائع کرلیا ہے سو وہ ایمان نہ لاویں گے۔ اللہ ہی کی ملک ہے سب جو کچھ رات میں اور دن میں رہتے ہیں اور وہی بڑا سننے والا بڑا جاننے والا

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ؕ قُلْ اِنِّیْۤ اُمِرْتُ اَنْ

آپ کہئے کہ کیا اللہ کے سوا جو کہ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنیوالے ہیں اور جو کہ کھلانے کو دیتے ہیں اور ان کو کوئی کھلانے کو نہیں دیتا کسیکو معبود قرار دوں۔ آپ فرما دیجئے کہ مجھکو یہ

اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ قُلْ اِنِّیْۤ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّیْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝

حکم ہوا ہے کہ سب سے پہلے میں اسلام قبول کروں اور تم مشرکین میں سے ہرگز نہ ہونا۔ آپ کہدیجئے کہ میں اگر اپنے رب کا کہنا نہ مانوں تو میں ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں

مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ۝ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ

جس شخص سے اس روز وہ عذاب ہٹا دیا جاویگا تو اسپر اللہ تعالیٰ نے بڑا رحم کیا اور یہ صریح کامیابی ہے اور اگر تجھکو اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف پہنچاویں تو اس کا دور کرنیوالا

لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝

سوا اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں اور اگر تجھکو کوئی نفع پہنچاویں تو وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں اور وہی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے اوپر غالب ہیں برتر ہیں اور وہی بڑی حکمت والے ہیں پوری خبر رکھنے والے

(جو مستلزم ہے تکذیب کو پس یہ کوئی نئی بات نہیں) پھر (آخر استہزاء سے پیغمبروں کا کوئی نقصان نہ ہوا بلکہ ان کفار ہی کو اس کا انجام بھگتنا پڑا چنانچہ) جن لوگوں نے ان (پیغمبروں) سے (منزلۂ تکذیب کی وعید سنانے پر) تمسخر کیا تھا ان کو اس عذاب نے آگھیرا جس کا تمسخر اڑاتے تھے (اسی طرح آپکی جو یہ تکذیب کرتے ہیں آپ کا کیا ضرر ہے آپ کیوں مغموم ہوتے ہیں یہ خود ہی مستحق عذاب دنیوی یا اخروی ہو رہے ہیں اور اگر یہ عذاب امم سابقہ کا انکار کرنے لگیں تو آپ (ان سے) فرما دیجئے کہ ذرا زمین میں چلو پھرو پھر دیکھ لو کہ تکذیب کرنیوالوں کا کیا انجام ہوا (آثار کے ہوتے ہوئے کسی شے کا انکار مشکل ہے) ربط اوپر جو توحید کا مضمون تھا آگے پھر عود ہے اسی کی طرف اور اس کے ضمن میں معاد کا مضمون ہے تاکہ اعتقاد توحید کی رغبت اور اشراک سے رہبت ہو۔ توحید و معاد قُلْ لِّمَنْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (الیٰ قولہ) وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ آپ (ان منکرین سے بطور الزام حجت کے) کہئے کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں موجود ہے یہ سب کس کی ملک ہے (اول تو وہ بھی جواب دیں گے جس سے توحید ثابت ہوگی جیسا دوسری آیت میں ہے قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ لیکن اگر کسی وجہ سے مثل خوف مغلوبیت کے جواب نہ دیں تو) آپ کہدیجئے کہ سب اللہ ہی کی ملک ہے (اور ان سے یہ بھی کہدیجئے کہ) اللہ تعالیٰ نے (اپنے فضل و وعدہ سے تائبین عن الشرک کیساتھ) مہربانی فرمانا اپنے اوپر لازم فرمالیا ہے (پس جب توحید واقع میں بھی حق ہے اور موجب رحمت بھی ہے تو اس کو اختیار کرلو اور یہ بھی کہدیجئے کہ اگر تم نے توحید کو قبول نہ کیا تو پھر سزا بھی بھگتنا ہوگی کیونکہ) تمکو خدا تعالیٰ قیامت کے روز (قبروں سے زندہ کرکے میدان حشر میں) جمع کریں گے (اور سب کا حساب لیں گے پھر جیسا جیسا عمل ہوگا ویسا برتاؤ فرمائیں گے اور روز قیامت کی حالت یہ ہے کہ) اس (کے آنے) میں کوئی شک (و شبہ) نہیں (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ گو آپ توحید کا اثبات اور رحمت و عذاب کا وعدہ و وعید کتنا ہی فرماویں مگر

اختلاف القراءة فی قراءة یصرف مبنیا للفاعل فالضمیر فی یصرف للہ تعالیٰ و المفعول محذوف ای من یصرفہ اللہ عنہ ١٢

لمخلفات الترجمة ١ے قولہ فی استہزاء کوئی نئی بات اشارہ الی ان التسلیة مقتم بہ کما فی الروح تمت فلا یلزم ان یکون الاخبار عن العذاب دخل فی التسلیة لان المعلوم من حالہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ لا یرید العذاب وانما اخبر عن العذاب علیہم لا من حیث نفی الضرر عن الرسل کما اشیر الیہ فی الترجمة لا من حیث اثبات الضرر ١٢ ٢ے قولہ فی سے منہم متعلق بسخروا فالضمیر راجع الی الرسل ومنہم متعلق بسخروا یقال سخر منہ ١٢ ٣ے قولہ فی ما کانوا اسی عذاب نے الخ فی الروح قیل ان المراد من الذی کانوا یستہزء ون بہ ہو العقاب ونحوہ ولا اعتراض بان السیاق دلیل علی ان المستہزا بہم الرسل علیہم السلام بدعوٰی ان الاستہزاء بالرسل مستلزم الاستہزاء بما جاؤا بہ ودعوٰی ان مثل ذلک لا یحتاج الی قرینة ١٢ ٤ے قولہ فی سب یہ بھی کہدیجئے نہ داخل تحت الامر قل وکذا الکثیر لجملة کما فی الروح ١٢ ٥ے قولہ تائبین کذا فی الروح ١٢ ٦ے قولہ فی لا ریب حالت یہ ہے اشارة الی کون الجملة حالا من یوم ١٢

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ کتب علی نفسہ الرحمة فی الروح جملة صادحة بشمول رحمتہ جل مجدہ لجمیع الخلق مسوقة لبیان انہ تعالیٰ رؤف بالعباد ما سبق رحمتہ علی احکام الغضب لیس الا من سوء اختیار العباد واستعداد الازلی لا من مقتضیات ذاتہ جل وعز وفیہ تعلیل ورق بونة اذا التفت الی التفات تعالیٰ ذلک من آثار البطش الا وہو مطرز برحمتہ تعالیٰ نعم تنقسم الرحمة من بعض الحیثیات الی قسمین متمحضة لا یشوبہا شیء من النقمة کنعیم الجنة ورحمة قد تشوبہا نقمة کتادیب الولد بالضرب رحمة بہ وکشرب الدواء المر البشع وفیہ فی کل غضب رحمة ولیس کل رحمة غضب

قولہ تعالیٰ قل انی امرت ان اکون الخ فیہ عدم سقوط التکالیف حتی عن الانبیاء علیہم السلام

قولہ تعالیٰ وان یمسسک اللہ الخ نص فی نفی النصر فی المستقل حتی عن المقربین وفی الروح وفی ہذہ الآیة الکریمة رد علی من طلب کشف الضر من غیرہ سبحانہ وتعالیٰ واہل احدا سواہ وفی فتوح الغیب للجیلانی قدس سرہ ان من اراد السلامة فی الدنیا والآخرة فعلیہ بالصبر والرضا وترک الشکوی الی خلقہ وانزل حوائجہ بربہ عز وجل ولزوم طاعتہ وانتظار الفرج منہ سبحانہ وتعالیٰ والانقطاع الیہ فحرمانہ عطاء وعقوبتہ نعماء وبلاءہ دواء ووعدہ حال وقولہ فعل وکل افعالہ حسنة وحکمة ومصلحة غیر انہ عز وجل طوی علم المصالح عن عبادہ وتفرد بہ فلیس الا الاشتغال بالعبودیة من اداء الاوامر واجتناب النواہی والتسلیم فی القدر وترک الاشتغال بالربوبیة والسکون عن لم وکیف ومتی

ترجمہ مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ کتب علی نفسہ الرحمة الخ اپنے اطلاق سے اسپر دال ہے کہ حق تعالیٰ کی رحمت سبکو عام اور شامل ہے چنانچہ ادنیٰ تامل سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کوئی غضب ایسا نہیں جس میں کچھ رحمت نہ ملی ہو اور رحمت بہت سی ایسی ہیں جنمیں ذرا غضب نہیں اور دونوں قسمیں رحمت ہونا تو ظاہر ہے جن میں تعذیب بھی ہے وہ تعذیب اور وعید تعذیب بھی کہ مغفرت ہو جاویگی اور کفار وعید پر اس طرح کہ حق تعالیٰ نے اس عذاب سے اشد جو عذاب تھا اس سے محفوظ رکھا ١٢

٣ے قولہ تعالیٰ (ای) امرت ان اکون الخ اس میں دلالت ہے کہ تکالیف شرعیہ کسی سے حتی کہ انبیاء سے بھی ساقط نہیں ہوتیں ١٢ قولہ تعالیٰ وان یمسسک اللہ بضر الخ اس میں غیر اللہ سے تصرف مستقل کی نفی ہے حتی کہ مقبولین سے بھی اور نیز اسمیں دبنے سہنے کو غیر اللہ سے نہ الدضرر کی توقع رکھے ١٢

جن لوگوں[۱] نے اپنے کو (یعنی اپنی عقل و نظر صحیح کو) ضائع[۲] (یعنی معطل) کر لیا ہے سو وہ ایمان نہ لاویں گے (کیونکہ کسی مطلوب کے حاصل کرنے کے لئے استعمال قوت فکریہ کا ضروری ہے اور یہ اُس سے کام نہیں لینا چاہتے پھر ایمان کیونکر لاویں گے) اور اُن سے اثبات توحید کے لئے مکرر تاکہ شاید[۳] ہدایت ہو جاوے ورنہ حجت اچھی طرح قائم ہو جاوے یوں بھی کہئے کہ) اللہ ہی کی ملک ہے سب جو کچھ راتوں میں اور دن میں رہتے ہیں[۴] (اس کے اور قل لمن ما فی السموٰت کے مجموعہ کا حاصل یہ نکلا کہ جتنی چیزیں کسی مکان میں ہیں یا کسی زمان میں ہیں سب اللہ کی مملوک ہیں) اور وہی ہے بڑا سننے والا بڑا جاننے والا (پھر اثبات توحید کے بعد ان سے) آپ کہئے کہ کیا اللہ کے سوا جو کہ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے ہیں (جیسا اوپر مذکور ہوا) اور جو کہ (اوروں کو) کھانے کو دیتے ہیں اور انکو کوئی (بوجہ عدم احتیاج کے) کھانے کو نہیں دیتا (جیسا کہ اوپر اُن کے مالک الکل ہونے سے ثابت ہوا کیونکہ اس کل میں طاعم اور مطعوم سب داخل ہیں اس سے معلوم ہوا کہ وہی رزاق ہیں اور اثبات صفات کمال سے نفی نقص کی بھی ہوئی اور مطعومیت و احتیاج نقص ہے پس صفات مذکورہ سے اس کی بھی نفی ہو گئی تو کیا ایسے اللہ کے سوا) کسی کو (اپنا) معبود[۵] قرار دوں آپ (اس استفہام انکاری قل اغیر اللہ کی شرح میں ان سے) فرما دیجئے کہ (میں غیر اللہ کو معبود کیسے قرار دیتا کہ اول تو مقتضائے ادلہ عقلیہ مذکورہ کے خلاف دوسرے دلیل نقلی کے خلاف چنانچہ) مجھکو یہ حکم ہوا ہے کہ (جتنے لوگوں کو قرآن کے ذریعہ سے توحید پہنچے[۶] گی ان میں) سب سے پہلے میں اسلام (باصولہ و فروعہ کہ ان میں توحید بھی آگئی) قبول کروں اور (مجھکو[۷] یہ کہا گیا ہے کہ) تم مشرکین میں سے ہرگز نہ ہونا (جیسا کہ وقوعاً و احتمالاً ہمیشہ اشراک منفی رہا مگر اوروں کے سنانے کو یہ کہا گیا تاکہ تنبیہ ہو کہ جب معصوم کو یہ حکم ہے تو غیر معصومین کو تو کیوں نہ ہوگا جہاں کہ وقوع و احتمال سب موجود ہے) آپ (اپنے اوپر رکھکر اُن کو شرک کا عذاب بھی جسکا اشارہ یجمعنکم میں تھا سنانے کے لئے) کہہ دیجئے کہ میں اگر اپنے رب کا کہنا (امر بالاسلام اور نہی عن الاشراک میں جو اوپر مذکور ہوئے ہیں) نہ مانوں تو میں ایک بڑے دن (یعنی قیامت) کے عذاب (جو کہ کہنا نہ ماننے والوں کو ہوگا) سے ڈرتا ہوں (اور اس عذاب کی یہ کیفیت[۸] ہے کہ) جس شخص[۹] سے اس روز وہ عذاب ہٹا دیا جاویگا (اور وہ وہ شخص ہوگا جو امر بالاسلام و نہی عن الاشراک میں کہنا مانے) تو اس پر اللہ تعالیٰ نے بڑا رحم کیا اور یہ (عذاب کا ہٹ جانا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کا متوجہ ہو جانا) صریح کامیابی ہے (عذاب کی اس کیفیت سے اس رحمت کی تفصیل ہو گئی جو کتب علی نفسہ الرحمۃ میں مطیعین کے لئے اجمالاً[۱۰] موعود تھا) اور (آپ اوپر کے عذاب رحمت کے اختصاص قدرت کے لئے تاکہ وعدہ رحمت میں یا وعید عذاب میں احتمال کسی . . . مزاحم و مانع کا نہ رہے یہ بھی سنا دیجئے کہ) اگر[۱۱] (اے انسان) تجھکو اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف (دنیا یا آخرت میں) پہنچا دیں تو اس کا دور کرنے والا سوا اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں (وہ چاہیں[۱۲] دور کریں یا نہ کریں خواہ دیر میں کریں یا جلدی کریں) اور اگر تجھکو (اسی طرح) کوئی نفع پہنچا دیں تو (اس کا بھی کوئی ہٹانے[۱۳] والا نہیں جیسا دوسری جگہ ہے فلا راد لفضلہ کیونکہ) وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں (انکے مقابلہ میں کسیکو قدرت نہیں اس لئے اُن کے چاہے ہوئے کو کوئی نہیں ہٹا سکتا اور مضمون مذکور کی تاکید کے لئے یہ بھی فرما دیجئے کہ وہی اللہ تعالیٰ (قدرت سے) اپنے بندوں کے اوپر غالب[۱۴] ہیں برتر ہیں اور (علم کے اعتبار سے) وہی بڑی حکمت والے اور پوری خبر رکھنے والے ہیں (آپ علم سے سب کا حال جانتے ہیں اور قدرت سے سب کو جمع کریں گے اور حکمت سے مناسب جزا و سزا دینگے اس لئے اسلام قبول کر لینا ضروری ہے) (ربط اوپر توحید و رسالت کے باب میں جدا جدا کلام ہوا ہے آگے دونوں میں مجتمعاً کلام ہے چنانچہ ائنکم لتشہدون الخ میں توحید کی بحث ہے اور قل اللہ شہید بینی الخ میں رسالت کی بحث ہے اور شان نزول بھی اس کا دو واقعہ دونوں مسئلوں کے متعلق ہیں چنانچہ کلبی نے روایت کیا ہے کہ کفار مکہ نے حضور

ملحقات الترجمة [۱] قوله في الذين جن لوگوں اشارة الى ان الموصول مبتدأ خبره فهم لا يؤمنون ۱۲ [۲] قوله في خسروا اضاعوا تفسير بالحاصل لان الخسران لازم لتضييعهم محل الخسران وحاصل الخسار في انفسهم ان في عقولهم تضييعها وعلى هذا التفسير فلا اشكال عليه بان الخسار هو عين عدم الايمان لان التغاير قد حصل بينهما فاحدهما سبب الآخر سبب من غير اتحاد ونحو قوله معطل اشارة به الى انه ليس بمفقود والا يلزم تكليف ما لا يطاق ۱۲ [۳] قوله في تاكہ شاید اشارة الى حكمة التكرير للدليل ۱۲ [۴] قوله في ما سكن رہتے ہیں اشارة الى كونه من السكنى لا من السكون ليعم الساكن والمتحرك ۱۲ [۵] قوله في وليا معبود كذا في الصحاح [illegible] فيه قلت وفي نسبته الى نفسه تلطيف في الدعوة حيث لم يخاطبهم بانكار الاتخاذ ۱۲ [۶] قو[illegible] اول پہنچے گی فالاول على معناه الحقيقي ۱۲ [۷] قوله في ولا تكونن مجھکو یہ کہا گیا اشارة الى تقدير [illegible] بعد تعلقه بالمقدر اي وقيل لي لا تكونن فالحاصل اني امرت بالاسلام ونهيت عن الاشراك ۱۲

[۸] قوله في من يصرف کیفیت اشارة الى ان جملة من يصرف صفة لعذاب ۱۲ [۹] قوله ضمائر جس شخص سے فالضمير في يصرف الى العذاب وفي عنه الى من ويحتمل العكس ۱۲ [۱۰] قوله بعد الفوز المبين اجمالاً فالثواب والعذاب ذكرا مرتين اجمالاً في كتب ويجمعكم وتفصيلاً في عذاب يوم ومن يصرف عنه ۱۲ [۱۱] قوله في ان يمسسك اے انسان لانه داخل في خبر قل فالمخاطب غيره صلى الله عليه وسلم ۱۲ [۱۲] قوله في لا كاشف چاہیں الخ تقديره التعميم نقوله دور کریں باعتبار المؤمنين والكافرين في الدنيا وكذا قوله دیر یا جلدی وما في الآخرة فالزوال سريعاً وبطيئاً باعتبار العصاة من المؤمنين وعدم الزوال باعتبار الكافرين ۱۲ [۱۳] قوله في يمسسك بخير مرفوع لا اشارة الى تقدير [illegible] ونظيره آية اخرى فلا راد لفضله ۱۲ [۱۴] قوله في القاهر فوق غالب ہیں برتر راجع الى القاهر برتر راجع الى فوق وفيه اشارة الى ان فوق خبر بعد خبر اي قاهر عال عليهم بالقدرة وقيل ذكر فوق تاكيد لغلبته كذا في حواشي البيضاوي ۱۲

قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَہَادَۃً ؕ قُلِ اللّٰہُ ۟ شَہِیْدٌۢ بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ ۟ وَاُوْحِیَ اِلَیَّ ہٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَکُمْ بِہٖ

آپ کہئے کہ سب سے بڑھکر چیز گواہی دینے کے لئے کون ہے۔ آپ کہئے کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ گواہ ہے۔ اور میرے پاس یہ قرآن بطور وحی کے بھیجا گیا ہے تاکہ میں اس قرآن کے ذریعہ تمکو

وَمَنْۢ بَلَغَ ؕ اَئِنَّکُمْ لَتَشْہَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰہِ اٰلِہَۃً اُخْرٰی ؕ قُلْ لَّاۤ اَشْہَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا ہُوَ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِیْ

اور جس جسکو یہ قرآن پہنچے سبکو ڈراؤں۔ کیا تم سچ مچ یہی گواہی دوگے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کچھ اور معبود بھی ہیں۔ آپ کہدیجئے کہ میں تو گواہی نہیں دیتا۔ آپ کہدیجئے کہ بس وہ تو ایک ہی معبود ہے

بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِکُوْنَ ۘ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰہُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَہُمْ ۘ اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَہُمْ

اور بیشک میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ لوگ رسول کو پہچانتے ہیں جسطرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں جن لوگوں نے اپنے کو ضائع کر لیا ہے

فَہُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ ؕ اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

سو وہ ایمان نہ لاویں گے۔ اور اس سے زیادہ اور کون بے انصاف ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بہتان باندھے یا اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھوٹا بتلاوے ایسے بے انصافوں کو رستگاری نہ ہوگی

وقف لازم

ع ۲ ۸

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر کہا کہ کیا خدا تعالیٰ کو آپکے سوا کوئی رسول نہیں ملا ہم تو نہیں سمجھتے۔ کہ آپ کے دعوے کی کوئی تصدیق کرسکتا ہے اور ہم نے تو یہود ونصاریٰ سے پوچھ کر دیکھ لیا وہ تو یوں کہتے ہیں کہ انکی کتابوں میں آپ کا ذکر ہی نہیں سو ہم کو کوئی بتلائیے کہ جو اس بات کی گواہی دے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اسپر یہ آیت نازل ہوئی اور ابن جریر وغیرہ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ نحام بن زید اور قردم بن کعب اور بحری بن عمرو آپ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ کیا آپکے علم میں سوا اللہ تعالیٰ کے اور کوئی معبود نہیں آپ نے فرمایا کہ واقع میں بھی سوا اللہ تعالیٰ کے کوئی معبود نہیں میں تو یہی دیکر بھیجا گیا ہوں اور اسکی دعوت کرتا ہوں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کذا فی روح المعانی ع

عود بمسئلہ توحید ورسالت قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَہَادَۃً (الی قولہ) اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ○ آپ (ان منکرین توحید ورسالت سے) کہئے کہ (اچھا یہ بتلاؤ کہ) سب سے بڑھکر چیز گواہی دینے کے لئے کون ہے (جسکی گواہی پر کسی مختلف فیہ مسئلہ کا فیصلہ ہو جاوے اس کا جواب ظاہر ہے کہ یہی ہوگا کہ اللہ سب[1] سے بڑھکر ہے پھر) آپ کہئے کہ (بس) میرے اور تمہارے درمیان (جو مسئلہ مختلف فیہ ہو رہا ہے اس میں وہی) اللہ تعالیٰ گواہ ہے[2] (جس کی گواہی سب سے بڑھکر ہے) اور (انکی گواہی یہ ہے کہ) میرے پاس یہ قرآن بطور وحی کے (منجانب اللہ) بھیجا گیا ہے (جسکی صفت اعجاز جو دلیل مبعوث ومصدق من اللہ ہونے کی ظاہر ہے) تاکہ میں اس قرآن کے ذریعہ سے تمکو اور جس جس کو یہ قرآن پہنچے ان سبکو (ان وعیدوں سے) ڈراؤں (جو توحید ورسالت کے انکار پر اس میں مذکور ہیں پس اس کے اعجاز سے اللہ کی گواہی تکوینی اور اس کے مضمون سے اللہ کی گواہی تشریعی ثابت ہوگئی) کیا تم (اس شہادت کبریٰ کے بعد بھی جو کہ توحید کو شامل ہے توحید کے باب میں) سچ مچ یہی گواہی دوگے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ (استحقاق عبادت میں) کچھ اور معبود بھی (شریک) ہیں (اور اگر وہ ہٹ دھرمی سے اسپر بھی کہدیں کہ ہاں ہم تو یہی گواہی دیں گے تو اس[3] وقت ان سے بحث کرنا لاحاصل ہے بلکہ صرف) آپ (اپنے عقیدہ کو ظاہر کردیجئے اور) کہدیجئے کہ میں تو (اسکی) گواہی نہیں دیتا (کیونکہ یہ امر باطل ہے اور آپ باطل کی نفی کرکے حق کے اثبات کے لئے) کہدیجئے کہ بس وہ تو ایک ہی معبود ہے اور بیشک میں تمہارے شرک سے بیزار (اور نفور) ہوں (اور رسالت کے باب میں جو کہا جاتا ہے کہ ہم نے یہود ونصاریٰ سے پوچھکر دیکھ لیا الخ تو اس باب میں تحقیق یہ ہے کہ) جن لوگوں کو ہمنے کتاب (توراۃ وانجیل) دی ہے وہ لوگ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو (اول سے بلا شک وشبہ ایسا) پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو (انکی صورت سے) پہچانتے ہیں (کہ بیٹے کی صورت دیکھکر عادۃً کبھی شبہ نہیں ہوتا کہ یہ کون شخص ہے گو زبان سے انکار اور اخفاء کریں لیکن جب شہادت کبریٰ کے ہوتے ہوئے اہل کتاب کی شہادت پر مدار ہی نہیں پھر اس کے عدم سے کیوں تمسک کیا جاوے اور ایسی شہادت کبریٰ کے ہوتے ہوئے بھی) جن لوگوں نے اپنے کو ضائع

البلاغۃ قولہ او کذب اورد او للتخایر بین المتعاطفین مفہوما لکون احدہما اثباتا للمنفی والآخر نفیا للمثبت کما قرر فی اشاعۃ الترجمۃ ۱۲

ملحقات الترجمۃ [1] قولہ قل اللہ سب سے بڑھکر اشار بہ الی صحۃ اطلاق الشیء علی اللہ لان معناہ الموجود کما علیہ الجمہور ۱۲

[2] قولہ فی اللہ شہید گواہ ہے اشارۃ الی ترکیبہ بان اللہ مبتدأ و شہید خبرہ ویلزم منہ ان اکبر شیء شہادۃ شہید لہ ۱۲

[3] قولہ قبل لا اشہد اس وقت بحث کرنا قید بہ لان البحث عسی ان ینفع فی وقت آخر ۱۲

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَيْنَ شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۝ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ

اور وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جس روز ہم ان تمام خلائق کو جمع کریں گے پھر ہم مشرکین سے کہیں گے کہ تمہارے وہ شرکاء جنکے معبود ہونے کا تم دعویٰ کرتے تھے کہاں گئے پھر ان کے شرک

فِتْنَتُهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝

کا انجام اسکے سوا اور کچھ بھی نہ ہوگا کہ وہ یوں کہیں گے کہ قسم اللہ کی اپنے پروردگار کی ہم مشرک نہ تھے۔ ذرا دیکھو تو کس طرح جھوٹ بولا اپنی جانوں پر۔ اور جن چیزوں کو وہ جھوٹ موٹ تراشا کرتے تھے وہ سب غائب ہوگئیں

کر لیا ہے (یعنی اپنی عقل کو وجوہ دلالت شہادت مذکورہ میں نظر صحیح کرنے سے معطل کر لیا ہے خواہ وہ اہل کتاب ہوں یا غیر اہل کتاب ہوں) سو وہ ایمان نہ لاویں گے (اور رسالت کو نہ مانیں گے) اور (یہ منکرین توحید و رسالت کے مسئلہ میں عقلاً بھی نہایت بے انصافی سے کام لے رہے ہیں کیونکہ) اس سے زیادہ اور کون بے انصاف ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بہتان باندھے (جس کا حاصل نفی کے قابل چیزوں کا اثبات ہے مثلاً اس کے ساتھ شریک قرار دے جیسا مشرکین کرتے تھے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت کو دوسرے اوصاف غیر واقعہ سے بدل ڈالے جیسا اہل کتاب کرتے تھے) یا اللہ تعالیٰ کی آیات (و دلائل) کو جھوٹا بتلاوے (جس کا حاصل اثبات کے قابل چیزوں کی نفی ہے اور ظاہر ہے کہ منفی کا اثبات اور مثبت کی نفی خود عقلاً بھی صریح ظلم اور بے انصافی ہے اور) ایسے بے انصافوں (کا حال یہ ہوگا کہ اُن) کو (قیامت کے روز) رستگاری نہ ہوگی (بلکہ عذاب مخلد میں مبتلا رہیں گے) ف من بلغ میں عموم بعثت نبوی مذکور ہے چنانچہ ترجمہ سے اسکی تقریر ظاہر ہے اور آیت اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ الخ کے متعلق بعض ضروری تحقیقات شروع پارہ سیقول میں جہاں ایسی ہی آیت ہے گذر چکی ہے ملاحظہ کر لیا جاوے اور اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا الخ اوپر بھی قریب آیا ہے مگر وہاں توحید کے باب میں تھا اور یہاں رسالت کے باب میں پس تکرار لازم نہیں آیا گو تاکید کے لئے تکرار بھی مستحسن ہوتا ہے

ربط۔ اوپر کفار کا فلاح نہ پانا مذکور ہوا ہے آگے اُس فلاح نہ پانے کی کچھ کیفیت مذکور ہے مشرکین کی تو تصریحاً کہ مکہ میں جو محل نزول سورت ہے مشرکین زیادہ تھے اور دوسرے کفار کی مقایسۃً کیونکہ اصل علت عدم فلاح کی یعنی کفر سب میں مشترک ہے **کیفیت عدم فلاح مشرکین** وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا (الی قولہ) وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ اور وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جس روز ہم ان تمام[1] خلائق کو (میدان حشر میں) جمع کریں گے پھر ہم مشرکین سے (بواسطہ یا بلاواسطہ توبیخ کے طور پر) کہیں گے کہ (بتلاؤ) تمہارے وہ قرار دئیے[2] ہوئے شرکاء جنکے معبود[3] ہونے کا تم دعویٰ کرتے تھے کہاں (غائب ہو) گئے (کہ تمہاری سفارش[4] نہیں کرتے جس پر تم کو بھروسہ تھا) پھر (اس سوال کے بعد) انکے شرک کا انجام[5] اس کے سوا اور کچھ بھی (ثابت) نہ ہوگا کہ وہ (اس شرک سے خود بیزاری اور نفرت ظاہر کرنے لگیں گے اور غایت بدحواسی سے) یوں کہیں گے کہ قسم اللہ کی اپنے پروردگار کی ہم مشرک نہ تھے (یعنی جس کے حق ہونے کا آج دعوےٰ[6] ہے اس کا انجام یہ ہوگا کہ خود ہی اُس کو باطل سمجھنے لگیں گے بقول مشہور دیا بآن شوراشوری یا بایں بے نمکی حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تعجب کی نظر سے) ذرا دیکھو تو کس طرح (صریح) جھوٹ بولا اپنی جانوں پر (کہ جو شرک اُن سے صادر ہوا تھا اُسکی صاف نفی کر دی) اور جن چیزوں (کے معبود ہونیکے دعوے) کو وہ جھوٹ موٹ تراشا کرتے

اللغات ای زعم یستعمل فی الحق کما فی حدیث ضمام بن ثعلبۃ زعم رسولک و فی الباطل کما فی ہذہ الآیۃ والفتنۃ اصلہا من الفتن وہو ادخال الذہب النار لتعلم جودتہ من رداءتہ ثم استعمل فی معان کالعذاب، والاختبار، والبلیۃ، والمصیبۃ، والضلال، والمعذرۃ کذا فی الروح ۱۲ **البلاغۃ** قولہ ثم لم تکن التراخی فی الرتبۃ لان جوابہم ہذا اعظم من التوبیخ واما علی ظاہرہا وہو الظاہر بناء علی ان الموقف عظیم فیکون انہم حاروا ودہشوا فلم یستطیعوا الجواب الا لبعد زمان وہما ینبئی عن حیرتہم انہم کذبوا وحلفوا لا لما قالوا الذی قالوا لان الحقائق تنکشف یوم القیامۃ وکان التعبیر عن الشرک بالفتنۃ لانہا الفتن بہ وتعجبک وہم کانوا معجبین بکفرہم مفتخرین بہ کذا فی روح المعانی ۱۲ **اختلاف القراءۃ** فی البیضاوی قرأ ابن کثیر وابن عامر وحفص لم تکن بالتاء ورفع فتنتہم علی انہا الاسم ونافع وابو بکر بالتاء والنصب علی ان الاسم ان قالوا والتانیث للخبر والباقون بالیاء والنصب فی تفسیر ابن جریر خفض ربنا قراءۃ عامۃ قراء المدینۃ وبعض الکوفیین والبصریین وقرأ جماعۃ من التابعین بنصب علی النداء وہی قراءۃ عامۃ الکوفۃ ۱۲

تحقیقات الترجمۃ [1] قولہ فی الظلمون ای ہؤلاء فاللام للعہد فاختصت الآیۃ بالکفار فلا دلیل فیہ للمبتدعۃ فی خلود عصاۃ المومنین ۱۲ [2] قولہ فی نحشرہم تمام خلائق کذا فی الروح ۱۲ [3] قولہ فی شرکاؤکم قرار دئیے ہوئے اشارۃ الی ان الاضافۃ لادنی ملابسۃ [4] قولہ فی تزعمون جنکے معبود اشارۃ الی حذف مفعولیہ ۱۲ [5] قولہ فی این سفارش بدلیل قولہ تعالیٰ وما نری معکم شفعاءکم [6] قولہ فی فتنتہم انجام حمل الفتنۃ علی الشرک وقدر قبلہ المضاف ولا بتقدیر المضاف ویدعی اتحادہما مبالغۃ کما نقل فی الروح عن الزجاج ان معنی ما فی الآیۃ ان تبین الشرک لما کان غایتہا اذا وقع فی ہلکۃ تبرأ منہ فیقال ما کان محبتک لفلان الا ان تبرأت منہ ۱۲ [7] قولہ فی کانوا یفترون معبود ہونے کے دعوے اشارۃ الی ان المضاف محذوف ای ماکانوا یفترون کونہا آلہۃ او شفعاء ویمکن ان یکون ایقاع الافتراء علیہا مع انہ واقع فی الحقیقۃ علی الہیتہا مبالغۃ فی امرہا کانہا نفس المفتری ای زالت ثم فقدت عنہم کما فی الروح ۱۲

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِنْ

اور ان میں بعضے ایسے ہیں کہ آپ کی طرف کان لگاتے ہیں اور ہم نے ان کے دلوں پر حجاب ڈال رکھے ہیں اس سے کہ وہ اس کو سمجھیں اور ان کے کانوں میں ڈاٹ دے رکھی ہے اور اگر وہ

يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ

لوگ تمام دلائل کو دیکھ لیں ان پر بھی ایمان نہ لاویں یہاں تک کہ جب یہ لوگ آپ کے پاس آتے ہیں تو آپ سے خواہ مخواہ جھگڑتے ہیں یہ لوگ جو کافر ہیں یوں کہتے ہیں کہ یہ تو کچھ بھی نہیں

اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْــــَٔوْنَ عَنْهُ ۚ وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝

صرف بے سند باتیں ہیں جو پہلوں سے چلی آ رہی ہیں اور یہ لوگ اس سے اوروں کو بھی روکتے ہیں اور خود بھی اس سے دور دور رہتے ہیں اور یہ لوگ اپنے ہی کو تباہ کر رہے ہیں اور کچھ خبر نہیں رکھتے۔

تھے (یعنی ان کے بت یا اور شرکاء) وہ سب غائب ہو گئے (یعنی ان کے کوئی کام نہ آویگا) **ف** یہاں چند سوال و جواب ہیں **سوال اول** یہاں معلوم ہوتا ہے کہ وہ شرکاء وہاں نہ ہوں گے اور دوسری آیات سے جیسا اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی موجود ہوں گے **جواب** یہاں مقصود ان کا بحیثیت شریک و شفیع ہونیکے غایب ہونا ہے یعنی اس وصف کا انتفاء ظاہر ہو جاویگا اور دوسری آیات میں مقصود ان کی ذات کا حاضر ہونا ہے پس کچھ تعارض نہیں اور بعض نے جواب دیا ہے کہ حاضر ہو جانیکے بعد باہم تفریق مکانی کر دیئے جانیکے بعد یہ گفتگو ہوگی اور فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ کے بھی یہی معنی کہے ہیں **سوال دوم** یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کفار سے بولیں گے اور دوسری آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ بولیں گے لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ **جواب** جو کلام بطور تشریف و اکرام کے ہو اس کی نفی کی گئی ہے اور یہاں اثبات ہے کلام توبیخی کا پس کوئی تعارض نہیں یا نفی بلاواسطہ کی ہے اور اثبات بواسطہ کا **سوال سوم** قیامت میں حقائق منکشف ہو جائیں گے وہاں جھوٹ کیسے بولیں گے **جواب** غایت حیرت و دہشت سے اور کچھ بن نہ پڑے گا اور حضرت نے تقریر ترجمہ میں ان سب جوابات کیطرف اشارہ کر دیا ہے **سوال چہارم** مشرکین تو معاد ہی کے قائل نہ تھے وہ اصنام کو شفیع یوم قیامت کیسے سمجھتے تھے **جواب** مطلق شفاعت عند الشدۃ کے تو قائل تھے اور اس شدت سے زیادہ کون شدت ہوگی یا یوں کہا جاوے کہ وہ بطور فرض کے یہ بھی کہتے تھے کہ اگر قیامت ہوئی تو ایسا ہوگا وَلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْٓ اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى **سوال پنجم** یہاں انجام شرک کا یہ قول بطور حصر کے فرمایا حالانکہ انجام میں دوزخ بھی داخل ہے **جواب** حصر اضافی ہے جس سے بقاء علی الاعتقاد کی نفی مقصود ہے **ربط** اوپر توحید و رسالت کے انکار کی مذمت اور جزا کا بیان تھا آگے انکار قرآن کی شناعت مذکور ہے **تشنیع بر انکار قرآن** وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ الی قولہ وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝ اور ان (مشرکین ۱؎) میں بعضے ایسے ہیں کہ (آپ کے قرآن ۲؎ پڑھنے کے وقت اس کے سننے کو) آپ کیطرف کان لگاتے ہیں اور چونکہ وہ سننا طلب ۳؎ حق کیلئے نہیں ہوتا اسلئے منتفع نہیں ہوتے چنانچہ ہم نے ان کے دلوں پر حجاب ڈال ۴؎ رکھے ہیں اس سے کہ وہ اس (قرآن ۵؎ کے مقصود) کو سمجھیں اور ان کے کانوں میں (اس کے بغرض ہدایت سننے سے) ڈاٹ دے رکھی ہے (یہ تو حالت ان کے قلوب اور اسماع کی ہے) اور (ابصار کی یہ حالت ہے کہ) اگر وہ لوگ (آپ کے صدق نبوت کے) تمام ۶؎ دلائل کو (بھی) دیکھ لیں

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ وہم ینہون عنہ وینئون عنہ قال بعض المفسرین ان الضمیر المرفوع لابی طالب واتباعہ او اضرابہ والمجرور للنبی صلی اللہ علیہ وسلم علی معنی ینہون عن اذیتہ علیہ الصلوۃ والسلام ولا یؤمنون بہ کذا فی الروح قلت فدل علی ہذا التفسیر علی ان الحب الطبعی والنصرۃ القومیۃ لاہل اللہ لا یجدی بدون الحب العقلی

ترجمہ

قولہ تعالیٰ وہم ینہون عنہ بعض مفسرین کے نزدیک مراد ان لوگوں سے ابو طالب اور ان کے اتباع ہیں کہ اوروں کے ضرر کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روکتے تھے مگر خود آپ پر ایمان لانے سے دور رہتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ اہل اللہ کے ساتھ حب طبعی و نصرۃ قومیہ بدون حب عقلی کے نافع نہیں ۱۲ ÷ ÷

اللغات فی القاموس الوقر الثقل۔ الاساطیر فی الروح عن القاموس انہ جمع اسطار و اسطیر بکسرہما و اسطور و بالہاء فی الکل واصل السطر بمعنی الخط اھ قلت وہو مستعمل فی مطلق المنقول وان لم یکن مکتوبا والتناہی والبعد لازم کذا فی الروح

البلاغۃ فی قولہ یقول الذین کفروا وضع المظہر موضع المضمر ۱۲

الروایات فی الروح المعانی عن ابن عباس فی روایۃ ابی صالح ان ابا سفیان بن حرب والولید بن المغیرۃ والنضر بن الحرث وعتبۃ وشیبۃ ابنی ربیعۃ وامیۃ وابی ابنی خلف استمعوا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو یقرأ القرآن فقالوا للنضر یا ابا قتیلۃ ما یقول محمد فقال والذی جعلہا بیتہ ما ادری ما یقول الا انی اری تحرک شفتیہ یتکلم بشیء فما یقول الا اساطیر الاولین مثل ما کنت احدثکم عن القرون الماضیۃ وکان النضر کثیر الحدیث عن القرون الاولی وکان یحدث قریشا فیستملحون حدیثہ فانزل اللہ تعالیٰ ہذہ الآیۃ قلت فحکم عدم الایمان فی الآیۃ فی حق النضر الذی قال ہذا وفی کل من لم یومن من المذکورین وخص منہم المومنون من بعد کابی سفیان رضی اللہ عنہ فافہم ۱۲

تحقیقات الترجمۃ ۱؎ قولہ فی منہم مشرکین کذا فی الروح ۱۲

۲؎ قولہ فی یستمعون آپ کے قرآن لدلالۃ المقام وتائید الروایۃ الآتیۃ ۱۲

۳؎ قولہ بعد یستمعون طلب حق کیلئے نہیں الخ لاجل الاعتراض وہو الغرض منہم ۱۲

۴؎ قولہ فی جعلنا ڈال کذا فی الروح قلت فالجعل منہم لا تعلقہ والتعبیر علی طریق عموم المجاز فیصح تعلقہ بالکل وہو المراد ۱۲

۵؎ قولہ فی یفقہوہ قرآن دل علیہ یستمعون والمراد بالمقصود الہدایۃ فلا یرد فقہ اللغات ۱۲

۶؎ قولہ فی یروا تمام دلائل فی الروح المراد عموم النفی قلت ویصح نفی العموم بجعل الباء سببیۃ لا صلۃ ویکون المومن بہ ہو الرسالۃ ۱۲

وَلَوْ تَرٰىٓ اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ بَلْ

اور اگر آپ اسوقت دیکھیں جبکہ یہ دوزخ کے پاس کھڑے کئے جاوینگے تو کہیں گے ہائے کیا اچھی بات ہو کہ ہم پھر واپس بھیج دیئے جاویں اور اگر ایسا ہوجاوے تو ہم اپنے رب کی آیات کو جھوٹا نہ بتاویں اور

بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ۭ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝

ہم ایمان والوں میں ہوجاویں بلکہ جس چیز کو اس کے قبل دبایا کرتے تھے وہ ان کے سامنے آگئی ہے۔ اور اگر یہ لوگ پھر واپس بھی بھیجدیئے جاویں تب بھی یہ وہی کام کریں جس سے انکو منع کیا گیا تھا اور یقیناً یہ بالکل جھوٹے ہیں

ان اتمام دلائل (پر بھی) ایمان نہ لاویں (یعنی غایت درجہ کے معاند ہیں اور اس عناد کی نوبت یہاں تک (پہونچی ہے) کہ جب یہ لوگ آپکے پاس آتے ہیں تو آپ سے خواہ مخواہ جھگڑتے ہیں (اسطور پر کہ) یہ لوگ جو کافر ہیں یوں کہتے ہیں کہ یہ (قرآن) تو کچھ بھی نہیں صرف بے سند باتیں ہیں جو پہلوں سے (منقول) چلی آرہی ہیں (یعنی اہل ملل پہلے سے ایسی باتیں کرتے چلے آئے ہیں کہ معبود ایک ہے بشر نبی بھی ہوسکتا ہے قیامت میں پھر زندہ ہونا ہے مطلب یہ کہ عناد کیوجہ سے تکذیب سے گذر کر جدال تک ترقی ہوئی ہے) اور (پھر جدال سے گذر کر دوسروں کو گمراہ کرنے کی فکر میں لگے ہیں چنانچہ) یہ لوگ اس (قرآن) سے اوروں کو بھی روکتے ہیں اور (اس روکنے کی تکمیل کیواسطے) خود بھی اس سے (نفرت ظاہر کرنے کو ظاہر میں بھی) دور دور رہتے ہیں (تاکہ دوسروں پر زیادہ اثر ہو) اور (ان حرکتوں سے) یہ لوگ اپنے ہی کو تباہ و برباد کر رہے ہیں (نہ رسول کا کوئی نقصان ہے نہ قرآن کا رسول کو رسالت کا ثواب ہر حال میں ملیگا قرآن کا نور ہدایت کامل ہو کر رہیگا لیظهره علی الدین کلہ) اور (غایت حماقت سے) کچھ خبر نہیں رکھتے (کہ ہم کس کا نقصان کر رہے ہیں) ف یہ جو فرمایا کہ ہم نے حجاب ڈال رکھے الخ یہ تمثیل ہے گو متعارف حجاب وغیرہ نہ ہوں اور خداتعالیٰ کیطرف اس کی نسبت ہونے سے نہ یہ معذور ہوسکتے ہیں نہ اللہ تعالیٰ پر کوئی الزام آسکتا ہے کیونکہ اس حجاب وغیرہ کا سبب ان کا اعراض اختیاری ہے اور نسبت باعتبار تخلیق کے ہے جو مبنی ہے حکمت پر جو دافع قبح ہے البتہ کسب القبیح لوجہ خلوہ عن الحکمۃ کے قبیح ہوتا ہے اس کی تحقیق شروع سورہ بقرہ آیت اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اور خَتَمَ اللّٰهُ میں گذر چکی ہے اور اگر کسی کو شبہ ہو کہ ان یروا کل اٰیۃ لا یؤمنوا بہا سے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی دلیل پر ایمان نہ لاویں اور سورہ شعراء کی آیت ان نشاء ننزل علیہم من السماء اٰیۃ فظلت اعناقہم لہا خاضعین سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض آیات پر ضرور ایمان لانا پڑے جواب یہ ہے کہ منفی ایمان اختیاری ہے جو کہ شرع میں مطلوب ہے اور مثبت ایمان اضطراری ہے جو شرع میں مقبول نہیں اور عدم ایمان کی خبر اس آیت میں ان ہی کے حق میں ہے جنکا خاتمہ علم الٰہی میں کفر پر ہونیوالا تھا ربط جیسا اوپر توحید و رسالت کے انکار کا ذکر کر کے یوم نحشرہم میں اسکی جزا کا بیان فرمایا تھا اسی طرح انکار قرآن کا آیت وہم ینہون الخ میں ذکر کر کے آگے اس کی جزا کا بیان فرماتے ہیں

جزائے انکار قرآن وَلَوْ تَرٰىٓ اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ (الی قولہ) وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ اور اگر آپ (ان کو) اسوقت دیکھیں (تو بڑا ہولناک واقعہ نظر آوے) جبکہ یہ (منکرین) دوزخ کے پاس کھڑے کئے جاوینگے (تاکہ ان سے کچھ پوچھ پاچھ کر کے انکو دوزخ میں داخل کر دیا جاوے) تو اس کی ہول و ہیبت کو دیکھکر اور یہ معلوم کر کے کہ یہ کفر و انکار حق کی سزا ہے ہزار دل تمنا ؤ کے

صراحۃ ان ضمن الجبر احوال مسئلۃ اصولیۃ ۱۲

اللغات فی الروح وقفوا من الوقوف المعروف او من الوقوف بمعنی المعرفۃ ۱۲ **النحو قولہ** یلیتنا المنادی محذوف کیا قوم مثلاً ۱۲ **قولہ** ولا نکذب ونکون فی الروح نصب الفعلین باضمار ان علی جواب التمنی والمعنی ان رددنا لم نکذب ونکن واعترض بوجہین الاول ان الواو لا تقع فی جواب الشرط واجیب بان الواو اجریت ہہنا مجری الفاء ویؤید ذلک قراءۃ ابن مسعود وابن اسحاق فلا نکذب والثانی ان ردہم لایکون سببا لعدم تکذیبہم کما دل علیہ قولہ تعالیٰ ولو ردوا لعادوا واجیب بان السببیۃ یکفی فیہا کونہا فی زعمہم من الروح ۱۲ **اختلاف القراءۃ** قرء نافع وابن کثیر والکسائی برفع الفعلین بان یکون داخلا فی حکم التمنی علی انہ عطف علی نرد وقرء ابن عامر برفع الاول علی العطف ونصب الثانی علی کونہ جوابا من الروح ۱۲ **ملحقات الترجمۃ ۱ قولہ** فی حتی یہاں تک حتی ابتدائیۃ للترقی فان المجادلۃ اعظم من مطلق التکذیب ۱۲ **۲ قولہ** فی یجادلونک ترتیب سے اشارۃ الی انہ جواب لاذا کذا فی حاشیۃ البیضاوی ۱۲ **۳ قولہ** فی یقول اس طور اشارۃ الی ان یقول بیان وتفسیر للجدال ۱۲ **۴ قولہ** فی اساطیر پہلوں سے اشارۃ الی ان الاضافۃ فی الاولین باعتبار کونہم قائلیہم لا کونہم ناقلیہم فانہم دل علیہ آیۃ سورۃ المؤمنین لقد وعدنا نحن واباؤنا من قبل ان ہذا الا اساطیر الاولین ونقل فی حاشیۃ البیضاوی عن الجمیع ما سطرہ الاولون من الاکاذیب ۱۲ **۵ قولہ** فی ینہون عنہ قرآن عزا ہذا التفسیر فی الروح الی مجاہد بروایۃ ابن ابی شیبۃ وابن حمید وابن جریر وابن المنذر وغیرہم وما رواہ الحاکم وصححہ ہو والذہبی عن ابن عباس رض ان الآیۃ نزلت فی ابی طالب کان ینہی المشرکین ان یؤذوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویتباعد عما جاء بہ فہو راجع عن ابن عباس لکن الاصح ما اخترتہ واختارہ الامام ایضاً ۱۲ **۶ قولہ** فی ینئون تکمیل کذا فی الروح وقولہ [illegible] مکان بنیۃ الافادۃ الجدیدۃ لان تعدیہم لتکونہم معلوم من قبل ۱۲ **۷ قولہ** فی الا انفسہم نہ رسول کا فالقصر بہذا الاعتبار ولا باعتبار من یتبعہم فان اکثرہم کانوا یطیعونہم وقیل انہ مبنی علی تنزیل عذاب الضلال عند عذاب الاضلال منزلۃ العدم صح الحصر باعتبارہم ایضاً ۱۲ **۸ قولہ** بعد لو تری بڑا ہولناک

وَقَالُوْٓا اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ۝ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۭ قَالَ

اور یہ کہتے ہیں کہ جینا اور کہیں نہیں صرف یہی فی الحال کا جینا ہے اور ہم زندہ نہ کئے جاویں گے اور اگر آپ اس وقت دیکھیں جبکہ یہ اپنے رب کے سامنے کھڑے کئے

اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ۭ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ۭ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝

جاویں گے اللہ تعالیٰ فرماویگا کیا یہ امر واقعی نہیں ہے وہ کہیں گے بیشک قسم اپنے رب کی۔ اللہ تعالیٰ فرماوے گا تو اب اپنے کفر کے عوض عذاب چکھو۔

۳ ع ۹

ساتھ کہیں گے ہائے کیا اچھی بات ہو کہ ہم (دنیا میں) پھر واپس بھیجدیے جاویں اور اگر ایسا ہو جاوے تو ہم (پھر) اپنے رب کی آیات (مثل قرآن وغیرہ کو کبھی جھوٹا نہ بتلاویں) اور ہم (ضرور) ایمان والوں سے ہو جاویں (حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کی یہ تمنا اور وعدہ صدق رغبت اور قصد اطاعت سے نہیں بلکہ اسوقت ایک مصیبت میں پھنس رہے ہیں کہ) جس چیز کو اس کے قبل (یعنی دنیا میں) دبایا (اور مٹایا) کرتے تھے (اور اس کا اقرار نہ کرتے تھے) وہ آج اسوقت ان کے سامنے آگئی ہے (مراد اس چیز سے عذاب ہے جسکی وعید کفر و تکذیب پر ان کو کیجاتی تھی اور دبانے سے مراد انکار ہے مطلب یہ کہ اس وقت جان کو بن رہی ہے اس لئے جان بچانے کو یہ سارے وعدے ہو رہے ہیں) اور اول سے ہرگز ارادہ ایفاء وعدہ کا نہیں ہے حتیٰ کہ اگر (بالفرض) یہ لوگ (حسب انکی تمنا کے دنیا میں) پھر واپس بھی بھیجدیئے جاویں تب بھی یہ وہی کام کریں جس سے ان کو منع کیا گیا تھا (یعنی کفر و تکذیب) اور یقیناً یہ (ان وعدوں میں) بالکل جھوٹے ہیں (یعنی نہ اسوقت ایفاء کا قصد ہے اور نہ دنیا میں جا کر ایفاء کرتے یہ ایسے سرکش اور معاند ہیں انکے بعد دوزخ میں بھیجدیئے جاویں گے) ف تقریر و ترجمہ کے اعتبار سے آیت کے دو مقصود ہوئے اول اُن کی سزا کا بیان دوسرے اُن کے عناد کا بیان اور اس مقام پر ایک سوال ہے وہ یہ کہ جب قیامت میں اپنی آنکھوں سے امور واقعیہ کا معائنہ کر لیا پھر دنیا میں آنے کے بعد کفر اور تکذیب کا احتمال کیونکر ہو سکتا ہے جواب یہ ہے کہ تکذیب تو فعل لسان کا ہے یقین قلب کے ساتھ تکذیب لسانی کا مجتمع ہونا ممکن ہے اور تکذیب لسانی بھی کفر ہے رہا دل سے یقین ہونا وہ بوجہ معائنہ کے اضطراری ہوگا جو شرع میں معتبر نہیں اور جو شرعاً مطلوب ہے اسکا حاصل تسلیم و انقیاد اختیاری ہے پس تصدیق اضطراری کے ساتھ عدم تصدیق اختیاری کا جمع ہونا بھی ممکن ہے جیسے بعض ضدی لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ دل میں جانتے ہیں مگر مانتے نہیں پس بحمد اللہ تعالیٰ اشکال بالکل رفع ہو گیا وہٰذا من المواہب الالٰہیۃ دوسرا سوال یہ ہے کہ تمنا ہوتی ہے غیر حاصل کی اور ایمان اور عدم تکذیب تمنا کے وقت انکو حاصل ہے پھر تمنا کے کیا معنی جواب یہ ہے کہ تمنا ہے ایمان و عدم تکذیب فی الدنیا کی کیونکہ نافع نجات میں یہی ہے اور یہ بالفعل حاصل نہ ہوگی اور جو حاصل ہے وہ بوجہ غیر مفید ہونے کے محل تمنا نہیں ۱۲ ربط اوپر توحید و رسالت و قرآن کے انکار پر سزاؤں کا بیان تھا آگے انکار بعث اور اسکی سزا کا بیان ہے **نقل انکار بعث و وعید بر آں**

وَقَالُوْٓا اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا (الیٰ قولہ) قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝ اور یہ (منکرین) کہتے ہیں کہ جینا اور کہیں نہیں صرف یہی فی الحال کا جینا ہے اور ہم (اس زندگی کے ختم ہونے کے بعد پھر) زندہ نہ کئے جاوینگے ۔

البلاغۃ ۱ **قولہ** دیدنا فی الروح اکدوا اعترافہم بالیمین اظہاراً لکمال تیقنہم بحقیقتہ وایذاناً بصدور ذلک عنہم برغبۃ ونشاط طمعاً بان ینفعہم وہیہات ۱۲ **الملحقات الترجمۃ** ۱ **قولہ** فی وکذب اور اگر اشارۃ الی ان الواو بمنزلۃ الفاء والجملۃ جواب التمنی کما فصلتہ فی النحو المتعلق بالآیۃ فلذا اخترت ترجمۃ الشرط ان الجزاء کالملفوظ ۱۲ ۲ **قولہ** جس چیز مراد چیز سے عذاب ہے قولہ تعالیٰ وبدا لہم من اللہ ما لم یکونوا یحتسبون وبدا لہم سیئات ما کسبوا الآیۃ والمراد بالاخفاء عدم الاقرار بہا وقولہ دبانے سے مراد انکار ہے یطلق علیہ مجاورتہ واخذ ذلک الروح حاصل المراد من الموصول النار علی ما یقتضیہ السوق ومن اخفائہا ستر امرہا وذلک بانکار تحققہا وعدم الایمان بثبوتہا اصلاً فکانہ قیل بدا لہم ما کانوا یکذبون بہ فی الدنیا وینکرون تحققہ او غلت وانما عبر بالاخفاء اشارۃ الی ان علومہم کانت تصدق الحق اضطراراً لکنہم کانوا یخفون ہذا التصدیق بتکذیبہم الاختیاری کما ہو الحال فی کثیر من الکفار الذین جحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم ظلماً وعلواً فہم فان المواہب ۱۲ ۳ **قولہ** فی کاذبون الیفاء اشارۃ الی ان المراد بالکذب المتوجہ الی الوعد عدم الوفاء بہ لا عدم مطابقتہ للواقع کذا فی الروح فاندفع بہ ما یتوہم ان التمنی انشاء فکیف الوعد انشاء منہ والکذب مختص بالخبر وجہ الاندفاع ظاہر بمنع اختصاصہ بالخبر فی المحاورات نعم ہو فی العلوم الصناعیۃ مسلم ولا یقتضی الاصطلاح علی اللغۃ فافہم ۱۲ ۴ **قولہ** فی قالوا کہتے ہیں اشارۃ الی کونہ استینافاً لا عطفاً ۱۲ ۵ **قولہ** فی ان ہی جینا عاد الضمیر الی الحیوۃ وقد نصوا کما فی الروح علی صحۃ عود الضمیر علی متاخر لفظاً ورتبۃ فی مواضع منہا اذا کان خبر الضمیر مفسراً لہ کما ہہنا ۱۲ ۶ **قولہ** فی الدنیا فی الحال کا اشارۃ الی ان المراد بالدنیا التی نحن فیہا لا المقابل للآخرۃ لانہم لا یعترفون بالآخرۃ کذا فی الروح قلت ویمکن ان یراد الاخیر بناءً علی زعم المدعی حکمہ کالتی من علامات الاضافۃ اتباع للمحاورۃ فانہا تدخل بین الصفۃ والموصوف ۱۲

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰي مَا

بیشک خسارہ میں پڑے وہ لوگ جنہوں نے اللہ سے ملنے کی تکذیب کی یہاں تک کہ جب وہ معین وقت ان پر دفعۃً آ پہنچے گا کہنے لگیں گے کہ ہائے افسوس ہماری کوتاہی

فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰي ظُهُوْرِهِمْ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَزِرُوْنَ ۝ وَمَا الْحَيٰوةُ

پر جو اس کے بارہ میں ہوئی اور حالت ان کی یہ ہوگی کہ وہ اپنے بار اپنی کمر پر لادے ہونگے خوب سن لو کہ بری ہوگی وہ چیز جسکو لادینگے اور دنیوی زندگانی تو

الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ۭ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

کچھ بھی نہیں بجز لعب و لہو کے اور پچھلا گھر متقیوں کے لئے بہتر ہے کیا تم سوچتے سمجھتے نہیں

(جیسا انبیاء علیہم السلام خبر دیتے ہیں) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اور اگر آپ (انکو) اسوقت دیکھیں (تو بڑا عجیب واقعہ نظر آوے) جبکہ یہ اپنے رب کے سامنے (حساب کیلئے) کھڑے کئے جاوینگے (اور) (اللہ تعالیٰ) ان سے پوچھا فرماویگا کہ (کہو) کیا یہ (قیامت کے دن زندہ ہونا) امر واقعی نہیں (جیسے دنیا میں ہمیشہ اسکو غیر واقعی کہتے رہے) وہ کہیں گے بیشک (واقعی ہے) قسم اپنے رب کی اللہ تعالیٰ فرمایگا تو اب اپنے کفر (و انکار) کے عوض عذاب (کا مزہ) چکھو (اس کے بعد دوزخ میں بھیجدیئے جاوینگے) ف پہلی آیت میں جو وقت مذکور ہوا ہے اور جو اس میں مذکور ہے دونوں متغائر نہیں یہ حساب کیلئے کھڑا کیا جانا دوزخ ہی کے قریب ہوگا اور نہ دونوں واقعوں میں تعارض ہے اسموقع پر دونوں قصے ہوں بلکہ اور بھی جتنے احوال ثابت ہیں سب کا وقوع ہوگا (ربط) اوپر منکرین بعث کی وعید مذکور ہے آگے بھی سب کا تتمہ ہے **تتمہ سابق** قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ (الی قولہ) اَلَا سَاۗءَ مَا يَزِرُوْنَ ۝ بیشک (سخت) خسارہ میں پڑے وہ لوگ جنہوں نے اللہ سے ملنے کی (یعنی قیامت میں زندہ ہوکر خدا کے روبرو پیش ہونیکی) تکذیب کی (خسارہ کا بیان اوپر بھی آچکا ہے اور آگے بھی آتا ہے اور یہ تکذیب تھوڑے ہی دنوں رہیگی) یہاں تک کہ جب وہ معین وقت (یعنی قیامت کا دن مع مقدمات) ان پر دفعۃً (بلا اطلاع) آپہنچیگا (اسوقت سارے دعوے تکذیب کے ختم ہوجاوینگے اور) کہنے لگیں گے کہ ہائے افسوس ہماری کوتاہی (اور فروگذاشت) پر جو اس (قیامت) کے بارہ میں ہم سے ہوئی (وہ فروگذاشت یہ ہے کہ قیامت کی تکذیب کی جو کہ اس کے حق کا ضائع کرنا ہے) اور حالت ان کی یہ ہوگی کہ وہ اپنے (گناہ و کفر کا) بار اپنی کمر پر لادے ہوں گے (یعنی ان کے وبال و عذاب میں زیر بار ہوں گے) خوب سن لو کہ بری ہوگی وہ چیز جس کو اپنے اوپر لادیں گے (کیونکہ اس کا انجام برا ہوگا کہ عذاب ہے) ف اگرچہ تکذیب ان کے مرنے ہی کے وقت ختم ہوجاویگی لیکن قیامت کو اس لئے غایت قرار دیا کہ اس روز پورا انکشاف ہوجاویگا اور صاحب کشاف نے کہا ہے کہ وقت موت کا بھی مقدمات قیامت میں سے ہے اس لئے وہ بھی حکماً داخل ساعت ہے احقر نے اثناء ترجمہ میں اسطرف بھی اشارہ کردیا ہے (ربط) اوپر کفار کا جو قول نقل ہوا تھا اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا اس کا جواب اسطرح دیا تھا کہ بعث یعنی حیات اخروی ثابت ہے آگے اس سے ترقی فرماتے ہیں کہ ثابت بھی ایسی ہے کہ اس کے سامنے حیات دنیوی مثل غیر ثابت کے ہے **عدم اعتداد حیات دنیویہ بمقابلہ حیات اخرویہ** وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ (الی قولہ) اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ اور دنیوی زندگانی (جس میں کفار نے حیات کو منحصر سمجھ رکھا ہے اس کے اشغال) تو کچھ بھی نہیں

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ وہم یحملون اوزارہم الخ فی الروح قیل حملہا علی الظہر حقیقۃ وانہا تجسم الی قولہ ولا مانع من الحمل علی الحقیقۃ واجراء الکلام علی ظاہرہ وقد قال کثیر من اہل السنۃ بتجسم الاعمال فی تلک الدار وہو الذی یقتضیہ ظاہر الوزن اھ وساق فی ذلک احادیث قلت وہو مسئلۃ التمثل الخ

ترجمہ

قولہ تعالیٰ وہم یحملون اوزارہم الخ حقیقی معنی اس کے یہی ہیں کہ خود اعمال کو اپنی کمر پر لادینگے اور یہ اسطرح ہوسکتی ہے کہ اعمال بشکل اجسام متمثل ہوجاویں پس جب حمل علی الحقیقۃ ممکن ہے تو اس کو ترک نہ کریں اور بہت اہل سنت تجسم اعمال کے قائل ہیں پس اس تقریر پر آیت مسئلہ تمثیل پر دال ہوگی ۱۲

النحو بغتۃ مفعول مطلق ۱۲ **البلاغۃ** **قولہ** یحسرتنا نداء مجازی ومعناہ تنبیہ لہم لتذکیر اسباب الحسرۃ الساعۃ اللام للعہد سمیت بالساعۃ لقلتہا بالنسبۃ لما بعدہ من الخلود او لسرعۃ الحساب فیہا ۱۲ والذی کنایۃ عن بعث وفی الروح الا لعب ولہو والکلام من التشبیہ البلیغ ای کاللعب الخ او علی تقدیر المضاف فلا حاجۃ الی القول بالتشبیہ لان ہذہ الاعمال لا شک فی صدق اللہو واللعب علیہا **قولہ** للدار الاخرۃ تجرید فی الروح وکان الظاہر وللدار الآخرۃ الا بعد حق الا انہ اقیم المسبب مقام السبب اھ قلت ولما کان اللعب واللہو یلزمہ امرین عدم الثبات وعدم النفع وکان الثبات والنفع فی الاخرۃ خصوصاً بالمتقین والشہادات علیہا بحیح الشرف الی ہذہ المعنی بقولی باقی قبل ترجمۃ خیر ۱۲ **اختلاف القراءۃ** قرئ فی قراءۃ لدار الآخرۃ بالاضافۃ من اضافۃ الموصوف الی الصفۃ عند من جوزہ او تقدیر الموصوف ای ولدار النشاۃ الآخرۃ عند من لم یجوزہ ۱۲ **ملحقات الترجمۃ** ۱ **قولہ** زیر علی سامنے نبی بمعنی عند ۱۲ ۲ **قولہ** فی ختم ہوجاوینگے اشارۃ الی کون حتی غایۃ للتکذیب لا لخسران ۱۲ ۳ **قولہ** فی یحملون حالت اشارۃ الی کون الجملۃ حالا لا عاطفۃ ۱۲ ۴ **قولہ** فی علی ظہورہم یعنی من کے اشارۃ کما فی الروح الی کونہا استعارۃ تمثیلیۃ والمراد بیان سوء حالہم وشدۃ ما یجدونہ من المشقۃ والالام والعقوبات العظیمۃ وذکر الظہور لان المعتاد الاغلب الحمل علیہا کما فی کسبت ایدیکم وفی ذلک ایضاً اشارۃ الی مزید ثقل المحمول ولیس المقصود نفی الحقیقۃ کما یظہر من بعض الروایات فانہ لا تعارض فی ضمن نفی زیادۃ القرائن والحقیقۃ بالروایۃ ۱۲ ۵ **قولہ** فی الحیوۃ اشتغال اشارۃ الی تقدیر المضاف ای اعمال الحیوۃ الدنیا المخصوصۃ بہا وذکر وجہہ فی ف ۱۲

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ

ہم خوب جانتے ہیں کہ آپ کو ان کے اقوال مغموم کرتے ہیں سو یہ لوگ آپ کو جھوٹا نہیں کہتے لیکن یہ ظالم تو اللہ کی آیتوں کا

اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ۝ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰى

انکار کرتے ہیں اور بہت سے پیغمبر جو آپ سے پہلے ہوئے ہیں ان کی بھی تکذیب کی جا چکی ہے سو انہوں نے اس پر صبر ہی کیا کہ ان کی تکذیب کی گئی اور ان کو ایذائیں پہنچائی گئیں

اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِی الْمُرْسَلِيْنَ ۝

تک کہ ہماری امداد ان کو پہنچی ۔ اور اللہ تعالیٰ کی باتوں کا کوئی بدلنے والا نہیں ہے اور آپ کے پاس بعض پیغمبروں کے بعض قصے پہنچ چکے ہیں

بجز لعب اور لہو کے (بوجہ غیر نافع وغیر باقی ہونیکے) اور پچھلا گھر (یعنی آخرت جس کا کفار انکار کر رہے ہیں باقی اور) متقیوں کے لئے بہتر (یعنی نافع تو وہی) ہے کیا (اے منکرین باوجود قیام دلائل کے) تم سوچتے سمجھتے نہیں ہو (کہ اس کو مان کر اس کیلئے سامان کرو کہ وہ ایمان اور اعمال ہیں) ف خود حیات دنیویہ کو لہو و لعب فرمانا مقصود نہیں بلکہ اُس کے ان اشغال و اعمال کو کہ آخرت کیلئے نہ ہو غرض ہیں نفسیین میں نہ اس قید سے طاعات اور مباحات معین طاعات سب نکل گئے اور مباحات لایعنی اور معاصی سب داخل رہ گئے گو ایسے مباحات میں گناہ نہ ہو لیکن بے سود اور فانی الاثر تو ہیں اور لہو و لعب کے معنی اہل لغت نے متقارب جیسا کہ تقریر ترجمہ میں اسطرف اشارہ بھی کر دیا ہے بلکہ متحد ہی لکھے ہیں صرف فرق اعتبار ہو سکتا ہے وہ یہ کہ غیر نافع امر میں مشغول ہونے کے دو اثر ہیں ایک خود اس کی طرف متوجہ ہونا دوسرے اُس کی وجہ سے نافع امور سے بے توجہی ہو جانا وہ امر اول اعتبار سے لعب کہلاتا ہے اور دوسرے اعتبار سے لہو کذا فی الروح ربط اوپر کی آیات میں کفار کے بعض اقوال کفریہ مذکور ہیں جیسے اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اور اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا اور جیسے ابوجہل کا یہ کہنا جو کہ سبب نزول آیت کا ہے کہ ہم آپ کو جھوٹا نہیں سمجھتے لیکن آپ جو دین اور کتاب لائے ہیں اس کو جھوٹا سمجھتے ہیں رواہ الترمذی پس ان اقوال سے آپ کو صدمہ اور رنج پہنچتا تھا اللہ تعالیٰ آگے آپ کی تسلی فرماتے ہیں۔ تسلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ الی قولہ وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِی الْمُرْسَلِيْنَ ۝ ہم خوب جانتے ہیں کہ آپ کو ان (کفار) کے اقوال مغموم کرتے ہیں سو (آپ غم میں نہ پڑیے بلکہ ان کا معاملہ اللہ کے سپرد کیجئے کیونکہ) یہ لوگ (براہ راست) آپ کو جھوٹا نہیں کہتے لیکن یہ ظالم تو اللہ کی آیتوں کا (عمداً) انکار کرتے ہیں (گو اس سے آپ کی تکذیب بھی لازم آتی ہے لیکن ان کا اصل مقصود آیات اللہ کی تکذیب ہے جیسا ان میں بعضے اسکے اقراری بھی ہیں پس جب اصل تکذیب ان کی آیات اللہ سے متعلق ہے تو ان کا یہ معاملہ خدا کیساتھ ہوا سو ہم خود ہی ان کو سمجھ لیں گے آپ اس غم میں کیوں پڑے) اور (رہ گیا وہ جو آپ کی تکذیب بواسطہ تکذیب آیات اللہ کے لازم آگئی سو یہ کوئی نئی بات آپ کیساتھ نہیں ہوئی بلکہ) بہت سے پیغمبر جو آپ سے پہلے ہوئے ہیں ان کی بھی تکذیب کی جا چکی ہے سو انہوں نے (بھی) اس پر صبر ہی کیا کہ ان کی تکذیب کی گئی اور (علاوہ تکذیب کے اور انواع انواع طریق سے) ان کو ایذائیں پہنچائی گئیں یہاں تک کہ ہماری امداد ان کو پہنچی (جس سے وہ غالب اور ان کے مخالفین مغلوب یا ہلاک ہو گئے اس وقت تک صبر ہی کرتے رہے

البلاغۃ قولہ ولکن الظلمین الخ وضع المظہر موضع المضمر ١٢ **العربیۃ** جحد متعدی بنفسہ وبالباء ١٢ **فائدہ جلیلۃ من الروح** قولہ ولا مبدل الخ ظاہر الآیۃ ان احدا غیرہ تعالیٰ لا یستطیع ان یبدل کلمات اللہ عز وجل بمعنی ان یفعل خلاف ما دلت علیہ ویحول بین اللہ عز اسمہ وبین تحقیق ذلک واما انہ تعالیٰ لا یبدل فلا تدل علیہ الآیۃ اہ قلت وقد صرحت بہ فانی قد کنت من قبل افسر قولہ تعالیٰ ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا فی جواب الف حیرۃ واعلم ان قول الروح فی ہذہ الآیۃ انہ تعالیٰ لا یبدل فلا تدل علیہ الآیۃ لا یستلزم القول بالخلف فی الکلام بل المراد ان الآیۃ ساکتۃ عن ذلک وربما یفہم من ذلک الآیات الاخری ١٢ **ملحقات الترجمۃ** ١ قولہ فی افلا تعقلون سوچتے سمجھتے اشارۃ الی تقدیر معطوف علیہ ای الا تتفکرون فلا تعقلون ١٢ ٢ قولہ نہ ہو خوب اشارۃ الی ما فی الکشاف انہ بمعنی ربما للتکثیر وفی الانتصاف کما فی قولہ تعالیٰ قد تعلمون اہ قلت ویؤیدہ التکثیر المکمال الاستشہاد والکثرۃ فی علمہ تعالیٰ ١٢ ٣ قولہ فی فانہم سپرد کیجئے کیونکہ اشارۃ الی ان التعلیل بجواب فانہم لیس لنعلم ولا یحزنک لاستحالۃ الاول واستبعاد الثانی من السیاق بل لما یشعر بہ الکلام السابق ای فکل امرہم الی اللہ لانہم الخ من الروح ١٢ ٤ قولہ لا یکذبونک براہ راست ای تکذیبہم عنہم فانہ فرع بہا ورد من انہ کیف یصح وقوع احد التکذیبین وعدم الآخر مع التلازم بینہما وجودا وعدما ١٢ ٥ قولہ یجحدون عمدا فی الروح الجحود کالجحد نفی ما فی القلب ثباتہ او اثبات ما فی القلب نفیہ وایراد قلا یذان بان الآیات من الوضوح بحیث یشاہد صدقہا کل احد وان من ینکرہا فانما ینکرہا بطریق الجحود ١٢ ٦ قولہ فی توضیح اتیہم اس وقت اشارۃ الی ان حتی غایۃ لصبروا ١٢

وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَاۗءِ فَتَاْتِيَهُمْ

اور اگر آپ کو ان کا اعراض گراں گذرتا ہے تو اگر آپ کو یہ قدرت ہے کہ زمین میں کوئی سرنگ یا آسمان میں کوئی سیڑھی ڈھونڈ لو پھر کوئی معجزہ لے آؤ تو کرو

بِاٰيَةٍ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَي الْهُدٰي فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝ اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ ڼ وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ

اور اگر اللہ کو منظور ہوتا تو ان سب کو راہ پر جمع کر دیتا سو آپ نادانوں میں سے نہ ہو جئے وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو سنتے ہیں اور مردوں کو اللہ تعالیٰ

اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ۝ وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰٓي اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

زندہ کر کے اٹھاویں گے پھر سب اسی کی طرف لائے جاویں گے اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ ان پر کوئی معجزہ کیوں نہیں نازل کیا گیا۔ آپ فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کو بے شک پوری قدرت ہے اس پر کہ وہ معجزہ نازل فرما دیں لیکن ان میں اکثر بے خبر ہیں۔

اسی طرح آپ بھی صبر کیجئے، اور اسی طرح صبر کرنے کے بعد آپ کو امداد الٰہی پہنچے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ کی باتوں (یعنی وعدوں) کا کوئی بدلنے والا نہیں اور امداد کا وعدہ ہو چکا ہے جیسا فرمایا ہے كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ اور آپ کے پاس پیغمبروں کے بعض قصص (قرآن میں) پہنچ چکے ہیں جن سے اَتٰهُمْ نَصْرُنَا کی تصدیق و تحقیق ہو چکی ہے پس اخباراً بھی وقوعاً بھی ہر طرح یہ مضمون محقق ہے۔ **ف** حاصل مضمون تسلی وہی کا یہ ہوا کہ یہ جو آپ کی تکذیب کر رہے ہیں یہ واقع میں بوجہ اس کے کہ آپ مبلغ عن اللہ ہیں اللہ تعالیٰ کی اور اس کی آیات کی تکذیب کر رہے ہیں پس ظاہراً تو آپ کی تکذیب ہے اور حقیقۃً و قصداً اللہ تعالیٰ کی تکذیب ہے پس آیت اولیٰ کا مضمون تو تکذیب ثانی کے اعتبار سے ہے کہ اپنے معاملہ میں خدا تعالیٰ نے خود ہی سمجھ لیگا اور آیت ثانیہ کا مضمون تکذیب اول کے اعتبار سے ہے کہ رسل کے معاملہ میں ہماری یہ عادت چلی آئی ہے اور اب بھی اس کا وعدہ ہے اور دونوں تسلیوں میں مضمون مشترک حق کا غلبہ اور باطل کا مغلوب ہونا ہے دنیا میں بھی آخرت میں بھی اور چونکہ یہی اصل مقصود تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس لئے اصل مایہ تسلی یہی مضمون مشترک ہے پس اس سے یہ لازم نہیں آیا کہ خبر اہلاک سے تسلی دینا مشعر اس امر کا ہے کہ آپ ان کا اہلاک چاہتے ہوں اور گو اس کا بھی مضائقہ نہیں مگر پھر بھی آپ کی شفقت ہی غالب تھی **ربط** اوپر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کے معاملات پر صبر کا امر فرمایا ہے چونکہ آپ کو کمال شفقت سے ان لوگوں کے ایمان لانے کی غایت درجہ کی حرص تھی اس لئے آپ چاہتے تھے کہ اگر معجزات واقعیہ باوجود ان کے کافی ہونے کے یہ لوگ ایمان نہیں لاتے تو ان کے فرمائشی معجزات ہی واقع ہو جاویں شاید ایمان لے آویں اور اس اعتبار سے ان کا کفر دیکھ دیکھ کر صبر نہ آتا تھا اس لئے حق تعالیٰ آگے ان فرمائشوں کا عدم وقوع سنا کر صبر مذکور کی تاکید فرماتے ہیں اور رسالت کا ان فرمائشوں کے وقوع پر موقوف نہ ہونا جیسا کہ قادحین نبوت کا مقصود تھا مضمون صبر کے ذیل میں وقالوا لولا نزل الخ سے ظاہر فرماتے ہیں پس اسمیں تحقیق مسئلہ رسالت بھی ہے

تاکید صبر مامور بتضمن تسلیہ سابق وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ (الی قوله) وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ اور اگر آپ کو ان منکرین کا اعراض (اور انکار جو اوپر بھی مذکور ہوا ہے ان هذا الا اساطیر الخ و هم ینهون عنه الخ) گراں گزرتا ہے (اور اسلئے جی چاہتا ہے کہ ان کے فرمائشی معجزات ہی واقع ہو جاویں) تو اگر آپ کو یہ قدرت ہے کہ زمین میں (جانیکو) کوئی سرنگ یا آسمان میں (جانیکو) کوئی سیڑھی ڈھونڈ لو پھر ان کے ذریعہ زمین یا آسمان میں جا کر وہاں سے کوئی معجزہ (فرمائشی معجزوں میں سے) لے آؤ تو بہتر ہے کرو (یعنی ہم تو ان کی یہ فرمائشیں بوجہ عدم ضرورت اور بوجہ لزوم ضرر کے جو ابھی مذکور ہو گا پوری نہیں کرتے اگر آپ یہی چاہتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح سے یہ مسلمان ہی ہو جاویں تو آپ اس کا انتظام کیجئے) اور اگر اللہ کو تکوینا منظور ہوتا تو ان سب کو راہ (راست) پر جمع کر دیتا (اور لگا دیتا) لیکن چونکہ یہ خود ہی اپنا بھلا نہیں چاہتے

وقف غفران
وقف منزل

مسائل السلوک

قوله تعالى وان كان كبر عليك اعراضهم الخ نص في جواز تخلف المراد عن ارادة العبد حتى عن ارادة سيد الخلق فكيف يعتقد في احد لزوم استجابة دعاء كزعم الغالين +

ترجمہ

قوله تعالى وان كان كبر عليك الخ اس میں نص ہے کہ ارادۂ عبد سے مراد کا تخلف ہو سکتا ہے حتی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارادہ سے بھی پھر کسی شخص کے متعلق یہ عقیدہ اہل غلو کا کیسے صحیح ہو سکتا ہے کہ اس کی دعا کا قبول ہونا لازم ہے ۱۲

اللغات النفق هو السرب في الارض الى مكان السلم مرقاة اخذ من السلامة لانه الذى يسلمك الى المصعد الاستجابة بمعنى الاجابة كذا في الروح ۱۲

البلاغة في الروح قوله اعراضهم لعل التعبير بالاعراض دون التكذيب مع قوله تعالى فانهم لا يكذبونك لتهويل امر التكذيب **قوله** نفقا في الروح ايثار الابتغاء على الاتخاذ للايذان بان ما ذكر من النفق والسلم مما لا يستطيع ابتغاؤه فكيف باتخاذه **قوله** يرجعون في ايراده مبنيا للمفعول اشعار بانهم يحشرون قسرا وان لم يشاءوا ۱۲

ملحقات الترجمۃ

۱ **قوله** تب فتأتيهم وہاں سے اشارہ ہے الى ان تقدير الكلام كذا فتأتيهم بها كذا في الروح ۱۲

۲ **قوله** في بآية بہتر ہے کرو سے اشارہ الى حذف الجواب اي فافعل ۱۲

۳ **قوله** في لو شاء تكوينا لان الارادة التشريعية التي من لوازمها الشرعية لا الحصول الحسي قد وقعت ۱۲

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّآ أُمَمٌ أَمْثَالُكُمْ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ إِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ۝

اور جتنے قسم کے جاندار زمین پر چلنے والے ہیں اور جتنے قسم کے پرند جانور ہیں کہ اپنے دونوں بازوؤں سے اڑتے ہیں ان میں کوئی قسم ایسی نہیں جو کہ تمہاری طرح کے گروہ نہ ہوں ہم نے دفتر میں کوئی چیز نہیں چھوڑی پھر سب اپنے پروردگار کے پاس جمع کئے جاویں گے

اللہ تعالیٰ کو تکوینا یہ منظور نہیں ہوا پھر آپ کے چاہنے سے کیا ہوتا ہے سو آپ (اس فکر کو چھوڑیئے اور) نادانوں میں سے نہ ہوجیئے (امر حق ہدایت) کو تو وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو (حق بات کو بقصد طلب حق) سنتے ہیں (سو ان کو حق تعالیٰ بھی ہدایت کی توفیق دیدیتے ہیں اور انہوں نے ایسا کیا نہیں پھر ہدایت کہاں ہو) اور (اگر اس اعراض و انکار کی پوری سزا ان کو دنیا میں نہ ملی تو کیا ہوا آخر ایک دن) مردوں کو اللہ تعالیٰ (قبروں سے) زندہ کرکے اٹھاویں گے پھر وہ سب اللہ ہی کی طرف (حساب کیلئے) لائے جاویں گے (اس وقت سب حقیقت کھل جاوے گی اور پوری سزا تجویز ہو جاوے گی) اور یہ (منکر) لوگ (براہ عناد) کہتے ہیں کہ (اگر یہ نبی ہیں تو) ان پر (ہمارے فرمائشی معجزات میں سے) کوئی معجزہ کیوں نہیں نازل کیا گیا آپ فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کو بیشک پوری قدرت ہے اس پر کہ وہ (ایسا ہی) معجزہ نازل فرما دیں لیکن ان میں اکثر (اس کے انجام سے) بے خبر ہیں (اسلئے درخواست کر رہے ہیں وہ انجام یہ ہے کہ اگر پھر بھی ایمان نہ لاویں گے تو سب ہلاک کر دئے جاویں گے لقولہ تعالیٰ ولو انزلنا ملکا لقضی الامر حاصل یہ کہ ضرورت تو اس کی نہیں کیونکہ پہلے معجزات کافی ہیں لقولہ تعالیٰ اولم یکفہم اور ہم جانتے ہیں کہ جیسے اب ایمان نہیں لائے ان پر بھی نہ لاویں گے لقولہ تعالیٰ وما یشعرکم الخ اور مزید برآں یہ ضرر ہے جو کہ مذکور ہوا اسلئے حکمت عدم نزول ان فرمائشی آیات کا ہے) ف لَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ فرمانا و عظمت و شفقت کے طور پر ہے چنانچہ ترجمہ سے ظاہر ہے اور لفظ جہل یا جہالت سے ترجمہ کرنا بوجہ اس کے کہ ہمارے محاورہ میں یہ الفاظ تحقیر و تحمیق و توبیخ کیلئے مستعمل ہیں موہم بے ادبی ہے اور اخیر آیت میں چونکہ دفع اعتراض ہے اس لئے اسکو بھی تسلیہ مترجم علیہ میں دخل ہے و نیز اس میں تحقیق مسئلہ رسالت کی ہے جیسا تمہید میں مذکور ہوا اور (اکثر) کا لفظ اس لئے کہا کہ بعضے مسلمان ہو ہو ائے تھے (لیا) اوپر تاکید صبر و تسلیہ کے ضمن میں اشارہ سزائے کفر کیلئے اموات کا قیامت میں مبعوث ہونا جملہ والموتی یبعثہم اللہ میں ذکر فرمایا تھا آگے اسی بعث کی تاکید و تقریر کیلئے دواب و طیور کا محشور ہونا بیان فرماتے ہیں اور افادہ تاکید ظاہر ہے کہ تم تو مکلف اور مورد جزا و سزا ہو کیوں نہ محشور ہو گے جب حشر تو ایسا عام ہے کہ غیر مکلف بھی بمقتضا بعض حکمتوں کے اس سے مستثنیٰ نہ رہیں گے

تعمیم حشر کل خلائق

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ (الیٰ قولہ) ثُمَّ إِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ۝

اور جتنے قسم کے جاندار زمین پر (خواہ خشکی میں یا تری میں) چلنے والے ہیں اور جتنے قسم کے پرند جانور ہیں کہ اپنے دونوں بازوؤں سے اڑتے ہیں ان میں کوئی قسم ایسی نہیں جو کہ (قیامت کے دن محشور ہونے کی صفت میں) تمہاری طرح کے گروہ نہ ہوں (اور گو یہ سب اپنی کثرت کی وجہ عرفاً بے انتہا ہیں لیکن ہمارے حساب میں سب منضبط ہیں کیونکہ) ہم نے (اپنے) دفتر (یعنی لوح محفوظ) میں کوئی چیز (کہ قیامت تک ہونیوالی ہے بے لکھے) نہیں چھوڑی (سب کو لکھ لیا ہے گو اس کی بھی حاجت نہ تھی علم قدیم ہی کافی ہے لیکن لکھنے سے سب اشیاء کا منضبط ہو جانا عام فہم کے زیادہ قریب ہے جب سب منضبط ہیں پھر سب کو قیامت میں جمع کر لینا کیا مستبعد ہے غرض اول سب کو حساب میں منضبط کر لیا گیا ہے) پھر (اس کے بعد اپنے وقت معین پر) سب (مذکورین انسان و دواب و طیور) اپنے پروردگار کے پاس جمع کئے جاویں گے ف اور حدیث شیخین میں ہے کہ اگر دنیا میں شاخدار بکری نے بے شاخ والی کو مارا ہوگا تو قیامت میں اس سے بدلا لیا جاویگا اور کمالین میں بروایت ابن جریر و ابن المنذر حضرت ابو ہریرہؓ سے مذکور ہے

البلاغۃ **قولہ** الی ربہم فی الروح الضمیر للامم وصیغۃ جمع العقلاء لاجرائہا مجراہم والتعبیر عنہا بالامم **قولہ** فی الارض و [illegible] وصفان لزیادۃ التعمیم ای ما یعبر خصوصیت فیما [illegible] کونہ دابۃ وطائرا ولم یقل فی طائر الا یطیر فی السماء کما ہو مقتضی المقابلۃ لانہ لا یفید العموم فان بعض الطیور لا یطیر فی السماء [illegible] من الروح

ملحقات الترجمہ

۱ **قولہ** فی الارض خشک یا تر [illegible] ۱۲

۲ **قولہ** فی دابۃ وطائر [illegible] الامم علیہا ۱۲

۳ **قولہ** فی امثالکم [illegible] فی الکبیر [illegible] وہو الراجح عندی بقرینۃ المقام [illegible] ۱۲

۴ **قولہ** فی الکتب اپنے دفتر ای اللوح المحفوظ ۱۲

۵ **قولہ** جتنا کہ قیامت تک کما ورد فی الدر المنثور عن ابی ہریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اول شیء خلق اللہ القلم ثم خلق النون وہی الدواۃ ثم قال لہ اکتب قال وما اکتب قال ما کان وما ہو کائن الی یوم القیامۃ کذا فی المرقاۃ فما ورد الی الابد المراد بہ الی یوم القیامۃ [illegible] الکتاب [illegible] ۱۲

۶ **قولہ** فی ثم اس کے بعد فثم علی معناہا الظاہری لان الحشر لا محالۃ متاخر عن الاحصاء والکتابۃ ۱۲

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِي الظُّلُمٰتِ ۭ مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ ۭ وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰي صِرَاطٍ

اور جو لوگ ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے ہیں وہ تو بہرے اور گونگے ہو رہے ہیں طرح طرح کی ظلمتوں میں اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں بے راہ کر دیں اور وہ جس کو چاہیں سیدھی راہ پر

مُّسْتَقِيْمٍ ۝ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ كُنْتُمْ

لگا دیں آپ کہئے کہ اپنا حال تو بتلاؤ کہ اگر تم پر خدا کا کوئی عذاب آپڑے یا تم پر قیامت ہی آپہونچے تو کیا خدا کے سوا کسی اور کو پکارو گے اگر تم

ع ۱۱ ۱۰

صٰدِقِيْنَ ۝ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَاۗءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ۝

سچے ہو بلکہ خاص اسی کو پکارنے لگو پھر جس کیلئے تم پکارو اگر وہ چاہے تو اس کو ہٹا بھی دے اور جن جن کو تم شریک ٹھیراتے ہو ان سب کو بھول بھال جاؤ

کہ اس کے بعد ان جانوروں کو حکم ہوگا کہ خاک ہو جاؤ اس وقت کافر تمنا کریگا یٰلَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرٰبًا آہ آیت چونکہ اجمالاً یحشرون سے اس حدیث کے مضمون کیطرف مشیر ہے اس اشارہ کے اعتبار سے افادہ تاکید مذکور فی التمہید میں اور قوت ہوگئی کہ جب غیر مکلفین بھی ایک گونہ جزا سے مستثنیٰ نہیں تو تم مکلفین کو کون چھوڑ دیگا پس منکرین بعث پر پورا احتجاج ہوگیا اور جاننا چاہئے کہ اس حدیث کے مضمون سے دواب و طیور کا مکلف ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ یہ بدلا بوجہ ناراضی اللہ تعالیٰ کے نہ ہوگا بلکہ عدل خداوندی کیلئے ان کے اعمال میں تساوی و تماثل کا محفوظ رہنا دکھلا دیا جاوے گا اور تمہید میں جو بعض حکمتوں کا لفظ مبہم ہے اس کی تفسیر اس اظہار تماثل سے کرنا ممکن ہے **ربط** اوپر لَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ اور اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ میں صبر و تسلیہ فرمایا گیا ہے آگے بھی اسی کی تاکید اسی غرض سے ہے چنانچہ جملہ اولیٰ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا میں اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ کی اور جملہ ثانیہ و ثالثہ مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ وَمَنْ يَّشَاْ میں لو شاء کی تاکید ہے **تاکید مضمون صبر و تسلیہ سابق** وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ الی **قولہ** عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ اور جو لوگ ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے ہیں وہ تو حق سننے سے بہرے (جیسے) اور حق کہنے سے گونگے (جیسے) ہو رہے ہیں (اور اس بہرے گونگے ہونے سے) طرح طرح کی ظلمتوں میں (گرفتار) ہیں (کیونکہ ہر کفر ایک ظلمت ہے ان کا اعراض جو کہ صمم و عدم استماع کا حاصل ہے ایک کفر ہے ان کا کفریات بکنا جو کہ بکم سے مقصود ہے ایک کفر ہے اور یہ خود متعدد مرتبے ہوتا ہے اس لئے بہت سی ظلمتیں ہوگئیں مطلب یہ کہ استجابت کیلئے تو استماع کی حاجت ہے جیسا اوپر کہا گیا اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الخ اور ان کا یہ حال ہے پھر ان سے استجابت کی کب توقع ہے بلکہ لامحالہ ظلمات ہی میں مبتلا ہونگے پھر یہ کہ) اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں (بوجہ اعراض عن الحق کے) بے راہ کر دیں اور وہ جس کو چاہیں (اپنے فضل سے) سیدھی راہ (دین حق) پر لگا دیں (جیسا اوپر بھی کہا گیا ہے لو شاء اللہ لجمعھم پس ایسی حالت میں ان کی فکر میں پڑنا بے سود ہے صبر و تجلد کرنا چاہئے) **ربط** اوپر شروع سورت میں توحید کا اثبات اور شرک کا ابطال تھا آگے پھر اسی طرف ایک خاص طور پر عود ہے کہ خود مشرکین سے بعض سوالات کئے جاتے ہیں جن کے جواب سے شرک کا ابطال ہو جاویگا جن میں اول سوال یہی اگلی آیت ہے اور دوسرا قُلْ اَرَءَيْتُمْ الخ آگے آتا ہے اور درمیان میں مقصود سوال اول کی تاکید و تقریب کا مضمون ہے جیسا ربط آئندہ میں اس کی تقریر آویگی **عود بتوحید و ابطال شرک بعنوان سوال** قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ (الی قولہ) وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ۝ آپ (ان مشرکین سے) کہئے کہ (اچھا) اپنا (یہ) حال تو بتلاؤ کہ اگر تم پر خدا کا کوئی (ایسا) عذاب آپڑے (جیسا پہلی امتوں پر آب یا باد یا آتش یا خسف خاک وغیرہ سے آیا تھا) یا تم پر قیامت ہی آپہنچے (جس میں انواع انواع ہولیں ہونگی) تو کیا (اس عذاب ہول کے ہٹانے کیواسطے) خدا کے سوا اور کو (اس وقت) پکارو گے اگر تم (دعوے اشراک میں) سچے ہو تو چاہئے تو اس وقت بھی غیر اللہ ہی کو پکارنا لیکن ایسا ہرگز نہ ہو بلکہ (اس وقت تو) خاص اسی کو پکارنے لگو (جیسا کہ اس سے کم مصیبت میں روزانہ ہوتا ہے) پھر جس (آفت) کے

النحو قولہ ارایتکم فی حاشیۃ البیضاوی للعصام عن التفتازانی انما وضع الاستفہام عن العلم موضع الاستخبار لانہ لا یخبر عن الشیء الا العالم بہ فوضع السبب موضع المسبب واستعملوا ارایت فی معنی اخبر ووجہ کون ارایت بمعنی اخبرونی مع افراد الفاعل ان الخطاب عام لیشمل المخاطب والمتعدد وقال البیضاوی الکاف حرف خطاب اکد بہ الضمیر لا محل لہ من الاعراب والفعل معلق وخبرہ قرأ نافع بتسہیل الہمزۃ الثانیۃ والکسائی بحذفہا ۱۲

ملحقات الترجمۃ ۱ **قولہ** فی صم جیسے اشارۃ الی التشبیہ البلیغ فی الکلام ۱۲

۲ **قولہ** فی الظلمت اس بہرے گونگے ہونے سے اشارہ الی وجہ ترک العاطف فی قولہ فی الظلمات حاصلہ ان کونہم فی الظلمت مسبب عن الصمم والبکم ولا یذکر العاطف بین السبب والمسبب

۳ **قولہ** فی صدقین تو چاہئے الخ اشارۃ الی کون الجواب محذوفا فان کنتم صدقین فی دعواکم فمقتضاہ ان تدعوہم الخ لکنکم لا تدعونہم فبطل ایاہ الخ ۱۲

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ۝ فَلَوْلَآ اِذْ

اور ہم نے اور امتوں کی طرف بھی جو کہ آپ سے پہلے ہو چکی ہیں پیغمبر بھیجے تھے سو ہم نے ان کو تنگدستی اور بیماری سے پکڑا تاکہ وہ ڈھیلے پڑ جاویں سو جب ان کو ہماری

جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ فَلَمَّا

سزا پہونچی تھی وہ ڈھیلے کیوں نہ پڑے لیکن ان کے قلوب تو سخت رہے اور شیطان ان کے اعمال کو ان کے خیال میں آراستہ کرکے دکھلاتا رہا پھر جب وہ

نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ۭ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً

لوگ ان چیزوں کو بھولے رہے جنکی ان کو نصیحت کی جاتی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کشادہ کردیئے یہاں تک کہ جب ان چیزوں پر جو کہ ان کو ملی تھیں وہ خوب اترا گئے ہم نے ان کو دفعتًہ پکڑ لیا پھر تو

فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ۝ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۭ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

وہ بالکل حیرت زدہ رہ گئے پھر ظالم لوگوں کی جڑ کٹ گئی اور اللہ کا شکر ہے جو تمام عالم کا پروردگار ہے

ہٹانے کے) لئے تم (اسکو) پکارو (اگر وہ چاہے تو اسکو ہٹا بھی دے اور نہ چاہے تو نہ بھی ہٹاوے) اور جن جنکو تم (اب) شریک (الوہیت) ٹھیراتے ہو (اسوقت) ان سب کو بھول بھال جاؤ (پس اسی سے سمجھ لو کہ خدا کے سوا جب کوئی قادر مختار نہیں تو مستحق عبادت بھی اسکے سوا کوئی نہیں ہو سکتا)

ف یہ جو فرمایا کہ اگر چاہے ہٹادے تو دوسرے دلائل سے معلوم ہوگیا ہے کہ عذاب دنیوی میں تو دونوں احتمال ہیں اور احوال قیامت میں سے طول موقف شفاعت کبریٰ سے موقوف ہوجاویگا۔ اور یہ شفاعت کبریٰ اہل موقف کی درخواست پر ہوگی اور کسی سے یہ کہنا کہ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو یہ بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کا ایک طریق ہے۔ پس اس طول کا موقوف ہونا اسطرح سے دعاء الناس کا اثر ہوا اب یہ شبہ نہ رہا کہ کشف قرب قیامت میں ان لوگوں کی دعا کا کیا دخل ہوا اور دوسرے عذاب آخرت کے کفار سے نہ ٹلیں گے اور اگر کسی کو شبہ ہو کہ احتجاج میں مقدمات کا مسلمہ ہونا چاہئے یہ مشرکین قیامت کے کب قائل تھے جواب یہ ہے کہ احتجاج وقوع قیامت سے نہیں کیا گیا بلکہ اس کے فرض وقوع سے کیا گیا اور فرض ہر ممکن کا ممکن ہے اور انکے ابطال دعویٰ کے لئے یہ فرض بھی کافی ہے کیونکہ خفیف آفات میں ان کا مخلص نہ جاننا انکو اس جواب کی گنجائش نہیں دیتا کہ ہاں ہم اسوقت اپنے الٰہ کو پکاریں جیسا کہ ظاہر ہے **ربط** اوپر مشرکین پر وقوع عذاب فرض کرکے اس بنا پر انکے دعویٰ شرک کو باطل کیا گیا تھا۔ آگے اس فرض کا غیر مستبعد ہونا ثابت کرنے کیلئے بعض امم سابقہ کا معذب و ہالک ہونا بیان فرماتے ہیں تاکہ مخاطبین کو اس فرض کے غلط کہنے کی گنجائش نہ ہو اور اس ہلاکت کا ذکر بھی ایک خاص طور سے فرمایا ہے جس سے کفار موجودین کے منشا انکار کا جواب بھی ساتھ ساتھ ہوجاوے کیونکہ بڑا منشا انکار کا یہ ہوتا ہے کہ بعض مصائب آکر ٹلجاتے ہیں تو نادان کو دھوکہ ہوتا ہے کہ یہ سزائے اعمال نہ تھی ورنہ ٹلتی نہیں اسلئے سنادیا کہ ان ہالکین کی دارو گیر کی ترتیب بھی یہی ہوتی تھی کہ اول نزول بلیات ہوا کہ تضرع کریں پھر استدراجًا نزول نعم فرمایا گیا جب خوب کفر بڑھ گیا پھر ہلاک کردئیے گئے تو تم بعض بلیات کے ٹلنے سے دھوکہ مت کھانا **ذکر ہلاکت بعض کفار سابقین بترتیب عجیب** وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ (الی قولہ) وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اور ہمنے اور امتوں کی طرف بھی جو کہ آپ سے پہلے (زمانہ میں) ہو چکی ہیں پیغمبر بھیجے تھے (مگر انہوں نے ان پیغمبروں کو نہ مانا) سو ہم نے ان کو (اس تکذیب پر) تنگدستی اور بیماری سے پکڑا تاکہ وہ ڈھیلے پڑ جاویں (اور اپنے کفر و تکذیب سے توبہ کرلیں) سو جب ان کو ہماری (طرف سے) سزا

اللغات فی القاموس ابلس تحیر ویئس والدابر آخر کل شئی والاصل ۱۲ **البلاغۃ قولہ** فلولا فی الروح المعنی علی التوبیخ والتندیم وہو یفید الترک لعدم الوقوع ولذا صح الاستدراک والعطف فی قولہ تعالیٰ ولکن قست ولما کان التضرع ناشیا من لین القلب کان نفیہ نفیہ فکانہ قیل فما تضرعوا ولکن قست ۱۲

قولہ فلما نسوا فی الروح استشکل ذلک بانہ لا یظہر وجہ سببیۃ النسیان لفتح ابواب الخیر واجیب بان النسیان سبب للاستدراج المتوقف علی فتح ابواب الخیر وسببیۃ شئی لآخر تستلزم سببیتہ لما یتوقف علیہ وقیل ان سببیۃ عنہ باعتبار غایتہ وہو اخذہم بغتۃ ۱۲

ملحقات الترجمۃ ۱ **قولہ** ڈھیلے کیوں نہ پڑے اشارۃ الی التقدیر لکونہ نوفی الکلام ایجاز ۱۲

۲ **قولہ** تو دفعتًہ پکڑ لیا فاہم ان تکذیب ہی العلۃ والتضرع ہی حکمۃ فلا منافاۃ ۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ فلما نسوا ما ذکروا بہ الخ فی الروح من النعم الکثیرۃ کالرخاء وسعۃ الرزق مکرا بہم واستدراجا لہم اہ قلت وکذلک حال من بقی حالہ وذوقہ مع عصیانہ وطردہ فہو استدراج

ترجمہ

قولہ تعالیٰ فلما نسوا ما ذکروا الخ یعنی ان کو استدراجًا نعمتیں عطا فرمائیں اور اسی کی نظیر اس شخص کا حال ہے جسکا باوجود معصیت کے حال اور ذوق باقی رہے یہ اس کے لئے استدراج ہوتا ہے جس پر بعض جہال فخر کرتے ہیں کہ ہماری نسبت کیسی قوی ہے

* * *

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ اُنْظُرْ كَيْفَ

آپ کہئے کہ یہ بتاؤ اگر اللہ تعالیٰ تمہاری شنوائی اور بینائی بالکل لے لے اور تمہارے دلوں پر مہر کردے تو اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود ہے کہ یہ تم کو پھر دیدے۔ آپ دیکھئے تو ہم کس طرح

نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ۝ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

دلائل کو مختلف پہلوؤں سے پیش کررہے ہیں پھر یہ اعراض کرتے ہیں، آپ کہئے کہ یہ بتلاؤ کہ اگر تم پر اللہ کا عذاب آپڑے خواہ بےخبری میں یا خبرداری میں تو کیا بجز ظالم لوگوں کے اور کوئی بھی ہلاک کیا جاویگا

پہونچی تھی وہ ڈھیلے کیوں نہ پڑے (کہ انکا جرم معاف ہوجاتا) لیکن ان کے قلوب تو ویسے ہی (سخت) کے سخت ہی رہے اور شیطان انکے اعمال کفریہ سابقہ کو انکے خیال میں (بدستور) آراستہ (و مستحسن) کرکے دکھلاتا رہا پھر جب وہ لوگ (بدستور) ان چیزوں کو بھولے (اور چھوڑے) رہے جنکی ان کو (پیغمبروں کی جانب سے) نصیحت کی جاتی تھی (یعنی ایمان و اطاعت) تو ہم نے (بطور استدراج) ان پر (اقسام اسباب عیش و عشرت) ہر چیز کے دروازے کشادہ کردئے (یعنی خوب نعمت و ثروت دی) یہانتک کہ جب ان چیزوں پر جو کہ انکو (اسباب نعمت میں سے) ملی تھیں وہ خوب اترا گئے (اور غفلت اور مستی میں ان کا کفر خوب بڑھ گیا اسوقت) ہم نے ان کو دفعۃً (کہ انکو گمان بھی نہ تھا) پکڑ لیا (اور عذاب شدید نازل کیا جیسا کہ قرآن کے اور مواقع میں ان قصوں کی تفصیل ہے) پھر تو وہ بالکل حیرت زدہ رہ گئے (کہ کیا ہوگیا) پھر (اس عذاب سے) ظالم (کافر) لوگوں کی جڑ تک کٹ گئی (یعنی بالکل ہلاک ہوگئے) اور اللہ کا شکر ہے جو تمام عالم کا پروردگار ہے (کہ ایسے ظالموں کا پاپ کٹا جنکے ہونے سے نحوست ہی پھیلتی) **ف** مطلب یہ کہ اسی طرح یہ مشرکین اپنی حالت پر مغرور ہوکر بےفکر نہ رہیں **ربط** اوپر جو آیت قل ارئیتکم الخ آئی ہے جو ارتباط اسکا ہے وہی آیت آئندہ قل ارایتم الخ کا ہے جس کی تقریر آیت موصوفہ کی تمہید میں گذرچکی **ابطال شرک بعنوان سوال دیگر** قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ الی قولہ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ۝ آپ (ان سے یہ بھی) کہئے کہ یہ بتلاؤ اگر اللہ تعالیٰ (عذاب نازل فرماوے نہ سہی لیکن) تمہاری شنوائی اور بینائی بالکل لے لے (کہ نہ تم کو سنائی دے اور نہ دکھائی دے) اور تمہارے دلوں پر مہر کردے (کہ تم دل سے کسی چیز کو نہ سمجھ سکو) تو اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود ہے کہ یہ (چیزیں) تم کو پھر دیدے (جب تمہارے اقرار سے بھی کوئی ایسا نہیں پھر کیسے کسی کو مستحق عبادت سمجھتے ہو) آپ دیکھئے تو ہم کس (کس) طرح دلائل (توحید) کو مختلف پہلوؤں سے پیش کررہے ہیں پھر (بھی انکا یہ حال ہے کہ) یہ (ان دلائل میں غور کرنے اور ان کے نتیجہ کے تسلیم کرنے سے) اعراض (اور بےرخی) کرتے ہیں۔ **ربط** اوپر آیات ولقد ارسلنا الخ میں جو کہ آیت سابقہ ارئیتکم اور آیت لاحقہ ارایتم کی تاکید و تقریب کے لئے ہیں امم سابقہ کا ہلاک ہونا بقصد ان کے تنبیہ کے بیان فرمایا آگے علت ہلاک یعنی ظلم کے اشتراک سے بعنوان سوال اس تنبیہ کی مع تنبیہ اختصاص اس عذاب کے انکے ساتھ تصریح ہے **تنبیہ مشرکین بر عذاب و اختصاص آن** قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ آپ (ان سے) کہئے کہ یہ بتلاؤ اگر تم پر اللہ کا عذاب آپڑے خواہ بےخبری میں یا خبرداری میں تو کیا بجز ظالم (اور کافر) لوگوں کے (اس عذاب و غضب سے) اور کوئی بھی ہلاک کیا جاویگا (یعنی وہ عذاب ہوگا بوجہ ظلم کے جیسا امم سابقہ پر بھی اسی وجہ سے ہوا ہے لقولہ تعالیٰ فقطع دابر القوم الذین ظلموا سو لامحالہ ظالموں ہی کے ساتھ خاص ہوگا۔ اور ظالم تم ہو پس خاص تم پر ہی پڑیگا اور مومنین بچے رہیں گے لقولہ تعالیٰ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ سو تم کو متنبہ ہونا چاہئے اور مرگ انبوہ جشنے دارد کا سہارا ابھی چھوڑ دینا چاہئے) **ربط** اوپر آیت وقالوا لولا نزل علیہ الخ میں کفار کے فرمائشی معجزات کی عدم ضرورت و وقوع کے ضمن میں تحقیق مسئلہ رسالت کی تھی جیسا وہاں مذکور ہوا آگے منصب رسالت کے لوازم کے بعد مطلق ثبوت کی تبلیغ ہے اور غیر لوازم کے تمام فرمائشوں

اللغات ۱ صدف میرکش کذا فی القاموس ۱۲ **البلاغۃ** ۲ هل یہلک قال البیضاوی ای ما یہلک الا من ... ۱۲ **الملحقات الترجمۃ** ۱ قولہ فی نسوا چھوڑے سے اشارہ الی التغییر ۲ قولہ فی ختم کسی چیز کو نہ سمجھ سکے اشارہ الی ان ہذا الختم لیس بالختم المخبر عنہ بشانہ فی الآیۃ الاخر فان ذلک عن الایمان وہذا عن مطلق التعقل ۱۲ ۳ قولہ فی بہ یہ چیزیں فالضمیر تاویل المذکور والمختوم او المذکور ۱۲ ۴ قولہ فی بغتۃ بےخبری حضرت ہذین العنوانین لیظہر المقابلۃ بینہما نقلا

واما لم ینقل فی النظم الکریم خفیۃ لان الاخفاء لا یناسب شانہ تعالیٰ والمقابلۃ بین الشیئین القریب ان مقابلۃ کثیرۃ فی الفصیح ومنہ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم بشروا ولا تنفروا ۱۲ ۵ قولہ فی یہلک سے عذاب سے نسب اشارہ الی ان مطلق الاہلاک ینافی الایمان بل یناسبہ لا الاہلاک بذلک العذاب الغضبی المختص بالکفار وعلم کون العذاب کذلک بالقرائن القولیۃ العقلیۃ والسمعیۃ ۱۲

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

اور ہم پیغمبروں کو صرف اسواسطے بھیجا کرتے ہیں کہ وہ بشارت دیں اور ڈراویں پھر جو شخص ایمان لے آوے اور درستی کرے سو ان لوگوں پر کوئی اندیشہ نہیں اور نہ وہ

يَحْزَنُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ○ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ

مغموم ہونگے۔ اور جو لوگ ہماری آیتوں کو جھوٹا بتلاویں ان کو عذاب لگتا ہے بوجہ اس کے کہ وہ دائرہ سے نکلتے ہیں آپ کہدیجیے کہ نہ تو میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس خداتعالیٰ کے

وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۚ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ○

خزانے ہیں اور نہ میں تمام غیبوں کو جانتا ہوں اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں تو صرف جو کچھ میرے پاس وحی آتی ہے اسکا اتباع کر لیتا ہوں۔ آپ کہیئے کہ اندھا اور بینا کہیں برابر ہو سکتا ہے سو کیا تم

وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ○

غور نہیں کرتے۔ اور ایسے لوگوں کو ڈرائیے جو اس بات سے اندیشہ رکھتے ہیں کہ اپنے رب کے پاس ایسی حالت سے جمع کیے جاوینگے کہ جتنے غیر اللہ ہیں نہ کوئی انکا مددگار ہوگا اور نہ کوئی شفیع ہوگا اس امید پر کہ وہ ڈر جاویں۔

کا پورا کرنا ہے بیان کرنے سے اسی مجموعی مضمون کی قدرے تفصیل مقصود ہے **لوازم و غیر لوازم رسالت** وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ (الیٰ قولہ) لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ○ اور ہم پیغمبروں کو (جنکی[1] پیغمبری دلائل قاطعہ سے ثابت کر چکے ہیں) صرف اس واسطے (امم کی طرف) بھیجا کرتے ہیں کہ وہ (ایمان اور طاعت کرنے والوں کو رضائے الٰہی کی) بشارت دیں اور (کفر و معصیت کرنیوالوں کو ناخوشی خداوندی سے جس پر کبھی دنیا میں بھی اور آخرت میں ہمیشہ عذاب کا استحقاق مرتب ہوتا ہے) ڈراویں (اور اسلئے نہیں بھیجتے ہیں کہ جو کچھ بھی ان سے واہی تباہی فرمائشیں کیجاویں وہ سب کو پورا کریں جیسا یہ منکرین محض براہ عناد درخواست کرتے ہیں) پھر (ان پیغمبروں کی تبشیر و انذار کے بعد) جو شخص ایمان لے آوے اور (اپنی حالت کی اعتقاداً و عملاً) درستی کرے سو ان لوگوں پر (آخرت میں) کوئی اندیشہ (کی بات واقع ہونیوالی) نہیں (گو یہ لوگ باقتضائے ایمان خدا تعالے سے خوف کیا کرتے ہیں) اور نہ وہ (وہاں) مغموم ہونگے اور جو لوگ (اس تبشیر و انذار کے بعد بھی) ہماری آیتوں کو جھوٹا بتلاویں انکو (دنیا میں بھی کبھی کبھی اور آخرت میں تو ضرور ہی) عذاب لگتا ہے بوجہ اس کے کہ وہ دائرہ (ایمان) سے نکلتے ہیں (یعنے اصل کام پیغمبروں کا اور اس کام کا نتیجہ یہ ہے کہ نہ تمام فرمائشوں کا پورا کرنا پس اسی قاعدہ کے موافق یہ رسول بھی ہیں) آپ (ان لوگوں سے یہ قاعدہ سنانے کے بعد) کہدیجئے کہ (میں جو دعوی رسالت کا کرتا ہوں تو اس کے ساتھ) نہ تو میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس (یعنے میری قدرت میں) خدا تعالے کے (تمام مقدورات[2] کے) خزانے ہیں (کہ جب مجھ سے کسی امر کی فرمائش کیجاوے اسکو اپنی قدرت سے ظاہر کردوں) اور نہ میں (یہ کہتا[3] ہوں کہ میں) تمام غیبوں کو (جو کہ معلومات الٰہیہ ہیں) جانتا ہوں (جیسا کبھی کبھی براہ عناد اس قسم کی باتیں پوچھتے ہو کہ قیامت کب آویگی مثلاً) اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں (جیسا کبھی براہ عناد یہ کہتے[4] ہو ابعث اللہ بشرا رسولا یعنے کیا خدا تعالے نے بشر کو رسول بنا کر بھیجا ہے رسول فرشتہ ہونا چاہئے سو میں تو رسالت کے ساتھ ملکیت کا مدعی نہیں ہوں) میں تو صرف (رسول ثابت الرسالت بالدلیل ہوں میرا کام تو اتنا ہے کہ) جو کچھ میرے پاس وحی آتی ہے (جس میں خود عمل کرنا بھی آگیا اور دوسروں کو تبلیغ کرنا بھی) اس کا اتباع کر لیتا ہوں (جیسا اور پیغمبروں کا بھی یہی قاعدہ تھا پھر ثبوت رسالت کے بعد یہ

البلاغۃ قولہ ان اتبع قال عصام لم یقل انی رسول تحاشیا عن دعوی الفضیلۃ کما ہو دأب المتواضعین المتحاشین عن التکبر او تمت بخلاف الاخبار عن الاتباع فان الاتباع ہو العبدیۃ ۱۲ **الفقہ** استدل بعضہم بقولہ ان اتبع علی انہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یجتہد والجیب ان الاجتہاد لما کان ماذونا فیہ بالوحی فاتباعہ اتباع للوحی فافہم ۱۲

ملحقات الترجمہ [1] قولہ ذ المرسلین جنکی پیغمبری دل علیہ عنوان الرسالۃ لانہا تتوقف علی الدلیل وثبوت الشئ ثبات ما یتوقف علیہ فلیس المقصود بالآیۃ نفی لزوم الآیات علی الرسالۃ مطلقا بل نفی لزوم الآیات المقترحۃ وبہ یوذن الحصر فافہم کما اشرت الیہ بقولی اور اسلئے نہیں بھیجا کرتے ۱۲ [2] قولہ فی خزائن مقدورات اشارۃ الی حذف المضاف کما فی الروح ۱۲ [3] قولہ (لا اعلم) کہتا ہوں تنبیہ الی انہ عطف علی محل عندی باضمار القول بین لا واعلم لابین الا والا لم یکن المعنی واقول لا اعلم مع انہ غیر مقصود ۱۲ [4] قولہ فی انی ملک کہتے ہو اشارۃ الی ان ہذہ الجملۃ ایضا جواب من بعض اقتراحاتہم فلا مس بالمقام بحث الترقی او التنزل فی الکلام من الالوہیۃ الی الملکیۃ والمعاد للقول فی الجمل الثلثہ لانہا نوع آخر لعدم اختصاصہا باللہ تعالی بخلاف الاولین من القدرۃ الکاملۃ والعلم المحیط فانہما مختصان باللہ تعالے ۱۲

مسائل السلوک
ع ۵ **قولہ تعالیٰ** قل لا اقول لکم الخ فیہ نفی لخواص الالوہیۃ من القدرۃ الکاملۃ والعلم المحیط عن العبد ونفی التنزہ عن آثار البشریۃ واثبات العبدیۃ التی من لوازمہا امتثال امر المولی واتباع ما یوحی و للبشریۃ التی من لوازمہا الاکل والشرب والغضب والرضاء

ترجمہ
قولہ تعالیٰ قل لا اقول لکم الخ اس میں دو چیزوں کی نفی ہے ایک تو عبد سے خواص الوہیت قدرت کاملہ و علم محیط کی نفی اور دوسرے بشر سے تنزہ عن البشریۃ کی نفی اور دو چیزوں کا اثبات ہے ایک عبدیت کا جسکے لوازم میں سے امتثال امر اور اتباع وحی ہے اور دوسری بشریت کا جسکے لوازم میں سے اکل شرب و غضب و رضا ہے ۱۲

مہملات میرے سامنے کیوں پیش کئے جاتے ہیں) آپ (یہ تقریر دلپذیر سنا کر ان سے) کہئے کہ (یہ تو ظاہر ہے کہ) اندھا اور بینا کہیں برابر ہو سکتا ہے (جب یہ بات ٹھیری ہوئی ہے) سو کیا تم (آنکھوں والا بننا نہیں چاہتے اور اس تقریر مذکور میں) غور (کامل بقصد طلب حق) نہیں کرتے (کہ حق واضح ہو جاوے اور آنکھوں والوں میں داخل ہو جاؤ ورنہ یاد رکھو کہ اندھے ہی بنے رہو گے، اور اگر اس پر بھی عناد سے باز نہ آویں تو ان سے مباحثہ موقوف کیجئے اور جو اصلی کام ہے رسالت کا یعنی تبلیغ اس میں مشغول ہو جئے اور) ایسے لوگوں کو (کفر و معصیت پر عذاب الٰہی سے خاص طور پر) ڈرایئے جو اعتقاداً یا احتمالاً اس بات سے اندیشہ رکھتے ہیں کہ (قیامت میں) اپنے رب کے پاس (قبروں سے زندہ کرنے کے بعد) ایسی حالت سے جمع کئے جاویں گے کہ جتنے غیر اللہ (کفار کے زعم میں) مددگار اور مستقل شفیع سمجھے جاتے ہیں (اس وقت) نہ کوئی انکا مددگار ہوگا اور نہ کوئی (مستقل) شفیع ہوگا اور ایسے لوگوں کو (اس امید پر ڈرائیے) کہ وہ (عذاب سے) ڈر جاویں (اور کفر و معصیت سے باز آجاویں کیونکہ نہ ڈرنا کسی ولی و شفیع کے بھروسہ ہوتا ہے اور وہ معدوم ہے) ف حشر کے متعلق کل تین طرح کے آدمی ہیں ایک وہ جو جزماً اسکے ثبوت کے معتقد ہیں دوسرے وہ جو متردد ہیں آیت میں ان ہی دونوں جماعتوں کا ذکر ہے جسکی طرف احقر نے تقریر ترجمہ میں اس عبارت سے اشارہ کیا ہے اعتقاداً یا احتمالاً الخ تیسرے وہ جو جزماً اسکے منکر ہیں اور انذار کو ان کو بھی عام ہے جیسا اور آیات میں مصرح ہے لیکن یہاں مطلق انذار مراد نہیں بلکہ وہ انذار جس میں خاص اہتمام ہو سو یہ وہاں ہی ہوگا جہاں نفع متیقن یا متوقع ہو جیسا قسم اول و قسم دوم کا حال ہے بخلاف اس قسم سوم کے کہ بوجہ عدم توقع نفع انکو انذار محض اتمام حجت کیلئے ہوگا تو جبکہ ان میں بوجہ عناد کے قابلیت ہی نہیں اسلئے یہاں قسمین اولین کی تخصیص کیگئی جیسا بعض آیات میں بنا بر تیقن نفع کے صرف قسم اول ہی کی تخصیص بھی ہے کقولہ تعالٰی اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَیْبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ الخ اور احقر نے تنہا ترجمہ میں جو لفظ خاص طور کہا ہے وہ اشارہ اسی تقریر کی طرف ہے اور غیر اللہ کی ولایت و شفاعت کی نفی کا تحقق دو طور پر ہو سکتا ہے ایک یہ کہ ان کا کوئی ولی اور شفیع نہ ہو یہ تو کفار کے لئے ہوگا دوسرے یہ کہ اللہ تعالٰی انکا ولی اور رسول اور دیگر مقبولین انکے شفیع ہوں مگر غیر اللہ نہ ہو یہ مسلمانوں کے لئے ہوگا اور ولی میں تو غیر اللہ نہ ہونا ظاہر ہے اور شفیع میں مراد یہ ہے کہ من غیر اذن اللہ نہ ہو چنانچہ شفاعت مومنین کے لئے بالاذن ہوگی پس من دونہ دونوں کو شامل ہے من دون ذاتہ کو بھی اور من دون اذنہ کو بھی۔ غرض غیر اللہ کی ولایت اور غیر مومنین کیلئے شفاعت مطلقاً منفی ہے اور اللہ کی ولایت اور مقبولین کی شفاعت مومنین کے لئے ثابت ہے اور آیت میں تین امر کی نفی کی گئی قدرة علی الخزائن، علم غیب، ملکیت اسکی ایک توجیہ کہ آیات مقترحہ کا جواب ہے تقریر ترجمہ میں مذکور ہے اور ایک سہل توجیہ یہ خیال میں آتی ہے کہ مقصود اس سے دفع استبعاد کفار کا ہو یعنی تم جو اقتراح آیات سے میری رسالت کی تکذیب کرتے ہو محض بے معنی ہے رسالت جسکا میں مع دلیل مدعی ہوں کوئی مستبعد امر نہیں ہے کسی امر عجیب و غریب مثل قدرة و علم و ملکیت مذکورہ کا تو میں مدعی نہیں جو اسکو مستبعد سمجھ کر انکار کرتے ہو جیسا سورۂ ہود میں نوح علیہ السلام کا قول ہے وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ الخ ربط اوپر کی آیات میں لوازم منصب رسالت کیساتھ تبلیغ ہے منجملہ تین قسم کے آدمیوں کے جو اوپر ف کے تحت میں مذکور ہیں معاندین کیلئے زیادہ فکر میں نہ پڑنا بلکہ انذار عام پر اکتفا کرنا اور متردین و طالبین کے لئے خاص توجہ فرمانا مذکور تھا آگے صرف طالبین کے حال پر اس توجہ مذکور مشترک سے بھی زیادہ خاص توجہ فرمانے کا ارشاد ہوتا ہے پس معاندین کے لئے تو تبلیغ عام ہوئی اور متردین کے لئے خاص اور طالبین کے لئے اخص سبحان اللہ کیا حکیمانہ عدل ہے اور سبب نزول ان آیات آئندہ کا یہ ہوا تھا کہ بعض رؤسا کفار قریش نے بعض غربا صحابہ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا ہوا دیکھکر تحقیراً کہا اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنْۢ بَیْنِنَا جس کا ترجمہ آگے آ دیگا اور آپ سے عرض کیا کہ ہم ان لوگوں کے ساتھ ایک مجلس میں بیٹھنا گوارا نہیں کرتے اگر آپ ان کو ہٹا دیں تو ہم آپکے پاس آیا کریں اور بعض روایات میں ہے کہ ان سب نے یہ درخواست

ملحقات الترجمة ١ قوله في افلا جب یہ بات الخ اشارة الى ان الفاء لترتب وجوب التفكر على كون البصير اكمل فكانت مقدمة في المرتبة مؤخرة في الكلام عن الهمزة كما في قوله افكلما جاءكم رسول بما لا تهوى الخ تقديره فكلما جاءكم استكبرتم كما صرحوا به ١٢ ٢ قوله ایسی حالت اشارة الى ان قوله ليس لهم في حيز النصب على الحالية من يحشروا والعامل فيه فعله ومن دونه متعلق بمحذوف وقع حالا من اسم ليس لانه في الاصل صفة له فلما قدم عليه انتصب على الحالية والخوف منه هو الحال الاولى لان مطلق الحشر لا يخاف منه انما المخوف منه هو فقدان الولي والشفيع بدون اذن الله واشرت اليه بقولي في آخر الترجمة کیونکہ نہ ڈرنا الخ والحال الثانية قيد واقعي كما يظهر من ترجمتي فالمقصود نفي ولايتهم وشفاعتهم لاختصاص الولاية والشفاعة بالله تعالى بمعنى انه لا يكون لهم ولي الا الله الخ فان الانذار به غير متصور كما هو ظاهر فالمقصود الانذار لفقدان الولي والشفيع المستقل مطلقاً فافهم ونحوه من الروح ١٢

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَيْكَ مِنْ

اور ان لوگوں کو نہ نکالیے جو صبح و شام اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہیں جس سے خاص اس کی رضا ہی کا قصد رکھتے ہیں ان کا حساب ذرا بھی آپ کے متعلق

حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَكَذٰلِكَ

نہیں اور آپ کا حساب ذرا بھی ان کے متعلق نہیں کہ آپ ان کو نکال دیں ورنہ آپ نامناسب کام کرنے والوں میں ہو جاویں گے اور اسی طور پر ہم نے

فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَاۗءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ۝

ایک کو دوسرے کے ذریعے سے آزمائش میں ڈال رکھا ہے تاکہ یہ لوگ کہا کریں کیا یہ لوگ ہیں کہ ہم سب میں سے ان پر اللہ تعالیٰ نے فضل کیا ہے۔ کیا یہ بات نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ حق شناسوں کو خوب جانتا ہے

بواسطہ آپ کے چچا ابوطالب کے بھی پیش کی حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ایسا بھی کر دکھلایئے دیکھیں ان کا کیا مقصود ہے یعنی یہ راہ پر آتے ہیں یا نہیں اور بعض روایات میں آیا ہے کہ انہوں نے یہ درخواست کی تھی کہ جس وقت ہم آیا کریں اس وقت یہ لوگ اٹھ جایا کریں جب ہم چلے جاویں اس وقت یہ آ بیٹھا کریں اور ایک روایت میں یہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ اگر آپ ان کو ہٹا دیں تو عجب نہیں ہم آپ کا اتباع کر لیں اور ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درخواست کو منظور فرما لیا مگر عمل نہیں ہونے پایا اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں جن کی ابتدا و انتہا ایک روایت میں ولا تطرد سے شاکرین تک ہے اور ایک روایت میں انذر به سے المجرمین تک ہے اور ایک روایت میں انذر به سے شاکرین تک ہے اور ایک روایت میں انذر به سے بالظلمین تک ہے اور ان میں کچھ تعارض نہیں اجتہاد رواۃ کے اختلاف سے ایسا اختلاف سہل ہے اور مضر مقصود نہیں نیز ممکن ہے کہ بتدریج سب کا نزول ہوا ہو کسی نے بعض اجزاء کو بیان کر دیا کسی نے مجموعہ کو غرض جب آیتیں نازل ہوئیں تو حضرت عمرؓ نے حاضر ہو کر اپنی رائے سے معذرت کی اس پر واذا جاءک الذین یؤمنون کا نزول ہوا جس میں بشارت ہے قبول توبہ کی لقولہ تعالیٰ من عمل منکم سوءا بجہالۃ ثم تاب الخ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان غرباء کو بلا لیا جب یہ حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا سلام علیکم کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ یہ روایات لباب اور روح المعانی میں ابن حبان اور حاکم اور احمد اور طبرانی اور ابن ابی حاتم اور ابن جریر اور ابوالشیخ اور بیہقی اور ابن المنذر سے بروایت رواۃ مختلفہ منقول ہیں اور ولا تطرد الذین سے آخر تک کی مناسبت تو شان نزول کے ظاہر ہے کہ مسلمانوں کو ہٹانے کی نہی اور ان کے ساتھ ملاطفت کا امر اور ان درخواست کرنے والوں کی مذمت ان آیات کے مضامین ہیں لیکن اگر آیت وانذر به کا بھی اسی قصہ میں نزول ہو تو اس کی مناسبت قصہ سے اس طور پر ہے کہ آپ کو یہ بات بتلانا ہے کہ آپ کو جو اس درخواست کی منظوری کا خیال ہوا تو اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ان کو خاص اہتمام سے تبلیغ ہو جاوے گی سو ایسی خاص تبلیغ معاندین کیلئے بوجہ مفید نہ ہونے کے ضرور نہیں صرف تبلیغ عام کہ اتمام حجت کیلئے لازمہ نبوت ہے کافی ہے سو وہ بدون مجلس خاص کے بھی حاصل ہے اور تبلیغ خاص کا محل صرف خائفین ہیں خواہ اعتقاداً یا تردداً اس لئے آپ اس درخواست کیطرف کچھ التفات نہ کیجئے اور اس تقریر سے وجہ مناسبت خوب ظاہر ہو گئی اسی طرح آیات قل انی نہیت کی مناسبت بایں معنی ہو گی کہ جب انذر به الذین اور ولا تطرد الذین سے معلوم ہو گیا کہ تبلیغ خاص اور اخص کے محل خائفین اور مومنین ہیں نہ کہ معاندین تو بس ان معاندین کی اتنی مراعات ضروری نہیں بلکہ ان کے لئے تبلیغ عام کافی ہے جو کہ مدلول ہے قل انی نہیت کی یعنی ان سے صرف ایسے مضامین توحید و رسالت کے متعلق جو انی نہیت اور انی علی بینۃ وغیرہ کے مدلول میں زبانی کہہ دینا کہ مطلق مصداق قولی مصدر قل کا ہے کافی ہے اس تقریر پر انذر به سے بالظلمین تک ایک ہی مضمون متلاحق الاجزاء ہو گیا والحمد للہ علی ما علم وافہم اور جاننا چاہئے کہ اس منظوری سے آپ کی شان عصمت پر کوئی حرف نہیں آتا کیونکہ آپ کی منظوری کی بنا ان غرباء کی تحقیر نہ تھی بلکہ صرف ان رؤسا کی تالیف قلب بامید ہدایت تھی اور خود صحابہ کو بھی یہ بات معلوم تھی اسلئے ان کی دلشکنی بھی نہیں ہوتی تھی غرض یہ آپ کا اجتہاد تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اس اجتہاد پر عمل کرنے کی اجازت نہیں دی کیونکہ حق تعالیٰ کو علم غیب ہے کہ یہ تدبیر نافع نہ ہو گی اور ولا تطرد سے شبہ وقوع طرد یا ارادۂ طرد کا نہ کرنا چاہئے کیونکہ نہی قبل وقوع بھی ہوتی ہے رہا احتمال ارادہ کا تو تخصیص مجلس رؤسا کو مجازاً طرد سے تعبیر فرمایا ہے۔

تخصیص طالبین حق بمزید الطاف وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ط

اللغات الوجہ ما یدیہ الذات ومعنی ارادۃ الذات الاخلاص لہ الاستعاذ ظاہر معنی الارادۃ الذات خاصۃ لا یتعلق الا بالممکنات ۱۲ **النحو** کذلک فتنا ای مثل ذلک الفتن البدیع فتنا **البلاغۃ**

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ولا تطرد الذین یدعون الخ فیہ بعض حقوق المریدین من عدم طردہم وحبس نفسہ معہم وتبشیرہم بالسلامۃ والرحمۃ و قبول التوبۃ

ترجمہ

قولہ تعالیٰ ولا تطرد الذین الخ اس میں مریدین کے بعض حقوق کا بیان ہے کہ ان کو بلا مصلحت شرعیہ اپنے سے مطرود نہ کرے اور ان کے پاس مقید ہو کر بیٹھے اور ان کو سلامت و رحمت و قبول توبہ کی بشارت دے ۱۲

[illegible]

قولہ من حسابھم ... فائدۃ ... قولہ بالعلیم بالشاکرین [illegible]

وَإِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ

اور یہ لوگ جب آپ کے پاس آویں جو کہ ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں تو یوں کہہ دیجئے کہ تم پر سلامتی ہے تمہارے رب نے مہربانی فرمانا اپنے ذمہ مقرر کر لیا ہے کہ جو شخص تم میں سے کوئی برا کام

سُوْٓءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۞ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ

کر بیٹھے جہالت سے پھر وہ اس کے بعد توبہ کرے اور اصلاح رکھے تو اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ وہ بڑے مغفرت کرنے والے ہیں بڑی رحمت والے ہیں اور اسی طرح ہم آیات کو تفصیل کرتے رہتے ہیں اور تاکہ مجرمین کا طریقہ ظاہر ہو جاوے

(الی قولہ) وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ۞ اور ان لوگوں کو اپنی مجلس سے نہ نکالئے (یعنی گو آپ کی نیت نکالنے کی نہ ہو مگر ان رؤساء کی درخواست پر کسی خاص وقت پر ان کی علیحدگی تجویز فرمانا ایسا ہی ناپسند ہے جیسے نکال دینا پس ان لوگوں کو علیحدہ نہ کیجئے) جو صبح و شام (یعنی علی الدوام بدوام مناسب) اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہیں جس سے خاص اسکی رضا ہی کا قصد رکھتے ہیں (اور کوئی غرض مال یا جاہ کی نہیں یعنی ان میں عبادت کے ساتھ اخلاص کی صفت بھی ہے اور یہ مجموعہ مقتضی مزید الطاف کو ہے اور گو آپ کو ہر عبادت میں ان کے اخلاص باطنی کا جو کہ مقتضی اکرام کا جزو ہے علم ہر وقت نہ ہو مگر ان کا عبادت گزار ہونا تو امر ظاہر اور معلوم ہے اور اصل عبادت میں اخلاص ہے پس جب تک عدم اخلاص کی کوئی دلیل قائم نہ ہو اخلاص ہی کا گمان رکھنا چاہئے اور رہا ان کے باطن) کا حساب (اور تفتیش) ذرا بھی آپ کے متعلق نہیں اور (یہ ان کی باطن کی تفتیش کا آپ سے متعلق نہ ہونا ایسا یقینی ہے جیسا کہ) آپ (کے باطن) کا حساب (اور تفتیش) ذرا بھی ان کے متعلق نہیں (غرض ان کے باطن کی تفتیش قطعاً آپ کے متعلق نہیں) آپ ان کو نکال دیں (یعنی اگر ان کے باطن کی تفتیش آپ کے متعلق ہوتی تو تحقق اخلاص کے قبل یا تحقیق عدم اخلاص کے بعد طرد کی گنجائش تھی یعنی مقتضی طرد صرف ایک امر ہو سکتا تھا جو یقیناً منفی ہے اور فقر جو کہ درخواست کنندوں کے نزدیک موجب طرد ہے وہ واقع میں موجب ہی نہیں پھر طرد میں جواز کا احتمال ہی نہیں چونکہ آپ مربی ہیں اس لئے مربی کو اپنے ماتحتوں کی تفتیش کرنا فی نفسہ محتمل تھا اور اس کا عکس یقیناً منفی ہے اس لئے محتمل کو متیقن کیساتھ مساوی قرار دیکر اس کی نفی کی گئی کہ وہ بھی یقیناً منفی ہو جاوے ورنہ ایسی حالت میں انکو علیحدہ کر دیجئے) آپ نامناسب کام کرنے والوں میں سے ہو جاوینگے اور (ہم نے جو ان مومنین کو غریب اور ان کافروں کو رئیس بنا دیا ہے جو کہ ظاہر مقتضائے قیاس بعید ہے تو اسی (عجیب) طور پر ہم نے (ان میں سے) ایک کو (یعنی کفار کو) دوسروں کے (یعنی مومنین کے) ذریعہ سے آزمائش میں ڈال رکھا ہے (یعنی حکمت اس میں امتحان ہے کفار کا) تا کہ یہ (کفار) لوگ (ان مومنین کی نسبت) کہا کریں (چہ خوش) کیا یہ لوگ ہیں کہ ہم سب میں سے (انکو منتخب کر کے) ان پر اللہ تعالیٰ نے (اپنا) فضل کیا ہے (جیسا یہ کہتے ہیں مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ یعنی یہ جو اسلام کو فضل الٰہی سمجھ کر اپنے کو اس کا مورد قرار دیتے ہیں فضل الٰہی بھی ایسے بے سر و سامانوں پر کہ بے سر و سامانی ظاہراً علامت غیر مقبول ہونے کی ہے ہوا کرتا ہوگا یعنی نہ اللہ نے انپر فضل کیا اور نہ اسلام کوئی فضل ہے ورنہ انپر کیوں ہوتا اسکے مستحق ہم تھے کہ ہماری خوشحالی علامت ہے محبوب عند اللہ ہونے کی اور کفار کا یہ غلط خیال مومنین کے فقر و فاقہ اور اپنی ثروت و جاہ سے پیدا ہوا پس دونوں حالتوں کا کفار کیلئے موجب امتحان ہونا ظاہر ہو گیا اور چونکہ اللہ تعالیٰ کو تو علم ہے ہی اسکو امتحان دوسروں کے اعتبار سے کہہ دیا گیا آگے ان کے اس طعن کا جواب ہے کہ) کیا یہ بات نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ حق شناسوں کو خوب جانتا ہے (ان غرباء نے منعم حقیقی کا حق پہچانا طلب حق میں لگ گئے دین حق و قبول عند اللہ سے مشرف کئے گئے اور ان رؤساء نے کفران کیا اس نعمت سے محروم رہے مدار کار اس پر ہے اس میں مسکنت و ریاست کو کیا دخل اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب یہ غرباء ایسے ہیں کہ عابد بھی ہیں اور مخلص

البلاغة قوله اذا جاءك الذين يؤمنون فيه وضع المظهر موضع المضمر للدلالة على كونهم جامعين للدعاء والارادة والايمان [illegible] وان قصر فيما سبق وتقديم خطابه صلى الله عليه وسلم في الموضعين للتشريف وتخصيص استبانة سبيل المجرمين بالذكر لكون دفع المضرة اهم ۱۲ **اختلاف القراءة قوله** انه من عمل في قراءة انه بالكسر استيناف [illegible] وفي قراءة بالكسر ووجهه ظاهر **قوله** لتستبين في القراءة بالتاء ونصب السبيل على معنى ولتستوضح يا محمد سبيلهم وفي قراءة بالياء والرفع على تذكير السبيل **ملحقات الترجمة**

ف۱ قوله في الغدوة والعشي بدوام مناسب لان الدوام الحقيقي لا يمكن ۱۲ **ف۲ قوله** ما عليك گو آپ کو الخ اشارة الى فائدة جملة ما عليك الخ من الجواب عما عسى ان يتخيل من ان مقتضى الاكرام هو المجموع ولا يعلم ما دام الاخلاص مشكوكا فيه وكونه مشكوكا غير مشكوك فيه الا نادرا في بعض الاوقات بالوحي او القرينة واشار اليه بقوله ہر وقت [illegible] الى نفي الحساب وجه عدم الورود ظاهر فان قوله يريدون [illegible] كل الاوقات وكل الاحوال وهو ظاهر ۱۲ **ف۳ قوله** من الحساب تفتيش بهذا كما في قوله عليه السلام حسابهم على الله وقوله تعالى ان حسابهم الا على ربي

ف۴ قوله غرض ان کے باطن [illegible] ان جملة فتطردهم مرتب على جملة ما عليك [illegible]

[illegible]

الْمُجْرِمِيْنَ ۝ قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَآ اَنَا مِنَ

آپ کہدیجئے کہ مجھ کو اس سے ممانعت کیگئی ہے کہ ان کی عبادت کروں جنکی تم لوگ اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو۔ آپ کہدیجئے کہ میں تمہارے خیالات کا اتباع نہ کرونگا کیونکہ اسی حالت میں تو میں بے راہ ہو جاؤنگا اور راہ

الْمُهْتَدِيْنَ ۝ قُلْ اِنِّيْ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ ؕ مَا عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ يَقُصُّ الْحَقَّ وَ

چلنے والوں میں نہ رہونگا۔ آپ کہدیجئے کہ میرے پاس تو ایک دلیل ہے میرے رب کیطرف سے اور تم اسکی تکذیب کرتے ہو جس چیز کا تم تقاضا کر رہے ہو وہ میرے پاس نہیں حکم کسی کا نہیں بجز اللہ تعالیٰ کے اللہ تعالیٰ واقعی بات کو

هُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ ۝ قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِيَ الْاَمْرُ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝

بتلا دیتا ہے اور سب سے اچھا فیصلہ کرنیوالا وہی ہے۔ آپ کہدیجئے کہ اگر میرے پاس وہ چیز ہوتی جس کا تم تقاضا کر رہے ہو تو میرا اور تمہارا باہمی قصہ فیصل ہوچکا ہوتا اور ظالموں کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

بھی رہیں تو، یہ لوگ جب آپکے پاس آویں جو کہ صفات مذکورہ بالا کیساتھ یہ صفت بھی رکھتے ہیں کہ ہماری آیتوں پر (پورا) ایمان (بھی) رکھتے ہیں تو ان (سے بشارت سنانے کیلئے) یوں کہیئے کہ (ایک تو تم پر اللہ کیطرف سے ہر طرح کی آفات سے جو کفار پر آخرت میں پہنچینگی) سلامتی (اور امن) ہے (اور دوسرے) تمہارے رب نے (اپنے فضل و وعدے سے تمہارے حال پر) مہربانی فرمانا (اور تم کو نعمتیں دینا) اپنے ذمہ مقرر کرلیا ہے (اور وہ مہربانی یہ ہے کہ جو شخص پہلے سے فرمانبردار ہے وہ تو مصرح ہی ہے اللہ تعالیٰ کا یہ ایک فضل ہے) کہ جو شخص تم میں سے کوئی برا کام کر بیٹھے (جو کہ جہالت سے ہوجاتا ہے کیونکہ خلاف حکم امر کرنا عملی جہالت ہے مگر) پھر وہ اس کے بعد توبہ کرلے اور (آیندہ کو اپنے اعمال کی) اصلاح رکھے (اس میں یہ بھی آگیا کہ اگر وہ توبہ ٹوٹ جاوے پھر توبہ کرلے) تو اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ وہ (اس کیلئے بھی) بڑے مغفرت کرنیوالے ہیں (کہ آفات و عقوبات معصیت سے بھی محفوظ رکھیں گے اور) بڑے رحمت کرنیوالے ہیں (کہ نعمتیں طرح طرح کی دینگے) اور (جسطرح ہمنے اس مقام پر مومنین اور کفار کے حال اور مآل کی تفصیل کردی) اسی طرح ہم آیات کی (جو کہ دونوں فریق کے حال و مآل پر مشتمل ہوں) تفصیل کرتے رہتے ہیں (تاکہ مومنین کا طریقہ بھی ظاہر ہو جاوے) اور تاکہ مجرمین (یعنی کفار) کا طریقہ (بھی) ظاہر ہوجاوے (اور حق و باطل کے واضح ہونے سے طالب حق کو معرفت سہل ہوجاوے) **ف** آیت میں چند سوال ہیں **پہلا سوال** یہ کہ جب آپ نے مومنین کا طرد نہیں فرمایا اور نہ ارادہ فرمایا جیسا تمہید میں مذکور ہوا تو آیت میں نہی کیوں فرمائی **جواب** علیحدگی بمصلحت کو مجازاً طرد فرمایا جیسا اثناء ترجمہ میں اس مجاز کی تقریر بھی کردی بقولہ الیا ہی ناپسند ہے الخ **دوسرا سوال** جب طرد سے یہ مراد ہے تو یہ تو ظلم نہ تھا پھر فتکون من الظالمین کیوں فرمایا **جواب** ظلم کے معنی لغوی یہ ہیں وضع الشئ فی غیر محلہ پس یہ خلاف اولیٰ کو بھی شامل ہے اثناء ترجمہ میں اسطرف بھی اشارہ ہے بقولہ نامناسب کام **تیسرا سوال** فتنا کی علت لیقولوا فرمائی تو کیا کفار کا ایسا کلمہ کہنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقصود ہے **جواب** ہاں مقصود تکوینی ہے کیونکہ خلق قبایح میں بیشمار حکمتیں ہیں چنانچہ اس مقام پر امتحان ہی ایک حکمت ہے **چوتھا سوال** آپکو حکم ہوا ہے کہ جب اہل ایمان آویں تو یوں کہیے سلام علیکم الخ تو کیا آپ ہر حاضری پر ایسا فرماتے تھے **جواب** اذا عموم کیلئے نہیں اسلئے ہربار فرمانا ضروری نہیں اور جب حاضری کیوقت آیت سنائی اس حکم کا امتثال ہوگیا اور آیت کا سنانا یقینی ہے **پانچواں سوال** کیا جو گناہ جہالت سے نہو اس سے توبہ اور اسکی مغفرت نہیں ہوتی **جواب** یہ جہالت عملی ہے جو ہر گناہ کیلئے لازم ہے جیسا روح میں حسن سے نقل کیا ہے کل من عمل معصیۃ فہو جاہل پس یہ قید واقعی ہے احترازی نہیں **چھٹا سوال** ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ مغفرت کیلئے توبہ شرط ہے حالانکہ اہل حق کے نزدیک محض فضل سے بھی مغفرت محتمل ہے **جواب** اس کا مدلول تائب کی مغفرت ہے نہ کہ غیر تائب کی عدم مغفرت اور بلا توبہ مغفرت دوسرے نصوص سے ثابت ہے خوب سمجھ لو **ربط** اوپر وانذر بہ الذین میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خائفین کیلئے تبلیغ خاص اور لا تطرد الذین میں مومنین کے لیے خصوص کا حکم فرمایا ہے آگے معاندین کیلئے تبلیغ عام کا توحید و رسالت کے متعلق حکم ہوتا ہے جیسا ولا تطرد الذین کی تمہید میں بھی اسکی تقریر گذر چکی ہے

تبلیغ عام معاندین را متعلق توحید و رسالت قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ط

ملحقات الترجمة المجرمین کذا منصوب راجع الی البینة بتاویل بالدلیل او القرآن **اختلاف القراءة** قرءة الکسائی وغیرہ یقض الحق بالصاد من القضاء ولم یثبت الیاء فی المطابقة

؎ قوله قبل التحسن علی وجہ ربانی اشارة الی البدل وقوله بنائک فرمانبردار اشارة الی کونه مدلوله بالالی ؎ قوله فی اصلحوا اس میں یہ بھی فلا یرجان من تاب ثم عاد فیغفر

ولا یغفرله ١٢ ؎۳ قوله فی فانه یہ شان اشارة الی انه منصوب علی کونه خبر المبتدأ ای فشانه تعالی انه الخ ١٢ ؎۴ قوله فی ولتستبین تاکہ مومنین اشارة الی الجملة المقدرة المعطوف علیها ١٢

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا

اور اللہ ہی کے پاس ہیں خزانے تمام مخفی اشیاء کے ان کو کوئی نہیں جانتا بجز اللہ تعالیٰ کے اور وہ تمام چیزوں کو جانتا ہے جو کچھ خشکی میں ہیں اور جو کچھ دریاؤں میں ہیں اور کوئی پتہ نہیں گرتا مگر وہ

يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝

اس کو بھی جانتا ہے۔ اور کوئی دانہ زمین کے تاریک حصوں میں نہیں پڑتا اور نہ کوئی تر اور خشک چیز گرتی ہے مگر یہ سب کتاب مبین میں ہیں۔

(الی قولہ) وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝ آپ (ان معاندین سے) کہہ دیجئے کہ مجھ کو (حق تعالیٰ کی طرف سے) اس سے ممانعت کی گئی ہے کہ ان (معبودوں) کی عبادت کروں جنکی تم لوگ اللہ (کی توحید) کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو (اور ان کے طریق شرک کے ضلال و ناقابل اتباع ہونے کو ظاہر کرنیکو) آپ (یہ بھی) کہہ دیجئے کہ میں تمہارے (باطل) خیالات کا جو درباب عقائد ہیں اتباع نہ کرونگا کیونکہ (اگر نعوذ باللہ ایسا کروں تو) اس حالت میں میں بیراہ ہو جاؤنگا اور راہ (راست) پر چلنے والوں میں (داخل) نہ ہونگا (اس مضمون کا تو زیادہ تعلق توحید سے تھا آگے کا مضمون زیادہ متعلق رسالت سے ہے یعنی) آپ (ان سے یہ بھی) کہہ دیجئے کہ میرے پاس تو (اس دین اسلام کے حق ہونے پر) ایک دلیل (کافی موجود) ہے (جو) میرے رب کی طرف سے (مجھ کو ملی ہے یعنی قرآن مجید جو کہ میرا معجزہ ہے جس سے میری تصدیق ہوتی ہے) اور تم (بلاوجہ) اسکی تکذیب کرتے ہو (اور تم جو اس دلیل صحیح اور معجزہ پر اکتفا نہ کر کے اس کے حق ہونے پر دلالت کرنیکے لئے نزول عذاب فوری کی درخواست کرتے ہو جیسا دوسری جگہ مذکور ہے اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ سو اس کا جواب یہ ہے کہ) جس چیز کا تم تقاضا کر رہے ہو (یعنی عذاب) وہ میرے پاس (یعنی میری قدرت میں) نہیں حکم کسی کا نہیں (چلتا) بجز اللہ تعالیٰ کے (اور ان کا حکم نزول عذاب کا ہوا نہیں پھر میں کسطرح عذاب دکھلاؤں بخلاف اس دلیل قرآنی کے کہ اس کے نزول کا حکم منجانب اللہ ہو گیا میں اس کو دکھلا سکتا ہوں) اللہ تعالیٰ واقعی بات کو (بدلیل) بتلا دیتا ہے (پس اتنا تو ضرور ہے چنانچہ دلیل قرآنی سے میری رسالت اور دیگر امور حقہ کو ثابت کر دیا) اور سب سے اچھا فیصلہ کرنیوالا وہی ہے (کہ حکمت کے موافق فیصلہ کرتا ہے۔ چونکہ ابھی نزول عذاب میں حکمت نہیں دیکھی اور چونکہ دلیل صحیح ایک بھی کافی ہوتی ہے اس لئے بحیثیت دلالت اسکی حاجت نہ تھی ورنہ کبھی دلائل کا خاتمہ ہی نہ ہوتا اسلئے نزول عذاب کا ابھی فیصلہ نہیں فرمایا) آپ (اس مضمون کی زیادہ تفصیل و توضیح کیلئے یہ) کہہ دیجئے کہ اگر میرے پاس (یعنی میری قدرت میں) وہ چیز ہوتی (یعنی عذاب) جس کا تم تقاضا کر رہے ہو تو (اب تک) میرا اور تمہارا باہمی قصہ (کبھی) کا فیصل ہو چکا ہوتا (نہ اس لئے کہ ان کا ہلاک ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقصود بالذات تھا بلکہ اس لئے کہ اثبات رسالت و دین حق مقصود بالذات تھا اور یہی اس کا طریق بزعم معاندین متعین ہو چکا تھا اسلئے نزول عذاب کر دیا جاتا) اور (تم) ظالموں کو (کہ تمہارے ساتھ کیا معاملہ قرین حکمت ہے) اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے (ان کے علم میں جب مناسب ہوگا نزول عذاب ہو جاویگا خواہ دنیا میں بھی جیسے بدر وغیرہ میں ہلاک کئے گئے اور خواہ آخرت میں کہ دوزخ میں جاوینگے غرض نہ مجھ کو اس کی قدرت ہے نہ اس کے مناسب ہونیکا وقت مجھ کو معلوم ہے اور نہ اسکی حاجت) **ربط** اوپر استعجال عذاب کے جواب میں خیر الفاصلین میں قدرت تامہ کا اور اعلم بالظالمین میں علم تام کا اختصاص باری تعالیٰ کے ساتھ احوال مخاطبین کے اعتبار سے مذکور تھا آگے اس اختصاص کا تعلق تمام مقدورات و معلومات کیساتھ مذکور ہے جس میں تاکید مضمون سابق کے ساتھ اثبات توحید بھی ہے جو کہ مقاصد سورت سے ہے **اختصاص قدرت و علم تام و عام بہ باری تعالیٰ** وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ (الی قولہ) اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ اور اللہ کے پاس (یعنی اسی کی قدرت میں ہیں) خزانے تمام مخفی اشیاء (ممکنہ) کے (ان میں سے جس چیز کو جس وقت اور جس قدر چاہیں ظہور میں لے آتے ہیں وان من شیء الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم ان اشیاء میں عذاب بھی آگیا مطلب یہ کہ اور کسی کو ان پر قدرت نہیں اور جس طرح قدرت تامہ ان کیساتھ خاص ہے اسی طرح علم تام بھی چنانچہ) ان خزائن (مخفیہ مقدورات) کو کوئی نہیں جانتا بجز اللہ تعالیٰ کے (اور اللہ تعالیٰ کا علم ایسا ہے کہ) وہ (ان) تمام چیزوں کو (بھی) جانتا ہے جو کچھ خشکی میں ہیں اور جو کچھ دریاؤں میں ہیں اور کوئی پتہ (کسی درخت سے) نہیں گرتا مگر وہ اس کو بھی جانتا ہے اور کوئی دانہ (تک) زمین کے (اندرونی) تاریک حصوں میں نہیں پڑتا اور نہ کوئی تر اور خشک چیز (مثل پھل وغیرہ کے) گرتی ہے مگر یہ سب

النحو قولہ لا یعلمھا فی الروح والجملۃ بعدھا فی موضع الحال من الفاعل ای ورقۃ زیادۃ من وجاءت الحال من النکرۃ لاعتمادھا علی النفی والتفریغ فی الحال شائع سائغ ۱۲

ملحقات الترجمہ ۱ قولہ فی قل لا اتبع ضلال ظاہر کرنے کو، اشارۃ الی فائدۃ ہذہ الجملۃ ۱۲ ۲ قولہ فی علی بینۃ میرے پاس، الخ ترجمہ بالحاصل کما ترجم بہ الشاہ عبد القادر بالحاصل ایضا ۱۲
۳ قولہ فی بالظلمین تم اشارۃ الی دخولہ فی حیز قل فیکون وضع المظہر موضع المضمر ۱۲ ۴ قولہ فی الغیب ممکنہ ای المقدورۃ لان التعلق الا بالممکن بخلاف العلم ۱۲ ۵ قولہ فی حبۃ پڑتا عطفا علی ورقۃ موصوفۃ بالسقوط صرح بہ المفسرون ۱۲

وَهُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّیْلِ وَیَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ یَبْعَثُكُمْ فِیْهِ لِیُقْضٰۤى اَجَلٌ مُّسَمًّى ثُمَّ اِلَیْهِ

اور وہ ایسا ہے کہ رات میں تمہاری روح کو ایک گونہ قبض کر دیتا ہے اور جو کچھ تم دن میں کرتے ہو اس کو جانتا ہے پھر تم کو دن میں جگا اٹھاتا ہے۔ تاکہ میعاد معین تمام کر دی جاوے۔ پھر اسی کی طرف

مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ یُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۠ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَیُرْسِلُ عَلَیْكُمْ حَفَظَةً حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ

تم کو جانا ہے پھر تم کو بتلاویگا جو کچھ تم کیا کرتے تھے اور وہی اپنے بندوں کے اوپر غالب ہیں برتر ہیں اور تم پر نگہداشت رکھنے والے بھیجتے ہیں یہاں تک کہ جب تم میں

اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا یُفَرِّطُوْنَ ثُمَّ رُدُّوْۤا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ اَسْرَعُ

کسی کو موت آپہونچتی ہے اس کی روح ہمارے بھیجے ہوئے قبض کر لیتے ہیں اور وہ ذرا کوتاہی نہیں کرتے۔ پھر سب اپنے مالک حقیقی کے پاس لائے جاوینگے خوب سن لو فیصلہ اللہ ہی کا ہوگا اور وہ بہت جلد

(بوجہ احاطہ علم الٰہی کے) کتاب مبین (یعنے لوح محفوظ) میں (مرقوم) ہیں **ف** یعنے اس میں ہر چیز جو قیامت تک ہونیوالی ہے لکھی ہے اور ظاہر ہے کہ بدون علم کے لکھنا ممکن نہیں پس حاصل یہ ہوا کہ سب چیزیں اللہ تعالے کے احاطہ علمی میں ہیں اور یہ نہ سمجھو کہ اللہ تعالے کے تمام معلومات لوح محفوظ میں منحصر ہیں بلکہ اسکی تو کہیں انتہا ہی نہیں اور مفاتح کا جو ترجمہ خزائن سے کیا گیا اسکا مفرد مَفتح بفتح میم ہے اور اسکو مِفتح بکسر میم بمعنی مفتاح کے جمع کہا جاوے تو اسکا ترجمہ ہوگا کنجیاں اور حاصل یہ ہوگا کہ غیب کی کنجیاں یعنے وہ اسباب جنسے ان اشیاء مخفیہ کو جو مثل مقفل چیزوں کے ہیں کھولتے اور ظاہر کرتے ہیں وہ سب خدا تعالے کے قبضہ میں ہیں جب اور جسطرح چاہیں ان اسباب میں تصرف فرماویں۔ اور دونوں تفسیروں پر اسمیں اختصاص قدرت مقصود ہوگا اور ما فی البر والبحر تمام عالم شہادۃ کو شامل ہے پس پہلا اور دوسرا جملہ ملکر عالم غیب و شہادت دونوں کیلئے بحکم عام ہوگیا اور عالم شہادت میں برگ و دانہ و رطب و یابس سب آگیا تھا مگر برگ و دانہ اشیاء صغیرہ و حقیرہ میں سے ہیں انکے لانے سے مبالغہ ہوگیا کہ ایسی حقیر و صغیر چیزیں تک علم الٰہی سے غائب نہیں اور دیگر اشیاء حقیرہ وعظیمہ سب کے مکرر تعمیم کیلئے رطب و یابس کو بڑھا دیا اور اسی طرح ان اشیاء کے احوال میں سے صرف گرنے کی حالت کو ذکر کے ساتھ خاص کیا اس میں یہ وجہ ہو سکتی ہے کہ گرنیکی حالت اس شے کی انتہائی حالت ہے مطلب یہ ہوا کہ اخیر تک کا حال جانتے ہیں اگر کوئی شبہ کرے کہ علم کا اشتمال غیب اور شہادت کو تو مذکور ہوا لیکن قدرت کیساتھ صرف غیب مذکور ہے۔ جواب یہ ہے کہ مفاتح کی دلالت ظہور پر تقریر ترجمہ سے ظاہر ہے پس یہ بھی دونوں کو شامل ہوگیا **ربط** اوپر خیر الفٰصلین اور اعلم بالظلمین میں اجمالاً کفار کو عذاب آخرت کی وعید ہے آگے تتمہ آخرت اور بعث کا اثبات ہے جو مرجعکم میں اثبات ہے اور اسکے قبل نظیر بعث کے وقوع سے اثبات قدرت اور اعمال کے علم کا اثبات کہ بعث و جزاء آخرت کو دونوں امر سے تعلق ہے مذکور ہے دنیز اوپر مسئلہ توحید و رسالت کا ذکر تھا بعث کا مسئلہ اکثر قرآن میں اور خصوصاً اس سورت میں دونوں مسئلوں کے ساتھ مختلط طور پر بیان کیا گیا ہے **امکان و وقوع بعث**

وَهُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّیْلِ (الی قولہ تعالیٰ) ثُمَّ یُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۠ اور وہ (اللہ تعالے) ایسا ہے کہ (اکثر) رات میں (سونے کے وقت) تمہاری روح (نفسانی) کو جس سے احساس و ادراک متعلق ہے ایک گونہ قبض (یعنے معطل) کر دیتا ہے اور (اکثر) جو کچھ تم (دن میں) کرتے ہو اسکو (دواماً) جانتا ہے پھر (اس سونے کے بعد) تمکو (دن میں) جگا اٹھاتا ہے (جس سے بعث آخرت کا استبعاد بھی دفع ہو سکتا ہے) تاکہ (اسی سونے اور جاگنے کے دوروں سے) میعاد معین (زندگی دنیا کی) اتمام کر دیجاوے پھر (اس میعاد کے ختم ہونے پر) اسی (اللہ) کیطرف (مرکر) تمکو جانا ہے پھر (کچھ برزخ میں اور پورا پورا قیامت میں) تم کو بتلادیگا جو کچھ تم (دنیا میں) کیا کرتے تھے (اور اسکے مناسب سزا و جزا جاری کریگا) **ف** روح نفسانی بمعنی روح طبیعہ کے ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے الانفس کی تفسیر میں اسکو نفس تمیز فرمایا ہے اور روح حیوانی کو جسکے نکلنے سے موت آجاتی ہے نفس حیوۃ فرمایا ہے قرآن میں لفظ دونوں کو شامل ہے مناسب ہر مقام کے تفسیر کیجاویگی **ربط** اوپر امکان و وقوع بعث مذکور تھا آگے بھی اسی کی تفصیل کے لئے اول قدرت کا پھر موت کا پھر بعث کا پھر حساب کا ذکر فرماتے ہیں **تفصیل امکان و وقوع بعث** وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ (الی قولہ) اَسْرَعُ الْحٰسِبِیْنَ۠

ع ۱۵ ۱۳

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ وهو الذی یتوفکم بالیل ۔ قولہ توفتہ رسلنا فی الروح وقد جاء اسناد الفعل الی ملک الموت فقط باعتبار انہ المباشر والی اللہ تعالیٰ باعتبار انہ سبحانہ الامر الحقیقی وقد اشرنا فیما نقلنا من بعض الصوفیۃ قال ان المتوفی یکون هو اللہ تعالیٰ بلا واسطۃ وتارۃ الملک وتارۃ الرسل غیرہ و ذلک حسب اختلاف احوال المتوفی

ترجمہ

قولہ تعالیٰ وهو الذی یتوفکم بالیل الخ روح میں ہے کہ بعض صوفیہ قائل ہوئے ہیں کہ قبض ارواح کبھی حق تعالیٰ خود فرماتے ہیں اور کبھی ملک الموت اور کبھی دوسرے فرشتے جنکو رسل کہا گیا اور یہ متوفی کے احوال کے تفاوت پر ہے

+ + +

النحو علیکم ای متعلق بیرسل تقدیمہ معنے مسلط او بحفظۃ ۱۲ **ملحقات الترجمۃ** ۱ **قولہ** فی ف ترجمہ خزائن سے کیا گیا انما آثرتہ لما فی الحدیث مفاتح الغیب خمس وتلا ان اللہ عندہ [illegible] عن ابن جریر وابن المنذر [illegible] ان ہذہ الاشیاء مفتوحات [illegible] والتفسیر بالوجہین تولہ تعالیٰ [illegible] ۱۲ ۲ **قولہ** فی بالیل اکثر اشارۃ الی ان التقیید باللیل والنہار للنوعین جری علی سنن الغالب الا فقد یعکس ۱۲ ۳ **قولہ** فی ثم یبعثکم اس سونے کے بعد اشارۃ الی کون [illegible] معطوف علی یتوفاکم وتوسیط العلم بینہما [illegible] البعث مع ان ظاہرہ [illegible] البعث لان الجرح [illegible] یکون بعد البعث لعلہ للتعجیل فی ذکر المقصود لان الکلام مسوق لبیان الجزاء والعلم بہ [illegible] کما یدل علیہ التصریح بقولہ [illegible] فیما بعد واللہ اعلم

الْحٰسِبِيْنَ قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً لَئِنْ اَنْجٰنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ

حساب لے لیگا آپ کہئے کہ وہ کون ہے جو تم کو خشکی اور دریا کی ظلمات سے اس حالت میں نجات دیدیتا ہے کہ تم اس کو پکارتے ہو تذلل ظاہر کرکے اور چپکے چپکے کہ اگر آپ ہم کو ان سے نجات دیدیں تو ہم ضرور حق شناسی کرنے والوں میں سے ہوجاویں

مِنَ الشّٰكِرِيْنَ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ۝ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا

آپ کہدیجئے کہ اللہ ہی تم کو ان سے نجات دیتا ہے اور ہر غم سے تم پھر بھی شرک کرنے لگتے ہو آپ کہئے کہ اس پر بھی وہی قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب تمہارے اوپر سے بھیجدے

مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ

یا تمہارے پاؤں تلے سے یا کہ تم کو گروہ گروہ کرکے سب کو بھڑا دے اور تمہارے ایک کو دوسرے کی لڑائی چکھا دے۔ آپ دیکھئے تو سہی ہم کس طرح دلائل کو مختلف پہلوؤں سے بیان کرتے ہیں

لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ۝ وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝

شاید وہ سمجھ جاویں۔ اور آپکی قوم کے لوگ اسکی تکذیب کرتے ہیں حالانکہ وہ یقینی ہے۔ آپ کہدیجئے کہ میں تم پر تعینات نہیں کیا گیا ہوں ہر خبر کے وقوع کا ایک وقت ہے اور جلدی ہی تم کو معلوم ہوجاویگا

اور وہی (اللہ تعالیٰ قدرت سے) اپنے بندوں کے اوپر غالب ہیں برتر ہیں اور (اپنے بندوں پر) تمہارے اعمال اور جان کے نگہداشت رکھنے والے (فرشتے) بھیجتے ہیں (کہ زندگی بھر تمہارے اعمال کو لکھتے رہیں اور تمہاری جان کی نگہبانی کریں) یہانتک کہ جب تم میں کسی کو موت آپہنچتی ہے (تو اسوقت) اسکی روح ہمارے (دوسرے) بھیجے ہوئے (فرشتے جو اس کام کیلئے مقرر ہیں) قبض کر لیتے ہیں اور وہ (ہمارے احکام کی بجا آوری میں) ذرا کوتاہی نہیں کرتے (بلکہ جسوقت اور جسطرح قبض روح کا حکم ہوتا ہے اسی طرح بجا لاتے ہیں غرض موت نہیں ٹلتی) پھر (مرنیکے بعد آخرت میں) سب (بندے) اپنے مالک حقیقی کے پاس لائے جاویں گے خوب سن لو (اسوقت) فیصلہ اللہ ہی کا (فیصلہ) ہوگا (اور کوئی دخل نہ دے سکیگا) اور وہ بہت جلد حساب لیلے گا (اور حساب لیکر جزا و سزا واقع کر دیگا) **ف** ظاہر آیت سے اس مقام پر تین قسم کے فرشتوں کا ذکر ہے۔ ایک اعمال لکھنے والے جنکا ذکر اس آیت میں ہے وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ۔ دوسرے جان کے حفاظت کرنیوالے جن مضرتوں سے حفاظت کرنیکا حکم ہو اور جبتک حکم ہو جنکا ذکر اس آیت میں ہے لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ الخ تیسرے جان نکالنے والے اور ظاہر دوسری آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام ملک الموت کا ہے اسلئے علماء نے بنا بر بعض روایات مذکورہ روح المعانی کے کہا ہے کہ یہ اعوان ملک الموت کے ہیں بالبتہ کیوجہ سے ان کی طرف اسناد کر دی گئی واللہ اعلم اور دوسری آیت میں جو کفار کے لئے فرمایا ہے لا مولیٰ لھم وہاں ناصر مراد ہے اور یہاں مالک پس کوئی اشکال نہیں **ربط** اوپر بعث کی بحث تھی آگے موافق طرز قرآن اور خصوص اس سورت کے پھر عود ہے توحید کیطرف

استدلال بر توحید قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الی قولہ) وَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ آپ (ان لوگوں سے) کہئے کہ وہ کون ہے جو تم کو خشکی اور دریا کی ظلمات سے (یعنی شدائد سے) اسحالت میں نجات دیدیتا ہے کہ تم (اسکو نجات دینے کے لئے) پکارتے ہو (کبھی) تذلل ظاہر کرکے اور (کبھی) چپکے چپکے (اور یوں کہتے ہو) کہ (اے اللہ) اگر آپ ہم کو ان (ظلمات) سے (اب کے) نجات دیدیں تو (پھر) ہم ضرور حق شناسی (پر قائم) رہنے

اللغات اللبس الخلط لكن لا خلط الاتفاق بل خلط الافتراق بالالتحام والقتال والتشبك ولهذا احتاج الى تقدير المضاف اى امر الشيع جمع الشيعة واصله من الشيع وهو التبع ومعناه الفرق يتبع بعضهم بعضا اى كل فرقة منهم مشايعة لامام كذا فى مجموع الروح والكبير والخازن والمدارك ١٢

البلاغة ويذيق عطف تفسيرى ليلبس ١٢

الروايات روى البخارى عن جابر لما نزلت قل هو القادر على ان يبعث عليكم عذابا من فوقكم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اعوذ بوجهك او من تحت ارجلكم قال اعوذ بوجهك او يلبسكم شيعا ويذيق قال هذا اهون وروى مسلم عن ابى وقاص قال رسول الله صلى الله عليه وسلم سألت ربى ثلاثا فاعطانى اثنتين ومنعنى واحدة سألت ربى ان لا يهلك امتى بالسنة فاعطانيها وسألت ربى ان لا يهلك امتى بالغرق فاعطانيها وسألت ربى ان لا يجعل باسهم بينهم فمنعنيها قلت وبالله التوفيق ان تصدى من ذكر الروايات ايراد الاول التنبيه على ان الآية لم تنزل فى المسلمين كما يشهد بذلك السياق والثانى التوجيه للرواية بان الآية لما نزلت استحضر رسول الله صلى الله عليه وسلم قدرته تعالى على نزول العذاب على غير من اريد بالآية ايضا وحمله شفقته على ان يدعو لهم فاعطى اثنتين ومنع واحدة وهى مثل مدلول الآية لا عينها فافهم ١٢

لحقات الترجمة ١ قوله فى لا يفرطون نفس معنى اشارة الى فائدة هذه الجملة ١٢ ٢ قوله فى الحق حقيقى ماخذه ما فى الروح الحق ضد الباطل هو الثابت الباقى الموجود الحقيقى وفيه تعريض ببطلان آلهتهم ١٢ ٣ قوله فى ظلمت شدائد كذا فى الروح وهذا نظم المعقول ١٢ ٤ قوله فى تدعونه اس حالت الخ اشارة الى كون تدعون حالا من كم ١٢ ٥ قوله فى تضرعا تذلل ظاہر اشارة الى ان التضرع هو التذلل ولما كان مقابلا للخفية اعتبر فيه معنى الظهور كما فى المدارك معلنين الضراعة ١٢ ٦ قوله فى لئن انجنا كہتے ہو اشارة الى التقدير فكأنهم حالا من فاعل تدعون ١٢

مسائل السلوك قوله تعالى تدعونه تضرعا وخفية فى الروح اى اعلانا واسرارا عن ابن عباس رض والحسن والاعلان والاسرار يحتمل ان يراد بهما ما باللسان ويحتمل ان يراد بهما ما باللسان والقلب فيشتمل الآية بعمومها مشروعية اقسام الذكر الجلى والخفى باللسان او بالقلب

ترجمہ قولہ تعالیٰ تدعونہ تضرعا وخفیۃ الخ یعنی اعلانا واسرارا اور اعلان واسرار یا باللسان ہے یا ایک باللسان دوسرا بالقلب کذا فی الروح پس آیت اپنے عموم سے تمام اقسام ذکر کی مشروعیت پر دال ہوئی جلی وخفی بجہر خفی باللسان یا بالقلب ۱۲

وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ۚ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ

اور جب تو ان لوگوں کو دیکھے جو ہماری آیات میں عیب جوئی کر رہے ہیں تو ان لوگوں سے کنارہ کش ہو جا یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں لگ جاویں اور اگر تجھ کو شیطان بھلا دے تو یاد

فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَمَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّلٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝

آنے کے بعد پھر ایسے ظالم لوگوں کے پاس مت بیٹھ۔ اور جو لوگ احتیاط رکھتے ہیں ان پر ان کی باز پرس کا کوئی اثر نہ پہنچے گا لیکن ان کے ذمہ نصیحت کر دینا ہے شاید وہ بھی احتیاط کرنے لگیں

والوں سے ہو جاویں (یعنے آپکی توحید کے کہ بڑی حق شناسی ہے قائل رہیں) اور اس سوال کا جواب چونکہ متعین ہے اور وہ لوگ بھی کوئی دوسرا جواب نہ دینگے اسلئے آپ (ہی) کہہ دیجئے کہ اللہ ہی تم کو نجات دیتا ہے (جب کبھی نجات ملتی ہے) اور ان ظلمات مذکورہ کی کیا تخصیص ہے بلکہ ہر غم سے (وہی) نجات دیتا ہے مگر تم ایسے ہو کہ پھر بھی (بعد نجات پانے کے بدستور) شرک کرنے لگتے ہو جو کہ اعلیٰ درجہ کی ناحق شناسی ہے اور وعدہ کیا تھا حق شناسی کا غرض یہ کہ شدائد میں تمہارے اقرار سے توحید کا حق ہونا ثابت ہو جاتا ہے پھر انکار کب قابل التفات ہے آپ (یہ بھی) کہئے کہ جس طرح وہ نجات دینے پر قادر ہے اسی طرح (اسپر بھی وہی قادر ہے کہ تمپر (باقتضاء تمہارے کفر و شرک کے) کوئی عذاب تمہارے اوپر سے بھیجدے (جیسے پتھر یا ہوا یا بارش طوفانی) یا تمہارے پاؤں تلے (جو زمین ہے اس) سے (ظاہر کر دے جیسے زلزلہ یا غرق ہو جانا اور ان عذابوں کے اسباب قریبہ تو غیر اختیاری ہیں اور کبھی نہ کبھی ایسا ہوگا خواہ دنیا میں یا آخرت میں) یا کہ تمکو (عوارض کے اختلاف سے مختلف) گروہ گروہ کر کے سبکو (آپس میں) بھڑا دے (یعنے لڑوا دے) اور تمہارے ایک کو دوسرے کی لڑائی (کا مزہ) چکھا دے (اور اس کا سبب قریب فعل اختیاری ہے اور یہ سب آفتیں جمع کر دے۔ غرض ایجاداً و ابقاءً دونوں اسی کی قدرت میں ہیں) اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ دیکھئے تو سہی ہم کس کس طرح دلائل (توحید) کو مختلف پہلوؤں سے بیان کرتے ہیں شاید وہ (لوگ) سمجھ جاویں اور (باوجود اثبات قدرتہ علی العذاب اور اقتضائے کفر للعذاب) آپکی قوم کے لوگ (قریش یا اور عرب بھی) اس (عذاب) کی تکذیب کرتے ہیں اور اس کے واقع نہ ہونے کے معتقد ہیں حالانکہ وہ یقینی (واقع ہونیوالا) ہے (اور اسکو سنکر وہ یوں کہہ سکتے ہیں کہ کب ہوگا تو) آپ (یوں) کہہ دیجئے کہ میں تم پر (عذاب واقع کرنے کے لئے) تعینات نہیں کیا گیا ہوں (کہ مجھ کو مفصل اطلاع ہو یا میرے اختیار میں ہو البتہ) ہر خبر (کے دلالت کے) وقوع کا ایک وقت (اللہ کے علم میں معین) ہے اور جلدی ہی تمکو معلوم ہو جاویگا (کہ یہ عذاب آیا) ف عذاب شامل ہے اخروی اور دنیوی کو جس میں جہاد بھی داخل ہے چنانچہ دوسری آیت میں فرمایا ہے قاتلوهم يعذبهم الله بايديكم مگر اس سے قل لست عليكم بوكيل کا نسخ آیت قتال سے لازم نہیں آتا کیونکہ گو جہاد کفار کے حق میں تعذیب من اللہ ہو لیکن مومنین کو تو حیثیت تعذیب سے اس کا امر نہیں کیا گیا یہی وجہ ہے کہ جزیہ پر اسکا انتہا ہو جاتا ہے باوجودیکہ مقتضی تعذیب باقی ہے اور اسی لئے آیت قاتلوهم میں تعذیب کی اسناد اللہ کی طرف کی گئی ہے پس جہاد میں توکیل و تسلیط مامور بالجہاد کی بحالہ منتفی ہے اور امر بالجہاد کے بعد بھی انتفاء علم و اختیار کا بایں معنی صادق ہے کہ اولاً اسکی غایت کہ جزیہ ہے علم و اختیار سے خارج ہے ثانیاً عذاب چونکہ مطلق ہے دوسرے طرق کو بھی محتمل ہے جو معلوم و مقدور نہیں پس اس مجموعہ کو علم و اختیار سے خارج کہنا صحیح ہے خوب سمجھ لو۔ اور اسباب عذاب میں قریبہ کی قید لگائی کہ سبب اول دونوں جگہ ذنوب اختیاریہ ہیں۔ ربط اوپر کفار کی تکذیب کا ذکر اور ان کو آیات کی تبلیغ کا امر تھا۔ آگے بطور تفریع کے ان کی مجالس تکذیب میں بدون ضرورت تبلیغ کے جانے اور بیٹھنے سے نہی ہے

نہی از مجالست طاعنین فی الدین بجز ضرورت تبلیغ وَاِذَا رَاَيْتَ

اللغات الخوض فی الروح اصلہ عبور الماء واستعیر للتفاوض فی الامور واکثر ما ورد فی القرآن الذم (ومن ثم ترجمتہ لعیب جوئی) ۱۲

ملحقات الترجمہ ۱ے قولہ فی قل اللہ متعین اشارۃ الی وجہ امرہ صلی اللہ علیہ وسلم بالجواب مع کونہ من وظیفتہم ۱۲ ۲ے قولہ فی ینجیکم ملتی ہے لان النجاۃ غیر دائمۃ ولا ضروریۃ ۱۲ ۳ے قولہ فی ثم انتم مگر اشارۃ الی کون ثم للاستبعاد ۱۲ ۴ے قولہ فی توضیح عن ابا ایسا ہوگا۔ اشارۃ الی کون التوبیخ مقصودا مع التوحید ۱۲ ۵ے قولہ لعد یذیق بعضکم جمع کر دے اشارۃ الی ان او مانعۃ الخلو لا الجمع ۱۲

۶ے قولہ فی کذاب معتقد ہیں۔ اشارۃ الی دفع ایراد ہو ان الآیۃ دالۃ علی احتمال العذاب لا علی وقوعہ فی معنی التکذیب تقریر الدفع ان التکذیب ہو باختیار قطعہم ببطلان ہذا الاحتمال فافہم ۱۲ ۷ے قولہ فی وکیل تعینات کیا گیا اللفظ الاول اتباع للمحاورۃ والثانی للغۃ فان الوکیل بمعنی الموکل ۱۲ ۸ے قولہ فی لکل نبأ ہر خبر اشارۃ الی ان النبأ ہو الخبر والمستقر ظرف زمان واثبات زمان الاستقرار الوقوع للنبأ باعتبار مدلولہ والا فالخبر قد وقع فی الحال ۱۲

وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَذَكِّرْ بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌ بِمَا كَسَبَتْ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

اور ایسے لوگوں سے بالکل کنارہ کش رہ جنھوں نے اپنے دین کو لہو و لعب بنا رکھا ہے اور دنیوی زندگی نے ان کو دھوکہ میں ڈال رکھا ہے اور اس قرآن کے ذریعہ نصیحت بھی کرتا رہ تاکہ کوئی شخص اپنے کردار کے سبب اس طرح نہ پھنس جاوے

وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا

کہ کوئی غیر اللہ اس کا نہ مددگار ہو اور نہ کوئی سفارشی ہو اور یہ کیفیت ہو کہ اگر دنیا بھر کا معاوضہ بھی دے ڈالے تب بھی اس سے نہ لیا جاوے یہ ایسے ہی ہیں کہ اپنے کردار کے سبب پھنس گئے ان کے لئے نہایت تیز پانی پینے کے لئے ہوگا

كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِي

اور دردناک سزا ہوگی اپنے کفر کے سبب۔ آپ کہہ دیجئے کہ کیا ہم خدا کے سوا ایسی چیز کی عبادت کریں کہ نہ وہ ہم کو نفع پہنچاوے اور نہ وہ ہم کو نقصان پہنچاوے اور کیا ہم الٹے پھر جاویں بعد اس کے کہ ہم کو خدا تعالیٰ نے ہدایت کردی ہے جیسے کوئی شخص ہو

(اَلَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا الٰی قولہ) لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ○ اور (اے مخاطب) جب تو ان لوگوں کو دیکھے جو ہماری آیات (اور احکام) میں عیب جوئی کر رہے ہیں تو ان لوگوں (کے پاس بیٹھنے) سے کنارہ کش ہوجا یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں لگ جاویں اور اگر تجھ کو شیطان بھلادے (یعنی ایسی مجلس میں بیٹھنے کی ممانعت یاد نہ رہے) تو (جب یاد آجاوے) یاد آنے کے بعد پھر ایسے ظالم لوگوں کے پاس مت بیٹھ (بلکہ فوراً اٹھ کھڑا ہو) اور (اگر کوئی واقعی دنیوی یا دینی ضرورت ایسی مجلس میں جانے کی ہو تو اسکا حکم یہ ہے کہ) جو لوگ (منہیات شرعیہ سے جنمیں بلا ضرورت ایسی مجالس میں جانا بھی ہے) احتیاط رکھتے ہیں ان پر ان (طاعنین و مکذبین) کی باز پرس (اور گناہ طعن) کا کوئی اثر نہ پہنچیگا (یعنے بضرورت وہاں جانیوالے گنہگار نہ ہونگے) و لیکن انکے ذمہ (بشرط قدرت) نصیحت کر دینا ہے شاید وہ (طاعنین) بھی (ان خرافات سے) احتیاط کرنے لگیں خواہ قبول اسلام سے خواہ انکے لحاظ سے اور (کچھ مجلس تکذیب کی تخصیص نہیں بلکہ) ایسے لوگوں سے بالکل کنارہ کش رہ جنھوں نے اپنے (اس) دین کو جسکا ماننا انکے ذمہ فرض تھا یعنے اسلام کو لہو و لعب بنا رکھا ہے (کہ اسکے ساتھ تمسخر کرتے ہیں) اور دنیوی زندگی نے انکو دھوکہ میں ڈال رکھا ہے (کہ اسکی لذات میں مشغول ہیں اور آخرت کے منکر ہیں اسلئے اس تمسخر کا انجام نظر نہیں آتا) اور (کنارہ کشی و ترک تعلقات کیساتھ ایسے لوگوں کو) اس قرآن کے ذریعہ سے جس سے یہ تمسخر کر رہے ہیں نصیحت بھی کرتا رہ تاکہ کوئی شخص اپنے کردار (بد) کے سبب (عذاب میں) اس طرح نہ پھنس جاوے کہ کوئی غیر اللہ اس کا نہ مددگار ہو اور نہ سفارشی ہو اور یہ کیفیت ہو کہ اگر (بالفرض) دنیا بھر کا معاوضہ بھی دے ڈالے (کہ اسکو خرچ کرکے بچ جاوے) تب بھی اس سے نہ لیا جاوے (تو نصیحت سے یہ فائدہ ہے کہ بعض حال بد کے انجام پر تنبہ ہو جاتا ہے آگے ماننا نہ ماننا دوسرا امر ہے) چنانچہ یہ (تمسخر کرنیوالے) ایسے ہی ہیں کہ (نصیحت نہ مانی اور) اپنے کردار (بد) کے سبب (عذاب میں) پھنس گئے (جسکا آخرت میں اس طرح ظہور ہوگا کہ) ان کے لئے نہایت تیز (کھولتا ہوا) پانی پینے کے لئے ہوگا اور (اسکے علاوہ) اور اس طرح بھی دردناک سزا ہوگی اپنے کفر کے سبب (کہ کردار بد یہی ہے جسکا ایک شعبہ تمسخر تھا)

ف یہ ضرورتیں ان مجالس میں جانے کی اس قسم کی ہیں مثلاً مسجد حرام میں نماز و طواف کیلئے گئے اور وہ کفار وہاں بھی یہی شغل کر رہے ہیں یا انکو وعظ سنانے گئے اور وہ اسی میں مشغول ہیں چنانچہ معالم میں دونوں مضمون کی روایتیں بھی ہیں (ربط) اوپر مختلط طور پر توحید کا حق ہونا شرک کا باطل ہونا قیامت کا قائم ہونا مذکور ہوا ہے آگے پھر بھی مضمون ابطال شرک اور اثبات توحید کا استقلالاً اور بعث کا استطراداً بضمن وعید شرک کے مذکور ہے اور بعض روایات میں ہے کہ مشرکین نے مسلمانوں سے ترک اسلام کی درخواست بھی کی تھی آیت میں اسکا جواب بھی ہے اور اس روایت پر آیت کی مناسبت ماقبل سے اور قوی ہو گئی کہ اوپر ذکری اور ذکر میں حکم تھا کہ مشرکین کو اسلام کی طرف بلا دیں یہاں انکے ترک اسلام کی طرف بلانے کا جواب ہے

ابطال شرک و اثبات توحید و بعث قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا (الٰی قولہ تعالیٰ)

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ وذر الذین اتخذوا الخ فی الروح قیل المراد بالدین العید الذی یعاد الیہ فی حین معہود اما بالوجہ الذی شرعہ اللہ تعالیٰ کعید المسلمین او بالوجہ الذی لم یشرع ع من اللعب واللہو کاعیاد الکفرۃ لان اصل معنی الدین العادۃ والعید معتاد کل عام ونسب ذلک لابن عباس رض اھ قلت و دخل فیہ اکثر اعراس متصوفۃ زماننا لاشتمالہا علی المنکرات من الملاہی والبدعات

قولہ تعالیٰ ونرد علی اعقابنا الخ کذلک یبتلی فی الحیرۃ والدھشۃ من خرج عن طریق القوم بعد الدخول فیہ کما یشاہد وہو الحیرۃ المذمومۃ و دلیل الاشتمال علی ہجر الہدایۃ کانہ الروح ای الی التوحید والاسلام او الی ما ترتب علیہ الفوز فی الآخرۃ علی ما قیل

ترجمہ

قولہ تعالیٰ وذر الذین اتخذوا دینہم الخ بعض نے کہا ہے کہ دین کے معنی عادۃ ہیں اور عادۃ سے مراد عید معتاد اور روح میں اس قول کو ابن عباس رض کی طرف منسوب کیا ہے پس اس میں کفار کی اعیاد پر جن میں لہو و لعب ہوتا تھا انکار ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس میں اس زمانہ کے اکثر اعراس بوجہ اشتمال علی المنکرات والبدعات کے داخل ہیں۔

قولہ تعالیٰ ونرد علی اعقابنا الخ اسی طرح کی حیرت میں وہ مبتلا ہوجاتا ہے جو طریق قوم میں داخل ہو کر پھر اس سے خارج ہوجاوے چنانچہ اس کا مشاہدہ کیا جاتا ہے اور یہ حیرت مذمومہ ہے اور اس

اللغات ۱ تبسل الحبس بسلہ یبسلہ کذا فی القاموس وذکری التذکر کذا فی [illegible] قولہ کالذی معلق ای [illegible] ۱۲ **الروایات** فی الروح اخرج ابن جریر وابن ابی حاتم وابو الشیخ عن السدی قال قال المشرکون للمسلمین اتبعوا سبیلنا واترکوا دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم فقال اللہ تعالیٰ قل اندعوا من دون اللہ ۱۲ **ملحقات الترجمۃ** ۱ قولہ فی دیکھے [illegible] خوطب بہ غیر معین نحو قولہ تعالیٰ اذا سمعتم بالجمع ۲ قولہ فی یخوضوا [illegible] ۳ قولہ [illegible] ۴ قولہ [illegible] ۵ قولہ فی ذکری [illegible] ۶ قولہ فی ذر کنارہ کش رہ [illegible]

تفسیر الصیغۃ وہی بالمواعظ کما فی قولہ تعالیٰ [illegible] ۷ قولہ [illegible] مأخوذ من المعالم ۸ قولہ فی غرتہم لذات [illegible] اشارۃ الی ان الغرور بجہتین النفسانی والاعتقادی ۱۲ ۹ قولہ فی بہ جس سے تمسخر اشارۃ الی کون الرجوع الی الآیات ۱۰ قولہ فی ما کسبت کردار [illegible] ۱۱ قولہ فی تبسل اس طرح [illegible] ۱۲ قولہ فی من دون اللہ غیر اللہ [illegible] ۱۳ قولہ بعد نہ لیا جاوے فائدہ اشارۃ الی [illegible] فافہم ۱۲ ۱۴ قولہ فی التمہید مسلمانوں سے کما تدل علیہ الروایات ۱۲

اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِي الْاَرْضِ حَيْرَانَ لَهٗٓ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى وَاُمِرْنَا

کہ اسکو شیطانوں نے کہیں جنگل میں بے راہ کر دیا ہو اور وہ بھٹکتا پھرتا ہو۔ اسکے کچھ ساتھی بھی تھے کہ وہ اسکو ٹھیک رستہ کی طرف بلا رہے ہیں کہ ہمارے پاس آ۔ آپ کہہ دیجئے کہ یقینی بات ہے کہ

لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ وَهُوَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

راہ راست وہ خاص اللہ ہی کا راہ ہے اور ہمکو یہ حکم ہوا ہے کہ ہم پورے مطیع ہو جاویں پروردگار عالم کے اور یہ کہ نماز کی پابندی کرو اور اس سے ڈرو اور وہی ہے جسکے پاس تم سب جمع کئے جاؤ گے۔ اور وہی ہے جس نے

بِالْحَقِّ وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ قَوْلُهُ الْحَقُّ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝

آسمانوں کو اور زمین کو با فائدہ پیدا کیا اور جس وقت اللہ تعالیٰ اتنا کہہ دیگا کہ تو ہو جا بس وہ ہو پڑیگا اسکا کہنا با اثر ہے۔ اور جبکہ صور میں پھونک ماری جاویگی ساری حکومت خاص اسی کی ہوگی وہ جاننے والا ہے پوشیدہ چیزوں کا اور ظاہر چیزوں کا اور وہی ہے بڑی حکمت والا پوری خبر رکھنے والا۔

وھو الحکیم الخبیر۔ آپ (سب مسلمانوں کی طرف سے ان مشرکوں سے) کہہ دیجئے کہ کیا ہم اللہ کے سوا (تمہاری مرضی کے موافق) ایسی چیز کی عبادت کریں کہ نہ وہ (اسکی عبادت کرنیکی صورت میں) ہم کو نفع پہنچانے پر قادر ہو[٢] اور نہ وہ (اسکی عبادت نہ کرنے کی صورت میں) ہم کو نقصان پہنچانے پر قادر ہو (سو ایسے تمام الٰہہ باطلہ ہیں کہ بعض کو تو اصلاً قدرت نہیں اور جنکو کچھ ہے بالذات نہیں اور معبود میں کم از کم اپنے موافق اور مخالف کو نفع و ضرر پہنچانے کی تو قدرت ہونا چاہیئے تو کیا ہم ایسوں کی عبادت کریں) اور کیا[٣] (معاذ اللہ) ہم (اسلام سے) الٹے پھر جاویں بعد اسکے کہ ہم کو خدا تعالیٰ نے (طریق حق کی) ہدایت کر دی ہے (یعنی اول تو شرک خود ہی قبیح ہے پھر خصوصاً بعد انتخاب اسلام کے تو اور زیادہ[٤] شنیع ہے ورنہ ہماری تو وہ مثال ہو جاوے) جیسے کوئی شخص ہو کہ اسکو شیطانوں نے کہیں[٥] جنگل میں (بہکا کر راہ سے) بے راہ کر دیا ہو اور وہ[٦] بھٹکتا پھرتا ہو (اور) اسکے کچھ ساتھی بھی تھے کہ وہ اسکو ٹھیک رستہ کی طرف (پکار پکار کر)[٧] بلا رہے ہیں کہ (ادھر) ہمارے پاس آ (مگر وہ غایت حیرت سے نہ سمجھتا ہے نہ آتا ہے حاصل یہ کہ جیسا یہ شخص راہ پر تھا لیکن اپنے راہ دان رفقاء سے جدا ہو کر غولان بیابانی کے ہاتھ میں گرفتار ہو کر بے راہ ہو گیا اور وہ رفقاء اب بھی اسکو راہ پر لاتے ہیں مگر وہ نہیں آتا ایسی ہی ہماری حالت ہو جاوے کہ راہ اسلام پر ہو کر اپنے ہادی پیغمبر ﷺ سے جدا ہوں اور مضلین کے پنجہ میں گرفتار ہو کر گمراہ ہو جاویں اور وہ ہادی پھر بھی خیر خواہی سے دعوت اسلام کرتے رہیں اور ہم گمراہی کو نہ چھوڑیں یعنی کیا تمہاری مرضی پر عمل کر کے اپنی ایسی مثال بنالیں) آپ (ان سے) کہہ دیجئے کہ (جب اس مثال سے معلوم ہوا کہ راہ سے بے راہ ہونا برا ہے اور یہ) یقینی بات ہے کہ راہ راست وہ خاص اللہ ہی کا (بتلایا ہوا) راہ ہے (اور وہ اسلام ہے پس یقیناً اس کا ترک کرنا بے راہ ہونا ہے پھر ہم کب چھوڑ سکتے ہیں) اور (آپ کہہ دیجئے کہ ہم شرک کیسے کر سکتے ہیں ہم کو تو) یہ[٨] حکم ہوا ہے کہ ہم پورے مطیع ہو جاویں پروردگار عالم کے (جو منحصر ہے اسلام میں) اور یہ (حکم ہوا ہے) کہ نماز کی پابندی کرو (جو کہ فعلاً دالّ[٩] علی التوحید میں ظاہر تر ہے) اور (یہ حکم ہوا ہے کہ) اس سے (یعنی اللہ سے) ڈرو (یعنی مخالفت نہ کرو جس میں سب سے بڑھ کر شرک ہے) اور وہی (اللہ) ہے جسکے پاس تم سب (قیامت کے روز قبروں سے نکلکر حساب کیلئے) جمع کئے جاؤ گے (وہاں مشرکین کو اپنے شرک کا خمیازہ بھگتنا پڑیگا) اور وہی (اللہ) ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو با فائدہ پیدا کیا (جس میں بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس سے خالق کے وجود اور توحید پر استدلال کیا جاوے پس یہ بھی توحید کی ایک دلیل ہے) اور (اوپر جو تحشرون میں حشر کی خبر دی ہے اسکو بھی کچھ مستبعد مت سمجھو کیونکہ وہ قدرت الٰہیہ کے سامنے اسقدر آسان ہے کہ) جس وقت[١٠] اللہ تعالیٰ اتنا کہہ دیگا کہ (حشر) تو ہو جا بس وہ (حشر فوراً) ہو پڑیگا اسکا (یہ) کہنا با اثر ہے (خالی نہیں جاتا) اور (حشر کے روز) جبکہ صور میں (بحکم الٰہی دوسری[١١] بار فرشتہ کی) پھونک ماری جاویگی ساری حکومت (حقیقتاً بھی ظاہراً[١٢] بھی) خاص اسی (اللہ) کی ہوگی (اور وہ اپنی حکومت سے موحدین و مشرکین کا فیصلہ کریگا) وہ (اللہ) جاننے والا ہے پوشیدہ چیزوں کا اور ظاہر چیزوں کا (پس مشرکین کے اعمال و احوال کا بھی اسکو علم ہے) اور وہی ہے بڑی حکمت والا (اسلئے مناسب مناسب جزا ہر ایک کو دیگا اور وہی ہے) پوری خبر رکھنے والا (اسلئے کسی امر کا اخفاء اس سے ممکن نہیں) **ف** تمثیل میں جو شیطانوں کا راہ بھلا دینا مذکور ہے اس سے معلوم ہوا کہ شیاطین اور خبیث جن سے بعض اوقات اس قسم کے تصرفات و افعال سرزد

اللغات استهوته في الروح استفعال من هوى في الارض يهوي اذا ذهب كما هو المعروف في اللغة كانها طلبت هويه وحرصت عليه اهـ **النحو** قوله امرنا لنسلم في الروح ذهب الكسائي والفراء الى ان اللام حرف مصدري بمعنى ان بعد اردت وامرت خاصة قوله وان اقيموا في الروح عطف على الجار والمجرور السابق وقد صرح سيبويه بدخول ان المصدرية على الامر وجوز ان يعطف ان اقيموا على موضع لنسلم كانه قيل امرنا ان نسلم وان اقيموا قوله ويوم يقول يوم ظرف المضمون الجملة المدلول عليه بقوله تحشرون اي يقع الحشر يوم يقول كن فيكون والدال عليه وقيل غير هذا وهذا اسهل قوله قوله الحق مبتدأ وخبر ١٢

البلاغة في الروح عن الامام في قوله امرنا وان اقيموا انه كان الظاهر ان يقال امرنا لنسلم ولان نقيم الا انه عدل الى ما ذكر للايذان بان الكافر مادام كافرا كان كالغائب الاجنبي فخوطب بما خوطب به الغيب واذا اسلم ودخل في زمرة المؤمنين صار كالقريب الحاضر فخوطب بما يخاطب به الحاضرون اهـ ١٢

ملحقات الترجمة [١] قوله في اندعوا سب مسلمانوں اشار الى ان في الآية تغليبا اذ لا يتصور الرد على العقب المراد به الرجوع الى الشرك منه صلى الله عليه وسلم ١٢ [٢] قوله في ينفعنا قادر لان النفع والضرر بالفعل ليس من لوازم الاله الحق ١٢ [٣] قوله في ونرد كيا اشارة الى كونه معطوفا على ندعو

[٤] قولہ بعد اذ ھدانا زیادہ شنیع اشارة الی وجہ زیادة قولہ بعد اذ ھدانا ۱۲ [٥] قولہ فی الارض کہیں جنگل اشارة الی مصداق الارض والی ارادة الجنس ۱۲ [٦] قولہ فی حیران اور بذہ کواو الحال فی العزلی ۱۲

ثلثة ارباع

[٧] قولہ فی یدعونہ پکار پکار فی ہذا العنوان المفہوم من صیغة المدعو اشارة الی ان ہذا الیس ممن یعرف الطریق انما یدرک سمت الداعی بمورود التضیق ولہذا المرتقل الی الطریق ۱۲ [٨] قولہ فی امرنا ہم کو یہ حکم اشارة الی کونہ داخلا فی حیز قل ۱۲

[٩] قولہ فی اقیموا الصلوٰة اشارة الی وجہ تخصیص الصلوٰة بالذکر ۱۲ [١٠] قولہ فی یوم یقول جس وقت اشارة الی استعمالہ المجازی الشامل للتحقیقی ۱۲ [١١] قولہ فی ینفخ دوسری لان الحشر بعد الثانیة ۱۲ [١٢] قولہ فی الملک ظاہرا اشارة الی وجہ التخصیص بذاک الیوم والملک کل حین ۱۲

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّيْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ

اور وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے فرمایا کیا تو بتوں کو معبود قرار دیتا ہے بیشک میں تجکو اور تیری ساری قوم کو صریح غلطی میں دیکھ رہا ہوں۔ اور ہم نے ایسے ہی طور پر ابراہیم

مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ۝ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ

کو آسمانوں اور زمین کی مخلوقات دکھلائیں تاکہ وہ عارف ہو جائیں اور تاکہ کامل یقین کرنے والوں سے ہو جاویں پھر جب رات کی تاریکی ان پر چھا گئی تو انہوں نے ایک ستارہ دیکھا آپ نے فرمایا کہ یہ میرا

قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ۝ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ

رب ہے سو وہ جب غروب ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں غروب ہو جانے والوں سے محبت نہیں رکھتا۔ پھر جب چاند کو دیکھا چمکتا ہوا تو فرمایا کہ یہ میرا رب ہے سو جب وہ غروب ہو گیا تو آپ نے فرمایا اگر مجھکو میرا رب ہدایت نہ کرتا رہے تو میں

الضَّآلِّيْنَ ۝ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝

گمراہ لوگوں میں شامل ہو جاؤں۔ پھر جب آفتاب کو دیکھا چمکتا ہوا تو فرمایا کہ یہ میرا رب ہے یہ تو سب میں بڑا ہے سو جب وہ غروب ہو گیا آپ نے فرمایا اے میری قوم بیشک میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں۔ میں یکسو

اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝

ہو کر اپنا رُخ اس کی طرف کرتا ہوں جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور میں شرک کرنے والوں سے نہیں ہوں

ہو سکتے ہیں تحقیق اسکی سورہ بقر کے اخیر حکم سی و ششم کے ذیل میں گذر چکی ہے ملاحظہ کر لیا جاوے پس آئندہ ان تاویلات کی کوئی ضرورت نہیں **ربط** اوپر شرک کا ابطال اور توحید کا اثبات مذکور تھا آگے اسی مضمون کی تائید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ دعوت الی التوحید کا بیان فرماتے ہیں اور بوجہ اسکے کہ اہل عرب ابراہیم علیہ السلام کو مانتے تھے مضمون مذکور کی تائید میں زیادہ قوت ہو گئی نیز اس قصہ میں مسئلہ رسالت کی بھی تائید ہے کہ نبوت کوئی امر مستغرب نہیں ہے پہلے سے بھی انبیاء ہوتے آئے ہیں **قصہ احتجاج ابراہیم علیہ السلام بر توحید** وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ (الی قولہ) وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ **ف** ان آیات کی تفسیر سے پہلے چند امور ضروریہ لکھتا ہوں جنکا لحاظ رکھنا تفسیر میں مُعین فہم ہوگا۔ **امر اول** ابراہیم علیہ السلام کی قوم کے احوال مذکورہ فی القرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بُت پرستی بھی کرتے تھے اور ستاروں کو بھی عالم میں متصرف جانتے تھے پس وہ دو طور پر مشرک تھے اعتقاد الوہیۃ اصنام و ربوبیۃ کواکب اسواسطے ابراہیم علیہ السلام کے مناظرات میں دونوں پر کلام ہے **امر دوم** ابراہیم علیہ السلام ہوش سنبھالنے ہی کے وقت سے توحید کے عارف و محقق تھے ہاں ایک عرصہ تک مناظرہ کا اتفاق نہیں ہوا پھر یا خود قبل نبوت یا بوحی بعد نبوت قوم سے مناظرہ فرمایا اور اس سے یہ بھی مفہوم ہوا کہ جس رات کی آمد کا فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ میں ذکر ہے اسکی کوئی دلیل نہیں کہ اسکے قبل انہوں نے بوجہ غار میں پرورش پانیکے کوئی رات نہ دیکھی ہو بلکہ یہ قصہ مشہورہ غار کا خود ثابت نہیں **امر سوم** آپ کی قوم خدا کی بھی قائل تھی یا نہیں دونوں احتمال ہیں احتمال اول پر کہ آگے لَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖ سے ظاہر بھی معلوم ہوتا ہے تفسیر آیات مناظرات کی زیادہ سہل ہے کیونکہ ان میں مضمون وجود الٰہ حق کا ظاہراً بطور مقدمہ دلیل کے ہے چنانچہ شاہ عبدالقادر بھی فطر السمٰوٰت والارض سے اسی کے قائل ہوئے ہیں اور احتمال ثانی پر اس مضمون مذکور

اللغات البزوغ الطلوع من البزغ وہو الشق کانہ بنورہ یشق الظلمۃ **قولہ** وجہت وجہی للذی فی الروح عن الصحاح وجہت وجہی للہ وتوجہت نحوک والیک والظاہر ان اللام صلۃ ۱۲ **البلاغۃ قولہ** فی اصنامًا الٰہۃ وفی الکواکب ذا الاول اعتقاد الالوہیۃ والثانی اعتقاد الربوبیۃ ۱۲ **قولہ** فی الشمس ہذا فی الروح اشارۃ الی الجرم المشاہد من حیث ہو لا من حیث ہو مسمی باسم من الاسماء فضلاً عن حیثیۃ تسمیتہ بالشمس ولذا ذکر اسم الاشارۃ ای اورد مذکرًا **قولہ** یہدنی ربی قلت ما احسن موقعہ بعد قولہ فی الکواکب ہذا ربی **قولہ** لاکونن من القوم الضالین فی الروح والتعریض بضلالہم ہنا کما قال ابن المنیر اصرح واقوی من قولہ اولا لا احب الآفلین وانما ترقی علیہ السلام الی ذلک لان الخصوم قد قامت علیہم بالاستدلال الاول حجۃ فآنسوا بالقدح فی معتقدہم ولو قیل ہذا فی الاول فلعلہم کانوا ینفرون ولا یصغون الی الاستدلال فما عرض لہم علیہ السلام بانہم علی ضلالۃ الا بعد ان وثق باصغائہم الی تمام المقصود واستماعہم لہ الی اخرہ والدلیل علی ذلک انہ صلی اللہ علیہ وسلم ترقی فی النوبۃ الثالثۃ الی التصریح بالبراءۃ منہم والتصریح بانہم علی شرک حین تم قیام الحجۃ علیہم وتبلیغ الحق وبلغ من الظہور غایتہ **قولہ** انی وجہت الخ وانما جزم علیہ السلام بالتوحید بعد نفی ربوبیۃ ما ذکر مع عدم انحصار الارباب الباطلۃ فیہا لان القوم کانوا مساعدین علی نفی الربوبیۃ من غیر ما ذکر وانما کانوا ینازعون فیہا فکفی ابطال ربوبیتہا فی اثبات التوحید من الروح

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ واذ قال ابراہیم لابیہ آزر الخ فیہ ان الاشتغال باللہ تعالیٰ لا ینافی المناظرۃ مع اہل الباطل لو یجادلون الحق ۱۲ وفیہ ان الخشونۃ ربما ترجح علی الرفق فان المقامات متفاوتۃ۔

قولہ تعالیٰ فلما جن علیہ اللیل راٰ کوکبا الخ فیہ الروح وہذا منہ علیہ السلام علی سبیل الفرض وارخاء العنان مجاراۃ مع ابیہ وقومہ فان المستدل علی فساد قول یحکیہ ثم یکر علیہ بالابطال وفیہ ولعل سلوک تلک الطریقۃ فی بیان استحالۃ ربوبیۃ الکواکب دون بیان استحالۃ الربوبیۃ للاصنام کما قیل لما ان ہذا اخفی بطلانا واستحالۃ من الاول فلو صدع بالحق من اول الامر کما فعلہ فی حق عبادۃ الاصنام لتمادوا فی المکابرۃ والعناد اہ فیہ رعایۃ الاصلح للمخاطب فی باب النصح والارشاد فاثر فی ذکر الاصنام الخشونۃ وفی ذکر الکواکب اللیونۃ وہکذا شان الحکماء من الشیوخ المصلحین۔

ترجمہ

قولہ تعالیٰ واذ قال ابراہیم الخ اس میں دلالت ہے کہ شغل مع الحق و مناظرہ مع اہل باطل میں منافی نہیں جب تک کہ حد وسعت تجاوز نہ ہو اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ بعض مقامات پر نرمی پر خشونت کو ترجیح ہوتی ہے قولہ تعالیٰ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الخ روح میں ہے کہ ابطال ربوبیت کواکب میں نرم عنوان (مجاراۃ) اختیار فرمایا وجہ یہ کہ ربوبیت کواکب کا بطلان بہ نسبت بطلان ربوبیت اصنام مخفی تھا انہیں اگر اول سے ہی خشونت اختیار کی جاتی تو ان کا مکابرہ اور عناد بڑھ جاتا اہ تو اس سے معلوم ہوا کہ نصح وارشاد کے باب میں مخاطب کے حال کی رعایت اور اسکی مصلحت کا لحاظ مناسب ہے اور شیوخ حکماء و مصلحین کی یہی شان ہے۔

وجود الٰہ حق کو بجز دعویٰ کہدیا جاویگا اور مقدمات دلیل کے صرف آثار وافعال مشاہدہ کو کہا جاویگا البتہ نمرود کی طرز گفتگو سے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ وہ خود خالق ہی کا منکر تھا لیکن یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس نے تمرداً وعناداً ایسی گفتگو کی ہو اور واقع میں خالق کا قائل ہو چنانچہ حملہ حَاۤجَّ اِبْرٰهٖمَ فِیْ رَبِّهٖۤ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ کو اسکی طرف ایک گونہ مشیر بھی کہہ سکتے ہیں اب تفسیر لکھتا ہوں **تفسیر آیات بالا** اور وہ وقت بھی یاد کرنیکے قابل ہے جب ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے باپ آذر (نام) سے فرمایا کہ کیا تو بتوں کو معبود قرار دیتا ہے بیشک میں تجھکو اور تیری ساری قوم کو (جو اس اعتقاد میں تیرے شریک ہیں) صریح غلطی میں دیکھ رہا ہوں (اور ستاروں کے متعلق آگے گفتگو آوے گی درمیان میں ابراہیم علیہ السلام کا صحت نظر کی ساتھ موصوف ہونا کہ ماقبل اور مابعد دونوں سے اس کا تعلق ہے فرماتے ہیں) اور ہم نے ایسی ہی (کامل) طور پر ابراہیم (علیہ السلام) کو آسمانوں اور زمین کی مخلوقات[1] (بچشم معرفت[2]) دکھلائیں تاکہ وہ (خالق کی ذات وصفات کے) عارف[3] ہو جاویں اور تاکہ (از دیاد معرفت سے) کامل یقین کرنیوالوں سے ہو جاویں (آگے ستاروں کے متعلق گفتگو کہ تتمہ مناظرہ کا ہے مذکور ہے کہ اوپر کی گفتگو تو بتوں کے متعلق ہو چکی[4]) پھر (خواہ اسی دن یا کسی اور دن) جب ان کی تاریکی ان پر (اسی طرح[5] اور سب پر) چھا گئی تو انھوں نے ایک ستارہ دیکھا (کہ چمک رہا ہے) آپنے (اپنی قوم سے مخاطب ہوکر) فرمایا کہ (تمہارے زعم کیموافق) یہ میرا (اور تمہارا[6]) رب (اور میرے احوال میں متصرف) ہے (بہت اچھا اب تھوڑی دیر میں حقیقت معلوم ہوئی جاتی ہے چنانچہ تھوڑے عرصہ کے بعد وہ اُفق میں جا چھپا) سو جب وہ غروب ہو گیا تو آپنے فرمایا کہ میں غروب ہو جانے والوں سے (جو کہ ایسی حالت کے ساتھ موصوف ہوں کہ وہ حالت بوجہ حدوث کے خود دلالت کر رہی ہے کہ یہ خود بوجہ محل حوادث ہونیکے محدث کا محتاج ہے) محبت نہیں رکھتا (اور محبت لوازم اعتقاد ربوبیت سے ہے پس حاصل یہ ہوا کہ میں رب نہیں سمجھتا) پھر (اسی شب میں یا کسی دوسری شب میں) جب چاند کو دیکھا (کہ) چمکتا ہوا (نکلا ہے) تو (پہلی ہی کی طرح) فرمایا کہ (تمہارے زعم کیموافق) یہ میرا (اور تمہارا[7]) رب (اور متصرف فی الاحوال) ہے (بہتر اب تھوڑی دیر میں اسکی کیفیت بھی دیکھنا چنانچہ وہ بھی غروب ہو گیا) سو جب وہ غروب ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر مجھکو میرا رب (حقیقی) ہدایت نہ کرتا رہے (جیسا اب تک ہدایت کرتا رہتا ہے) تو میں بھی (تمہاری طرح) گمراہ لوگوں میں شامل ہو جاؤں پھر (یعنی اگر چاند کا قصہ اسی قصہ کوکب کی شب کا تھا تب تو کسی اور شب کی صبح کو اور اگر چاند کا قصہ اسی قصہ کوکب کی شب کا نہ تھا تو قصہ قمر کی شب کی صبح کو یا اسکے علاوہ کسی اور شب کی صبح کو) جب آفتاب کو دیکھا (کہ بڑی آب وتاب سے) چمکتا ہوا (نکلا ہے) تو (پہلی دو بار کی طرح پھر) فرمایا کہ (تمہارے زعم کے موافق) یہ میرا (اور تمہارا) رب (اور متصرف فی الاحوال) ہے (اور) یہ تو سب (مذکورہ[8] ستاروں میں) بڑا ہے (اسپر خاتمہ کلام کا ہو جاویگا اگر اسکی ربوبیت باطل ہو گئی تو چھوٹوں کی بدرجہ اولیٰ باطل ہو جاویگی غرض شام ہوئی تو وہ بھی غروب ہو گیا) سو جب وہ غروب ہو گیا آپنے فرمایا کہ بیشک میں تمہارے شرک سے بیزار (اور نفور) ہوں (یعنی برات ظاہر کرتا ہوں اعتقاداً تو ہمیشہ سے بیزار ہی تھے) میں (سب طریقوں سے) یکسو ہو کر اپنا رخ (ظاہر[9] کا اور دل کا) اس (ذات) کی طرف (کرنا تم سے ظاہر) کرتا ہوں جسنے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور میں (تمہاری طرح) شرک کرنیوالوں سے نہیں ہوں (نہ اعتقاداً نہ قولاً نہ عملاً) **ف** چونکہ معظم معمورہ میں جسمیں بابل وحلب بھی داخل ہے جو کہ بقول مورخین موقع تھا اس گفتگو کا ایک شب میں بروئے رفتار معتاد کواکب کے ایسا نہیں ہو سکتا کہ ماہتاب کا طلوع اپنے اُفق سے کسی سیارہ کے غروب کے بعد ہو اور پھر طلوع شمس سے پہلے غروب ہو جاوے اسلئے یہ تینوں واقع ایک شب کے نہیں ہو سکتے یا تو دو شب کے ہیں یا تین شب کے جیسا ترجمہ میں اشارہ بھی کر دیا پس دونوں جگہ فلما رای میں جو فا ہے وہ تعقیب واقتران عرفی کے لئے ہے نہ کہ حقیقی کیلئے کذا فی روح المعانی اور ہر چند کہ ان کواکب مذکورہ کی جسمیت وتحیز اور خود طلوع سے بھی کہ حالت حادثہ ہے ان کے ابطال ربوبیت پر استدلال ہو سکتا تھا لیکن مخاطبین چونکہ عوام زیادہ تھے اسلئے دلیل اوضح سے استدلال فرمایا کہ غروب کا موجب نقص ہونا اظہر ہے اور اگر کسی کو شبہ ہو کہ احتجاب سے ابطال ربوبیت پر اگر استدلال صحیح ہے تو احتجاب بعد تجلی کے باری تعالیٰ کے لئے بھی ثابت ہے۔

ملحقات الترجمة [1] قوله في ملكوت مخلوقات كما في القاموس للملكة ١٥ وهو في الاصل مصدر ويستعمل في المفعول اي الآيات كما عن مجاهد ١٢ [2] قوله في نري بچشم معرفت اشارة الى ان الروية قلبية وان وقع الابصار لكن من حيثية الدلالة على الصانع وبهذه الحيثية غير مدركة بالابصار ١٢ [3] قوله قبل دليكون عارف ہو جاویں لم يقدر للعطف ليستدل لان علوم الانبياء في الاصول ضرورية وانما الكلام في الاستدلال على الفروع وللامام الرازي وان ذهب الى ان معارف الانبياء استدلالية لا ضرورية لكن لم يرتض به صاحب الروح كما نقله في هذا المقام ١٢ [4] قوله قبل فحاجہ ہو چکی اشارة الى كون الفاء للعطف على الواقعة السابقة وبالمجموع تم المحاجة ١٢

[5] قوله في عليه اسیطرح سب پر يعني ان الظرف ليس للتخصيص بل بيان الواقع ١٢ [6] قوله في ربي زعم اشارة الى ان هذه منه عليه السلام على سبيل الفرض وارخاء العنان مجاراة مع ابيه وقومه الذين كانوا يعبدون الاصنام والكواكب فان المستدل على فساد قول يحكيه ثم يكر عليه بالابطال وهذا هو الحق الحقيق بالقبول كذا في الروح المعاني وهو احسن ما قيل فيه والله تعالى اعلم وفي المعالم كما قال ذق انك انت العزيز الكريم وقال وانظر الى الهك الذي ظلت عليه عاكفا ١٢ [7] قوله ہنالک اور تمہارا فالتخصيص ايجاز لظهور المراد ١٢ [8] قوله في هذا اكبر مذكورہ ستاروں اما حقيقة واما في الروية ولما اشترك علة الحدوث في الجميع مما ذكر وما لم يذكر لا يتوقف على كون الشمس اكبر ١٢ [9] قوله في وجهت ظاهر لان التوجيه حاصل من قبل ١٢ ومثله في المشركين اعتقاداً كما هو المظنون من القوم في الكواكب حيث يعتقدون فيها المتصرف المستقل لا عملاً من العبادة واما في الاصنام فكانوا المشركون عملاً ١٢

وَحَاجَّهُ قَوْمُهُ ۚ قَالَ أَتُحَاجُّونِّي فِي اللَّهِ وَقَدْ هَدَانِ ۚ وَلَا أَخَافُ مَا تُشْرِكُونَ بِهِ إِلَّا أَن يَشَاءَ رَبِّي شَيْئًا ۗ وَسِعَ رَبِّي كُلَّ

اور اُنکی قوم نے حجت کرنا شروع کی آپ نے فرمایا کیا تم اللہ کے معاملہ میں مجھ سے حجت کرتے ہو حالانکہ اسنے مجھکو طریقہ بتلا دیا ہے اور میں ان چیزوں سے جنکو تم اللہ تعالیٰ کیساتھ شریک بناتے ہو نہیں ڈرتا ہاں لیکن اگر میرا پروردگار ہی کوئی امر چاہے

شَيْءٍ عِلْمًا ۗ أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ ۝ وَكَيْفَ أَخَافُ مَا أَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُونَ أَنَّكُمْ أَشْرَكْتُم بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا ۚ

میرا پروردگار ہر چیز کو اپنے علم میں گھیرے ہوئے ہے کیا تم پھر خیال نہیں کرتے اور میں ان چیزوں سے کیسے ڈروں جنکو تمنے شریک بنایا ہے حالانکہ تم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ تمنے اللہ تعالیٰ کیساتھ ایسی چیزوں کو شریک ٹھہرایا ہے جنکی اللہ

فَأَيُّ الْفَرِيقَيْنِ أَحَقُّ بِالْأَمْنِ ۖ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُم بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُم مُّهْتَدُونَ ۝ ع

تعالیٰ نے تم پر کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی سو ان دو جماعتوں میں سے امن کا زیادہ مستحق کون ہے اگر تم خبر رکھتے ہو۔ جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو شرک کیساتھ مخلوط نہیں کرتے ایسوں ہی کیلئے امن ہے اور وہی راہ پر چل رہے ہیں

ع ۹ ۱۳ ۱۵

جواب یہ ہے کہ یہاں احتجاب تغیر فی الکواکب کی وجہ سے ہے اور وہاں تغیر فی الباری سے نہیں اور اصل دلیل تغیر ہے فقط ربط اوپر کے قصہ کا آگے تتمہ ہے **تتمہ قصہ مذکورہ** وَحَاجَّهُ قَوْمُهُ (الی قولہ) أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُم مُّهْتَدُونَ ۝ اور ان سے اُنکی قوم نے (بیہودہ) حجت کرنا شروع کی (وہ یہ کہ یہ رسم قدیم ہے وجدنا اٰباءنا لها عابدین اور معبودان باطلہ کے انکار پر ڈرایا بھی کہیں تمکو کسی آفت میں دھنسا دیں کما یدل علیہ الجواب بقولہ ولا اخاف الخ) آپ نے (پہلی بات کے جواب میں تو یہ) فرمایا کیا تم اللہ (کی توحید) کے معاملہ میں مجھ سے (باطل) حجت کرتے ہو حالانکہ اس نے مجھ کو (استدلال صحیح کا) طریقہ بتلا دیا ہے (جسکو میں تمہارے روبرو پیش کر چکا ہوں اور محض رسم قدیم ہونا اس استدلال کا جواب نہیں ہو سکتا پھر اس سے احتجاج تمہارے لئے بیکار اور میرے نزدیک غیر قابل التفات) اور (دوسری بات کے جواب میں یہ فرمایا کہ) میں ان چیزوں سے جنکو تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ (استحقاق عبادت میں) شریک بناتے ہو نہیں ڈرتا کہ وہ مجھکو کوئی صدمہ پہنچا سکتے ہیں کیونکہ ان میں خود صفت قدرت ہی مفقود ہے اور اگر کسی چیز میں ہو بھی تو استقلال قدرت مفقود ہے) ہاں لیکن اگر میرا پروردگار ہی کوئی امر چاہے (تو وہ دوسری بات ہے وہ ہو جاویگی لیکن اس سے آلہۂ ارباب باطلہ کی قدرت کا ثبوت یا ان سے خوف کی ضرورت کب لازم آئی اور) میرا پروردگار (جسطرح قادر مطلق ہے جیسا ان اشیاء سے معلوم ہوا اسیطرح وہ) ہر چیز کو اپنے (احاطہ) علم میں (بھی) گھیرے ہوئے ہے (غرض قدرت و علم دونوں اسی کے ساتھ مختص ہیں اور تمہارا آلہہ کو نہ قدرت ہے نہ علم ہے) کیا تم (سنتے ہو اور) پھر (بھی) خیال نہیں کرتے اور (جسطرح میرے نہ ڈرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ تمہارے معبود علم و قدرت سے محض معرّا ہیں اسی طرح یہ بات بھی تو ہے کہ میں نے کوئی کام ڈر کا کیا بھی تو نہیں تو پھر) میں ان چیزوں سے کیسے ڈروں جنکو تمنے (اللہ تعالیٰ کیساتھ استحقاق عبادت اور اعتقاد ربوبیت میں) شریک بنایا ہے حالانکہ (تمکو ڈرنا چاہیئے دو وجہ سے اول تمنے ڈر کا کام یعنی شریک کیا ہے جسپر عذاب مرتب ہوتا ہے دوسرے خدا کا عالم اور قادر ہونا معلوم ہو چکا ہے مگر) تم اسبات (کے وبال) سے نہیں ڈرتے کہ تم نے اللہ تعالیٰ کیساتھ ایسی چیزوں کو شریک ٹھہرایا ہے جن (کے معبود ہونے پر) اللہ تعالیٰ نے تم پر کوئی دلیل (لفظاً یا معنًی) نازل نہیں فرمائی (مطلب کہ ڈرنا چاہیئے تمکو پھر مجھکو اُلٹا ڈراتے ہو) سو (بعد اس تقریر کے انصاف سے سوچکر بتلاؤ کہ) ان دو (مذکورہ) جماعتوں میں سے (یعنی مشرکین و موحدین میں سے) امن کا (یعنی اسکا کہ اسپر خوف واقع نہ ہو) زیادہ مستحق کون ہے (اور خوف بھی وہ جو واقع میں قابل اعتبار ہے یعنی آخرت کا) اگر تم (کچھ) خبر رکھتے ہو (تو بتلاؤ اور خیر تم کیا بتلاؤ گے

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ولا اخاف ما تشرکون بہ الخ فیہ التحرز من صورۃ الدعوی التی کانت فی الاکتفاء علی قولہ ولا اخاف فزاد للتحرز منہا الا ان یشاء ربی

قولہ تعالیٰ فای الفریقین احق الخ لم یقل نحن احق بالامن مع کون الحق بالامن متعینا لاجل استنزالہم عن مرتبۃ المکابرۃ والاعتساف الی سنن الانصاف وہذا ہو مسلک اہل الشفقۃ فی ارشاد مخالفی الحق الی الحق

ترجمہ مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ولا اخاف ما تشرکون الخ اس میں صورت دعوی سے احتیاط ہے جو صرف لا اخاف پر اکتفا کرنے میں متوہم تھا اسلئے الا ان یشاء بھی بڑھا دیا ۱۲

قولہ تعالیٰ فای الفریقین احق الخ باوجودیکہ احق بالامن متعین ہے مگر یوں نہیں فرمایا نحن احق بالامن کیونکہ اس اخبار میں مخاطب سے عناد کرتا اور استفہام میں انصاف کی طرف اسکو مائل کرنا ہے اور اہل شفقت کا مخالفین کے ارشاد میں یہی مسلک ہے ۱۲

النحو مالم ینزل بہ اے باشراکہ فی العبادۃ ۱۲ البلاغۃ قولہ فای الفریقین احق بالامن لم یقل اینا اشارۃ الی ان احقیۃ الامن لا تخص ابراہیم علیہ السلام بل تشمل کل موحد ترغیبا لہم فی التوحید واتی بصیغۃ التفضیل المشعرۃ باستحقاقہم لہ فی الجملۃ لاستنزالہم عن رتبۃ المکابرۃ والاعتساف لسوق الکلام علی سنن الانصاف کذا فی الروح ۱۲ اختلاف القراءۃ قولہ اتحاجونی فی قراءۃ نافع وابن عامر بتخفیف النون ففیہ حذف احدی النونین ۱۲ الکلام ادعی المعتزلۃ باللبس علی تفسیر الظلم بالمعصیۃ لان الشرک لا یجامع الایمان ثم استدلوا بہ علی عدم النجاۃ للعصاۃ والجواب ان الایمان اللغوی یجامع الشرک کما فی قولہ تعالیٰ وما یؤمن اکثرہم باللہ الا وہم مشرکون فانہدم بنا الاستدلال وقد ورد بہذا التفسیر مرفوعا فی الصحیحین وجامع الترمذی او یراد باللبس تغطیۃ الایمان بالکفر وجعلہ مغلوبا مضمحلا لا الجمع بینہما بحیث یصدق علیہ انہ مؤمن و مشرک کذا فی الروح ۱۲ ملحقات الترجمۃ سلہ قولہ فی حاجہ بیہودہ سمی حجۃ مجازا وتغیر الحجۃ مجاورت بہ ذکر جزء منہ فی الآیۃ المنقولۃ فی المقام وجزء منہ مدلول علیہ بقولہ ولا اخاف الخ سلہ قولہ فی یتذکرون خیال ول بہذہ الترجمۃ علی ما فی ارادۃ التذکر دون التفکر ونحوہ من الاشارۃ الی ان امر آلہتہم من البطلان مرکوز فی العقول لا یتوقف الا علی التذکر واستعمال العقل لا علی دلیل زائد علیہ ۱۲ سلہ قولہ فی تعلمون تبلاؤ اشارۃ الی تقدیر الجزاء فاخبرونی ۱۲ ہامش سلہ توضیح اسکی یہ ہے کہ افول کوکب کی حقیقت یہ ہے کہ بالائے افق سے زیر افق چلا جاوے اور ایک وقت میں بالائے افق ہونا اور دوسرے وقت تحت افق چلا جانا یہ ایک تغیر ہے اسلئے یہ تغیر خود کوکب میں ہے برخلاف احتجاب باریتعالیٰ کے کہ اسکی حقیقت یہ ہے کہ ذات باری الآن کما کان رہتی ہے اور ناظرین کی قوت بینائی یا اسکے شرائط میں خلل ہوتا ہے اسلئے وہ اُنکو مرئی نہیں ہوتی لیکن جب موانع مرتفع ہوجاتے ہیں تو مرئی ہوجاتی ہے پس یہ تغیر خود ناظرین کے اندر ہے نہ کہ ذات باریتعالیٰ کے اندر کہ وہ الآن کما کان ہے اس تغیر ہو ناظر کی مثال ایسی سمجھو جیسے آنکھ بند کرے تو مبصرات اسکی نظر سے محجوب ہوجاویں اور آنکھ کھولدے تو دکھلائی دینے لگیں یا آنکھ میں پانی آجانیکے سبب بصر ان لینے کی بیدی دور اور آنکھ بنوانے کے بعد وہ انکو دیکھنے لگے موجود یا منعدم بصر کے سبب وہ مردوں کو نہ دیکھ سکا اور سرمہ جیسی بصر استعمال کرنیکے بعد انکو دیکھ لے پس یہ تغیرات خود رائی کی جانب ہیں نہ کہ مرئی کی جانب ۱۲

وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ۭ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَاۗءُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ

اور یہ ہماری حجت تھی وہ ہم نے ابراہیم کو ان کی قوم کے مقابلہ میں دی تھی ہم جس کو چاہتے ہیں مرتبوں میں بڑھا دیتے ہیں۔ بیشک آپ کا رب بڑا علم والا بڑا حکمت والا ہے اور ہم نے ان کو

اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَ

اسحاق دیا اور یعقوب ہر ایک کو ہم نے ہدایت کی اور پہلے زمانہ میں ہم نے نوح کو ہدایت کی اور ان کی اولاد میں سے داؤد کو اور سلیمان کو اور ایوب کو اور

يُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ۭ كُلٌّ مِّنَ

یوسف کو اور موسیٰ کو اور ہارون کو اور اسی طرح ہم نیک کام کرنے والوں کو جزا دیا کرتے ہیں اور نیز زکریا کو اور یحییٰ کو اور عیسیٰ کو اور الیاس کو سب پورے

الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ۭ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَمِنْ اٰبَاۗىِٕهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ

شائستہ لوگوں میں تھے اور نیز اسمٰعیل کو اور یسع کو اور یونس کو اور لوط کو اور ہر ایک کو تمام جہان والوں پر ہم نے فضیلت دی اور نیز ان کے کچھ باپ دادوں کو اور کچھ اولاد کو اور کچھ بھائیوں کو

میں یہی بتلاتا ہوں کہ جو لوگ (اللہ پر) ایمان رکھتے ہیں اور اپنے (اس) ایمان کو شرک کی ساتھ مخلوط نہیں کرتے ایسوں ہی کیلئے (قیامت میں) امن ہے اور وہی (دنیا میں) راہ (راست) پر چل رہے ہیں (اور وہ صرف موحدین ہیں بخلاف مشرکین کے کہ گو بمعنی اللغوی خدا پر ایمان رکھتے ہیں کیوں کہ خدا کے قائل ہیں لیکن شرک بھی کرتے ہیں جس سے ایمان شرعی منفی ہو جاتا ہے جب موحدین قابل امن ہیں سو اس صورت میں خود تم ڈرو نہ کہ مجھکو ڈراتے ہو حالانکہ نہ تمہارے آلہہ ڈرنیکے قابل نہ میں نے کوئی کام ڈر کا کیا اور نہ دنیا کا خوف قابل اعتبار اور تمہاری حالت تینوں اعتبار سے محل خوف ہے) ف الا ان یشاء اس لئے فرما دیا کہ آدمی ہے حوادث بھی آتے رہتے ہیں اس سے شاید وہ جہال اپنی تخویف پر استدلال کرتے اسلئے پیش بندی فرمادی کہ یہ استدلال اس لئے فاسد ہے کہ وہ خدا کی طرف سے واقع ہوگا پس یہ استثنا منقطع ہے یعنی لکن ان یشاء ربی شیئا کان کذا فی الخازن حاصل هذا التوجيه ولكن اخاف ان يشاء ربي شيئا من اصابة المكروه بي وذكر شيئا للتعريض بالتعميم لفظاً و معنیً کی تعمیم کا فائدہ نصف پارہ لن تنالوا کے قریب آیہ یستفتی الخ کے ذیل میں ملاحظہ کیجئے (ربط) اوپر قصہ ابراہیم علیہ السلام سے توحید کا اثبات اور رسالت کی تائید تھی جیسا تمہید آیت وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ میں اسکی تقریر مذکور ہو چکی ہے آگے تقویت احتجاج ابراہیمی کی تقویت مسئلہ توحید کیلئے اور ایک مختصر تذکرہ انبیاء علیہم السلام کا جنکو ابراہیم علیہ السلام کیساتھ خاص خاص تعلقات بھی ہیں کسیکو ابوۃ کا کسیکو بنوۃ کا کسیکو صرف تبعیت کا مسئلہ توحید و رسالت کی تائید کے لئے ذکر فرماتے ہیں اول مسئلہ کی تائید تو اس طرح کہ یہ سب حضرات موحد تھے اور دوسرے مسئلہ کی تائید اس طرح کہ یہ نبوت سلسلہ سے چلی آتی ہے پھر اب کیوں اس کو مستبعد سمجھا جاتا ہے اور اہل عرب کیلئے یہ تذکرہ زیادہ اسلئے مناسب ہے کہ وہ لوگ اپنے کو ابراہیم علیہ السلام کیطرف منسوب کرتے تھے پس اس تذکرہ میں ان کو تنبیہ ہے کہ ان کے منتسبین تو موحد تھے اور شرک کو برا سمجھتے تھے پھر تم کیسے منتسب ہو کہ ان کے طریقہ کے خلاف طریقہ اختیار کرتے ہو۔

تقویت حجۃ ابراہیمیہ و تذکرۂ انبیاء علیہم السلام وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ۔ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَاۗءُ الیٰ قولہ

فوائد شتی الاولی ان آتیناها حال۔ الثانیة علی قومه متعلق بآتینا لتضمنه معنی الغلبة۔ الثالثة درجات تمییز۔ الرابعة کلا هدینا المراد به اسحاق و یعقوب لان کون ابراهیم علی الهدی قد ذکر من قبل۔ الخامسة قوله من قبل وان لم یدل بلفظه علی کون نوح علیه السلام من اجداده لکنه یکفی شهرته۔ السادسة کون من ذکر من بعد نوح من ذریة ابراهیم کما هو الراجح فی عود الضمیر الیه بالمعنی الاعم لان لوطا علیه السلام لیس من ذریته بل کان ابن اخیه وکذلک یونس علیه السلام لم یکن من ذریته فیما ذکر فی السنة وتوهم من ادعی کونه من ذریته فیبقی لوط خارجا لکنه لما کان ابن اخیه من نبا جر صح کونه من ذریته علی سبیل التغلیب والعرب تجعل العم ابا کذا فی الروح عن ابن عباس۔ السابعة فی ذکر عیسی علیه السلام دلیل علی ان الذریة تتناول اولاد البنات۔ الثامنة الیاس منهم من قال انه من اولاد هارون علیه السلام ومنهم من قال انه ادریس فیکون البیان مختصا بمن فی الآیة الاولی ویکون زکریا وما بعده معطوفا علی مجموع الکلام السابق لا علی داود کذا فی الروح۔ التاسعة اللام فی الیسع زائدة۔ العاشرة من فی آبائهم ومن بعدهم للتبعیض والضمیر الی المجموع ولا یقتضی ان یکون لکل منهم اب او ابن او اخ وکذلک القول فی آتیناهم الکتاب فان المحکوم علیه هو المجموع فلا یلزم ان یکون لکل کتاب والحکم والنبوة مشترکا بین الجمیع۔ الحادیة عشرة الهدایة فی نوحا هدینا مجمل وفی هدیناهم تفصیل له فی هدی الله باعتبار مکارم الاخلاق من الصبر وغیره۔ الثانیة عشرة الضمیر فی بها الی النبوة بطریق الاستخدام لان الکلام مع من انکرها وهو فی نبوة محمد صلی الله علیه وسلم۔ الثالثة عشرة امره صلی الله علیه وسلم بالاقتداء بهداهم لا من حیث نسبتها الیهم بل الی الله تعالی والاضافة الیهم واقعة لفظا۔ الرابعة عشرة التشبیه فی کذلک نجزی انما هو باعتبار مطلق الجزاء وغایته وان کل محسن فانه یعطی ما اعطی النبیون۔ الخامسة عشرة الضمیر فی علیه هو للقرآن والتبلیغ لدلالة الکلام علیه وان لم یذکر مصرحا۔ السادسة عشرة فی الروح لم یظهر لی السر فی ذکر هؤلاء الانبیاء العظام علیهم الصلاة والسلام علی هذا الاسلوب المشتمل علی تقدیم فاضل علی افضل ومتاخر بالزمان علی متقدم وکذا السر فی تقریر الاول بقوله وکذلک نجزی المحسنین والثانی بقوله کل من الصالحین اه قلت وقد اشیر الی اکثره فی الفوائد فی اثناء الترجمة فافهم ١٢

مسائل السلوک

قوله تعالی وکذلک نجزی المحسنین فی الروح قیل ای نجزیهم مثل ما جزینا ابراهیم علیه السلام برفع درجاته وکثرة اولاده والنبوة فیهم اه ففیه دلالة علی ان صلاح الآباء له دخل فی صلاح الابناء وهو مشاهد فی اولاد المشایخ یکون فیهم ما لا یکون فی غیرهم من شان الرشد ما لم یعارضه معارض

ترجمہ

قولہ تعالیٰ وکذلک نجزی الخ روح میں بعض مفسرین کا قول ہے کہ ہم محسنین کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں جیسے ابراہیم علیہ السلام کو جزا دی کہ ان کے درجات بلند کئے ان کی اولاد میں ترقی دی اولاد میں نبوت عطا فرمائی اھ اسمیں دلالت ہے کہ آباء کی صلاح و احسان کو بھی صلاح ابناء میں دخل ہے کہ ان کے محسن ہونے کا یہ صلہ ملتا ہے کہ ان کی اولاد میں بھی صلاحیت پیدا کیجاتی ہے چنانچہ مشائخ کی اولاد میں مشاہدہ ہے کہ ان میں رشد کی ایک خاص شان ایسی ہوتی ہے جو دوسروں میں نہیں ہوتی بشرطیکہ کوئی معارض پیش نہ آئے

وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ

اور ہم نے ان کو مقبول بنایا۔ اور ہم نے ان کو راہ راست کی ہدایت کی اللہ کی ہدایت وہ یہی ہے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے اس کی ہدایت کرتا ہے

وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ فَاِنْ

اور اگر فرضاً یہ حضرات بھی شرک کرتے تو جو کچھ یہ اعمال کیا کرتے ان سے سب اکارت ہو جاتے۔ یہ ایسے تھے کہ ہم نے ان کو کتاب اور حکمت اور نبوت عطا کی تھی سو اگر یہ

يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ

لوگ نبوت کا انکار کریں تو ہم نے اس کے لئے ایسے بہت لوگ مقرر کر دیئے ہیں جو اس کے منکر نہیں ہیں یہ حضرات ایسے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی تھی سو آپ ان

اقْتَدِهْ ؕ قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ ۝ ع

ہی کے طریق پر چلئے۔ آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس پر کچھ معاوضہ نہیں چاہتا یہ تو صرف تمام جہان والوں کے واسطے ایک نصیحت ہے

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ ۝ اور یہ حجت جو ابراہیم علیہ السلام نے توحید پر قائم کی تھی (ہماری دی ہوئی) حجت تھی وہ ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کو ان کی قوم کے مقابلہ میں دی تھی (جب ہماری دی ہوئی تھی تو یقیناً اعلیٰ درجہ کی تھی اور ابراہیم علیہ السلام کی کیا تخصیص ہے) ہم (تو) جس کو چاہتے ہیں (علمی و عملی) مرتبوں میں بڑھا دیتے ہیں (چنانچہ سب انبیاء کو یہ رفعت درجات عطا فرمائی) بے شک آپ کا رب بڑے علم والا بڑا حکمت والا ہے (کہ ہر ایک کا حال اور استعداد جانتا ہے اور ہر ایک کے مناسب اس کو کمال عطا فرماتا ہے) اور ہم نے (جیسا ابراہیم علیہ السلام کو فضل ذاتی علم و عمل دیا اسی طرح فضل اضافی بھی دیا کہ ان کے اصول اور فروع میں سے بہتوں کو کمال دیا چنانچہ ہم نے) ان کو (ایک بیٹا) اسحاق دیا اور (ایک پوتا) یعقوب (دیا اور اس سے دوسری اولاد کی نفی نہیں ہوتی، اور دونوں صاحبوں میں سے) ہر ایک کو (طریق حق کی) ہم نے ہدایت کی اور (ابراہیم سے) پہلے زمانہ میں ہم نے نوح (علیہ السلام) کو (جن کا ابراہیم علیہ السلام کے اجداد میں ہونا مشہور ہے اور اصل کی فضیلت فرع میں بھی موثر ہوتی ہے طریق حق کی) ہدایت کی اور ان (ابراہیم علیہ السلام) کی اولاد (لغوی یا عرفی یا شرعی) میں سے (آخیر تک جتنے مذکور ہیں سب کو طریق حق کی ہدایت کی یعنی) داؤد (علیہ السلام) کو اور (ان کے صاحبزادہ) سلیمان (علیہ السلام) کو اور ایوب (علیہ السلام) کو اور یوسف (علیہ السلام) کو اور موسیٰ (علیہ السلام) کو اور ہارون (علیہ السلام) کو (طریق حق کی ہدایت کی) اور (جب یہ ہدایت پر چلے تو ہم نے ان کو جزائے خیر بھی دی مثل ثواب و زیادۂ تقرب کے اور جس طرح نیک کاموں پر ان کو جزا دی) اسی طرح (ہماری عادت ہے کہ) ہم نیک کام کرنے والوں کو (مناسب) جزا دیا کرتے ہیں اور (نیز ہم نے طریق حق کی ہدایت کی) زکریا (علیہ السلام) کو اور (ان کے صاحبزادہ) یحییٰ (علیہ السلام) کو اور عیسیٰ (علیہ السلام) کو اور الیاس علیہ السلام کو (اور یہ) سب (حضرات) پورے شائستہ لوگوں میں تھے اور (نیز ہم نے طریق حق کی ہدایت کی) اسمٰعیل (علیہ السلام) کو اور یسع (علیہ السلام) کو اور یونس (علیہ السلام) اور لوط (علیہ السلام) کو اور (ان میں سے) ہر ایک کو (ان زمانوں کے) تمام جہان والوں پر (نبوت سے) ہم نے فضیلت دی اور نیز ان (حضرات مذکورین) کے کچھ باپ دادوں کو اور کچھ اولاد کو اور کچھ بھائیوں کو (طریق حق کی ہم نے ہدایت کی) اور ہم نے ان (سب) کو مقبول بنایا اور (جس ہدایت کا اوپر ذکر قرآن میں مجمل آیا ہے ہدایت اس کو سنو کہ وہ ہدایت کس چیز کی تھی وہ یہ کہ) ہم نے ان (سب) کو راہ راست (یعنی دین حق) کی ہدایت کی، اور وہ (دین جس کی ان سب کو ہدایت ہوئی تھی) اللہ کی (جانب سے جو) ہدایت (ہوتی ہے، وہ یہی (دین) ہے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے اس کی ہدایت (بمعنی ایصال) کرتا ہے (چنانچہ اب جو لوگ موجود ہیں ان کو بھی اسی کی ہدایت بمعنی ارادت ہوئی ہے مگر ان میں سے بعض نے اس کو چھوڑ کر شرک اختیار کر لیا) اور (شرک اس قدر ناپسند چیز ہے کہ غیر انبیاء تو کس شمار میں ہیں) اگر فرضاً یہ حضرات (انبیاء مذکورین) بھی (نعوذ باللہ) شرک کرتے تو جو کچھ یہ (نیک) اعمال کیا کرتے تھے ان سے سب اکارت ہو جاتے (آگے مسئلہ نبوت کی طرف اشارہ ہے کہ) یہ (جتنے مذکور ہوئے) ایسے تھے کہ ہم نے ان (کے مجموعہ) کو کتاب (آسمانی) اور حکمت (کے علوم) اور نبوت عطا کی تھی (تو نبوت امر عجیب نہیں جیسا کافر لوگ آپ کے منکر ہو رہے ہیں کیونکہ نظائر موجود ہیں) سو اگر (نظیر موجود ہونے پر بھی) یہ لوگ (آپ کی) نبوت کا انکار کریں تو (آپ غم نہ کیجئے کیونکہ) ہم نے اس کے (ماننے کے) لئے ایسے بہت لوگ مقرر کر دیئے ہیں (یعنی مہاجرین و انصار) جو اس کے منکر نہیں ہیں (اور ہم جو غم نہ کرنے کو اور صبر کرنے کو کہتے ہیں تو وجہ یہ ہے کہ سب انبیاء نے ایسا ہی کیا ہے چنانچہ) یہ حضرات (مذکورین) ایسے تھے

مسائل السلوک

قوله تعالیٰ واجتبینهم و هدینهم الخ حاصل الاول الجذب فان الجتبی فی اللغة الجلب وحاصل الثانی هو السلوک فان الهدایة هو اراءة الطریق مع الوصول او بدونه ۱۲ قوله تعالیٰ ولو اشرکوا الخ فیه فان الله تعالیٰ لیس له محبوب بذاته بحیث لا یجازیه بحال کما توهمه الجهلة فی حق سید الانبیاء علیه الصلوٰة والسلام او بعض الاولیاء من امته علیه الصلوٰة والسلام

ترجمہ

قوله تعالیٰ واجتبینهم وهدینهم الخ اول کا حاصل جذب ہے کیونکہ جبی کے معنی لغت میں جلب ہیں اور ثانی کا حاصل سلوک ہے کیونکہ ہدایت کے معنی اراءت طریق ہیں خواہ مع الوصول یا بدون الوصول قوله تعالیٰ ولو اشرکوا الخ اس سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کا کوئی ایسا محبوب بالذات نہیں کہ اس پر کسی حال میں مواخذہ نہ ہو جیسا جہلاء کا حضور صلے اللہ علیہ وسلم یا بعض اولیاء امت کے حق میں (مثل حضرت غوث اعظم) خیال ہے کہ معشوق مرضی سمجھتے ہیں ۱۲

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ ؕ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِیْ جَآءَ بِهٖ

اور ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی جیسی قدر پہچاننا واجب تھی ویسی قدر نہ پہچانی جبکہ یوں کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بشر پر کوئی چیز بھی نازل نہیں کی آپ یہ کہئے کہ وہ کتاب کس نے نازل کی ہے جس کو موسیٰ لائے تھے

مُوْسٰى نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِیْسَ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِیْرًا ۚ وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ

جس کی یہ کیفیت ہے کہ وہ نور ہے اور لوگوں کے لئے وہ ہدایت ہے جسکو تم نے متفرق اوراق میں رکھ چھوڑا ہے جن کو ظاہر کردیتے ہو اور بہت سی باتوں کو چھپاتے ہو اور تم کو بہت سی ایسی باتیں تعلیم کی گئیں جنکو تم نہ جانتے تھے

قُلِ اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِیْ خَوْضِهِمْ یَلْعَبُوْنَ ۝ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَلِتُنْذِرَ

تمہارے بڑے۔ آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے پھر ان کو ان کے مشغلہ میں بیہودگی کے ساتھ رہنے دیجئے۔ اور یہ بھی ایسی ہی کتاب ہے جسکو ہم نے نازل کیا ہے جو بڑی برکت والی ہے اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنیوالی ہے

اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ؕ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ۝

اور تاکہ آپ مکہ والوں کو اور آس پاس والوں کو ڈرادیں۔ اور جو لوگ آخرت کا یقین رکھتے ہیں ایسے لوگ اس پر ایمان لے آتے ہیں اور وہ اپنی نماز پر مداومت رکھتے ہیں۔

جن کو اللہ تعالیٰ نے (اس صبر کی) ہدایت کی تھی سو اس باب میں آپ بھی ان ہی کے طریق (صبر) پر چلئے (چونکہ آپ کو بھی اسکی ہدایت کی گئی ہے کیونکہ ان سے نہ آپ کو نفع نہ کوئی ضرر جس کی وجہ سے غم اور بے صبری ہو اور اس مضمون کے اظہار کیواسطے ان سے تبلیغ کیوقت) آپ (یہ بھی) کہدیجئے کہ میں تم سے اس (تبلیغ قرآن) پر کچھ معاوضہ نہیں چاہتا (جس کے ملنے سے نفع اور نہ ملنے سے ضرر ہو بے غرض نصیحت کرتا ہوں) یہ (قرآن) تو صرف تمام جہان والوں کیواسطے ایک نصیحت ہے (جسکو ماننے سے تمہارا ہی نفع اور نہ ماننے سے تمہارا ہی نقصان ہے)۔ **ربط** اوپر توحید کا مضمون مقصوداً مذکور تھا گو ضمناً مسئلہ رسالت کی بھی تائید تھی آگے مسئلہ رسالت کا مقصوداً ذکر ہے اور سبب اس کے نزول کا یہ ہوا تھا کہ ایک یہودی جس کا نام مالک بن الصیف تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کچھ مذہبی گفتگو ہونے لگی تو جوش میں آکر اس قدر مبالغہ کیا کہ کہنے لگا کہ کسی بشر پر اللہ تعالیٰ نے کوئی کتاب نازل نہیں کی اور ایک روایت میں ہے کہ یہود نے کہا کہ واللہ آسمان سے کوئی کتاب اللہ تعالیٰ نے نازل نہیں کی اس پر یہ آیت نازل ہوئی اورده فی اللباب عن ابی حاتم وابن جریر عن سعید بن جبیر وابن عباس۔ **بحث متعلق نبوت** وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ (الی قولہ) وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ۝ اور ان (منکر) لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی جیسی قدر پہچاننا واجب تھی ویسی قدر نہ پہچانی جبکہ (مونہ بھر کر) یوں کہدیا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بشر پر کوئی چیز (یعنی کوئی کتاب الٰہی) نازل نہیں کی (یہ کہنا ناقدر شناسی اس لئے ہے کہ اس سے مسئلہ نبوت کا انکار لازم آتا ہے اور نبوت کا منکر اللہ تعالیٰ کی تکذیب کرتا ہے اور تصدیق حق واجب ہے پس اس میں قدر شناسی واجب میں اخلال ہوا یہ تو تحقیقی جواب تھا اور الزامی مسکت جواب دینے کے لئے آپ (ان سے) یوں کہئے کہ یہ (تو بتاؤ کہ) وہ کتاب کس نے نازل کی ہے جس کو موسیٰ (علیہ السلام) لائے تھے (یعنی توریت جس کو تم بھی مانتے ہو) جس کی یہ کیفیت ہے کہ وہ (خود مثل) نور (کے واضح) ہے اور (جن) لوگوں کے لئے وہ آئی تھی (ان کی) ہدایت کیلئے وہ (بوجہ بیان شرائع کے ذریعہ) ہدایت ہے جس کو تم نے (اپنی اغراض نفسانیہ کیلئے) متفرق اوراق میں رکھ چھوڑا ہے جن (میں سے جتنے اوراق کو چاہا ان) کو ظاہر کر دیتے ہو (جن میں تمہارے مطلب کے خلاف کوئی بات نہ ہوئی) اور بہت سی باتوں کو (جو اپنے مطلب کے خلاف ہیں یعنی جن اوراق میں وہ لکھی ہوئی ہیں ان کو) چھپاتے ہو اور (اس کتاب کی بدولت) تم کو بہت سی ایسی باتیں تعلیم کی گئیں جنکو (قبل کتاب ملنے کے) نہ تم (یعنی قوم بنی اسرائیل جو کہ وقت نزول آیت موجود تھی) جانتے تھے اور نہ تمہارے (قریب کے) سلسلہ کے

اللغات **قولہ** ام القری مکۃ سمیت بہا لکونہا قبلۃ اہل القری [illegible] ومجمعہم اللہ ہکذا الاولاد عند الام **قولہ** بین یدیہ معناہ المتقدم فان کل ما کان بین الیدین کذلک کذا فی الروح **قولہ** قراطیس فی الروح امور معرفۃ المقابلۃ بالیسیر الشمس فی معرفۃ الشی باتم الوجوہ حتی صار حقیقتہ [illegible] **النحو** نورا وهدی وتخفون کلہا حال وتبدونہا صفۃ لقراطیس وہی مدار اللزوم لا الجعل المحض المشترک بین الکتب کلہا **قولہ** مصدق الذی لما کانت الاضافۃ لفظیۃ صح وصف النکرۃ بہ ۱۲ **الروایات** ذکرت فی المتن واستشکل بکون السورۃ مکیۃ والمناظرۃ مع الیہود مدنیۃ واجیب باستثناء ہذہ الآیات من المکیۃ کما نقل ابو الشیخ عن سفیان والکلبی کذا فی الروح واعلم انہ ورد فی بعض الروایات ان ذلک الیہودی کذبہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ اما تعلم ان اللہ منزل فی التوراۃ ان اللہ یبغض الحبر السمین فقال ما انزل اللہ علی بشر من شیء رد [illegible] معنی تحقیق کون القرآن منزلا مع تکذیبہ قولہ علیہ السلام المذکور والجواب ان کون الرجل نبیا یستلزم صدقہ فی کل ما یقول و [illegible] اللازم یستلزم انتفاء الملزوم فقصد [illegible] کان یہود [illegible] الاستنکار الی خیر فاجیب عنہ تحقیق ہذا [illegible] فافہم واشرت الیہ فی ترجمۃ ہذہ [illegible] بقولی جس سے [illegible] ۱۲ **ملحقات الترجمۃ** **قولہ** فی التمہید جوش الی مبالغۃ [illegible] ورد من ان الیہود کیف انکروا التوراۃ لان کثیرا یتحدثہ فی الناس وقت الاختصاص [illegible] تکیف ردہ علیہم مع عدم قصدہم ذلک قلنا لانہم تکلموا بکلمۃ الکفر والان الکفر ہ منہ بشدۃ ۱۲ **قولہ** فی [illegible] خود اشارہ الی المتفرق منہا ۱۲ **قولہ** فی الناس جن کی ہدایت فاللام للعہد ۱۲ **قولہ** فی منتم بدولت کذا فی الروح ۱۲ **قولہ** فی آباؤکم قریب سلسلہ [illegible]

بڑے (جانتے تھے مطلب[1] یہ کہ جس توریت کی یہ حالت ہے کہ اس کو اوّل تو تم مانتے ہو دوسرے بوجہ نور و ہدی ہونے کے ماننے کے قابل بھی ہے تیسرے ہر وقت تمہارے استعمال میں ہے گو وہ استعمال شرمناک ہے لیکن اس کی وجہ سے گنجائش انکار تو نہیں رہی چوتھے تمہارے حق میں وہ بڑی نعمت اور منت کی چیز ہے اسی کی بدولت عالم بنے بیٹھے ہو اس حیثیت سے بھی اس میں گنجائش انکار نہیں یہ بتلاؤ کہ اس کو کس نے نازل کیا ہے اور چونکہ اس سوال کا جواب البتہ متعین[2] ہے کہ وہ لوگ بھی اس کے سوا کوئی جواب نہ دیتے اس لئے خود ہی جواب دینے کیلئے حضور کو حکم ہے کہ (آپ ہی) کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے (کتاب مذکور کو) نازل[3] فرمایا ہے (اور اس سے ان کا دعویٰ عام[4] باطل ہو گیا) پھر (یہ جواب سنا کر) ان کو ان کے مشغلہ میں بیہودگی کے ساتھ لگا رہنے دیجئے (یعنی آپ کا منصبی کام ختم ہو گیا نہ مانیں تو آپ فکر میں نہ پڑیں ہم[5] آپ ہی سمجھ لیں گے) اور (جسطرح توریت ہماری نازل کی ہوئی کتاب تھی اسی طرح) یہ قرآن (بھی ہے جس کی تکذیب یہود کے قول مذکور سے اصل مقصود ہے) ایسی ہی کتاب ہے جس کو ہم نے (آپ پر) نازل کیا ہے جو بڑی (خیر و) برکت والی ہے (چنانچہ اس پر ایمان لانا اور عمل کرنا موجب فلاح و نفع دارین ہے اور) اپنے سے پہلے (نازل شدہ) کتابوں (کے منزل من اللہ ہونے) کی تصدیق کرنے والی ہے (سو ہم[6] نے اس قرآن کو نفع خلائق اور تصدیق کتب الٰہیہ کیلئے نازل فرمایا) اور (اسلئے نازل فرمایا کہ) تا کہ آپ (اس کے ذریعہ سے) مکہ والوں کو اور آس پاس والوں کو (خصوصیت[7] کے ساتھ عذاب الٰہی سے جو کہ مخالفت پر ہوگا) ڈراویں (اور یوں انذار عام بھی کریں لیکون للعالمین نذیرا) اور (آپ کے انذار کے بعد گو سب ایمان نہ لاویں لیکن) جو لوگ آخرت (کا پورا[8]) یقین رکھتے ہیں (جس سے عذاب کا اندیشہ ہو جائے اور اس سے بچنے کی فکر پڑ جائے اور ہمیشہ طلب طریق نجات اور تعیین حق کی دھن لگ جائے خواہ کسی دلیل نقلی سے یا عقلی سے) ایسے لوگ (تو) اس (قرآن) پر ایمان لے (ہی) آتے ہیں اور (ایمان و اعتقاد کے ساتھ اس کے اعمال کے بھی پابند ہوتے ہیں کیونکہ عذاب سے نجات کامل مجموعہ پر موعود ہے چنانچہ) وہ اپنی نماز پر مداومت رکھتے ہیں (اور جب اس عبادت پر جو کہ ہر روز پانچ بار مکرر اور شاق ہے مداومت کرتے ہیں تو دوسری عبادات کے جو کہ گاہ گاہ اور سہل ہیں بدرجۂ اولیٰ پابند ہوں گے حاصل یہ کہ کسی کے ماننے نہ ماننے کی فکر نہ کیجئے جو اپنا بھلا چاہیں گے مان لیں گے جو نہ چاہیں گے نہ مانیں گے آپ اپنا کام کیجئے)

ف تجعلونہ قراطیس سے ظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہر مضمون کے اوراق جدا کر رکھے تھے اور بعض کا ایسا کر لینا مستبعد نہیں، اور اگر قراطیس سے مراد معانی القراطیس مجازاً لیا جاوے تو معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ اپنے ذہن میں مضامین توراۃ کے مختلف حصے تجویز کر رکھے تھے جن میں بعض مضامین کو مثل نعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسطرح چھپاتے تھے کہ اس کی اور اور تاویلیں کر دیتے تھے چنانچہ دارمی میں حدیث عمر رضی اللہ عنہ کے یہ لفظ بنسخة من التوراة ای بشی نسخ ولفق توجیہ اول میں، اور در منثور میں بروایت ابن المنذر و ابن جریج کے یہ لفظ فی یہود فیما اظہروا من التوراة واخفوا من محمد صلی اللہ علیہ وسلم توجیہ ثانی میں اظہر ہے واللہ اعلم **رابط** اوپر منکرین نبوت کے اقسام میں سے بعض پر رد تھا آگے اور اقسام کی بھی مذمت ہے جن میں ایک وہ تھے کہ صرف آپ کی نبوت کے منکر تھے مگر اپنے لئے بھی کوئی دعوٰی نہ کرتے تھے جن میں سے بعض کا قول اوپر بھی آیا ہے ما انزل اللہ علی بشر۔ من افتریٰ علی اللہ کذبا میں تو ان کا ذکر ہے، اور دوسرے وہ تھے جو خود اپنے لئے نبوت کے مدعی تھے جیسے مسیلمہ کذاب وغیرہ قال اوحی الی سے یہ مراد ہے جیسا کہ روح میں ابن جریج سے بروایت عبد بن حمید اور ابن المنذر سے منقول ہے اور تیسرے وہ تھے جو قرآن کے مثل تصنیف کر سکنے یا کرنے کے مدعی تھے جیسا نضر بن حارث جس کا یہ قول تھا لو نشاء لقلنا مثل ھذا اوردہ فی اللباب اور جیسا عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کہ اول مسلمان ہوا ایک بار اس سے کوئی آیت لکھوائی گئی اتفاقاً اس کے منہ سے بعض کلمات موافق وحی کے نکل گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی لکھوا دیا اس پر یہ گمراہ ہو گیا کہنے لگا ان کان محمد یوحی الیہ فقد اوحی الی وان کان اللہ ینزلہ فقد انزلت مثل ما انزل اللہ اوردہ فی اللباب عن ابن جریر عن السدی۔ وقال سانزل مثل ما انزل اللہ میں یہ مراد ہیں اور گو نضر نے یہ لفظ

ملحقات الترجمة [1] قوله جس امر کا مطلب الخ المقصود بیان فوائد جزء المجمل دو وجه وخطابا فی الافتراء موا شارح[illegible] بقوله ہناک الی ما فی الکشاف فان [illegible] الابداء والاخفاء يفيد التوبيخ والنعي عليهم بسوء جهلهم لكتابهم وتحريفهم واثنى عليه صاحب الانتصاف على هذا [2] قوله متعين قال تحين كذا في الروح مع ما فيه ايذانا بانهم افحموا ولم يقدروا على التكلم اصلا ١٢ [3] قوله في على الله نازل اشارة الى تقدير الفعل ١٢ [4] قوله يہاں دعوىٰ عام اشارة الى ان قولهم سالبة كلية وجوابه نقيضها اي الموجبة الجزئية ١٢ [5] قوله في ذرهم ہم آپ اشارة الى ان المقصود التهديد فلا نسخ [6] قوله نفع سو ہم نے الخ اشارة الى معنى الكاف معطوف على ما دل عليه صفة الكتاب كانه قيل انزلناه للبركات والتصديق وللانذار ١٢ [7] قوله یہاں خصوصیت فلا يتوهم منه التخصيص وهو كقوله انذر عشيرتك ١٢ [8] قوله في يؤمنون الاول يؤول الى قوله تجويز عقلي قصد به المنع والجمع لاهل الكتاب وغيرهم تقريره ان بعض اهل الكتاب مع ايمانهم بالآخرة لم يؤمنوا بالقرآن وغيرهم مع عدم ايمانهم بالآخرة آمنوا بالقرآن فكيف هو وحاصل الجواب ان ايمانهم كلا ايمان لعدم ترتب الرهبة عليه واشار اليه بكلمة پورا وعدم ايمان الترتب الرهبة عليه واشار اليه بقوله تجويز عقلي وان العقل لا يكفي للحكم بوقوعها ١٢

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِىَ اِلَىَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَىْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ

اور اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ تہمت لگائے یا یوں کہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے حالانکہ اس کے پاس کسی بات کی بھی وحی نہیں آئی اور جو شخص یوں کہے کہ

مِثْلَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ ۗ وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِىْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰۤىِٕكَةُ بَاسِطُوْۤا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَكُمْ

جیسا کلام اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے اسی طرح کا میں بھی لاتا ہوں۔ اور اگر آپ اس وقت دیکھیں جبکہ یہ ظالم لوگ موت کی سختیوں میں ہونگے اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہوں گے ہاں اپنی جانیں نکالو۔

اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ وَ

آج تم کو ذلت کی سزا دی جاوے گی اس سبب سے کہ تم اللہ تعالیٰ کے ذمہ جھوٹی باتیں بکتے تھے۔ اور تم اللہ تعالیٰ کی آیات سے تکبر کرتے تھے اور

لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَاۤءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَاۤءَكُمُ

تم ہمارے پاس تنہا تنہا آگئے جس طرح ہم نے اول بار تم کو پیدا کیا تھا اور جو کچھ ہم نے تم کو دیا تھا اسکو اپنے پیچھے ہی چھوڑ آئے اور ہم تو تمہارے ہمراہ تمہارے ان شفاعت

الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰۤؤُا ۗ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۝

کرنے والوں کو نہیں دیکھتے جن کی نسبت تم دعوے رکھتے تھے کہ وہ تمہارے معاملہ میں شریک ہیں واقعی تمہارے آپس میں تو قطع تعلق ہو گیا اور وہ تمہارا دعویٰ سب تم سے گیا گذرا ہوا

انزال نہ کیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ سے جو کہ منزل ہے اس کے فعل مختص تکلم بالقرآن کا دعوی کرنا اسکو معنی مستلزم ہے اور عبداللہ ایک قول کی رو سے اُوْحِیَ کا مصداق بھی ہو سکتا ہے اور چونکہ ان میں بعض نے جیسا نضر بن حارث یہ بھی کہا تھا کہ اگر مجکو عذاب ہونے لگا تو لات وعزیٰ شفاعت کردیں گے اسلئے وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا میں اسکا جواب بھی ارشاد فرمایا۔ اوردہ فی اللباب عن ابن جریر عن عکرمۃ **ذم منکرین نبوت** وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا الٰی قولہ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۝ اور اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ تہمت لگائے (اور مطلق نبوت یا خاص نبوت کا منکر ہو جیسا اوپر بعض کا قول آیا ہے ما انزل اللہ علی بشر اور بعض کا قول تھا ابعث اللہ بشرا رسولا) یا یوں کہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے حالانکہ اسکے پاس کسی بات کی بھی وحی نہیں آئی (جیسے مسیلمہ وغیرہ) اور (اسی طرح اس سے بھی زیادہ ظالم کون ہوگا) جو شخص یوں کہے کہ جیسا کلام اللہ تعالیٰ نے (حسب دعوی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) نازل کیا ہے اسی طرح کا میں بھی (لاکر دکھا سکتا) ہوں (جیسا نضر یا عبداللہ مذکور کہتا تھا غرض یہ سب بڑے ظالم ہیں) اور ان ظالموں کا حال یہ ہے کہ اگر آپ (ان کو) اس وقت دیکھیں (تو بڑا ہولناک منظر دکھلائی دے) جبکہ یہ ظالم لوگ (جن کا ذکر ہوا) موت کی (روحانی) سختیوں میں (گرفتار) ہونگے اور (موت کے) فرشتے (جو ملک الموت کے اعوان ہیں انکی روح نکالنے کے واسطے ان کی طرف) اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہونگے (اور شدت کے ظاہر کرنے کو یوں کہتے جاتے ہونگے کہ) ہاں (جلدی) اپنی جانیں نکالو (کہاں بچائے پھرتے تھے دیکھو) آج (مرتے ہی ساتھ ہی) تمکو ذلت کی سزا دیجاوے گی (یعنی جسمیں تکلیف جسمانی بھی ہو اور ذلت روحانی بھی ہو) اس سبب سے کہ تم اللہ تعالیٰ کے ذمہ جھوٹی (جھوٹی) باتیں بکتے تھے (جیسے ما انزل اللہ اور اُوْحِیَ اِلَیَّ اور سَاُنْزِلُ وغیرہا) اور تم اللہ تعالیٰ کی آیات (کے قبول کرنے) سے (جو کہ ذریعہ ہدایت تھیں) تکبر کرتے تھے (یہ کیفیت تو موت کیوقت ہوگی) اور (جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ فرماوینگے کہ) تم ہمارے پاس (یار و مددگار سے) تنہا تنہا ہو کر آگئے (اور اس حالت سے آئے) جس طرح ہم نے اول بار (دنیا میں) تم کو پیدا کیا تھا (کہ نہ بدن پر کپڑا نہ پاؤں میں جوتا) اور جو کچھ ہم نے تم کو (دنیا میں ساز و سامان) دیا تھا (جس پر تم بھولے بیٹھے تھے) اسکو اپنے پیچھے ہی چھوڑ آئے (ساتھ کچھ نہ لا سکے مطلب یہ کہ مال و دولت کے بھروسہ نہ رہنا۔ یہ سب یہاں ہی رہ جاوے گا۔ اور وہ تم میں جو بعض کو اپنے باطل معبودوں کی شفاعت کا بھروسہ تھا سو ہم تو تمہارے ہمراہ اسوقت) تمہارے ان شفاعت کرنیوالوں کو نہیں دیکھتے (جس سے ثابت ہوا کہ واقع میں بھی تمہارے ساتھ نہیں ہیں) جنکی نسبت تم دعوی رکھتے تھے کہ وہ تمہارے معاملہ میں (ہمارے) شریک ہیں (کہ تمہارا جو معاملہ عبادت ہمارے ساتھ ہونا تھا وہی انکے ساتھ ہوتا تھا)

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا الخ وفی حکمہ من اختلق رؤیا کما فی الحدیث من الوعید علیہ ومن ادعی واردا او الہاما کاذبا وفی الروح ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا کمن ادعی الکمال والوصول الی التوحید والخلاص عن کثرۃ صفات النفس وزعم انہ باللہ عزوجل وانہ من اہل الارشاد وہو لیس کذلک او قال اوحی الی ولم یوح الیہ شیء کمن یسمی مفتریات وہمہ وخیالہ ومخترعات عقلہ وفکرہ وحیاء فیضا من الروح القدس اھ

۱۱ ع ۱۷

ترجمہ

قولہ تعالیٰ ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا الخ اور اسی کے حکم میں ہے جو شخص کوئی خواب تراشے یا کسی وارد یا الہام کا دعوی کرے یا کسی کمال یا توحید حقیقی و فنا یا شیخت کا دعوی کرے یا اپنے وہم و خیالات کو فیض غیبی کہے ۱۲

النحو تری مفعولہ محذوف ای الظالمین ۱۲ **البلاغۃ** قولہ ومن قال النوعی الاتیان با ودودون لو یذان یکون اشنع حیث غیر الاسلوب بکونہ موہما المساواۃ اللہ تعالیٰ بخلاف ماقبلہ ۱۲ **اختلاف القراءۃ** وفی قراءۃ بینکم بالرفع والفاعل لکون البین بمعنی الوصل او اسند الیہ الفعل علی الاتساع ۱۲ المحققات

الترجمۃ ۱ قولہ باسطوا وح نکالنے کذا فی البیضاوی ویحتمل ان یراد البسط بالعذاب ۱۲ ۲ قولہ فی حجولتے یہ حال بتقدیر قائلین ۱۲ ۳ قولہ فی کما خلقنکم اول مرۃ استحالت اشارۃ الیٰ کونہا حالا ثانیۃ کما صحہ فی الروح ۱۲ ۴ قولہ فی ورآء ساتھ کذا فی البیضاوی ۱۲

إِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى ۭ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝

بیشک اللہ تعالیٰ پھاڑنے والا ہے دانہ کو اور گٹھلیوں کو وہ جاندار کو بیجان سے نکال لاتا ہے اور وہ بیجان کو جاندار سے نکالنے والا ہے اللہ یہ ہے سو تم کہاں الٹے چلے جا رہے ہو

فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ

وہ صبح کا نکالنے والا ہے اور اس نے رات کو راحت کی چیز بنائی ہے اور سورج اور چاند کو حساب سے رکھا ہے یہ ٹھہرائی ہوئی بات ہے ایسی ذات کی جو کہ قادر ہے بڑے علم والا ہے اور وہ

جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ

ایسا ہے جس نے تمہارے لئے ستاروں کو پیدا کیا تاکہ تم ان کے ذریعہ سے اندھیروں میں خشکی میں بھی اور دریا میں بھی رستہ معلوم کر سکو۔ بیشک ہم نے دلائل خوب کھول کھول کر بیان کر دیئے ہیں ان لوگوں کیلئے جو خبر رکھتے ہیں اور وہ

اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ ۭ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ

ایسا ہے جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا پھر ایک جگہ زیادہ رہنے کی ہے اور ایک جگہ چندے رہنے کی۔ بیشک ہم نے دلائل خوب کھول کھول کر بیان کر دیئے ہیں ان لوگوں کے لئے جو سمجھ بوجھ رکھتے ہیں۔ اور وہ ایسا ہے

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ

جس نے آسمان سے پانی برسایا پھر ہم نے اس کے ذریعہ سے ہر قسم کے نبات کو نکالا پھر ہم نے اس سے سبز شاخ نکالی کہ اس سے ہم اوپر تلے دانے چڑھے ہوئے نکالتے ہیں۔

وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ

اور کھجور کے درختوں سے یعنی ان کے گپھے میں سے خوشے ہیں جو نیچے کو لٹکے جاتے ہیں اور انگوروں کے باغ اور زیتون اور انار جو ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہوتے ہیں اور

مُتَشَابِهٍ ۭ اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

ایک دوسرے سے ملتے جلتے نہیں ہوتے۔ ہر ایک کے پھل کو تو دیکھو جب وہ پھلتا ہے اور اس کے پکنے کو دیکھو ان میں دلائل ہیں ان لوگوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں

واقعی تمہارے (اور ان کے آپس میں) تو قطع تعلق ہو گیا (کہ آج تم ان سے بیزار اور وہ تم سے بیزار شفاعت کیا کریں گے) اور وہ تمہارا دعویٰ (جو مذکور ہوا) سب تم سے گیا گزرا ہوا (کچھ کام کا نہ نکلا تو اب پوری پوری مصیبت پڑیگی) ف غمرات میں روحانی کی قید اسلئے لگائی کہ نزع کی شدت جسمانی کفار کے نہ لوازم سے ہے نہ خواص میں سے ہے اور ملائکہ کا اخرجوا کہنا حقیقت طلب کے لئے نہیں بلکہ ایسی مثال ہے جیسے کوئی شخص کسی کی چیز لیکر بھاگ جائے اور اسکو چھپائے پھرتا ہے اور مالک یا اس کا کوئی آدمی اسکو پکڑ کر جبراً اسکی بغل اور جیب اور ہاتھ میں سے خود نکالتا جاتا ہے اور کہتا جاتا ہے کہ ہاں یہاں سے نکال وہاں سے نکال مقصود صرف اظہار شدت ہوتا ہے۔ اور بعض روایات میں آیا ہے کہ پھر عبد اللہ نے نادم ہو کر اسلام کی تجدید کر لی اس صورت میں وعید سے استثناء ہو جاویگا کیونکہ جو علت وعید کی تھی جب وہ مرتفع ہو گئی وعید بھی مرتفع ہو گئی اور اہل محشر کا برہنہ پا برہنہ بدن ہونا صحاح میں آیا ہے اور روح میں بروایت ابن ابی حاتم وحاکم حضرت عائشہؓ سے مرفوعاً اسی تفسیر کی تقریر منقول ہے اور بعض روایات میں جو مومنین کا کپڑا پہننا وارد ہے وہ اس کے معارض نہیں برہنگی حالت اصلی ہو اور لباس اس کے بعد ہو خواہ خروج عن القبر کے قبل یا اس کے بعد واللہ اعلم۔ اور قطع تعلق یا تو ظاہر بھی ہو گیا ہو گا جیسا فرمانا سے معلوم ہوتا ہے یا من حیث الشفاعت قطع کیا جاوے گو حساً یکجائی رہے **ربط** اوپر مسئلہ رسالت کی تحقیق مع اسکے متعلقات کے تھی اور اس سے اوپر مسئلہ توحید مذکور تھا۔ آگے پھر توحید کی طرف عود ہے اور اسکے ساتھ چونکہ استدلال میں اپنی نعمتوں کا ذکر ہے اپنے منعم ہونے کا بھی بیان ہے تاکہ شرک کا قبح طبعی بھی ظاہر ہو جاوے **عود بسوئے اثبات توحید** اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى الی قولہ اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ **بیشک** اللہ تعالیٰ پھاڑنے والا ہے دانہ کو اور گٹھلیوں کو (یعنی زمین میں دبانے کے

اللغات الاصباح مصدر اصبح اذا دخل فی الصبح سمی الصبح سکنا لسکن کل یسکن الیہ الرجل ویطمئن من زوج حسب یقال انہ کن الحسبان المصدر منصوب بنزع الخافض او یکون مفعولا لجعل بتقدیر ذو او یکون بمعنی المحسوب النبات کالنبت ما یخرج من الارض من النامیات سواء کان لہ ساق او لا فہو بمعنی النبیت خص فی العرف بما لا ساق لہ والاضافۃ للصفۃ الی الموصوف الطلع فی القاموس الطلع من النخل شیء یخرج کانہ نعلان مطبقان والحمل بینہما منضود والطرف محدد او ما یبدو من ثمرتہ فی اول ظہورہا وقشرہ یسمی الکفری وما داخلہ الاغریض لبیاضہ القنوان جمع قنو بمعنی العذق وہو للتمر بمنزلۃ العنقود للعنب ۱۲

مسائل السلوک

قوله تعالى لتهتدوا بها فيه اثبات الاسباب ومشروعية الانتفاع بها وانه لا ينافي التوكل مطلقا

قوله تعالى انظروا الى ثمره فيه ان النظر الى الخلق اذا كان للوصول الى الحق ليس بمذموم بل هو مطلوب اذ احتيج اليه في المقصود فالخلق اذن يكون مرآة للحق تعالى

ترجمہ مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ لتهتدوا بها اس میں اسباب کا اثبات اور ان سے منتفع ہونے کی مشروعیت پر دلالت ہے اور یہ علی الاطلاق منافی توکل نہیں

قولہ تعالیٰ انظروا الى ثمره اس میں دلالت ہے کہ خلق کی طرف نظر کرنا جبکہ حق ہو مذموم نہیں بلکہ اگر مقصود میں اس کی طرف احتیاج ہو تو مطلوب ہے پس خلق اس وقت حق تعالیٰ کی مرآۃ ہو جاتی ہے ۱۲

[illegible]

لمحقات الترجمة ۱ قولہ تقطع ہو گیا اشارة الی التقدیر بهذا القدر قوله تقطع بینکم ۱۲ ... حیث لم یقل قنوانا دانیۃ

بعد جو دانہ یا گٹھلی پھوٹتی ہے یہ اللہ ہی کا کام ہے) وہ جاندار (چیز) کو بیجان (چیز) سے نکال لاتا ہے (جیسے نطفہ سے آدمی پیدا ہوتا ہے) اور وہ بیجان (چیز) کو جاندار (چیز) سے نکالنے والا ہے (جیسے آدمی کے بدن سے نطفہ ظاہر ہوتا ہے) اللہ یہ ہے (جسکی ایسی قدرت ہے) سو تم (اس کی عبادت چھوڑ کر) کہاں (غیر اللہ کی عبادت کی طرف) الٹے چلے جا رہے ہو وہ (اللہ تعالے) صبح (صادق) کا (رات میں سے) نکالنے والا ہے (یعنے رات ختم ہو جاتی ہے اور صبح صادق ظاہر ہوتی ہے) اور اس نے رات کو راحت کی چیز بنائی ہے (کہ سب تھکے تھکائے سو کر آرام پاتے ہیں) اور سورج اور چاند (کی رفتار) کو حساب سے رکھا ہے یعنے ان کی رفتار منضبط ہے جس سے اوقات کے انضباط میں سہولت ہو یہ (حساب سے ان کی رفتار بنا ٹھہرائی ہوئی) بات ہے ایسی ذات کی جو کہ قادر (مطلق) ہے (کہ اسطرح حرکت پیدا کرنے پر اسکو قدرت ہے) اور بڑے علم والا ہے (کہ اس رفتار کی مصلحتیں اور حکمتیں جانتا تھا اسلئے اس خاص طرح پر ٹھہرا دیا) اور وہ (اللہ) ایسا ہے جس نے تمہارے (فائدہ کے) لئے ستاروں کو پیدا کیا (اور وہ فائدہ یہ ہے) تاکہ تم انکے ذریعہ سے (رات کے) اندھیروں میں خشکی میں بھی اور دریا میں بھی (رستہ معلوم کرسکو) بیشک ہم نے (یہ) دلائل (توحید و انعام کے) خوب کھول کھولکر بیان کردئے ہیں (اور گو پہنچیں گے سب کو مگر نافع) ان (ہی) لوگوں کے لئے (ہونگے) جو (بھلے برے کی کچھ) خبر رکھتے ہیں (کیونکہ غور ایسے ہی لوگ کیا کرتے ہیں) اور وہ (اللہ) ایسا ہے جس نے تم (سب) کو (اصل میں) ایک شخص سے (کہ آدم علیہ السلام ہیں) پیدا کیا پھر (آگے کو توالد و تناسل کا اسطرح سلسلہ جاری چلا آرہا ہے کہ تم میں سے ہر شخص کے لئے مرتبہ وار دو) ایک جگہ زیادہ رہنے کی ہے (یعنے ماں کا رحم) اور ایک جگہ چندے رہنے کی (یعنے باپ کی پشت لقولہ تعالے من بین الصلب) بیشک ہم نے (یہ) دلائل (بھی توحید و انعام کے) خوب کھول کھول کر بیان کردئے (عام طور پر مگر انکا نفع بھی مثل سابق ان (ہی) لوگوں کے لئے (ہوگا) جو سمجھ بوجھ رکھتے ہیں (یہ تفصیل ہوگئی یخرج الحی الخ کی) اور وہ (اللہ) ایسا ہے جس نے آسمان (کی طرف) سے پانی (بارش کا) برسایا پھر ہم نے اس (پانی) کے ذریعہ سے (باوجود اس کے واحد ہونے کے) ہر (مختلف) قسم کے نباتات کو (زمین سے) نکالا اور یہ بھی عجیب بات ہے کہ سبب واحد کے مسبب مختلف) پھر ہم نے اس (نبات مذکور کے اول نمودار ہونیوالی چیز) سے (جو اول زمین سے نکلتی ہے جسکو بعض غلات میں سوئی یا کھونٹی کہتے ہیں اور رنگ میں زرد ہوتی ہے) سبز شاخ نکالی کہ اس (شاخ) سے ہم اوپر تلے دانے چڑھے ہوئے نکالتے ہیں (یہ تو غلوں کی کیفیت ہے جس کا ذکر اجمالا فالق الحب میں آچکا ہے) اور کھجور کے درختوں سے یعنے انکے گپھے میں سے خوشے (نکلتے ہیں جو (مارے) بوجھ کے) نیچے کو لٹکے جاتے ہیں اور (اسی) پانی سے ہم نے انگوروں کے باغ (پیدا کئے) اور زیتون و انار (کے درخت) پیدا کئے (جوکہ (بعضے انار اور بعضے زیتون پھل کی صورت شکل و مقدار و رنگ و مزہ

(بقیہ صفحہ ۱۱۴) الصلب قولہ یخرج الحی اوفی الروح اختار ابن المنیر کون مخرج معطوفا علی یخرج قال وقد وردا جمیعا بصیغة المضارع کثیرا الا انہ عدل عن ذلک استحضارا فی ذہن السامع لان العنایۃ فیہ اقوی لکون اخراج الحی من المیت اظہر فی القدرۃ من عکسہ وہو ایضا اول الحالین والنظر اول ما یبدأ بہ فیہ وسہل عطف الاسم علی الفعل لکون الاسم فی معنی الفعل اہ الاقرب فی اختلاف الفواصل بقولہ یعلمون ویفقہون ویؤمنون ان یقال ہی بمعنی واحد الا انہ لما ارید فصل کل آیۃ بما ہو تنبیہ علی استقلال کل منہا بالمقصود من الحجۃ وکرہ الفصل بفواصل متساویۃ لفظا للتکرار عدل الی فاصلۃ مخالفۃ تحسینا للنظم وافتنانا فی البلاغۃ الروح قولہ جنات فی الروح لعل زیادۃ الجنات ہہنا کما قیل من غیر الاکتفاء بذکر اسم الجنس کما فیما تقدم لما ان الانتفاع بہذا الجنس یتأتی غالبا [illegible] من قراءۃ اہ اختلاف القراءۃ فی قراء جنات بالرفع علی الابتداء ای ولکم جنات ۲ حواشی متعلقۃ صفحہ ہذا ملحقات الترجمۃ ۱ قولہ فالق نکالنے الاشارۃ الی ان المنفلق فی الاصل الظلمۃ المنفجر منہا النور الصبح لکن للمجاورۃ بینہما اعتبر الفلق فی الصبح مبالغۃ کان الفجر کان مطویا فی اللیل کالثوب المطوی فی الصندوق فتح الصندوق ہو لاخراج الثوب [illegible] انشق اللیل لا لخروج منہ الفجر کالشیء المشتمل المنفجر ثم انشق عنہا الفجر فخرج من داخلہ النور المنتشر وہذا التقریر من المواہب ۲ قولہ فی [illegible] اشارۃ الی بدل من [illegible] ۴ قولہ فی ظلمات رات اشارۃ الی ان [illegible] الظلمات الی البر والبحر [illegible] لان الظلمات فی الاصل اللیل ۵ قولہ فمستقر [illegible] فی الارحام بالقرار [illegible] المقابلۃ ۶ قولہ فی مستودع پشت معنی الاستیداع فی الصلب ذکرہ البیضاوی فی الطارق وتوضیح المقام من [illegible] ہو المنی [illegible] من الدماغ الی النخاع من طریق العرقین [illegible] خلف الاذنین [illegible] فی جمیع الاجزاء [illegible] من طریق العروق الواصلۃ

من تلک الاعضاء وبین النخاع وتنزل تلک المادۃ المجتمعۃ من النخاع الی الکلیتین وتجری منہما الی العرق الاصل بینہما وبین الانثیین وتنضج ہناک الی ان تقرب الی البیاض ثم منہ الی الانثیین وتنضج ہناک نضجا تاما فتصیر منیا بالفعل وقال آخرون مادۃ المنی تخرج من جمیع البدن من غیر ان یکون لہا اصل فی عضو بعینہ تجذب منہ اولا الی الکبد ثم تخرج منہا الی الکلیتین من طریق شعب الاجوف فینفصل ہناک عنہا مائیتہا ویبقی غلیظا ثم منہا الی الانثیین فتنضج ہناک نضجا تاما وتصیر منیا بالفعل وعلی ہذا قال البقراط تکون المنی فی الصلب لیس الا زمان تقارہ فی النخاع والکلیتین فقط لان الکلیتین واقعتان فی اسفل الصلب [illegible] من الزمان الاول [illegible] اذا کان المراد بالصلب الظہر مجازا لان الصلب لیس محلا للمنی علی ہذا القول وعلی القول الاول [illegible] لیس الا زمان لقائہ فی النخاع فقط الاقرب الی الصواب ہو ما قال البقراط لان العرقین [illegible] من خلف الاذنین اذا قطعا انقطع التناسل واللہ اعلم ۷ قولہ فی الآیت لقوم یفقہون [illegible] الی ان [illegible] الدلائل المذکورۃ قریبا للجمیع اذ [illegible] ۸ قولہ [illegible] کما فی البیضاوی ۹ قولہ فی [illegible] اشارۃ الی قولہ تعالی [illegible] ۱۰ قولہ فی نخرج کہ اس سے اشارۃ الی کون نخرج متفرعا ۱۱ قولہ فی [illegible] مارے بوجھ کے کما فی الروح ۱۲ قولہ فی جنات اسی پانی سے اشارۃ الی کونہ معطوفا علی نبات وہو الراجح علی عطفہ علی خضرا لانہما یستلزمان دخولہ فی النبات وہو مختص فی العرف بما لا ساق لہ کذا فی الروح کالنخل فانہ یختص بما لا ساق لہ صرح بہ فی الخازن ۱۳ قولہ فی الزیتون والرمان درخت اشارۃ الی ان المراد بالزیتون والرمان شجرتہما لیسہل ارجاع الضمیر فی ثمرہ ۱۴ قولہ فمشتبہا لبعضے انار [illegible] والزرع لقولہ تعالی فی الآیۃ الاخری وہو الذی انشأ جنات معروشات وغیر معروشات والنخل والزرع مختلفا اکلہ والزیتون والرمان متشابہا وغیر متشابہ ۱۲

[illegible]

وَجَعَلُوا لِلّٰهِ شُرَكَاءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۭ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ

اور لوگوں نے شیاطین کو اللہ کا شریک قرار دے رکھا ہے حالانکہ ان لوگوں کو خدا نے پیدا کیا ہے اور ان لوگوں نے اللہ کے حق میں بیٹے اور بیٹیاں محض بلا سند تراش رکھی ہیں وہ پاک اور برتر ہے ان باتوں سے جنکو یہ لوگ

وَالْاَرْضِ ۭ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ۭ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَآ اِلٰهَ

بیان کرتے ہیں۔ وہ آسمانوں اور زمین کا موجد ہے۔ اللہ کے اولاد کہاں ہو سکتی ہے حالانکہ اس کے کوئی بی بی تو ہے نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو پیدا کیا اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے یہ ہے اللہ تمہارا رب اس کے سوا کوئی عبادت

اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۡ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ۝

کے لائق نہیں ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے تو تم لوگ اس کی عبادت کرو اور وہ ہر چیز کا کارساز ہے اس کو تو کسی کی نگاہ محیط نہیں ہو سکتی اور وہ سب نگاہوں کو محیط ہو جاتا ہے۔ اور وہی بڑا باریک بین باخبر ہے

کے اعتبار سے (ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہوتے ہیں (بعض) ایک دوسرے سے ملتے جلتے نہیں ہوتے (ذرا) ہر ایک کے پھل کو تو دیکھو جب وہ پھلتا ہے (کہ اس وقت بالکل کچا بے مزہ ناقابل انتفاع ہوتا ہے) اور (پھر) اسکے پکنے کو دیکھو (کہ اسوقت سب اوصاف میں کیسا کامل ہو گیا یہ بھی خدا کی قدرت کا ظہور ہے) ان (امور) میں (بھی) دلائل (توحید کے موجود) ہیں (اور گویا باعتبار تبلیغ کے سب کیلئے ہیں مگر انتفاع کے اعتبار سے) ان (ہی) لوگوں کے لئے (ہیں) جو ایمان (لانیکی فکر) رکھتے ہیں (یہ میووں اور پھلوں کا بیان ہے جنکا ذکر اجمالاً والنوی میں آچکا ہے) **ف** ان مضامین میں ایک عجیب ترتیب مرعی ہے وہ یہ کہ یہاں تین قسم کی کائنات مذکور ہیں۔ سفلیات۔ علویات۔ کائنات جو اور شروع کیا سفلیات سے کہ وہ ہم سے اقرب ہیں اور پھر اسکے دو حصے کئے ایک بیان نباتات۔ دوم بیان النفس۔ اول کو مقدم کیا کہ بہ نسبت دوم کے اظہر ہے اور دوم ادق ہے چنانچہ تقلبات نطفہ کا ادراک اطباء کے ساتھ مخصوص ہے بخلاف تقلبات نباتیہ کہ عام طور سے مشاہد ہے۔ پھر کائنات جو کو ذکر کیا صبح و لیل۔ پھر علویات کو ذکر کیا شمس و قمر و نجوم۔ پھر چونکہ سفلیات کا زیادہ مشاہدہ ہوتا ہے اسکو مکرر لاکر اسپر ختم فرمایا۔ مگر پہلے وہ اجمالاً مذکور تھے اب تفصیل سے مذکور کئے گئے لیکن تفصیل کی ترتیب میں اجمال کی ترتیب کا عکس کر دیا گیا۔ کہ بیان النفس کو مقدم کیا۔ اور بیان نباتات کو مؤخر۔ ممکن ہے کہ اسکا مبنی یہ ہو کہ اس مفصل بیان میں اظہار نعمت کا عنوان اختیار کیا گیا ہے تو اس حیثیت سے منعم علیہ بوجہ مقصود و متبوع ہونے کے قابل تقدیم ہوا اور بیان نباتات میں ترتیب سابق باقی ہے کہ حبوب کی کیفیت نوی پر مقدم رہی۔ اور بارش کا درمیان میں ذکر آنا ہر چند کہ تبعاً للنباتات ہے لیکن اس میں ایک اور لطیفہ بھی ہو سکتا ہے وہ یہ کہ بارش ذو جہات ہے مبدا کے اعتبار سے تو علوی اور منتہی کے اعتبار سے سفلی اور مسافت کے اعتبار سے کائن فی الجو۔ **ربط** اوپر دلائل توحید کا ذکر تھا آگے تصریحاً توحید کا اثبات اور شرک کا ابطال ہے **ابطال شرک و اثبات توحید** وَجَعَلُوا لِلّٰهِ شُرَكَاءَ الْجِنَّ (الی قولہ تعالیٰ) وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ۝ اور (مشرک) لوگوں نے (اپنے اعتقاد میں) شیاطین کو (ایسے) اللہ کا (جس کے صفات و افعال اوپر مذکور ہوئے) شریک قرار دے رکھا ہے۔ (کہ انکے اغوا سے شرک کرتے ہیں اور خدا کے مقابلہ میں انکے کہنے پر چلتے ہیں) حالانکہ ان لوگوں کو (خود انکے اقرار کے موافق بھی) خدا (ہی) نے پیدا کیا ہے۔ (جب خالق کوئی اور نہیں تو معبود بھی کوئی اور نہ ہونا چاہئے) اور ان (مشرکین میں سے بعض) لوگوں نے اللہ کے حق میں بیٹے اور بیٹیاں (اپنے اعتقاد میں) محض بلاسند تراش رکھی ہیں (جیسے نصاریٰ حضرت مسیح کو اور بعض یہود حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا اور مشرکین عرب فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے) وہ پاک اور برتر ہے ان باتوں سے جنکو یہ لوگ (خدا تعالیٰ کی جناب میں) بیان کرتے ہیں (یعنے یہ کہ اسکا کوئی شریک ہو یا اسکے کوئی اولاد ہو) وہ آسمانوں اور زمین کا موجد ہے (یعنے نیست سے ہست کرنیوالا ہے (اور دوسرا کوئی موجد نہیں پس معبود بھی اور کوئی نہ ہوگا اس سے تو شریک کی نفی ہوئی اور اولاد کی نفی کی دلیل یہ ہے کہ غیر مونث کی اولاد کی حقیقت یہ ہے کہ اسکے بی بی ہو اور ان دونوں کی مقارنت سے تیسری جاندار چیز پیدا ہو تو) اللہ کے اولاد کہاں

١٧ ع ٦ ١٨

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ لا تدرکہ الابصار فی الروح جمع بصر یطلق کما قال الراغب علی الجارحۃ الناظرۃ وعلی القوۃ التی فیہا وعلی البصیرۃ وہی قوۃ القلب المدرکۃ وادراک الشیء عبارۃ عن الوصول الی غایتہ والاحاطۃ بہ ام نفیہ دلالۃ علی نفی ادراکہ تعالیٰ بالکنہ مطلقا فی الدنیا والآخرۃ ولو حمل البصر علی الجارحۃ کما ذہب الیہ اکثر المتکلمین فالمراد نفی الرؤیۃ فی الدنیا کما یؤید تقییدہ بذلک عن الحسن وغیرہ نقلہ عنہ فی روح المعانی

ترجمہ

قولہ تعالیٰ لا تدرکہ الابصار الخ اگر بصر کو عام کہا جاوے بصر حسی اور بصیرۃ کو جیسا راغب نے کہا ہے تو ادراک کی تفسیر علم بکنہ کی ساتھ ہوگی اور حکم عام ہوگا دنیا و آخرت کو۔ اور اگر بصر کو جارحہ کی ساتھ خاص کیا جاوے تو مراد نفی رویت کی ہوگی دنیا میں چنانچہ روح میں حسن سے یہی قید دنیا کی منقول ہے ١٢

اللغات فی الروح عن الراغب اصل الخرق قطع الشیء علی سبیل الفساد من غیر تفکر ولا تدبر وہو ضد الخلق فانہ فعل الشیء بتقدیر ورفق والخرق بغیر تقدیر ١٢ **ملحقات الترجمۃ** ١ قولہ فی یومنون ذکر کذا فی الروح ٢ قولہ فی تفسیر الجن شیاطین کو شریک [illegible] وفائدۃ التقدیم کما فی الکشاف استعظام ان یتخذ للہ شریک من کان ملکا او جنیا او انسیا او غیر ذلک لذلک قدم اسم اللہ علی الشرکاء ١٢ ٣ قولہ بعد یصفون اس سے تو شریک کی نفی ہوئی [illegible] بعضہا الی نفی الشریک وبعضہا الی نفی الولد ویمکن ان الاستدلال باحدی الآیتین فی محل الاخری کما ہو طریقہ ملاحظۃ مآخذ فی التفسیر فتدبر والحمد للہ فی آخر ہذا کما فی تفسیر آیۃ ان فی خلق السموات والارض فی اول جز سیقول ١٢ ٤ قولہ تیل انی یکون غیر مونث قید بہ لاخراج مریم علیہا السلام ١٢

ہوسکتی ہے حالانکہ اس کے کوئی بی بی تو ہے نہیں (جو موقوف علیہ ہے اولاد کی) تو جب موقوف علیہ منفی ہے تو موقوف بدرجہ اولیٰ منفی ہے، اور اللہ تعالیٰ نے (جیسا ان لوگوں کو پیدا کیا وخلقهم اور زمین و آسمان کو پیدا کیا بدیع السموات الخ اسی طرح اسی نے) ہر چیز کو پیدا کیا (پس یہ وہ ہی ہوسکتا ہے، اور (جس طرح وہ خالقیت میں یکتا ہے اسی طرح اس صفت میں بھی یکتا ہے کہ) وہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے (ازلاً بھی ابداً بھی اور اس وصف میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں اور خلق بدون علم کے ہو نہیں سکتا اس سے بھی ثابت ہوا کہ اور کوئی خالق نہیں) یہ (ذات جس کے صفات کمال بیان کئے گئے یہ) ہے اللہ تمہارا رب اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہر چیز کا پیدا کرنے والا (جیسا اوپر بیان ہوا جب یہ صفات اللہ ہی میں ہیں) تو تم لوگ اس (ہی) کی عبادت کرو اور (پھر یہ کہ) وہ (ہی) ہر چیز کا کارساز (حقیقی) ہے (دوسرا کوئی کارساز بھی نہیں پس اس کی عبادت کروگے تو وہ تم کو نفع حقیقی پہونچاوے گا اور دوسرا کیا دیدے گا غرض خالق بھی وہی علیم بھی وہی وکیل بھی وہی اور یہ سب امور مقتضی ہیں کہ معبود بھی وہی ہو اور اس کے علیم ہونے کی اور اس میں تفرد ہونے کی یہ کیفیت ہے کہ) اس کو تو کسی کی نگاہ محیط نہیں ہوسکتی (دنیا میں تو اس طرح کہ کوئی دیکھ ہی نہیں سکتا جیسا دلائل شرعیہ سے ثابت ہے اور آخرت میں اس طرح کہ اہل جنت گو دیکھیں گے جیسا کہ نیز دلائل شرعیہ سے ثابت ہے لیکن احاطہ محال رہے گا اور جس محسوس بالبصر کے ظاہر کا احاطہ احساس بصری سے محال ہو تو اس کی حقیقت باطنی کا کہ ظاہر کے مقابلہ میں بدرجہا مخفی تر ہے احاطہ کرنا عقل سے جو کہ احساس سے بدرجہا زیادہ محتمل غلط ہے بدرجہ اولیٰ محال ہوگا) اور وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) سب نگاہوں کو (جو کہ اس کے احاطہ سے عاجز ہیں دیکھتا یا) محیط ہو جاتا ہے (اسی طرح اور چیزوں کو بھی علماً محیط ہے وہو بکل شیء علیم) اور (اس امر سے کہ وہ سب کو محیط ہے اور اس کو کوئی محیط نہیں لازم آگیا کہ) وہی بڑا باریک بین باخبر ہے (اور کوئی دوسرا نہیں اور یہی تھا تفرد فی کمال العلم جو ثابت ہوگیا) ف حاصل مقام کا یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے سوا کوئی مبصر و مرئی خواہ کیسا ہی اکبر و اعظم ہو ایسا نہیں کہ اس کا احاطہ کسی رائی کی بصر سے خواہ وہ کیسا ہی اصغر و احقر ہو محال ہو چنانچہ اس کا امکان باقتضائے عقل ظاہر ہے بخلاف حق تعالیٰ کے باوجودیکہ دنیا میں عقلاً مبصر ہونا فی حد ذاتہ ممکن ہے جیسا کہ رَبِّ اَرِنِیْ کی درخواست سے ظاہر ہے گو شرعاً ممتنع ہے جیسا کہ لَنْ تَرَانِیْ سے یقینی ہے نیز احادیث میں علی الاطلاق اس کی تصریح ہے اور آخرت میں مبصر ہونا واقع ہے لیکن احاطہ ہر حالت میں محال ہے اور یہ امر خواص باری تعالیٰ سے ہے پس یہ شبہ رفع ہوگیا کہ بعض اجسام غلیظہ پر بھی یہ امر صادق آتا ہے کہ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وجہ دفع ظاہر ہے کہ وہاں ادراک بمعنے الاحاطہ محال تو نہیں پس نفی ادراک مذکور فی الآیۃ مرتبۂ استحالہ میں خواص واجب سے ہوا اور احاطہ عقلیہ کا محال ہونا مستقلاً بھی کتب کلامیہ میں مذکور ہے اور لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ بھی بالاولیٰ اس پر دال ہے جس کی تقریر اشارۃً ترجمہ میں کردی گئی اور یُدْرِكُ الْاَبْصَارَ میں تخصیص ابصار کی باقتضائے خصوصیت مقام ہے کہ مقام بیان ابصار کا ہے خصوصیت حکم کی مقصود نہیں کیونکہ عموم دوسرے دلائل سے ثابت ہے اور اس کا مضمون خواص واجب سے اس طور پر ہے کہ ممکنات میں کوئی چیز ایسی نہیں کہ دوسری چیز کا اس کو محیط ہونا محال ہو اور اس کا احاطہ اس دوسری چیز کو واجب ہو پس لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ میں نفی مرتبۂ استحالہ میں معتبر ہوگی اور یُدْرِكُ الْاَبْصَارَ میں اثبات مرتبۂ وجوب میں معتبر ہوگا اب دونوں حکموں کا خواص میں سے ہونا ظاہر و متیقن ہوگیا۔ اور ادراک کا جو ترجمہ کیا گیا اس سے معتزلہ کا استدلال درباب انکار رویت الٰہیہ کے اہل جنت کیواسطے ساقط ہوگیا اور ادراک کے یہ معنی ابن عباسؓ سے منقول ہیں چنانچہ درمنثور میں ہے اخرج ابن جریر عن ابن عباس لا تدرکہ الابصار لا یحیط بصر احد بالله تعالیٰ اھ اور روح میں ہے والیہ ذهب الکثیر من ائمۃ اللغۃ وغیرهم پس مطلق رویت ثابت اور احاطہ منفی اور حدیثوں میں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سوال کے جواب میں ہل رأیت ربک دو جواب آئے ہیں ایک نورانی اراہ دوسرا رأیت نورا پہلے جواب میں احاطہ مراد

تحقیقات الترجمۃ ؎ قولہ فی خالق جیسا اوپر اشارۃ الی ان ذکرہ اعادۃ وبعض النکتۃ فیہا ان الاستدلال بالخلق فی ہذا المطلب ہو اصرح الطریق واوضحہا ؎ فسر الزمخشری وغیرہ اللطیف بالذی یلطف عن ان تدرکہ الابصار لکن الصحیح ما ترجمت بہ لان الاولی تفسیر القرآن بالقرآن وقال عز وجل فی موضع آخر الا یعلم من خلق وہو اللطیف الخبیر ولا یخفی علی من لہ ذوق صحیح ان معناہ ما ذکرنا ہو ترجمتہ فی ہذا المقام واظہر منہ ما قال عز وجل فی سورۃ لقمان اعنی قولہ یا بنی انہا ان تک مثقال حبۃ من خردل فتکن فی صخرۃ او فی السموات او فی الارض یأت بہا اللہ ان اللہ لطیف خبیر لان ہذا المقام مقام احاطۃ علمہ بادق شیء واخفاہ ولا مناسبۃ لکونہ غیر مبصر للمقام ومما یظہر [illegible] یخفی ولیشا ان یکون معنی الذی [illegible] عن ان یدرکہ الابصار [illegible] فی الآخرۃ ایضا لانہ تعالی لطیف ازلا وابدا ولا یبعد ان یکون الباعث للزمخشری علی تفسیرہ بالذی یلطف عن ان تدرکہ الابصار تائیدہ لاعتزالہ بنفی الرؤیۃ بالطف اشارۃ کما ہو عادتہ علی ان المقصود من قولہ تعالی لا تدرکہ الابصار کما یظہر بالتامل فی المقام واوضحتہ بالترجمۃ بیان فی التفسیر امران احدہما نفی امکان احاطۃ البصر بہ وثانیہما اختصاصہ بہذا الوصف واللطیف اذا ارید بہ معنی غیر المحسوس بحاسۃ البصر لا یستلزم شیئا منہما اما الاول فلان غیر المبصر اعم مما لا یمکن الاحاطۃ بالبصر لصدق الاول بدون الثانی علی الجواہر اللطیفۃ کالروح وغیرہ والاعم لا یستلزم الاخص واما عدم استلزامہ الثانی فظاہر لعدم الصدق وایضا کونہ [illegible] بالابصار واختصاصہ بہ المقصود بقولہ لا تدرکہ الابصار لا یحتاج الی دلیل لانہ لیس مقصودا بالذکر بالذات وبالاصالۃ بل ہو مذکور [illegible]

قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ۝ وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ

اب بلاشبہ تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے حق بینی کے ذرائع پہنچ چکے ہیں سو جو شخص دیکھ لیگا وہ اپنا فائدہ کریگا اور جو شخص اندھا رہیگا وہ اپنا نقصان کریگا اور میں تمہارا نگران نہیں ہوں اور ہم اسی طور پر دلائل کو مختلف پہلوؤں سے بیان کرتے ہیں

وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ

تاکہ آپ سب کو پہونچادیں اور تاکہ یہ یوں کہیں کہ آپ نے کسی سے پڑھ لیا ہے اور تاکہ ہم اس کو دانشمندوں کیلئے خوب ظاہر کردیں۔ آپ خود اس طریق پر چلتے رہئے جسکی وحی آپکے رب تعالیٰ کی طرف سے آپکے پاس آئی ہے۔ اللہ کے سوا کوئی

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ

لائق عبادت نہیں۔ اور مشرکین کیطرف خیال نہ کیجئے اور اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو یہ شرک نہ کرتے اور ہم نے آپکو انکا نگران نہیں بنایا اور نہ آپ ان پر مختار ہیں۔ اور دشنام مت دو ان کو جنکی یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت

اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

کرتے ہیں کیونکہ پھر وہ براہ جہل حد سے گذر کر اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کرینگے ہم نے اسی طرح ہر طریقہ والوں کو انکا عمل مرغوب بنا رکھا ہے پھر اپنے رب ہی کے پاس ان کو جانا ہے سو وہ انکو جتلادیگا جو کچھ بھی وہ کیا کرتے تھے

ہے۔ اور دوسرے ہیں مطلق رویت اور جاننا چاہیئے کہ لیلۃ المعراج میں آپ کا اللہ تعالیٰ کو دیکھنا جیسا کہ جلالین میں بتخریج مستدرک حاکم بروایت حضرت ابن عباس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے (رأیت ربی عز وجل الحدیث) وہ اس حکم انتفاء رؤیت فی الدنیا سے مخصوص ہے اور شیخ اکبر رحمہ اللہ سماوات و ما فوقہا کو دنیا سے خارج فرماتے ہیں۔ اور آخرت میں داخل کرتے ہیں۔ اس بنا پر کہ آخرت کا ایک زمانہ ہے جو قیامت میں آویگا اور ایک مکان ہے جو اوپر مذکور ہوا پس یہ رویت آخرت میں ہوئی تھی فلا حاجۃ الی القول بالتخصیص **ربط** اوپر دلائل اثبات توحید و ابطال شرک کے مذکور ہوئے ہیں آگے مسئلہ رسالت کے متعلق اسکا بیان ہے کہ آپکے ذمہ رسالت کی حیثیت سے صرف ان مضامین کی تبلیغ اور عبدیت کے اقتضاء سے خود عمل پر استقامت ہے نہ انکے فکر و غم میں پڑجانا **بیان وظیفہ رسالت و عبدیت**۔ قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ الی قولہ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝ (آپ ان لوگوں سے کہدیجئے کہ) اب بلاشبہ تمہارے پاس تمہارے رب کیجانب سے حق بینی کے ذرائع (کہ وہ توحید و رسالت کے حق ہونیکے دلائل عقلیہ و نقلیہ ہیں) پہنچ چکے ہیں سو جو شخص (انکے ذریعہ سے حق کو) دیکھ لیگا وہ اپنا فائدہ کریگا۔ اور جو شخص اندھا رہیگا وہ اپنا نقصان کریگا اور میں تمہارا (یعنی تمہارے اعمال کا) نگران نہیں ہوں (یعنی جیسا نگرانی کرنیوالے کے ذمہ ہوتا ہے کہ ناشائستہ حرکت نہ کرنے دے یہ میرے ذمہ نہیں میرا کام صرف تبلیغ ہے) اور دیکھئے ہم اس (عمدہ) طور پر دلائل کو مختلف پہلوؤں سے بیان کرتے ہیں تاکہ آپ سب کو پہونچادیں اور تاکہ یہ (منکرین تعصب سے) یوں کہیں کہ آپ نے کسی سے (ان مضامین کو) پڑھ لیا ہے (مطلب یہ کہ تاکہ ان پر اور زیادہ الزام ہو کہ ہم تو اسطرح حق کو ثابت کرتے تھے اور تم پھر ایسا کہتے تھے اور یہ کہنا محض براہ عناد تھا ورنہ بطلان اسکا ظاہر ہے) اور تاکہ ہم اس (قرآن کے مضامین) کو دانشمندوں کیلئے خوب ظاہر کردیں (یعنی قرآن کے نازل کرنیکے تین فائدے ہیں ایک یہ کہ اجر تبلیغ ملے دوسرے یہ کہ منکرین پر زیادہ حجت قائم ہو تیسرے یہ کہ دانشمند و طالبان حق کو حق ظاہر ہوجاوے پس (آپ اسکو نہ دیکھئے کہ کون مانتا ہے کون نہیں مانتا) آپ خود اس طریق پر چلتے رہئے جس (پر چلنے) کی وحی آپکے رب کیطرف سے آپ کے پاس آئی ہے (اور اس طریق میں بڑی چیز یہ اعتقاد ہے کہ) اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں (اور اس طریق میں تبلیغ کا حکم بھی داخل ہے) اور (آپ اسپر قائم رہکر) مشرکین کیطرف خیال نہ کیجئے (کہ افسوس انہوں نے قبول کیوں نہ کیا) اور (وجہ خیال نہ کرنے کی یہ ہے کہ) اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو یہ شرک نہ کرتے (لیکن ان لوگوں کی بدعنوانیوں سے اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا کہ ان کو سزا دیں اسلئے ویسا ہی سامان جمع کردیا پھر ان کو آپ کب مسلمان بنا سکتے ہیں) اور (آپ اس فکر میں پڑیں ہی کیوں) ہم نے آپکو ان (کے اعمال) کا نگران نہیں بنایا اور نہ آپ (ان اعمال پر عذاب دینے کے ہماری طرف سے) مختار ہیں (پس جب آپکے متعلق نہ انکے جرائم کی تفتیش ہے اور نہ انکی سزا کا حکم ہے پھر آپکو کیوں تشویش ہے **الربط** اوپر کے مضامین میں طریق مشرکین کا ابطال اور نیز مضامین مذکورہ کی تبلیغ کا امر بھی کیا گیا ہے آگے ایک شبہ رہ گیا ہے کہ معبودات باطلہ کو سب و شتم کرنیسے مسلمانوں کو ممانعت ہے کہ تبلیغ دین حدود و قائم کرتے میں جسکا حاصل یہ ہے کہ غیر قوم سے مناظرہ کرنا تو جزو تبلیغ ہے لیکن دشنامی حد تک نہ ہو الفاظ ان کے معظمین کے حق میں کہنا ممنوع لغیرہ ہے کہ وہ ہمارے معبود یا رسل و معظمین کی شان میں گستاخی کرینگے تو گویا اس کے باعث ہم ہوئے **نہی** (انہ منشا تہمت بالکفر) وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ الی قولہ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ وما انا علیکم بحفیظ وکذا قولہ فی ما بعدہ وما انت علیہم بوکیل فیہ ما علیہ اہل الطریق من عدم التصدی لاحد بعد اداء حق الارشاد

قولہ تعالیٰ ولا تسبوا الذین یدعون الآیۃ ان الطاعۃ اذا ادت الی معصیۃ راجحۃ وجب ترکہا اذا لم تکن الطاعۃ واجبۃ ومن ثم تری اہل الارشاد ینہون عن کثیر مما یری طاعۃ وانما تکون مفضیۃ الی المفاسد فی نظرہم الذی یرون بہ ما لا یری غیرہم

ترجمہ

قولہ تعالیٰ وما انا علیکم بحفیظ اور اس کے بعد قول وما انت علیہم بوکیل اس میں اہل طریق کے اس معمول کی اصل ہے کہ حق ارشاد ادا کرکے کسی کے درپے نہیں ہوتے ۱۲

قولہ تعالیٰ ولا تسبوا الذین یدعون الخ اس میں دلالت ہے کہ اگر کوئی طاعت کسی معصیت کا سبب بن جائے اور وہ طاعت واجب نہ ہو تو اس طاعت کو ترک کردیا جائے اور اسی بنا پر اہل ارشاد کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ بہت سے ایسے امور سے منع کردیتے ہیں جو ظاہراً طاعت معلوم ہوتے ہیں مگر ان کی نظر میں وہ مفضی الی المفاسد ہوتے ہیں اور دوسرے نہیں سمجھتے ۱۲

اختلاف القراءات [illegible]

البصائر [illegible] النحو [illegible]

تقدیر المعطوف علیہ ای لنبلغ [illegible] قولہ فی اعراض خیال [illegible] ۱۲

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ

اور ان لوگوں نے قسموں میں بڑا زور لگا کر اللہ کی قسم کھائی کہ اگر ان کے پاس کوئی نشان آجاوے تو وہ ضرور ہی اس پر ایمان لے آویں گے۔ آپ کہہ دیجئے کہ نشانات سب خدا تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں اور تم کو اس کی کیا خبر

اَنَّهَآ اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖٓ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ

کہ وہ نشان جس وقت آجاویں گے یہ لوگ جب بھی ایمان نہ لاویں گے اور ہم بھی ان کے دلوں کو اور ان کی نگاہوں کو پھیر دیں گے جیسا یہ لوگ اس پر پہلی دفعہ ایمان نہیں لائے اور ہم ان کو ان کی سرکشی میں حیران رہنے دیں گے

طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ

اور اگر ہم ان کے پاس فرشتوں کو بھیج دیتے اور ان سے مردے باتیں کرنے لگتے اور ہم تمام موجودات کو ان کے پاس ان کی آنکھوں کے

قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ۝

روبرو لا کر جمع کر دیتے تب بھی یہ لوگ ہرگز ایمان نہ لاتے ہاں اگر خدا ہی چاہے تو دوسری بات ہے لیکن ان میں زیادہ لوگ جہالت کی باتیں کرتے ہیں۔

اور دشنام مت دو ان (معبودان باطلہ) کو جن کی یہ (مشرک لوگ خدا کی توحید کو چھوڑ کر) عبادت کرتے ہیں کیونکہ (تمہارے ایسا کرنے سے) پھر وہ براہ جہل حد سے گزر کر (غصہ میں آکر) اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کریں گے (اور اسکا تعجب نہ کیا جاوے کہ ایسی گستاخی کرنے والوں کو ساتھ کے ساتھ سزا کیوں نہیں مل جاتی کیونکہ) ہم نے (دنیا میں تو) اسی طرح (جیسا ہو رہا ہے) ہر طریقہ والوں کو ان کا عمل (بھلا ہو یا برا ہو) مرغوب بنا رکھا ہے (یعنی ایسے اسباب جمع ہو جاتے ہیں کہ ہر ایک کو اپنا طریقہ پسند ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ عالم اصل میں ابتلا کا ہے پس یہاں سزا ضرور نہیں) پھر (البتہ اپنے وقت پر) اپنے رب ہی کے پاس ان کو جانا ہے سو (اس وقت) وہ ان کو جتلا دیگا جو کچھ بھی وہ (دنیا میں) کیا کرتے تھے (اور مجرمین کو سزا دیدیگا) ف بتوں کو برا کہنا فی نفسہ امر مباح ہے مگر جب وہ ذریعہ بن جاوے ایک امر حرام یعنی گستاخی بجناب باری تعالیٰ کا وہ بھی منہی عنہ اور قبیح ہو جاویگا اس سے ایک قاعدہ شرعیہ ثابت ہوا کہ مباح جب حرام کا سبب بنجاوے وہ حرام ہو جاتا ہے اور ہر چند کہ اوپر یا دوسری آیات میں جو مضامین اثبات توحید و رسالت و ابطال شرک و کفر کے مذکور ہیں بعض اوقات انپر بھی کفار گستاخی بجناب باری جل شانہ و تکذیب حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات کہا کرتے (چنانچہ مقامات متعددہ میں منقول ہیں) لیکن ان مضامین کا بیان کرنا ممنوع نہیں ہوا وجہ فرق یہ کہ ان مضامین کا ظاہر کرنا واجب اور مطلوب عند الشرع تھا ایسے امر پر اگر کچھ مفاسد مرتب ہو جاویں تو اس امر کو ترک نہ کیا جاویگا یہ دوسرا قاعدہ ثابت ہوا اور دشنام بتاں امر مباح تھا واجب مطلوب عند الشرع نہ تھا ایسے امر پر جب مفاسد مرتب ہونے لگے اس کو ترک کر دیا جاوے گا یہی فرق ہے دونوں امروں میں یہ دونوں فقہی قاعدے علم عظیم ہے بیشمار فروع کا حکم اور فیصلہ اس سے معلوم ہوتا ہے روح المعانی میں ابو منصور سے یہی فرق ایک سوال کے جواب میں جو ان سے پوچھا گیا تھا نقل کیا ہے اور ابن سیرین سے بھی اس کی تائید نقل کی ہے۔ اور قرآن مجید کی بعض آیات میں جو معبودان باطلہ کی تحقیر مذکور ہے وہ بقصد سب و شتم نہیں بلکہ مناظرہ میں بطور تحقیق مطلوب و استدلال والزام خصم کے ہے جو مناظرات میں مستعمل ہے اور قرائن سے مخاطب کو فرق معلوم ہو جاتا ہے کہ تحقیق مقصود ہے یا تحقیر اول جائز دوسرا ناجائز فقط ربط اوپر آیات منزلہ سے مشرکین کا منتفع نہ ہونا مذکور تھا چنانچہ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ میں ان آیات کا اور اس کے بعد ان کا اپنے شرک پر قائم رہنے کا بیان ہے آگے مشرکین کا براہ عناد فرمائشی آیات کی درخواست کرنیکا مع جواب ذکر ہے جس کا قصہ ابن جریر نے محمد قرظی سے اس طرح نقل کیا ہے کہ قریش سے آپ نے دعوت اسلام کے متعلق گفتگو کی وہ بولے آپ انبیاء سابقین کے ایسے معجزات کا بیان کرتے ہیں ایسا ہی کوئی معجزہ آپ بھی ظاہر کیجئے آپ نے تعین معجزہ کی بابت پوچھی انہوں نے کہا کہ کوہ صفا کو سونا کر دیجئے آپ نے پوچھا اگر تم یہ ہو جاوے تو اتباع کرو گے وہ قسمیں کھانے لگے کہ ہاں کریں گے آپ دعا کے واسطے کھڑے ہو گئے حضرت جبریل علیہ السلام وحی لیکر آئے کہ آپ چاہیں تو پہاڑ سونا ہو جاوے لیکن اگر یہ ایمان نہ لائے تو ہم انپر عذاب نازل کریں گے اب چاہے اسکو قبول کیجئے اور چاہے یونہی رہنے دیجئے جس کی قسمت میں ایمان ہے وہ (بقیہ معجزات کو کافی سمجھ کر) ایمان لے آدیگا آپ نے فرمایا تو پھر یونہی رہنے دیا جاوے اسپر یہ آیت یجہلون تک نازل ہوئی کذا فی الروح

جواب اقتراح آیات وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ (الی قولہ) وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ۝ اور ان (منکر) لوگوں نے قسموں

ملحقات الترجمۃ سطر ١ قولہ بعد عدد [illegible] القوم [illegible] سطر ٢ قولہ [illegible] الی [illegible] نزل العذاب [illegible] **اللغات** [illegible] والغایۃ فی [illegible] النحو [illegible] قال البیضاوی [illegible] (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

مسائل السلوک

قولہ تعالی واقسموا باللہ جہد ایمانہم الخ فی الروح باب الاشارۃ ای انہم طلبوا خوارق العادات واعرضوا عن الحجج البینات احتجاجاً بالحس المحسوس قل انما الآیات عند اللہ فیاتی بہا حسبما تقتضیہ الحکمۃ لم وفی قولہ تعالی ولو اننا نزلنا الی قولہ ما کانوا لیؤمنوا دلالۃ علی عدم لزوم النفع لمعاینۃ الخوارق فطلبہا لیس طریقا للہدایۃ و انما طریقہا اتباع البینات

۳ ع ۱۰ ۱۹

ترجمہ

قولہ تعالی واقسموا باللہ مع قولہ ولو اننا الی قولہ ما کانوا لیؤمنوا مجموعہ میں دلالت ہے کہ خوارق کے معائنہ سے نفع لازم نہیں پس ان کا طلب کرنا ہدایت کا طریق نہیں بلکہ اس کا طریق بینات کا اتباع ہے اس تشنیع میں ہیں کرامات کا تتبع کرے بلکہ اس کے کمال علم و عمل کی تحقیق کے بعد اس کا اتباع کرے

ہیں بڑا زور لگا کر اللہ کی قسم کھائی کہ اگر ان کے (یعنی ہمارے) پاس (انکی یعنی فرمائشی نشانوں میں سے) کوئی نشان (ظاہر ہو کر) آجاوے تو وہ (یعنی ہم) ضرور ہی اس (نشان) پر ایمان لے آویں گے (یعنی نشان ظاہر کرنیوالے کی نبوت کو مان لیں گے) آپ (جواب میں) کہدیجئے کہ نشان سب خدا تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں (وہ ان میں جسطرح چاہے تصرف فرمادے دوسرے کو دخل دینا اور فرمائش کرنا بیجا ہے کیونکہ اللہ کے سوا معلوم نہیں کہ کس کا ظاہر ہونا حکمت ہے اور کس کا ظاہر نہ ہونا حکمت ہے البتہ لبعثت رسل کیواسطے مطلقاً کسی نشان کو ظاہر کردینا اس میں حکمت یقینی ہے سو اللہ تعالیٰ بہت سے نشان صدق دعوئے رسالت محمدیہ پر ظاہر فرما چکے ہیں جو کہ دلالت کے لیئے کافی ہیں پس یہ ان کی فرمائش کا جواب ہوگیا) اور چونکہ مسلمانوں کے دل میں خیال تھا کہ خوب ہو اگر یہ نشان ظاہر ہوجاویں تو شائد ایمان لے آویں ان کو خطاب فرماتے ہیں کہ تمکو اس کی کیا خبر (بلکہ ہمکو خبر ہے) کہ وہ (فرمائشی) نشان جسوقت (ظہور میں) آجاوینگے یہ لوگ (غایت عناد سے) جب بھی ایمان نہ لاوینگے اور (ان کے ایمان نہ لانے کیوجہ سے) ہم بھی انکے دلونکو (حق طلبی کے قصد سے) اور ان کی نگاہوں کو (حق بینی کی نظر سے) پھیر دیں گے (آخر انکا یہ ایمان نہ لانا ایسا ہے) جیسا یہ لوگ اس (قرآن) پر (کہ معجزہ عظیمہ ہے) پہلی دفعہ (جبکہ وہ آیا) ایمان نہیں لائے (تو اب ایمان نہ لانے کو بعید مت سمجھو) اور تقلیب ابصار کا مطلب ظاہری تقلیب نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ ہم ان کو ان کی سرکشی (وکفر) میں حیران (وسرگرداں) رہنے دیں گے (ایمان کی توفیق نہ ہوگی یہ معنوی تقلیب ہے اور ان کے عناد کی تو یہ کیفیت ہے کہ اگر ہم (ایک فرمائشی نشان کیا کئی کئی اور بڑے بڑے فرمائشی نشان بھی ظاہر کردیتے مثلاً یہ کہ انکے پاس فرشتوں کو بھیجدیتے (جیسا وہ کہتے ہیں لولا انزل علینا الملٰئکۃ) اور ان سے مردے (زندہ ہوکر) باتیں کرنے لگتے (جیسا وہ کہتے ہیں فاتوا بآبائنا) اور (یہ تو صرف اتنا ہی کہتے ہیں تاتی باللہ والملٰئکۃ قبیلا ہم اسی پر اکتفا نہ کرتے بلکہ تمام موجودات (غیبیہ کو (جیسے جنت و دوزخ سب ہی کچھ آگیا) ان کے پاس ان کی آنکھوں کے روبرو لاکر جمع کردیتے (کہ سب کو کھلم کھلا دیکھ لیتے) تب بھی یہ لوگ ہرگز ایمان نہ لاتے ہاں مگر خدا ہی چاہے (اور ان کی تقدیر بدل دے) تو اور بات ہے (پس جب ان کے عناد و شرارت کی یہ کیفیت ہے اور خود بھی وہ اس کو جانتے ہیں کہ ہماری نیت اس وقت بھی ایمان لانے کی نہیں تو اس کا مقتضا یہ تھا کہ نشانوں کی فرمائش نہ کرتے کہ محض بیکار ہے) لیکن ان میں زیادہ لوگ جہالت کی باتیں کرتے ہیں (کہ ایمان لانے کا تو قصد نہیں پھر خواہ مخواہ کی فرمائشیں کہ جہالت ہونا اسکا ظاہر ہے) ف لیؤمنن بہا میں کفار کے قول کی نقل ہے اور انما الآیات عند اللہ میں انکا جواب ہے اور ومایشعرکم سے آخر تک مسلمانونکو فہمائش اور خطاب ہے جواب کا حاصل تقریر ترجمہ سے ظاہر ہے توضیح اس کی یہ ہے کہ رسول مدعی نبوت ہے اور آیات خارقہ اس دعویٰ کی دلیل ہے اور مدعی کے ذمہ حسب قضیہ عقلیہ مطلق دلیل کا قائم کرنا ضروری ہے تعیین کسی خاص دلیل کی ضروری نہیں اس لیئے ان منکرین کو آیات جدیدہ کے طلب کا کوئی حق حاصل نہ تھا ہاں دلائل قائم کردہ پر جرح و قدح کریں تو اس کا جواب اصالۃً یا نیابۃً مدعی کے ذمہ ہے جسکے لیئے ہر مدعی حقانیت اسلام اب بھی آمادہ ہے اس کی ایسی مثال ہے کہ عدالت میں کسی نے ہزار روپیہ کا دعویٰ کسی شخص پر کیا اور معتبر گواہ دو یا چار پیش کئے مدعیٰ علیہ کو یہ تو اجازت ہوگی کہ ان گواہوں کا مجروح ہونا ثابت کرے اور مدعی سے اس کا جواب طلب کیا جاویگا۔ لیکن یہ اختیار نہیں دیا جائیگا کہ باوجود ان گواہوں میں کسی خرابی کے ثابت نہ کرسکنے کے یوں کہے کہ ہیں تو فلاں فلاں اشخاص کی گواہی کو حجت سمجھونگا ان موجودہ گواہوں کو میں نہیں مانتا حاکم عدالت ہرگز اس بیہودہ عذر کو سماعت نہ کریگا اور مدعی کو ڈگری دیدیگا اور

(بقیہ صفحہ ۱۱۹) انہا اذا جاءت یجحدون بعد کرا توجیہین ساءلہا ان الاستفہام للانکار ای لا یشعرکم شیء بانہا اذا جاءت لایؤمنون فلذلک تتمنون ذلک منہم بل کان لایجی بہا وانشاء ان مفعول الاشعار محذوف ای مایشعرکم مایکون منہم وان من نجات لعل ای لعلہم اذا جاءتہم لایؤمنون درج لعل للاشتغاق یعنی ینبغی ان تتوقعوا عدم ایمانہم بل یکون الخطاب عندکم ذلک فلا تتمنوا ماہ فی ملء روح والحسن ارجع الاستفہام للانکار وکذا معنیان لم ولا ونا شانی ہوالمراد لا الاول والامکان الظاہر یومنون اوام تمنون انہما اذا جاءت یومنون وفیہ اقامۃ العذر للمؤمنین فی عیبتہم فی ذلک لانہ بتتغیر فطر قوا جارت الجع الی الآیات او الآیۃ وکل صحیح ۱۲ **البلاغۃ قولہ** اذا جاءت استعمال اذا دون ان بما یستقبل الزیادۃ عن التشنیع علیہم کما فی الروح ۱۲ **اختلاف القراءۃ** فی قراءۃ بالکسر قال وما یشعرکم مایکون منہم ثم اخبر بما علم منہم وفی قراءۃ لاتؤمنون بالتاء وفتح الہمزۃ خطاب للمشرکین علی طریقۃ الالتفات والمعنی من عدم ایمانکم یقینی ولذا ولکم ولابا ربہ نفی علمہم لانہم کانوا عالمین لعنادہم ان یبالوا علی یبس لکن یکون عدم ایمانہم یقینیا ان یکون عدم اشعارہم کنایۃ عن علم اللہ تعالیٰ ویکون الشیء معلوما للہ تعالیٰ کنایۃ عن کونہ یقینیا فحمل المعنی من عدم ایمانکم یقینی فافہم ویمکن ان یکون الخطاب علی ہذہ القراءۃ فی یشعرکم مومنین وفی تومنون للمشرکین کما فی قولہ تعالیٰ ولو اراکہم کثیرا لفشلتم من تلوین الخطاب من مخاطب الی آخر ۱۲۔

(حواشی متعلقہ صفحہ ہذا) الملحقات الترجمۃ ۱ **قولہ** فی مایشعرکم مسلمانوں کے دل میں کما فی الدر المنثور اخرج ابو الشیخ عن ابن عباس مایشعرکم یا معشر المسلمین ۱۲ ۲ **قولہ** فی نقلب اور ان کی اشارۃ الی کون نقلب معطوفا علی لا یومنون وسببا عنہ ۱۲ ۳ **قولہ** فی کما لم یومنوا اولا ان ما بہ اشارۃ الی ان الکاف فی موضع نعت مصدر منصوب بلا یومنون ای لا یومنون بل یکفرون کفرا کما کفرہم وتوسیط التقلیب لانہ من تتمات عدم ایمانہم ۱۲ ۴ **قولہ** فی ہذہ وہم مراد ہیں نقلب وعطف علی عطف نقلب علیہ ۱۲ ۵ **قولہ** فی الایمان مگر اشارۃ الی ان الاستثناء منقطع ای لکن ان یشاء اللہ آمنوا وجوز ان یکون متصلا ۱۲ ۶ **قولہ** فی یجہلون کہ ایمان نہ یکوا العلم او ہذا التفسیر لغوی وفائدۃ للاکثر من سبق العلم الازلی باشقاء البعض ۱۲ ع لان کلمۃ ان لا یدل علی القطع والتحقیق فالمعنے انہم لا یومنون ولو انا حیی الآیات مقطوعا بہ ۱۲

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِينَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوحِي بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ

اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن بہت سے شیطان پیدا کئے تھے کچھ آدمی اور کچھ جن جن میں سے بعضے دوسرے بعضوں کو چکنی چپڑی باتوں کا

الْقَوْلِ غُرُورًا ۚ وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ ۝ وَلِتَصْغٰى اِلَيْهِ اَفْئِدَةُ

وسوسہ ڈالتے رہتے تھے تاکہ ان کو دھوکہ میں ڈالدیں۔ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو یہ ایسے کام نہ کرسکتے سو ان لوگوں کو اور جو کچھ یہ افترا پردازی کررہے ہیں اسکو آپ رہنے دیجئے اور تاکہ اسکی طرف

الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْاٰخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوا مَا هُمْ مُقْتَرِفُونَ ۝

ان لوگوں کے قلوب مائل ہوجاویں جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے اور تاکہ اس کو پسند کرلیں اور تاکہ مرتکب ہوجاویں ان امور کے جن کے وہ مرتکب ہوتے تھے۔

مدعا علیہ بک بک لگایا کرے اس کا گھر بار سب نذر ضبطی میں نیلام کرلیا جاوے گا اس تقریر سے اتنا تو ثابت ہوگیا کہ معجزات جدیدہ کی ضرورت نہ تھی اب یہ کہ اگر ہوجاتا تو کیا ضرر تھا سو اس ضرر کا بیان دوسری آیات میں ہے چنانچہ اسی سورہ کے شروع آیت وَقَالُوا لَوْلَا اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ کی تفسیر میں گذر چکا ہے اور اسی ضرر کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حق تعالیٰ کے پوچھنے پر اسی عدم نزول آیات مقترحہ کی شق کو اختیار فرمایا جیسا کہ تمہید میں مذکور ہوا۔ و نقلب الخ سے یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ اللہ تعالیٰ ہی نے ان کو خراب کردیا پھر مواخذہ والزام کیا۔ اس کا جواب چند مواقع پر گذر چکا چنانچہ اجمالاً یہاں بھی قبل ترجمہ و نقلب کے اشارہ کردیا گیا ہے اس عبارت سے "ان کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے" پس اس تقلیب کا سبب ان کا اعراض ہے یہ نہیں کہ ان کے قلوب وافئدہ حق کی طرف پہلے سے متوجہ ہوں اور پھر تقلیب واقع ہوجاتا ہو کلا بلکہ توجہ کیا تھا تو یہ وعدہ ہے وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا الآیۃ خوب سمجھ لو وللہ الحمد اور لفظ اکثر اسلئے بڑھایا کہ علم الٰہی میں بعضے لوگ ایمان لانے والے تھے۔ ربط اوپر کی آیات میں کفار کے عناد و عداوت کا ذکر تھا جو کہ مبنی ہے اقوال و افعال مذکورہ کا آگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کیجاتی ہے کہ ایسی عداوت اور انبیاء سے بھی ہوتی رہی ہے اور اسپر ایسے ہی آثار مرتب ہوا کئے ہیں **تسلیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم در باب عداوت کفار و آثار آں** وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا (الی قولہ) مَا هُمْ مُقْتَرِفُونَ ۝ اور (یہ لوگ جو آپ سے عداوت کرتے ہیں یہ کوئی نئی بات آپ ہی کے لئے نہیں ہوئی بلکہ جس طرح یہ آپ سے عداوت رکھتے ہیں) اسیطرح ہم نے ہر نبی کے دشمن بہت سے شیطان پیدا کئے تھے کچھ آدمی (جن سے اصل معاملہ تھا) اور کچھ جن (ابلیس اور اسکی اولاد) جن میں سے بعضے (یعنی ابلیس اور اسکا لشکر) دوسرے بعضوں کو (یعنی کافر آدمیوں کو) چکنی چپڑی باتوں کا وسوسہ ڈالتے رہتے تھے تاکہ انکو دھوکہ میں ڈالدیں (مراد ان سے کفر و مخالفت کی باتیں ہیں کہ ظاہر میں نفس کو بھلی معلوم ہوتی تھیں اور باطن میں مہلک تھیں۔ اور یہی دھوکہ ہے جب یہ کوئی نئی بات نہیں تو اس کا غم نہ کیجئے کہ آپکے ساتھ یہ لوگ ایسے معاملات کیوں کرتے ہیں اصل یہ ہے کہ اس میں بعضی حکمتیں ہیں اس وجہ سے ان کو ایسے امور پر قدرت بھی ہوگئی ہے) اور اگر اللہ تعالیٰ (یہ) چاہتا (کہ یہ لوگ ایسے امور پر قادر نہ ہوں) تو (پھر) یہ ایسے کام نہ کرسکتے (مگر بعض حکمتوں سے ان کو قدرت دیدی ہے) سو (جب اس میں حکمتیں ہیں تو) ان لوگوں کو اور جو کچھ یہ (دین کے بارہ میں) افترا پردازی کررہے ہیں (جیسے انکار نبوت جسپر عداوت مرتب ہے) اسکو آپ رہنے دیجئے (اس کی فکر و غم میں نہ پڑیئے ہم خود متعین وقت پر مناسب سزا دیں گے کہ ان حکمتوں میں سے ایک یہ بھی ہے) اور (وہ شیاطین ان کافر آدمیوں کو اس لئے وسوسے ڈالتے تھے) تاکہ اس (زیب آمیز بات) کی طرف ان لوگوں کے قلوب مائل ہوجاویں جو آخرت پر (جیسا چاہیئے) یقین نہیں رکھتے (مراد کافر لوگ ہیں اگرچہ اہل کتاب ہوں کیونکہ جیسا چاہیئے انکو بھی یقین نہیں ورنہ انکار نبوت پر جسپر قیامت میں سزا ہوگی کبھی جرأت نہ کرتے) اور تاکہ (میلان نفسانی کے بعد) اسکو (اعتقاد قلبی سے بھی) پسند کرلیں اور تاکہ (اعتقاد کے بعد) مرتکب (بھی) ہوجاویں

اللغات الوحی اصلہ الاشارۃ السریعۃ وذالک یکون بالکلام علی سبیل الرمز وقد یکون بصوت مجرد عن الترکیب وباشارۃ ببعض الجوارح وبالکتابۃ وبالالقاء والوسوسۃ الیٰ الزخرف اصلہ الزینۃ المزوقۃ وقد یجیٔ بالباطل الصغو والصغی ما دیا روبابا المیلان ۱۲ **النحو** شیاطین بدل کلمۃ او یوحی صفۃ عدوا وجمع رجوع ضمیر الجمع نظرا الی الجنس غرورا مفعول لہ وکذا التصغی وبابعدہ

جملۃ لو شاء معترضۃ وما فیہ بتصغی کفروا الفقر شرط النصب اذا الغرور فعل الموحی ومن الصغی فعل الموحی الیہ وهم والصغو فعل الموحی الیہ ۱۲ **ملحقات الترجمۃ** ۱ قولہ فی جماعۃ ابدا ما لجن کی تحقیق الاجمعین مرضی ۱۲ ۲ قولہ فی الانس کچھ آدمی۔ اشارۃ الی ان الاضافۃ بمعنی من البیانیۃ ۱۲ ۳ قولہ فی ما فعلوہ یہ لوگ اشارۃ الی ان الضمیر للمذکورین باعتبار المعنی وذالک ما تقدم ۱۲

اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ۭ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ

تو کیا اللہ کے سوا کسی اور فیصلہ کرنیوالے کو تلاش کروں حالانکہ وہ ایسا ہے کہ اس نے ایک کتاب کامل تمہارے پاس بھیجدی ہے اسکی حالت یہ ہے کہ اس کے مضامین خوب صاف صاف بیان کئے گئے ہیں

مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ۭ لَا

اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس بات کو یقین کے ساتھ جانتے ہیں کہ یہ آپ کے رب کیطرف سے واقعیت کیساتھ بھیجا گیا ہے سو آپ شبہ کرنیوالوں میں نہوں۔ اور آپ کے رب کا کلام واقعیت اور

مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ

اعتدال کے اعتبار سے کامل ہے۔ اسکے کلام کا کوئی بدلنے والا نہیں اور وہ خوب سن رہے ہیں خوب جان رہے ہیں اور دنیا میں زیادہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر آپ انکا کہنا ماننے لگیں تو وہ آپ کو اللہ کی راہ سے بے راہ

اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ۝ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝

کردیں۔ وہ محض بے اصل خیالات پر چلتے ہیں اور بالکل قیاسی باتیں کرتے ہیں بالیقین آپکا رب ان کو خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بیراہ ہوجاتا ہے اور وہ ان کو بھی خوب جانتا ہے جو اس کی راہ پر چلتے ہیں

ان امور کے جن کے وہ مرتکب ہوتے تھے **ف** یہاں شیطان سے مجازاً عام مراد لیا گیا بقرینہ تقسیم کے اور اس سے یہ لازم نہیں کہ ہر جگہ حقیقی معنی چھوڑ دیئے جاویں بلکہ اس مجازی معنی کی تقسیم میں خود حقیقت کا اثبات ہے کہ ایک قسم شیطان کی جن کو بتلایا ہے پس اس مجاز سے انکار وجود جن کی گنجائش حاصل نہ ہوئی اور یہاں وسوسہ پر چونکہ موسوس الیہ میں میلان اور پھر عزم پھر فعل مرتب ہو لیا اسلئے اس انفعال بالوسوسہ پر مذمت کی گئی بلکہ صرف مرتبہ عزم بھی ذم کے لئے کافی ہے ورنہ نرا وسوسہ مضر نہیں گو مومن کے حق میں بوجہ عزم غرور و اضلال وہ بھی گناہ ہے۔ اور چونکہ منہیات سے بچنے میں خوف عذاب آخرت کو زیادہ دخل ہے اسلئے اس کی تخصیص کی گئی کیونکہ اگر کوئی خدا کا قائل ہو مگر آخرت کا منکر ہو تو گناہ سے بچنا مستبعد ہے ربط اوپر ثابت کیا گیا ہے کہ نبوت پر جدید دلائل قائم کرنے کی ضرورت نہیں آگے اس دلیل کو بتلاتے ہیں جو کہ اس بارہ میں کافی وافی ہے یعنی قرآن معجز اور اس کے ماننے نہ ماننے والوں کی حالت کا بیان فرماتے ہیں **دلالت قرآن بر نبوت و بیان حال مصدقین و مکذبین** اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا الی قوله وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝ (آپ کہدیجئے کہ میرے تمہارے درمیان میں جو مقدمہ رسالت میں اختلاف ہے کہ میں حکم سرکاری اس کا مدعی ہوں اور تم منکر اور یہ مقدمہ اجلاس احکم الحاکمین سے میرے حق میں اس طرح طے اور فیصل ہو چکا ہے کہ میرے اس دعوے پر کافی ثبوت اور دلیل یعنی قرآن معجز نبوت قائم فرما دیا ہے اور تم پھر بھی نہیں مانتے تو کیا (تم یہ چاہتے ہو کہ اس خدائی فیصلہ کو کافی نہ قرار دوں اور) اللہ کے سوا کسی اور فیصلہ کرنیوالے کو تلاش کروں حالانکہ وہ ایسا (کامل فیصلہ کر چکا) ہے کہ اس نے ایک کتاب (جو اپنے اعجاز میں) کامل (ہے) تمہارے پاس بھیجدی ہے (جو اپنے اعجاز کی وجہ سے دلالۃ علی النبوۃ میں کافی ہے پس اس کے دو کمال تو یہ ہیں اعجاز و تنزیل من اللہ اور اسکے علاوہ اور وجوہ سے بھی کامل اور اس سے جو اور مقاصد ہدایت و تعلیم کے متعلق ہیں ان کیلئے کافی ہے چنانچہ اسکی (ایک یعنی تیسری) حالت (کمال کی) یہ ہے کہ اس کے مضامین (جو دین کے باب میں اہم ہیں) خوب صاف صاف بیان کئے گئے ہیں اور (چوتھا وصف کمال اسکا یہ ہے کہ کتب سابقہ میں اس کی خبر دی گئی تھی جو علامت ہے اس کے مہتم بالشان ہونے کی چنانچہ) جن لوگوں کو ہم نے کتاب (یعنی توراۃ و انجیل) دی ہے وہ اس بات کو یقین کیساتھ جانتے ہیں کہ یہ (قرآن) آپ کے رب کیطرف سے واقعیت کیساتھ بھیجا گیا ہے (اس کو جانتے تو سب ہیں پھر جنہیں حق گوئی کی صفت تھی انہوں نے ظاہر بھی کردیا اور جو معاند تھے وہ ظاہر نہ کرتے تھے) سو آپ شبہ کرنیوالوں میں نہ ہوں اور (پانچواں وصف کمال اس کا یہ ہے کہ) آپ کے رب کا (یہ) کلام واقعیت اور اعتدال کے اعتبار سے (بھی) کامل ہے (یعنی علوم و عقائد میں واقعیت اور اعمال ظاہری اور باطنی میں اعتدال لئے ہوئے ہے اور چھٹا وصف کمال اس کا یہ ہے کہ) اسکے (اس) کلام کا کوئی بدلنے والا نہیں (یعنی کسی کی تحریف و تغیر سے اس کا اللہ حافظ ہے (وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ) اور (ایسی کامل دلیل پر بھی جو لوگ تکذیب قلبی و زبانی سے پیش آویں اور (یعنی اللہ تعالیٰ ان کے اقوال کو خوب

مسائل السلوک

قوله تعالی ان یتبعون الا الظن الخ المراد الظن الذی یستند الی مستند شرعی جمعا بین هذه الایة وبین دلائل صحة بعض الظن تدلت الایة علی عدم حجیة الکشف والالهام فی الاحکام لا سیما اذا جزم بهما وفی الروح فی باب الاشارة انما یتبعون لکونهم محجوبین فی مقام النفس بالاوهام و الخیالات الا الظن وان هم الا یخرصون بقیاس الغائب علی الشاهد ۱۲

ترجمہ

قوله تعالی ان یتبعون الا الظن الخ مراد اس ظن سے وہ ظن ہے جو کسی دلیل شرعی کی طرف مستند نہ ہو اس سے معلوم ہوا کہ باب احکام میں کشف و الہام حجت نہیں خاص کر ان کا جزم کرنا تو بالکل ہی باطل ہے ۱۲

ملحقات الترجمة ۱ قوله فی اول فحجازا اے اعتبار الاصطلاح الشرعی اما باعتبار اللغة فحقیقة ۱۲ ۲ قوله قبل الترجمة کہدیجئے کذا فی الروح ۳ قوله قبل التفسیر کافی نہ قرار اشارة الی التقدیر المحذوف عبارة الا اکتفی بکون اللہ حکما فابتغی غیره ویحتمل ان یقال ان الهمزة داخلة فی المعنی علی ابتغی والفاء للترتیب علی ما مر من الاقتراح ای اتقترحون فیه حتی تقولوا [illegible] من الکلام من تعبیر [illegible] فی لا اعلمکم ای من قبل ت ۱۲ ۴ قوله فی الکتب کامل کما قالوا فی مفتح البقرة ذلک الکتاب ۵ قوله فی کلام حملا علی الجنس بقرینة کما تعدده کما یقال کما فی الخازن قال الشعرانی [illegible] ۱۲

سن رہے ہیں (اور ان کے عقائد کو) خوب جان رہے ہیں (اپنے وقت پر ان کو کافی سزا دیں گے) اور (باوجود وضوح دلائل کے) دنیا میں زیادہ لوگ ایسے (منکر اور گمراہی) ہیں کہ اگر (بالفرض) آپ ان کا کہنا ماننے لگیں تو وہ آپ کو اللہ کی راہ (راست) سے بے راہ کر دیں (کیونکہ وہ خود گمراہ ہیں چنانچہ عقائد میں) وہ محض بے اصل خیالات پر چلتے ہیں اور (اقوال میں) بالکل قیاسی باتیں کرتے ہیں (اور ان کے مقابلہ میں بعضے بندگان خدا راہ پر بھی ہیں اور) بالیقین آپ کا رب ان کو (بھی) خوب جانتا ہے جو اس کی (بتلائی ہوئی) راہ (راست) سے بے راہ ہو جاتا ہے اور وہ (رب) ان کو بھی خوب جانتا ہے جو اس کی (بتلائی ہوئی) راہ پر چلتے ہیں (پس جیسی گمراہوں کو سزا ملے گی راہ والوں کو انعام و اکرام ہوگا) ف لا تکونن اور ان تطع میں جو اسناد فعل کی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی گئی ہے اس سے سنانا اوروں کو منظور ہے آپ کی طرف اسناد کرنے سے مبالغہ ہوگیا کہ جب آپ کو باوجود عدم احتمال امتراء و اطاعت ایسا کہا گیا تو دوسروں کی کیا ہستی ہے جیسا کہ ابتغی میں بھی ظاہراً اسناد آپ کی طرف ہے اور مقصود تبتغون ہے جس کا مبنی مناظرہ میں ملاطفت ہے جو کہ انفع فی الدعوت ہوتا ہے اور قرآن مجید کے بیان میں جو کمال کا بیان ہے وجہ ضبط یہ ہے کہ کمال کی دو قسم ہیں ذاتی و اضافی پھر ذاتی یا باعتبار کمال بلاغت کے ہے جس کی طرف الکتاب میں اشارہ ہے یا باعتبار احکام و مضامین کے ہے پھر اس میں دو درجہ ہیں ذوات و کمیت احکام کی جس پر مفصلاً دال ہے اور کیفیت و صفت احکام کی جو کہ صدقاً و عدلاً کا مدلول ہے اور اضافی یا باعتبار منزل بصیغہ اسم فاعل کے ہے جس کا ھو الذی انزل میں ذکر ہے اور یا باعتبار منزل بصیغہ اسم مفعول کے ہے پھر اس میں دو اعتبار ہیں ایک تائید کا کہ دوسری کتب منزلہ اس کی مؤید ہوں جو کہ یعلمون سے مفہوم ہے۔ دوسرا تفضیل کا کہ اس کو دوسری کتب منزلہ پر فضیلت ہو جو کہ لا مبدل میں مذکور ہے واللہ اعلم ربط اوپر وان تطع الخ میں اہل ضلال کے اتباع سے مطلقاً منع فرمایا تھا آگے باقتضائے ایک واقعہ کے ایک خاص امر میں اتباع کی تعیین منع فرماتے ہیں وہ خاص مذبوح و غیر مذبوح کی حلت و حرمت ہے اور وہ واقعہ یہ ہے کہ کفار نے مسلمانوں کو شبہ ڈالنا چاہا کہ اللہ کے مارے ہوئے جانور کو تو کھاتے نہیں اور اپنے مارے ہوئے یعنی ذبیحہ کو کھاتے ہو اخرجہ ابو داؤد والحاکم عن ابن عباس بعض مسلمانوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ شبہ نقل کیا اس پر یہ آیتیں لمشرکون تک نازل ہوئیں (رواہ ابو داؤد والترمذی عن ابن عباس کذا فی اللباب) حاصل جواب یہ ہے کہ تم مسلمان ہو اللہ کے احکام کا التزام کئے ہوئے ہو اور اللہ تعالیٰ نے حلال و حرام کی تفصیل بتلا دی ہے پس اسی پر چلتے رہو حلال پر حرام ہونے کا اور حرام پر حلال ہونے کا شبہ مت کرو اور مشرکین کے وساوس کی طرف التفات نہ کرو ان کو محض مجادلہ کرنا مقصود ہے فقط۔ اور تحقیق اس جواب کی یہ ہے کہ اصول کے اثبات کیلئے تو دلائل عقلیہ درکار ہیں اور بعد ثابت ہو جانے اصول کے اعمال اور فروع میں صرف دلائل نقلیہ کافی ہیں عقلیات کی ضرورت نہیں بلکہ بعض اوقات مضر ہے کہ ابواب شبہات مفتوح ہوتے ہیں کیونکہ فروع میں دلیل قطعی کی کوئی سبیل نہیں البتہ اگر کوئی طالب حق وجہ لمی شفائے قلب ہو اس کے روبرو اقناعیات و خطابیات کا تبرعاً پیش کر دینا مضائقہ نہیں لیکن جب یہ بھی نہ ہو بلکہ مجادلہ ہی ہو تو اپنے کام میں لگنا چاہیئے اور معترض کی طرف التفات نہ کرنا چاہیئے ہاں اگر معترض کسی فرع کا عقلی قطعی دلیل کے مخالف ہونا ثابت کرنا چاہے تو اس کا جواب بذمہ مدعی حق ہوگا مگر مشرکین کے شبہ میں اسکا احتمال ہی نہیں اسلئے اس جواب میں صرف مسلمانوں کو بقاعدہ مذکورہ بالا خطاب ہے کہ ایسے خرافات پر نظر مت کرو حق کے معتقد اور عامل رہو اسی بنا پر اس مقام میں مشرکین کے شبہ کا جواب صراحۃً مذکور نہ ہونا محل شبہ نہیں ہو سکتا مگر اس پر بھی اس کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے جہاں کلوا میں ذکر اسم اللہ علیہ اور لا تاکلوا میں لم یذکر اسم اللہ مذکور ہے اور یہ عادت سے اور دوسرے دلائل سے معلوم ہے کہ ذکر اسم اللہ ذبح کے وقت ہوگا اور لم یذکر اسم اللہ کی تحقیق کی دو صورتیں ہونگی عدم ذبح اور عدم ذکر عند الذبح پس حاصل جواب شبہ کا یہ ہوا کہ حلت کا مدار مجموعہ دو امر کا ہے ایک ذبح کہ بوجہ اخراج دم نجس کے مزیل نجاست ہے جو کہ مانع حلت تھی۔ دوسرے اللہ کا نام لینا کہ مفید برکت ہے جو کہ حیوانات دمویہ میں شرط حلت ہے اور حلت کیلئے تمام کے مانع کا عدم اور شرط کا وجود دونوں امر ضروری ہیں پس مجموعہ سے حلت ہوگی اور ایک جزو کے ارتفاع سے علت تامہ مرتفع ہوگی اسلئے مفید معلول کو نہ ہوگی آگے یہ فرع خفی ہے کہ ذکر اسم اللہ اگر حکماً ہو تو بھی بمنزلہ حقیقت کے قرار دیا گیا جیسا کہ ائمہ میں متروک التسمیہ میں کلام ہے اور جو حیوانات ماکولہ دموی نہیں ہیں یا جو اشیاء ماکولہ حیوان نہیں ہیں چونکہ وہ دم نجس سے خالی ہیں لہذا ممکن ہے کہ اس پر ان کی تطہیر کیلئے اس ادخال برکت کی ضرورت نہ ہو اور بدون اس شرط کے وہ حلال قرار دے گئے اس میں کوئی محذور نہیں لازم آتا خوب سمجھ لو۔

المختصرات: الترجمہ سلہ قولہ فی الظن یخرصون ہو مالیق بطلق العلم علی الجہل کذا فی المدارک ۱۲ سلہ قولہ فی یخرصون بالکل ای مایکون قیاسا فاسدا وخرج مایکون قیاسا صحیحا ومن تحری الفقیہ ۱۲

فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بِآيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿﴾ وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ

سو جس جانور پر اللہ کا نام لیا جاوے اس میں سے کھاؤ اگر تم اس کے احکام پر ایمان رکھتے ہو۔ اور تم کو کون امر اس کا باعث ہو سکتا ہے کہ تم ایسے جانور میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ نے

مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ ؕ وَإِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِأَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ

ان سب جانوروں کی تفصیل بتلا دی ہے جن کو تم پر حرام کیا ہے مگر وہ بھی جب تم کو سخت ضرورت پڑ جاوے تو حلال ہیں اور یہ یقینی بات ہے کہ بہت سے آدمی اپنے غلط خیالات پر بلا کسی سند کے گمراہ کرتے ہیں اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ

وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهٗ ؕ إِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْإِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ ﴿﴾ وَلَا تَأْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ

تعالیٰ حد سے نکلنے والوں کو خوب جانتا ہے اور تم ظاہری گناہ کو بھی چھوڑ دو اور باطنی گناہ کو بھی چھوڑ دو بلاشبہ جو لوگ گناہ کر رہے ہیں ان کو ان کے کئے کی عنقریب سزا ملے گی اور ایسے جانوروں میں سے مت کھاؤ جن پر اللہ کا نام

اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهٗ لَفِسْقٌ ؕ وَإِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ إِلٰٓى أَوْلِيٰٓئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَإِنْ أَطَعْتُمُوْهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ﴿﴾

نہ لیا گیا ہو اور بلاشبہ یہ گناہ کی بات ہے اور یقیناً شیاطین اپنے دوستوں کو تعلیم کر رہے ہیں تاکہ یہ تم سے جدال کریں اور اگر تم ان لوگوں کی اطاعت کرنے لگو تو یقیناً تم مشرک ہو جاؤ

نہی مومنین از التفات بشبہات مشرکین در احکام حلال و حرام

فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ (الی قوله) وَإِنْ أَطَعْتُمُوْهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ○ اور جب اوپر کفار کے اتباع کا مذموم ہونا معلوم ہو گیا سو جس (حلال) جانور پر (ذبح کے وقت) اللہ کا نام (بلا شرکت) لیا جاوے اس میں سے (بے تکلف) کھاؤ (اور اس کو مباح و حلال سمجھو) اگر تم اس کے احکام پر ایمان رکھتے ہو (کیونکہ حلال کو حرام جاننا خلاف ایمان ہے) اور تم کو کون امر (از قبیل عقیدہ) اس کا باعث ہو سکتا ہے کہ تم ایسے جانور میں سے نہ کھاؤ جس پر (ذبح کے وقت) اللہ کا نام (بلا شرکت) لیا گیا ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ نے (دوسری آیتوں میں) ان سب جانوروں کی تفصیل بتلا دی ہے جن کو تم پر حرام کیا ہے مگر وہ بھی جب تم کو سخت ضرورت پڑ جاوے تو حلال ہیں (اور اس تفصیل میں یہ ما ذکر اسم اللہ داخل نہیں پھر اس کے کھانے میں اعتقاداً کیوں انقباض ہو) اور (ان لوگوں کے شبہات کی طرف اصلاً التفات نہ کرو کیونکہ) یہ یقینی بات ہے کہ بہت سے آدمی (کہ ان ہی میں سے یہ بھی ہیں اپنے ساتھ دوسروں کو بھی) اپنے غلط خیالات (کی بناء) پر بلا کسی سند کے گمراہ کرتے (پھرتے) ہیں (لیکن آخر کہاں تک خیر منادیں گے) اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ حد (ایمان) سے نکل جانے والوں کو (جنمیں یہ بھی ہیں) خوب جانتا ہے (پس ایک بارگی سزا دیگا) اور تم ظاہری گناہ کو بھی چھوڑ دو اور باطنی گناہ کو بھی چھوڑ دو (مثلاً حلال کو حرام اعتقاد کرنا باطنی گناہ ہے جیسا کہ اس کا عکس بھی) بلاشبہ جو لوگ گناہ کر رہے ہیں ان کو ان کے کئے کی عنقریب (قیامت میں) سزا ملے گی اور ایسے جانوروں میں سے مت کھاؤ جن پر (بطریق مذکور) اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو (جیسا کہ مشرکین ایسے جانوروں کو کھاتے ہیں) اور بلاشبہ یہ (یعنی مالم یذکر اسم اللہ علیہ کا کھانا) گناہ کی بات ہے (غرض نہ ترک میں ان کا اتباع کرو اور نہ فعل میں) اور (ان لوگوں کے شبہات اس لئے قابل التفات نہیں کہ) یقیناً شیاطین (جن) اپنے (ان) دوستوں (اور پیروؤں کو دبے شبہات) تعلیم کر رہے ہیں تاکہ یہ تم سے (بیکار) جدال کریں (یعنی اول تو یہ شبہات نص کے خلاف دوسرے غرض محض جدال اس لئے قابل التفات نہیں) اور اگر تم (خدانخواستہ

مسائل السلوک

قوله تعالیٰ وما لکم ان لا تاکلوا الخ فی روح المعانی ذکر سبب نزول الآیة علی ما قاله الامام ابو منصور ان المسلمین کانوا یتحرجون من اکل الطیبات تقشفا وتزاهدا ففیه النهی عن الغلو فی الزهد کما علیه بعض الجهلة من الصوفیة

قوله تعالیٰ وذروا ظاهر الاثم وباطنه دل علی تحریم الاثم الی ما بالجوارح والقلب کما فی الروح عن الجبائی والمسئلة من الضروریات عند القوم

ترجمہ قوله تعالیٰ وما لکم ان لا تاکلوا الخ روح میں امام ابو منصور سے منقول ہے کہ بعضے مسلمان تقشف و زہد کے سبب بعض طیبات کو نہ کھاتے تھے اس پر آیت نازل ہوئی اھ اس میں ممانعت ہے غلو فی الزہد سے جیسے بعض جاہل صوفی کرتے ہیں

قوله تعالیٰ وذروا ظاهر الاثم وباطنه اس سے معلوم ہوا کہ گناہ جس طرح جوارح سے ہوتے ہیں اسی طرح بعضے گناہ قلب سے بھی ہوتے ہیں ۔۔۔

النحو۔ ما لکم ان لا تاکلوا ما استفهامية مبتدأ ولکم خبره وان لا تاکلوا منزوع منه الخافض اي اي شيء لکم في ان لا تاکلوا قوله الا ما اضطررتم ما موصولة فلا يستقيم جعل الاستثناء منقطعا اي لکن الذي اضطررتم اليه [illegible] حلال لکم [illegible] کذا في الروح [illegible] **البلاغة** [illegible] في الروح عن البعض [illegible] الا ما اضطررتم [illegible] فيه [illegible] والله تعالیٰ اعلم [illegible] **الفقه** قال بعضهم ان الشافعي [illegible] بجواز متروک التسمية [illegible] بما ذکر اسم غير الله عليه [illegible] وانه لفسق [illegible] اهل لغير الله به [illegible] والتحقيق [illegible] ١٢

ملحقات الترجمة ١ قوله في ابتداء الترجمة اور جب اتباع الی معنی الفاء ١٢ ٢ قوله في کلوا بے تکلف الی قوله حلال اشارة الی المقصود في الآية ليس ايجاب الاکل بل ايجاب اعتقاد المباح مباحا ١٢ ٣ قوله في نص دوسری آیتیں المراد به عندي ما في النحل فانها مکية نزلت قبل سورة الانعام کما في الاتقان فهم يشکل عليه قوله تعالیٰ في النحل وعلی الذين هادوا حرمنا ما قصصنا عليک من قبل المفسر بما في الانعام وعلی الذين هادوا حرمنا کل ذي ظفر الخ فانه يقتضي تقدم الانعام علی النحل في النزول فکيف يجتمع [illegible] والجواب [illegible] ان يکون تقدم النحل علی الانعام باعتبار اکثر الاجزاء لا کلها ويکون قوله تعالیٰ وعلی الذين هادوا [illegible] سورة الانعام [illegible] فافهم [illegible] آية المائدة فان المائدة مدنية کما هو المشهور ١٢ ٤ قوله في باطنه مثلا وهذا من المواهب ١٢

اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ

ایسا شخص جو کہ پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ بنا دیا اور ہم نے اس کو ایک ایسا نور دے دیا کہ وہ اس کو لئے ہوئے آدمیوں میں چلتا پھرتا ہے کیا ایسا شخص اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جس کی حالت یہ ہو کہ وہ تاریکیوں میں سے

مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ؕ وَ

نکلنے ہی نہیں پاتا اسی طرح کافروں کو ان کے اعمال مستحسن معلوم ہوا کرتے ہیں   اور اسی طرح ہم نے ہر بستی میں وہاں کے رئیسوں ہی کو جرائم کا مرتکب بنایا تاکہ وہ لوگ وہاں شرارتیں کیا کریں

مَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝ وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ

اور وہ لوگ اپنے ہی ساتھ شرارت کر رہے ہیں اور ان کو ذرا خبر نہیں   اور جب ان کو کوئی آیت پہنچتی ہے تو یوں کہتے ہیں کہ ہم ہرگز ایمان نہ لاویں گے جب تک کہ ہم کو بھی ایسی ہی چیز نہ دی جاوے جو اللہ

رُسُلُ اللّٰهِ ؔؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ شَدِيْدٌ

کے رسولوں کو دی جاتی ہے اس موقع کو تو خدا ہی خوب جانتا ہے جہاں جہاں اپنا پیغام بھیجتا ہے عنقریب ان لوگوں کو جنہوں نے یہ جرم کیا ہے خدا کے پاس پہنچ کر ذلت پہنچے گی اور سزائے سخت ان کی شرارتوں کے

بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ ۝ فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ

مقابلہ میں   سو جس شخص کو اللہ تعالیٰ رستہ پر ڈالنا چاہتے ہیں اس کے سینے کو اسلام کے لئے کشادہ کر دیتے ہیں اور جس کو بے راہ رکھنا چاہتے ہیں اس کے سینہ کو تنگ بہت تنگ کر دیتے ہیں

ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ ؕ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَهٰذَا صِرَاطُ

جیسے کوئی آسمان میں چڑھتا ہو   اسی طرح اللہ تعالیٰ ایمان نہ لانے والوں پر پھٹکار ڈالتا ہے   اور یہی تیرے رب کا

رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ۝ لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

سیدھا رستہ ہے۔ ہم نے نصیحت حاصل کرنے والوں کے واسطے ان آیتوں کو صاف صاف بیان کر دیا ان لوگوں کے واسطے ان کے رب کے پاس سلامتی کا گھر ہے اور اللہ ان سے محبت رکھتا ہے ان کے اعمال کی وجہ سے

ان لوگوں کی اطاعت (عقائد یا افعال میں) کرنے لگو تو یقیناً تم مشرک ہو جاؤ (کہ خدا کی تعلیم پر دوسرے کی تعلیم کو ترجیح دی جہاں برابر سمجھنا بھی شرک ہے یعنی ان کی اطاعت ایسی چیز ہے اس لئے اس کے مقدمات یعنی التفات سے بھی بچنا چاہیئے) **ف** مَا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ میں ذبح اختیاری اور ذبح اضطراری یعنی تیر و باز اور کتے کا شکار جبکہ اس کے چھوڑنے کے وقت بسم اللہ پڑھی جاوے اور ذکر حقیقی و ذکر حکمی سب داخل ہے پس امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک جس پر بسم اللہ سہواً ترک کر دی جاوے وہ حکماً ما ذکر اسم اللہ علیہ میں داخل ہے البتہ عمداً ترک کرنے سے امام صاحب کے نزدیک حرام ہوتا ہے **ربط** سرخی بالا سے اوپر آیات متفرقہ کا غیر ضروری ہونا ثابت کیا گیا ہے آیات قرآنیہ کا اثبات حق پر دلالت کرنے میں کافی ہونا اور اس کے ساتھ حق کی تصدیق اور تکذیب کرنے والوں کا حال مذکور ہوا تھا آگے اسی کی مزید توضیح ہے

بیان حال اہل حق و اہل باطل و کفایت قرآن در تعیین حق

اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ (الی قولہ) وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ ایسا شخص جو کہ پہلے مردہ (یعنی گمراہ) تھا پھر ہم نے اس کو زندہ (یعنی مسلمان) بنا دیا اور ہم نے اس کو ایک ایسا نور (یعنی ایمان) دے دیا کہ وہ اس کو لئے ہوئے آدمیوں میں چلتا پھرتا ہے (یعنی ہر وقت وہ اس کے ساتھ رہتا ہے جس سے وہ سب مضرتوں سے مثل گمراہی وغیرہ محفوظ و مامون و بے فکر پھرتا ہے) تو کیا ایسا شخص (بدحالی میں) اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جس کی حالت یہ ہو کہ وہ (گمراہی کی) تاریکیوں میں (گھرا ہوا) ہے (اور) ان سے نکلنے ہی نہیں پاتا (مراد یہ کہ مسلمان نہیں ہوا اور اس کا تعجب نہ کیا جاوے کہ کفر یہ باوجود اس کے ظلمت

النحو اومن كان عندي ان الواو للاستيناف فلا يقتضي تقدير المعطوف عليه مقدم عليها بهمزة الاستفهام للتنبيه الى انكار المماثلة كما تدل قوله تعالى افكلما جاءكم رسول بما لا تهوى انفسكم استكبرتم الآية **قوله** مثله في الظلمت الجار والمجرور خبر ليست مقدر وهو الجملة خبر مثله المبتدأ كما في الكشاف كمن صفته هذه وهي قوله في الظلمت بمعنى موتى الظلمت اه **قوله** اكابر مجرميها عندي من اكابر مفعول اول مجرميها مفعول ثان والمراد اكابرها مجرميها بقرينة المقام حذف المضاف اليه ايجازا ١٢

البلاغة قوله اومن كان ميتا الخ بينهما سؤالان الاول جعل المؤمن مشبها والكافر مشبها به [illegible]

كونه خبرا هو المقصود [illegible] الكافر [illegible] فضل المؤمن الثاني عن الظاهر في الطرف الآخرين يقال كمن كان [illegible] موتى الظلمت [illegible] والجواب عن الاول ان المقصود عدم كون المؤمن مثل الكافر [illegible] بل الكافر الذي سبق الكلام [illegible] وليس المقصود ما ذكره السائل والجواب عن الثاني ان الاحياء والجعل لما كانا [illegible] ذكر ظلمت في الطرف الآخر [illegible] ذكر عدم الاحياء [illegible] والايجاز من فنون البلاغة هذا عندي [illegible] **منه قوله** شديد بما كانوا يمكرون في الروح وحيث كان [illegible] **الخفقات الترجمة قوله** في [illegible] في الروح

مسائل السلوک

قوله تعالى ؛ ومن كان ميتا فاحيينه الخ فيه تسمية بمعرفة الطريق للحق نورا وهو دائر على لسان القوم قوله تعالى الله اعلم حيث يجعل رسالته في الروح المعنى ان منصب الرسالة ليس مما ينال بما يزعمونه من كثرة المال والولد وتعاضد الاسباب والجنود وانما ينال بفضائل نفسانية ونفس قدسية افاضها الله تعالى بمحض الكرم والجود على من كمل استعداده و نص بعضهم على انه تابع للاستعداد الذاتي وهو لا يستلزم الايجاب الذي يقوله الفلاسفة لانه سبحانه ان شاء اعطى ذلك وان شاء امسك وان استعد المحل وما في المواقف من انه لا يشترط في الاهلية الاستعداد الذاتي بل الله تعالى يختص برحمته من يشاء محمول على الاستعداد الذاتي الموجب نعم جرت عادة الله تعالى ان يبعث من كل قوم اشرفهم واطهرهم جبلة اه قلت ان اريد بالذاتي ما اودعه الله تعالى بلا واسطة سببا متقدما عليه فمسلم وان اريد به ما هو غير مجعول كما ذهب اليه صاحب الروح تحت قوله تعالى ولو اننا نزلنا اليهم الملئكة الآية فلا اقبله وان نسبه الى كثير من اهل الكشف وان ثبت عنهم يأول والا فيلزم عجزه عن خلق ما يخالف مقتضاه تعالى عن ذلك علوا كبيرا فهم ١٢

(بقیہ بر صفحہ آئندہ)

ہوتے سکے وہ کیوں قائم رہا وجہ یہ کہ جسطرح مومنین کو ان کا ایمان اچھا معلوم ہوتا ہے اسی طرح کافروں کو انکے اعمال (کفر وغیرہ) مستحسن معلوم ہوا کرتے ہیں (چنانچہ اسی وجہ سے یہ رؤسار کہ جو آپ سے مہمل فرمائشیں اور شبہات ومجادلات پیش کرتے رہتے ہیں اپنے کفر کو مستحسن ہی سمجھکر اس پر مصر ہیں) اور (یہ کوئی نئی بات نہیں جس طرح مکہ کے رؤساء ان جرائم کے مرتکب ہورہے ہیں اور ان کے اثر سے دوسرے لوگ شامل ہوجاتے ہیں اسی طرح ہم نے (پہلی امتوں میں بھی) ہر بستی میں وہاں کے رئیسوں ہی کو (اول) جرائم کا مرتکب بنایا (پھر ان کے اثر سے اور عوام بھی انمیں ملگئے) تاکہ وہ لوگ وہاں (انبیا کو ضرر پہنچانے کیلئے) شرارتیں کیا کریں (جن سے ان کا مستحق سزا ہونا خوب ثابت ہوجاوے) اور وہ لوگ (گو اپنے زعم میں دوسروں کو ضرر پہنچاتے ہیں لیکن واقع میں) اپنے ہی ساتھ شرارت کررہے ہیں (کیونکہ ان کا وبال تو ان ہی کو بھگتنا پڑیگا) اور (غایت جہل سے) انکو (اسکی) ذرا خبر نہیں اور (ان کفار مکہ کا جرم یہانتک بڑھ گیا ہے کہ) جب انکو کوئی آیت پہونچتی ہے تو (باوجود اسکے کہ وہ اپنے اعجاز کیوجہ سے دلالت علی النبوۃ میں کافی ہوتی ہے مگر یہ لوگ پھر بھی) یوں کہتے ہیں کہ ہم (ان نبی پر) ہرگز ایمان نہ لاویں گے جب تک کہ ہم کو بھی ایسی ہی چیز نہ دیجاوے جو اللہ کے رسولوں کو دی جاتی (یعنی وحی وخطاب یا صحیفہ وکتاب جس میں ہم کو آپ پر ایمان لانیکا حکم ہو اور اس قول کا جرم عظیم ہونا ظاہر ہے کہ تکذیب اور عناد اور استکبار اور گستاخی سب کا جامع ہے آگے اللہ تعالیٰ اس قول کو رد فرماتے ہیں کہ) اس موقع کو تو خدا ہی خوب جانتا ہے جہاں اپنا پیغام (وحی کے ذریعہ سے) بھیجتا ہے (کیا ہر کس وناکس اس شرف کے قابل ہوگیا۔ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ آگے اس جرم کی سزا کا بیان ہے کہ) عنقریب ان لوگوں کو جنہوں نے یہ جرم کیا ہے خدا کے پاس پہنچکر (یعنی آخرت میں) ذلت پہنچیگی (جیسا انہوں نے اپنے کو نبی کے مقابلہ میں عزت نبوت کا مستحق سمجھا تھا) اور سزائے سخت (ملیگی) انکی شرارتوں کے مقابلہ میں سو (اوپر جو مومن وکافر کا حال مذکور ہے اس سے یہ معلوم ہوا کہ) جس شخص کو اللہ تعالیٰ (نجات کے) رستہ پر ڈالنا چاہتے ہیں اسکے سینہ (یعنی قلب) کو اسلام (کو قبول کرنے) کیلئے کشادہ کردیتے ہیں (کہ اس کے قبول کرنے میں پس وپیش نہیں کرتا اور وہ نور مذکور یہی ہے) اور جسکو (تکوینا وتقدیراً) بیراہ رکھنا چاہتے ہیں اسکے سینہ (یعنی قلب) کو (اسلام کے قبول کرنے سے) تنگ (اور) بہت تنگ کردیتے ہیں (اور اسکو اسلام لانا ایسا مصیبت نظر آتا ہے جیسے کوئی (فرض کرو) آسمان میں چڑھنا چاہتا ہو (اور چڑھا نہیں جاتا اور جی تنگ ہوتا ہے اور مصیبت کا سامنا ہوتا ہے پس جیسا اس شخص سے چڑھا نہیں جاتا) اسی طرح اللہ تعالیٰ ایمان نہ لانیوالوں پر (چونکہ ان کے کفر اور شرارت کے سبب) پھٹکار ڈالتا ہے (اس لئے ان سے ایمان نہیں لایا جاتا) اور (اوپر جو اسلام کا ذکر ہے تو) یہی (اسلام) تیرے رب کا (بتلایا ہوا) سیدھا رستہ ہے (جسپر چلنے سے نجات ہوتی ہے جسکا ذکر یرد اللہ ان یہدیہ میں ہے اور اسی صراط مستقیم کی توضیح کے لئے) ہمنے نصیحت حاصل کرنیوالوں کیواسطے ان آیتوں کو صاف صاف بیان کردیا ہے (جس سے وہ اسکے اعجاز سے اسکی تصدیق کریں اور پھر اسکے مضامین پر عمل کرکے نجات حاصل کریں یہی تصدیق وعمل صراط مستقیم کا مل ہے بخلاف ان کے جنکو نصیحت حاصل کرنے کی فکر ہی نہیں ان کیواسطے نہ یہ کافی ہے نہ دوسرے دلائل کافی آگے ان ماننے والوں کی جزا کا ذکر ہے جیسا نہ ماننے کی سزا اوپر کی جملوں میں مذکور ہے پس ارشاد ہے کہ) ان لوگوں کیواسطے ان کے رب کے پاس (پہونچکر) سلامتی (یعنی امن وبقا) کا گھر (یعنی جنت) ہے اور اللہ ان سے محبت رکھتا ہے انکے اعمال (حسنہ) کیوجہ سے

لہ **ربط** اوپر کی آیات میں محققین ومبطلین کے احوال میں ہر ایک کی جزا وسزا کا بھی بیان کیا گیا ہے آگے اس کے وقوع کا وقت اور اسکی بعض کیفیات اور اس کے بعض متعلقات اور باختلاف عنوان اس کی تکریر اور تقریر مذکور ہے اور دونوں جگہ یعنی اوپر اور آگے سزائے مبطلین کا زیادہ اور جزائے محققین کا مختصر تذکرہ ہے۔

(بقیہ صفحہ ۱۲۵)

قولہ تعالیٰ فمن یرد اللہ ان یھدیہ الخ فیہ اثبات لبعض اقسام البسط و القبض وھما العقلیان وھما الاصل فی الباب کما اشار الیہ صلی اللہ علیہ و سلم حین قیل لہ کیف الشرح یا رسول اللہ، فقال نور یقذف فی الصدر فینشرح لہ وینفسح فقیل ھل لذلک من آیۃ یعرف بہا یا رسول اللہ فقال علیہ الصلوۃ و السلام الانابۃ الی دار الخلود والتجافی عن دار الغرور والاستعداد للموت قبل لقاء الموت

فقط

ترجمہ مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ او من کان میتاً الخ اس میں طریق حق کی معرفت کو نور فرمایا ہے اور یہ لقب قوم کی زبان پر دائر وسائر ہے

قولہ تعالیٰ اللہ اعلم حیث یجعل منصب رسالت کا مدار کثرت مال واولاد اور سامان دنیوی نہیں ہے بلکہ کمال استعداد ہے جس سے نفس قدسیہ پر [illegible] کا فیضان ہوجاتا ہے کذا فی الروح مختصرا اس میں دلالت ہوئی کہ استعداد فیضان بشرط عادی ہے ۞

قولہ تعالیٰ فمن یرد اللہ ان یھدیہ الخ اس میں اثبات ہے بسط وقبض کے بعض اقسام کا اور وہ قبض وبسط عقلی ہیں اور یہی دونوں باب سلوک میں اصل ہیں (اور بسط وقبض طبعی غیر معتد بہ ہیں) ۞ ۞ ۞

ملحقات الترجمہ ۱ **قولہ** فی کذلک زین جس طرح مومنین الخ کذا فی البیضاوی ۱۲ ۲ **قولہ** فی اکابر کے تحت اشارۃ الی وجہ تخصیص الاکابر بالذکر [illegible] الحکم ۳ **قولہ** فی لیمکروا فیہا وہاں کی [illegible] ۴ **قولہ** فی حتی نؤتی ہم کو بھی [illegible] اشارۃ الی دفع ایراد [illegible] [illegible] ۵ **قولہ** فی یرد اور جو کہ [illegible] ۱۲

۶ **قولہ** فی یشرح [illegible] ۷ **قولہ** فی حرجا بہت تنگ لان الحرج شدۃ الضیق [illegible] وصف بہ للمبالغۃ ۱۲ ۸ **قولہ** جیسے کہ مصیبت نظر آتا اشارۃ الی وجہ التشبیہ من الامتناع [illegible] علیہ فلا یلزم ان یکون ہذا الضلال [illegible] الاسلام [illegible] ۱۲ ۹ **قولہ** فی کذلک یجعل چڑھا نہیں جاتا اشارۃ الی وجہ الشبہ ہو عدم [illegible] لکونہ غیر لازم فی حق [illegible] ۱۲ ۱۰ **قولہ** فی الرجس پھٹکار کما فی الروح عن الزجاج ۱۲

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ۚ يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِنَ الْإِنْسِ ۖ وَقَالَ أَوْلِيَاؤُهُمْ مِنَ الْإِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ

اور جس روز اللہ تعالیٰ تمام خلائق کو جمع کریں گے، اے جماعت جنات کی تم نے انسانوں میں بڑا حصہ لیا۔ جو انسان ان کے ساتھ تعلق رکھنے والے تھے وہ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم میں ایک

بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَبَلَغْنَا أَجَلَنَا الَّذِي أَجَّلْتَ لَنَا ۚ قَالَ النَّارُ مَثْوَاكُمْ خَالِدِينَ فِيهَا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ ۗ إِنَّ رَبَّكَ

دوسرے سے فائدہ حاصل کرلیا تھا اور ہم اپنی اس معین میعاد تک آپہنچے جو آپ نے ہمارے لئے معین فرمائی اللہ تعالیٰ فرماویں گے کہ تم سب کا ٹھکانا دوزخ ہے جس میں ہمیشہ کو رہو گے ہاں اگر خدا ہی کو منظور ہو تو دوسری بات ہے

حَكِيمٌ عَلِيمٌ ۝ وَكَذَٰلِكَ نُوَلِّي بَعْضَ الظَّالِمِينَ بَعْضًا بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ

بیشک آپ کا رب بڑی حکمت والا اور بڑا علم والا ہے۔ اور اسی طرح ہم بعض کفار کو بعض کے قریب رکھیں گے ان کے اعمال کے سبب اے جماعت جنات اور انسانوں کی کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے

مِنْكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِي وَيُنْذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا ۚ قَالُوا شَهِدْنَا عَلَىٰ أَنْفُسِنَا ۖ وَغَرَّتْهُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا

پیغمبر نہیں آئے تھے جو تم سے میرے احکام بیان کیا کرتے تھے اور تم کو اس آج کے دن کی خبر دیا کرتے تھے۔ وہ سب عرض کریں گے کہ ہم اپنے اوپر اقرار کرتے ہیں اور ان کو دنیوی زندگانی نے

وَشَهِدُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ أَنَّهُمْ كَانُوا كَافِرِينَ ۝ ذَٰلِكَ أَنْ لَمْ يَكُنْ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَىٰ بِظُلْمٍ وَأَهْلُهَا

مغول میں ڈال رکھا ہے اور یہ لوگ مقر ہوں گے کہ وہ کافر تھے یہ اس وجہ سے ہے کہ آپ کا رب کسی بستی والوں کو کفر کے سبب ایسی حالت میں ہلاک نہیں کرتا کہ اس بستی کے

غَافِلُونَ ۝ وَلِكُلٍّ دَرَجَاتٌ مِمَّا عَمِلُوا ۚ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ ۝ وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ۚ إِنْ

رہنے والے بے خبر ہوں اور ہر ایک کیلئے درجے ملیں گے ان کے اعمال کے سبب۔ اور آپ کا رب ان کے اعمال سے بے خبر نہیں ہے اور آپ کا رب بالکل غنی ہے رحمت والا ہے اگر وہ

يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْ بَعْدِكُمْ مَا يَشَاءُ كَمَا أَنْشَأَكُمْ مِنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ آخَرِينَ ۝ إِنَّ مَا تُوعَدُونَ لَآتٍ ۖ وَ

چاہے تو تم سب کو اٹھا لیوے اور تمہارے بعد جس کو چاہے تمہاری جگہ آباد کردے جیسا تم کو ایک دوسری قوم کی نسل سے پیدا کیا ہے جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ بے شک آنے والی چیز ہے

مَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ ۝ قُلْ يَا قَوْمِ اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ ۖ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ مَنْ تَكُونُ لَهُ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۗ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ۝

اور تم عاجز نہیں کر سکتے۔ آپ یہ فرما دیجئے کہ اے میری قوم تم اپنی حالت پر عمل کرتے رہو میں بھی عمل کر رہا ہوں، سو اب جلدی ہی تم کو معلوم ہوا جاتا ہے کہ اس عالم کا انجام کار کس کے لئے نافع ہوگا۔ یقینی بات ہے کہ حق تلفی کرنے والوں کو کبھی فلاح نہ ہوگی

ع

بیان بعض معاملات الٰہیہ با مخفین و مبطلین در قیامت و در دنیا

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا (الیٰ قولہ) إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ۝ اور (وہ دن یاد کرنے کے قابل ہے) جس روز اللہ تعالیٰ تمام خلائق کو جمع کریں گے (اور ان میں سے بالخصوص کفار کو حاضر کرکے ان میں جو شیاطین الجن ہیں ان سے توبیخاً کہا جاوے گا کہ) اے جماعت جنات کی تم نے انسانوں (کے گمراہ کرنے) میں بڑا حصہ لیا (اور ان کو خوب بہکایا اسی طرح انسانوں سے پوچھا جاوے گا اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَیْکُمْ یٰبَنِیْ آدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ الخ غرض شیاطین الجن بھی اقرار کریں گے) اور جو انسان ان (شیاطین جن) کے ساتھ تعلق رکھنے والے تھے وہ (بھی اقراراً) کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار (آپ صحیح فرماتے ہیں واقعی) ہم میں ایک نے دوسرے سے (اس ضلال و اضلال کے باب میں نفسانی) فائدہ حاصل کیا تھا (چنانچہ گمراہ انسانوں کو اپنے عقائد کفریہ و شرکیہ میں لذت آتی ہے اور گمراہ کنندہ شیاطین کو اس سے حظ ہوتا ہے کہ ہمارا کہنا چلگیا) اور (فی الحقیقت ہم ان کے بہکانے سے قیامت کے منکر تھے لیکن)

اللغات: المکانۃ المقامۃ والحالۃ ویقال علی مکانتی فی ای حال ۱۲۔

النحو: من الانس ہو اغوار الانس ۱۲۔

البلاغۃ: لم یذکر بالفعل للانس مع الجن ولم یذکر القول للجن کالانس ایجازاً لان الجمیع کانوا مجتمعین فی الاتصال فاغنی سوال احدہما وکذا بجواب احدہما عن الآخر لاستیناد فذکر فی السوال احد الطرفین وفی الجواب الطرف الآخر فکان کلیہما مذکوراً فی کلا الموضعین واما التخصیص فلان الفعل کان اظہر فی الجن والقول اظہر فی الانس فافہم ۱۲۔

قولہ یستخلف ما یشاء فی الروح اشارۃ الی من لاظہار کمال الکبریاء واسقاطہم عن رتبۃ العقلاء ۱۲۔

قولہ شہدوا علی انفسہم الشہادۃ الاولی اعتراف منہم والثانیۃ ذم لہم وتنبیۃ لہا فلا تکرار ۱۲۔

ملحقات الترجمۃ: ۱؎ قولہ فی یحشرہم تمام اشارۃ الی ان المرجع لیس الکل رخامۃ ۱۲۔

۲؎ قولہ فی یحشرہم تو بیخاً کہا جاوے گا اشارۃ الی امرین الاول تقدیر القول والثانی فائدۃ القول ۱۲۔

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ وربک الغنی ذو الرحمۃ الخ زیادۃ ذو الرحمۃ نص صریح فی لبطلان مایزعمونہ من ان معنی الغنی من لایبالی بمصلحۃ العباد وقد ابتلی بہ کثیر من الخواص فضلاً عن العوام

ترجمہ

قولہ تعالیٰ وربک الغنی ذو الرحمۃ الخ ذو الرحمۃ کا بڑھا دینا الطال ہے اس زعم کا کہ بعضے غنا کے معنی یہ سمجھتے ہیں کہ بندوں کی پروا نہیں فرماتے اس میں بہت سے خواص بھی مبتلا ہیں ۱۲ ∴ ∴ ∴

انکار غلط ثابت ہوا چنانچہ (ہم اپنی اس معین میعاد تک آپہنچے جو آپنے ہمارے لئے معین فرمائی (یعنی قیامت آگئی) اللہ تعالیٰ (سب کفار جن وانس سے) فرماویں گے کہ تم سب کا ٹھکانا دوزخ ہے جسمیں ہمیشہ ہمیشہ کو رہوگے (کوئی نکلنے کی سبیل وتدبیر نہیں) ہاں اگر خدا ہی کو نکالنا منظور ہو تو دوسری بات ہے لیکن یہ یقینی ہے کہ خدا بھی نہیں چاہیگا اسلئے ہمیشہ رہا کرو) بیشک آپکا رب بڑی حکمت والا اور بڑا علم والا ہے (علم سے سب کے جرائم معلوم کرتا ہے اور حکمت سے مناسب سزا دیتا ہے) اور (جسطرح دنیا میں گمراہی میں سب میں تعلق وقرب تھا) اسی طرح (دوزخ میں) بعض کفار کو بعض کے قریب (اور مجتمع) رکھیں گے ان کے اعمال (کفریہ) کے سبب (دیکھئے [illegible]) تو جن وانس کو باعتبار ان کے احوال متعلقہ باہم و گر کے تھا آگے ہر ایک کو باعتبار احوال متعلقہ بذات خاص کے خطاب ہے کہ اے جماعت جنات اور انسانوں کی (ہاں یہ تو بتاؤ تم جو کفر وانکار کرتے رہے تو) کیا تمہارے پاس تم ہی میں کے پیغمبر نہیں آئے تھے جو تم سے میرے احکام (متعلق عقائد واعمال کے) بیان کیا کرتے تھے اور تم کو اس آج کے دن (کے وقوع) کی خبر دیا کرتے تھے (پھر کیا وجہ کہ تم کفر وانکار سے باز نہ آئے) وہ سب عرض کریں گے کہ ہم اپنے اوپر (جرم کا) اقرار کرتے ہیں (ہمارے پاس کوئی وجہ عذر اور برات کی نہیں آگے اللہ تعالیٰ انکو اس مصیبت کے پیش آنیکا سبب تبلاتے ہیں) اور انکو (یہاں) دنیوی زندگانی نے بھول میں ڈال رکھا ہے (کہ دنیوی لذات کو مقصود اعظم سمجھ رکھا ہے آخرت کی فکر ہی نہیں) اور (اسکا ثمرہ یہ ہوا کہ وہاں) یہ لوگ مقر ہوں گے کہ وہ (یعنی ہم) کافر تھے (اور غلطی میں تھے مگر وہاں کے اقرار سے کیا ہوتا ہے اگر دنیا میں ذرا غفلت دور کردیں تو اس روز بد کا کیوں سامنا ہو آگے رسولوں کے بھیجنے میں جسکا اوپر ذکر تھا اپنی رحمت کا اظہار فرماتے ہیں کہ) یہ (رسولوں کا بھیجنا) اس وجہ سے ہے کہ آپ کا رب کسی بستی والوں کو (ان کے) کفر کے سبب (دنیا میں بھی) ایسی حالت میں ہلاک نہیں کرتا کہ اس بستی کے رہنے والے (احکام الٰہیہ سے بوجہ رسولوں کے نہ آنے کے) بیخبر ہوں (پس عذاب آخرت کہ اشد ہے بدرجہ اولیٰ نہ ہوگا اسلئے رسولوں کو بھیجتے ہیں تاکہ ان کو جرائم کی اطلاع ہوجاوے پھر جسکو عذاب ہو استحقاق کی وجہ سے ہو چنانچہ آگے فرماتے ہیں) اور (جب رسول آگئے اور اطلاع ہوگئی پھر جیسا جیسا کوئی کریگا) ہر ایک کیلئے (جن وانس صالح وطالح میں سے جزا وسزا کیلئے ویسے ہی) درجے ملیں گے انکے اعمال کے سبب اور آپکا رب انکے اعمال سے بے خبر نہیں ہے اور آپکا رب (رسولوں کو کچھ اس لئے نہیں بھیجتا کہ نعوذ باللہ وہ محتاج عبادت ہے وہ تو) بالکل غنی ہے (بلکہ اسلئے بھیجتا ہے کہ وہ) رحمت والا (بھی) ہے (اپنی رحمت سے رسولوں کو بھیجا تاکہ ان کے ذریعہ سے لوگوں کو منافع ومضار معلوم ہوجاویں پھر منافع سے منتفع اور مضار سے محفوظ رہیں سو اس میں بندوں ہی کا فائدہ ہے اور باقی انکا غنا تو ایسا ہے کہ) اگر وہ چاہے تو تم سب کو (دنیا سے دفعۃً) اٹھالیوے اور تمہارے بعد جس (مخلوق) کو چاہے تمہاری جگہ (دنیا میں) آباد کردے جیسا (اسکی نظیر موجود ہے کہ) تم کو (جو کہ اب موجود ہو) ایک دوسری قوم کی نسل سے پیدا کیا ہے (کہ انکا کہیں پتہ نہیں اور تم ان کی جگہ موجود ہو اور اسی طرح سلسلہ چلا آرہا ہے لیکن یہ سلسلہ تدریجاً قائم ہے اگر ہم چاہیں دفعۃً ایسا کردیں کیونکہ کسی کے ہونے نہ ہونے سے ہمارا کوئی کام اٹکا نہیں پڑا پس ارسال رسل ہمارے احتیاج کیوجہ سے نہیں تمہارے احتیاج کیوجہ سے ہے تمکو چاہئے کہ ان کی تصدیق اور انکا اتباع کرکے سعادت حاصل کرو اور کفر وانکار کے ضرر سے بچو کیونکہ) جس چیز کا (رسولوں کی معرفت) تم سے وعدہ کیا جاتا ہے (یعنی قیامت وعذاب) وہ بیشک آنیوالی چیز ہے اور (اگر احتمال ہو کہ گو قیامت آوے مگر ہم کہیں بھاگ جاویں گے ہاتھ نہ آویں گے جیسا دنیا میں بعضا مجرم کبھی ایسا کرسکتا ہے تو خوب سمجھ لو کہ) تم (خدا تعالیٰ کو) عاجز نہیں کرسکتے (کہ اس کے ہاتھ نہ آؤ) اور اگر باوجود اقامت دلائل تعیین حق کے کسی کو اس میں کلام ہو کہ کفر ہی کا طریقہ اچھا ہے اسلام کا برا ہے پھر قیامت کا کیا اندیشہ تو ایسے لوگوں کے جواب میں) آپ (انسے بات) یہ فرما دیجئے کہ اے میری قوم (تم جانو بہتر ہے) تم اپنی حالت پر عمل کرتے رہو میں بھی (اپنے طور پر) عمل کر رہا ہوں سو اب جلد ہی تم کو معلوم ہوا جاتا ہے کہ اس عالم (کے اعمال) کا انجام کار کس کے لئے نافع ہوگا (ہمارے لئے یا تمہارے لئے اور یہ یقینی بات ہے کہ) حق تلفی کرنیوالوں کو کبھی (انجام میں) فلاح نہ ہوگی (اور سب سے بڑھ کر اللہ کی حق تلفی ہے اور یہ امر دلائل صحیحہ میں تھوڑا غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ طریقہ اسلام حق تلفی ہے یا طریقہ کفر اور دلائل میں بھی غور نہ کرے اس سے اتنا کہہ دینا بس ہے فسوف تعلمون الخ منکم کی قید رسولوں کے ذکر میں فرمائی گئی اس کا فائدہ استفادہ فیض کی سہولت کو بیان کرنا ہے پھر اگر جنات میں بھی رسول ان ہی کی جنس سے ہوئے ہوں تب تو سہولت بوجہ مجانست کے

ملحقات الترجمۃ ۱ قولہ فی ما شاء اللہ ہاں اگر [illegible] ظاہر نہیں جیسے [illegible] الی [illegible]

[illegible]

هو علیہ وانما ہو مقتضی مشیتہ وارادتہ عز وجل فی الآیۃ علی ہذا وضع فی صدور المعتزلۃ الخ ولم اختر کون ما بمعنی من لان الآیۃ فی الکفار لا فی اہل المعاصی لیصح [illegible] العصاۃ ۱۲ ۲ قولہ فی نولی تقریب من الولی بمعنی القرب ۱۲ ۳ قولہ فی یقصون آگے اللہ تعالیٰ اشارۃ الی انہ لیس معطوفا علی شہدنا فانہ یستلزم کونہ مقولا لہم بل استئناف کما فی الروح ۴ قولہ فی یذہبکم دفعۃً قیدبہ لان [illegible] ۵ قولہ فی من ذریۃ نسل سے اشارۃ الی ان من بیانیۃ [illegible] ۱۲ ۶ قولہ فی عاقبۃ الدار انجام اشارۃ الی ان المراد بالدار الدنیا [illegible] ۷ قولہ فی من تکون کس کیلئے اشارۃ الی کون من [illegible] العلم [illegible] الرفع علی الابتداء [illegible] مفعولی العلم ۱۲

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ۚ فَمَا

اور اللہ تعالیٰ نے جو کھیتی اور مویشی پیدا کئے ہیں ان لوگوں نے ان میں سے کچھ حصہ اللہ کا مقرر کیا   اور بزعم خود کہتے ہیں کہ یہ تو اللہ کا ہے   اور یہ معبودوں کا ہے   پھر جو چیز

كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ۗ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ○ وَكَذٰلِكَ

ان کے معبودوں کی ہوتی ہے وہ چیز تو اللہ کی طرف نہیں پہنچتی۔   اور جو چیز اللہ کی ہوتی ہے وہ انکے معبودوں کی طرف پہنچ جاتی ہے انہوں نے کیا بری تجویز نکال رکھی ہے۔ اور اسی طرح بہت سے مشرکین کے

زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ ۖ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ

خیال میں ان کے معبودوں نے اپنی اولاد کے قتل کرنے کو مستحسن بنا رکھا ہے   تاکہ وہ ان کو برباد کریں اور تاکہ انکے طریقوں کو مخبوط کر دیں۔   اور   اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا

ظاہر ہے اور اگر انسانوں ہی کے رسول کا اتباع ان پر بھی واجب ہو تو اس میں تین سوال ہونگے ایک تو یہ کہ پھر جنات کے اعتبار سے منکم کے کیا معنی۔ اسکا جواب یہ ہے کہ منکم سے مراد من مجموعکم جسکا صدق صرف انسانوں کے رسول ہونے سے بھی ہو جاویگا دوسرا سوال یہ کہ پھر جنات کو رسل انس کی ساتھ مجانست کہاں رہی گی۔ اسکا جواب سورۂ آل عمران آیۃ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ کی تفسیر میں مذکور ہو چکا ہے تیسرا سوال پھر اور رسولوں کی بعثت بھی عام ہوگی۔ اس کا جواب سورۂ آل عمران آیۃ فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ کی تفسیر میں گذر چکا ہے ملاحظہ کر لیا جاوے اور یہاں تو توحید کا بیان ہے جو کہ اصول دین سے ہے ایسے اصول میں ہر رسول کا اتباع تمام مکلفین پر فرض ہے۔ اور بعثت کے عموم وخصوص کا تفاوت غیر اصول میں ہے اور کسی کو شبہ ہو کہ اس سے بڑھکر رحمت یہ تھی کہ احکام کا مکلف ہی نہ کرتے۔ جواب یہ ہے کہ باہم جسقدر فساد ہوتا اسکے انسداد کی کوئی صورت نہ تھی چنانچہ ملوک دنیا بھی قانون سے انتظام کرتے ہیں **ربط** اوپر مشرکین کی جہالت اعتقادیہ شرکیہ وکفریہ کا بیان تھا آگے ان کے جہالات عملیہ کا جسکا منشا بھی شرک وکفر تھا بیان ہے جن امور کا یہاں بیان ہے وہ چند رسمیں ہیں **اول** غلہ اور کھیتی میں سے کچھ حصہ اللہ کے نام نکالتے اور کچھ بتوں اور جنات کے نام کا پھر اگر اتفاق سے اللہ کے حصہ میں سے کچھ بتوں کے حصے میں ملجاتا تو اس کو ملا رہنے دیتے اور عکس میں اسکو نکال کر پھر بتوں کے حصہ میں ملا دیتے اور بہانا یہ کرتے کہ اللہ تعالیٰ تو غنی ہے اسکا حصہ کم ہو جانے سے اسکا کوئی ضرر نہیں اور شرکا محتاج ہیں ان کا حصہ نہ گھٹنا چاہیئے **رسم دوم** بحیرہ سائبہ کو بتوں کے نام پر چھوڑتے اور کہتے کہ یہ اللہ کی خوشنودی کیلئے ہے اس میں بھی تو انکا حصہ یہ ہوا کہ عبادت انکی بھی اور اللہ کا حق یہ ہوا کہ خوشنودی اللہ کی سمجھتے تھے **رسم سوم** اپنی اولاد دختری کو قتل کر ڈالتے تھے **رسم چہارم** کچھ کھیت بتوں کے نام وقف کر دیتے اور کہتے کہ اس کا اصل مصرف مرد ہیں اور عورتوں کو اسمیں سے کچھ دینا ہماری رائے پر ہے اگر ہماری مرضی ہو کچھ حصہ ان کو دے سکتے ہیں ورنہ وہ اس کا مصرف نہیں **رسم پنجم** اسی طرح مواشی کے باب میں بھی ان کا عمل تھا **رسم ششم** جن انعام کو بتوں کے نام مخصوص کر کے چھوڑ دیتے تھے ان پر سواری اور بار برداری کو جائز نہ سمجھتے تھے **رسم ہفتم** بعض انعام مخصوص تھے جن پر کسی موقع میں اللہ کا نام نہ لیتے تھے نہ دودھ نکالتے وقت نہ سوار ہوتے وقت نہ ذبح کیوقت **رسم ہشتم** بحیرہ اور سائبہ کے ذبح کے وقت جو بچہ پیٹ میں نکلتا اگر وہ زندہ ہوتا تو اسکو ذبح کر کے اور مردوں کیلئے حلال اور عورتوں کیلئے حرام سمجھتے اور اگر وہ مردہ ہوتا تو سب کے لئے حلال سمجھتے **رسم نہم** بعض انعام کے دودھ کو بھی مردوں کیلئے حلال اور عورتوں کیلئے حرام سمجھتے **رسم دہم** بحیرہ و سائبہ و وصیلہ و حامی کی تحریم کے تعبد اور تابید کے قائل تھے یہ سب روایات در منثور اور روح میں ابن عباس رضی اللہ عنہ و مجاہد و ابن زید اور سدی سے بتخریج ابن المنذر و ابن ابی حاتم و ابن ابی شیبۃ و ابن حمید و ابو الشیخ و فریابی کے منقول ہیں اور سوائب و بحائر وغیرہ کی تحقیق معانی و احکام کی چند جا گذر چکی ہے پس آیات آئندہ میں ان رسوم پر رد ہے

رد بعض رسوم جاہلیت   وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا ۱   الی قولہ

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ وجعلوا للہ ما ذرا الخ فیہ رد لکثیر من بدعات زماننا التی تضاہی البدعات المذکورۃ فی ہذہ الآیات ذلک لو تاملت فیہما لوجدتہما متطابقتین وقد شاعت ہذہ الرسوم حتی فی المدعیین للمشیخۃ ۔

ترجمہ

قولہ تعالیٰ وجعلوا للہ ما ذرا الی آخر الرکوع من قولہ تعالیٰ قد ضلوا وما کانوا مہتدین ان آیتوں میں ہمارے زمانہ کی بہت سی بدعات کا رد ہے جو بدعات مذکورہ فی الآیات کے مشابہ ہیں اگر تم غور کرو تو دونوں کو متطابق دیکھو اور یہ رسوم مدعیان مشیخت تک میں شائع ہو رہی ہیں ۱۲

البلاغۃ قولہ نصیبا واصل النظم ولشرکائہم نصیبا نطوی ذکر الشرکاء لانہ امر محقق عندہم والیہ الی التقدیر بالتصریح بہ فی قولہ ہذا للہ وہذا لشرکائنا کذا فی الروح۔ قلت وعندی ان مدار التشنیع ہو عدم جعل کل الصدقۃ للہ تعالیٰ وکفی فی ہذا قولہ للہ نصیبا **قولہ** فقالوا ہذا للہ بزعمہم فیہ تنبیہ علی انہ لیس للہ ویجوز ان یکون تمہیدا لما بعدہ علی ان معنی قولہم ہذا للہ مجرد زعم منہم لا یعملون بمقتضاہ الذی ہو اختصاصہ بہ تعالیٰ ۱۲

اختلاف القراءۃ فی قراءۃ زُیِّنَ مجہولا قتل مرفوعا اولادہم منصوبا شرکائہم مجرورا باضافۃ القتل الی شرکائہم مفعولا بینہما بمفعولہ وقد ضبط وجہ صحۃ فی الروح ۱۲

مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ ۖ لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ

ایسا کام نہ کرتے تو آپ ان کو اور جو کچھ یہ غلط باتیں بنا رہے ہیں یوں ہی رہنے دیجئے اور وہ اپنے خیال پر یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ مواشی ہیں اور کھیت ہیں جن کا استعمال ہر شخص کو جائز نہیں ان کو کوئی نہیں کھا سکتا سوائے انکے جنکو ہم چاہیں

حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ ۭ سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝

اور مواشی ہیں جن پر سواری یا بار برداری حرام کر دی گئی ہے اور مواشی ہیں جن پر یہ لوگ اللہ کا نام نہیں لیتے محض اللہ پر افترا باندھنے کے طور پر۔ ابھی اللہ تعالیٰ ان کو ان کے افترا کی سزا دیئے دیتا ہے

وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓي اَزْوَاجِنَا ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ

اور وہ کہتے ہیں کہ جو چیز ان مواشی کے پیٹ میں ہے وہ خالص ہمارے مردوں کیلئے ہے اور ہماری عورتوں پر حرام ہے اور اگر وہ مردہ ہے تو اس میں سب برابر ہیں

فِيْهِ شُرَكَآءُ ۭ سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ ۭ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَيْرِ

ابھی اللہ تعالیٰ ان کو ان کی غلط بیانی کی سزا دیئے دیتا ہے بلاشبہ وہ حکمت والا ہے وہ بڑا علم والا ہے واقعی خرابی میں پڑ گئے وہ لوگ جنہوں نے اپنی اولاد کو محض براہ حماقت بلا کسی سند کے قتل

عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ۭ قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ۝

کر ڈالا اور جو چیزیں ان کو اللہ تعالیٰ نے کھانے پینے کو دیں تھیں ان کو حرام کر لیا محض اللہ پر افترا باندھنے کے طور پر بیشک یہ لوگ گمراہی میں پڑ گئے اور کبھی راہ پر چلنے والے نہیں ہوئے۔

ربع

قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ۝ اور اللہ تعالیٰ نے جو کھیتی (وغیرہ) اور مواشی پیدا کئے ہیں ان (مشرک) لوگوں نے ان میں سے کچھ حصہ اللہ کے نام کا مقرر کیا اور کچھ حصہ بتوں کے نام کا مقرر کیا حالانکہ پیدا کرنے میں کوئی شریک نہیں اور بزعم خود کہتے ہیں کہ یہ تو اللہ کا ہے (جو کہ مہمانوں اور مساکین اور مسافر وغیرہ عام مصارف میں صرف ہوتا ہے) اور یہ ہمارے معبودوں کا ہے (جسکے مصارف خاص ہیں) پھر جو چیز انکے معبودوں کے نام کی ہوتی ہے وہ تو اللہ (کے نام) کے حصہ کی طرف نہیں پہنچتی (بلکہ اتفاقاً ملجانے سے نکال لیجاتی ہے) اور جو چیز اللہ کے نام کی ہوتی ہے وہ انکے معبودوں کے نام کے حصہ کی طرف پہنچ جاتی ہے (جیسا رسم اول و دوم میں مذکور ہوا) انہوں نے کیا بری تجویز نکال رکھی ہے (کیونکہ اول تو اللہ کا پیدا کیا ہوا دوسرے کے نام کیوں جائے دوسرے پھر جتنا اللہ کا حصہ نکالا ہے اس میں سے بھی گھٹ جاوے اور اگر غنا و احتیاج اسکا مبنی ہے تو محتاج مانکر معبود سمجھنا اور زیادہ حماقت ہے) اور (جسطرح یہ رسم قبیح مذکور انکو مستحسن معلوم ہوتی ہے) اسی طرح بہت سے مشرکین کے خیال میں اُن کے معبودوں (شیاطین) نے اپنی اولاد کے قتل کرنے کو مستحسن بنا رکھا ہے (جیسا رسم سوم میں مذکور ہوا) تاکہ (اس فعل قبیح کے ارتکاب سے) وہ (شیاطین) ان (مشرکین) کو (بوجہ استحقاق عذاب کے) برباد کریں اور تاکہ ان کے طریقہ کو مخبوط کردیں (کہ ہمیشہ غلطی میں پھنسے رہیں) اور (آپ انکی ان حرکات شنیعہ سے مغموم نہ ہوجئے کیونکہ) اگر اللہ تعالیٰ کو (انکا بھلا) منظور ہوتا تو یہ ایسا کام نہ کرتے (مگر ان کی قسمت ہی پھوٹی ہوئی ہے) تو آپ ان کو اور جو کچھ یہ غلط باتیں بنا رہے ہیں (کہ ہمارا یہ فعل بہت اچھا ہے) یوں ہی رہنے دیجئے (کچھ فکر نہ کیجئے ہم آپ سمجھ لیں گے) اور وہ اپنے خیال (باطل) پر یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ (مخصوص) مواشی ہیں اور (مخصوص) کھیت ہیں جنکا استعمال ہر شخص کو جائز نہیں ان کو کوئی نہیں کھا سکتا سوا اُن کے جنکو ہم چاہیں (جیسا رسم چہارم و پنجم میں مذکور ہوا) اور یوں بھی کہتے ہیں کہ یہ مخصوص (مواشی) ہیں جن پر سواری یا باربرداری حرام کر دیگئی ہے (جیسا رسم ششم میں مذکور ہوا) اور یوں بھی کہتے ہیں کہ یہ مخصوص مواشی ہیں جن پر اللہ کا نام نہیں لینا چاہیئے چنانچہ اسی اعتقاد کی وجہ ان پر یہ لوگ اللہ کا نام نہیں لیتے (جیسا رسم ہفتم میں مذکور ہوا) اور یہ سب باتیں محض اللہ پر افترا باندھنے کے طور پر کہتے ہیں (افترا اسلئے کہ وہ ان امور کو موجب خوشنودی حق تعالیٰ سمجھتے تھے) ابھی اللہ تعالیٰ انکو انکے افترا کی سزا دیئے دیتا ہے

البلاغۃ **قولہ** ما یفترون بمعنی قتل الاولاد وما بعدہ من افتراء علیہ فی تحریم الانعام و ما بعدہ من افتراء اللہ فی المجموع فلا تکرار **قولہ** ما فی بطون حذف قید الحیوۃ بقرینۃ ما بعدہ **قولہ** خالصۃ ومحرم روعی فی الاول معنی ما وفی الثانی لفظہ **قولہ** ازواجنا ای جنس ازواجنا وھن الاناث فلیس بازواجھم **قولہ** فیہ شرکاء ای ما فی بطون وقیل المیتۃ لکون المراد بہا ما یعم الذکر والانثی **قولہ** سفہا بغیر علم الاول اشارۃ الی نقصان الدلیل العقلی والثانی الی النقلی ۱۲

الملحقات الترجمۃ ۱ **قولہ** فی الحرث وغیرہ ولیشمل الثمار ۱۲ ۲ **قولہ** فی لیردوھم الحاق ولا یشکل علیک کون الکفر مکلفا بالفروع لانہ من حیث الافتراء کفر ۱۲ ۳ **قولہ** قبل لوشاء مغموم نہ ہوجئے اشارۃ الی کون الکلام للتسلیۃ ۱۲ ۴ **قولہ** فی شاء ان کا بھلا ای الغرض بالحاصل لان المفعول ان لا یفعلوہ ۱۲ ۵ **قولہ** فی بزعمھم اپنے خیال پر اشارۃ الی ان الظرف متعلق بقالوا ۱۲ ۶ **قولہ** فی انعام حرمت وما عطف علیہ یوں بھی اشارۃ الی کونہ معطوفا علی انعام وحرث ومقول القول ۱۲

۷ **قولہ** فی لا یذکرون نہیں لینا چاہیئے اشارہ الی ان المذکور صفۃ مسوقۃ من قبلہ تعالیٰ لانہ وقع فی کلامہم الحکی کنظائرہ ۱۲ ۸ **قولہ** فی افتراء طور پر اشارۃ الی کونہ مفعولا مطلقا لقالوا ۱۲

وَهُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ

اور وہی ہے جس نے باغات پیدا کئے وہ بھی جو ٹٹیوں پر چڑھائے جاتے ہیں اور وہ بھی جو ٹٹیوں پر نہیں چڑھائے جاتے اور کھجور کے درخت اور کھیتی جن میں کھانے کی چیزیں مختلف طور کی ہوتی ہیں اور زیتون اور انار

مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۭ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ڮ وَلَا تُسْرِفُوْا ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ

جو باہم ایک دوسرے کے مشابہ بھی ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کے مشابہ نہیں بھی ہوتے ان سب کی پیداوار کھاؤ جب وہ نکل آوے اور اس میں جو حق واجب ہے وہ اس کے کاٹنے کے دن دیا کرو اور حد سے مت گزرو یقیناً وہ حد سے

الْمُسْرِفِيْنَ ۝ وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا ۭ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝

گذرنے والوں کو ناپسند کرتے ہیں اور مواشی میں اونچے قد کے اور چھوٹے قد کے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تم کو دیا ہے کھاؤ اور شیطان کے قدم بقدم مت چلو بلاشک وہ تمہارا صریح دشمن ہے

(ابھی اسلئے کہا کہ قیامت جو کہ آنے والی ہے دور نہیں اور کچھ کچھ سزا تو مرتے ہی شروع ہو جاوے گی) اور (یوں بھی) کہتے ہیں کہ جو چیزیں ان مواشی کے پیٹ میں سے نکلتی ہے (مثلاً دودھ یا بچہ) وہ خالص ہمارے مردوں کیلئے حلال ہے اور ہماری عورتوں پر حرام ہے اور اگر وہ (پیٹ کا نکلا ہوا بچہ) مردہ ہو تو اس سے منتفع ہونے کے جواز میں (مرد و عورت) سب برابر ہیں (جیسا کہ رسم ششم و ہفتم میں مذکور ہوا) ابھی اللہ تعالیٰ ان کو ان کی (اس) غلط بیانی کی سزا دیئے دیتا ہے (غلط بیانی کی وہی تقریر ہے جو افتراء کی گذری اور اب تک جو سزا نہیں دی تو وجہ یہ ہے کہ) بلاشبہ وہ حکمت والا ہے (بعض حکمتوں سے مہلت دے رکھی ہے) اور (ابھی سزا نہ دینے سے کوئی یوں نہ سمجھے کہ ان کو خبر نہیں کیونکہ) وہ بڑا علم والا ہے (اس کو سب خبر ہے آگے بطور خلاصہ اور انجام کے فرماتے ہیں کہ) واقعی خرابی میں پڑ گئے وہ لوگ جنہوں نے (ان افعال مذکورہ کو طریقہ بنا لیا کہ) اپنی اولاد کو محض براہ حماقت بلا کسی (معقول و مقبول) سند کے قتل کر ڈالا اور جو حلال چیزیں ان کو اللہ تعالیٰ نے کھانے پینے کو دی تھیں ان کو (اعتقاداً یا عملاً) حرام کر لیا (جیسا اوپر کے رسوم اور رسم وہم میں کہ منشا سب کا متحد ہے مذکور ہوا اور یہ مجموعہ) محض اللہ پر افتراء باندھنے کے طور پر (ہوا جیسا کہ اوپر قتل اولاد میں بفتروں اور تحریم انعام میں افتراء جدا جدا بھی آچکا ہے) بیشک یہ لوگ گمراہی میں پڑ گئے اور (یہ گمراہی جدید نہیں بلکہ قدیم ہے کیونکہ پہلے بھی) کبھی راہ پر چلنے والے نہیں ہوئے (پس ضلوا میں خلاصہ طریق کا اور ماکانوا میں اسکی تاکید اور خسروا میں خلاصہ انجام بد کا کہ عقوبت ہے مذکور ہے (ربط) اوپر مشرکین کا حرث اور انعام میں تحلیل و تحریم کیساتھ تصرف کرنے کا اختراع کرنا مع رد کے مذکور تھا آگے بھی اسی رد کی قدرے تفصیل سے تقریر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ اشیا اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی ہیں پس جس طرح اللہ کے سوا کسی کیلئے یہ حق نہیں کہ ان اشیا کو تعبداً اس کے نامزد کیا جاوے جیسا مشرکین کرتے تھے اسی طرح تحلیل و تحریم کا اختیار بھی اللہ کے سوا دوسروں کو حاصل نہ ہوگا اور اللہ نے ان اشیا سے اکلاً و رکوباً منتفع ہونے کو حلال فرمایا ہے پس حرمت بدون تحریم ممکن نہیں اور تمہاری جانب سے تحریم شرعاً غیر ممکن ہے اور کی طرف سے غیر واقع ہے ورنہ دلیل لاؤ پس حرمت منتفی ہے **استدلال بر بطلان تحلیل و تحریم مخترع مذکور** وَهُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَ

فوائد شتی الاولی قال فی النخل والزرع مختلفا اکلہ برجوع الضمیر الی الجمیع لعموم معنی الاکل وفی الزیتون والرمان متشابها وغیر متشابہ مع ان ہذا المعنی مشترک بین الکل ولعل النکتۃ فیہ ان الزرع یشمل الاجناس المختلفۃ الانواع ولا یخفی الاختلاف الفاحش لنوع مع نوع آخر واما النخل فلا کثرۃ اصنافہ الکثیرۃ بانی غیر تشابہ لحکم بالاختلاف بینہا الی کثرۃ بنہ الاصناف واما الزیتون والرمان فلا یوجد ہذا المعنی فیہما الثانیۃ تکرار الامر فی کلوا للاباحۃ والفائدۃ المبالغۃ فی اظہار التحلیل ان الاکل بعد الینع معتاد واما قبلہ فغیر معتاد فلما ابیح غیر المعتاد فالمعتاد اولی بالاباحۃ الثالثۃ اختلف فی معنی الاسراف ما یؤید ما فی الروح اخرج ابن جریر وابن ابی حاتم عن ابن جریج قال نزلت فی ثابت بن قیس بن شماس جد نخلا فقال لا یاتین الیوم احد الا اطعمتہ فاطعم حتی امسی ولیست لہ ثمرۃ فانزل اللہ تعالیٰ ولا تسرفوا الرابعۃ حمولۃ وفرشا معطوف علی جنات والجامعۃ اباحۃ الانتفاع بہما الخامسۃ فی روح الحمولۃ الکبار الصالحۃ للحمل والفرش الصغار الدانیۃ من الارض مثل الفرش المفروش علیہا السادسۃ کرر کلوا تاکیدا للاباحۃ وذکرہا مستقلا فی الشیئین الحرث والانعام

السابعۃ ثمانیۃ بدل من حمولۃ وفرشا الثامنۃ الزوج کما یطلق علی المجموع یطلق علی کل واحد منہما اتفاقا التاسعۃ الضان والمعز تفصیل للفرش کذا فی الروح عن شیخ الاسلام قال ولعل تقدیمہا فی التفصیل مع تاخر الحمولۃ فی الاجمال لکون ہذین النوعین عرضۃ للاکل الذی ہو معظم ما یتعلق بہ الحل والحرمۃ وہو السر فی الاقتصار علی الامر بہ فی قولہ تعالیٰ کلوا من غیر تعرض للانتفاع بالحمل والرکوب وغیر ذلک مما حرموہ فی السائبۃ واخواتہا العاشرۃ لعل تخصیص الازواج الثمانیۃ بالذکر مع کون الحل غیر مختص بہا لان افتراءات المشرکین بالتحلیل والتحریم انما کان فی ہذہ الحادیۃ عشر الابل مع ما عطف علیہ الثانیۃ عشر فی الروح وانما لم یورد کما ذکر عقیب تفصیل الانواع الاربعۃ بان یقال آلذکور حرم ام الاناث ام ما اشتملت علیہ ارحام الاناث لما فی التکریر من المبالغۃ ایضا فی الالزام والتبکیت الثالثۃ عشر فی الروح انما لم یحکم بہ التحریم اہم والجار فی بالاستعمال ان الحکم ولیسا لان ما فی النظم الکریم ابلغ بیانہ علی ما قال السکاکی ان اثبات التحریم یستلزم اثبات محلہ لا محالۃ فاذا انتفی محلہ وہو الموارد الثلثۃ لزم انتفاء التحریم علی وجہ برہانی ہو تلک وعلم بہ ان محط الفائدۃ ہو التحریم من اللہ فحاصل الایۃ مطالبتہم بما یثبت بہ ان اللہ حرم کما لا یخفی ولیس المقصود بقولہ الذکرین الاستدلال علی نفی التحریم کالمنطقی کما قرر فی الجلالین لانہ کما فی الروح بعید لان للقائل ان یقول ان الحرمۃ لیست مخصوصۃ بل یمکن کونہا بحیرۃ او سائبۃ او غیر ذلک الرابعۃ عشر ذکر النخل بعد جنات.

ملحقات الترجمۃ لہ

قولہ فی وصفہم غلط بیانی ہو

لتنبیہ الحاق الاطلاق علی التقیید ۱۲

[illegible]

ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ قُلْ ءٰۤالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ

آٹھ نر و مادہ یعنی بھیڑوں میں دو قسم اور بکری میں دو قسم آپ کہئے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے ان دونوں نروں کو حرام کہا ہے یا دونوں مادہ کو یا اس کو جس کو دونوں

عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ نَبِّـُٔوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ

مادہ پیٹ میں لئے ہوئے ہوں تم مجھ کو کسی دلیل سے تو بتلاؤ اگر سچے ہو اور اونٹ میں دو قسم اور گائے میں دو قسم

قُلْ ءٰۤالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ

آپ کہئے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے ان دونوں نروں کو حرام کہا ہے یا دونوں مادہ کو یا اس کو جس کو دونوں مادہ پیٹ میں لئے ہوئے ہوں یا تم حاضر تھے جس وقت اللہ تعالیٰ نے تم کو اس کا

بِهٰذَا فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

حکم دیا تو اس سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر بلا دلیل جھوٹی تہمت لگائے تاکہ لوگوں کو گمراہ کرے یقیناً اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو راستہ نہ دکھلادیں گے

ربع

جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ (الیٰ قولہ) اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ اور وہی (اللہ پاک) ہے جس نے باغات پیدا کئے وہ بھی جو ٹٹیوں پر چڑھائے جاتے ہیں (جیسے انگور) اور وہ بھی جو ٹٹیوں پر نہیں چڑھائے جاتے (یا تو اسلئے کہ بیلدار نہیں جیسے تنہ دار درخت یا باوجود بیلدار ہونے کے . . . . عادت نہیں جیسے خربزہ، تربوز وغیرہ) اور کھجور کے درخت اور کھیتی (بھی اسی نے پیدا کی) جنمیں کھانے کی چیزیں مختلف طور کی (حاصل) ہوتی ہیں اور زیتون اور انار (بھی اسی نے پیدا کئے) جو (انار انار) باہم (اور زیتون زیتون باہم رنگ و مزہ شکل و مقدار وغیرہ میں سے بعض صفات میں کبھی) ایک دوسرے کے مشابہ ہوتے ہیں اور (کبھی) ایک دوسرے کے مشابہ نہیں بھی ہوتے (اور اللہ نے ان چیزوں کو پیدا کرکے اجازت دی ہے کہ) ان سب کی پیداوار کھاؤ خواہ اسی وقت سے ہی جب وہ نکل آوے (اور پکنے بھی نہ پاوے) اور البتہ اس کیساتھ اتنا ضرور ہو کہ) اس میں جو حق (شرع سے) واجب ہے (یعنی خیر خیرات) وہ اس کے کاٹنے (توڑنے) کے دن (مسکینوں کو) دیا کرو اور (اس دینے میں بھی) حد (اذن شرعی) سے مت گذرو یقیناً وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) حد (اذن شرعی) سے گذرنیوالوں کو ناپسند کرتے ہیں اور (جسطرح باغ اور کھیت اللہ نے پیدا کئے ہیں اسی طرح حیوانات بھی چنانچہ) مواشی میں اونچے قد کے (بھی) اور چھوٹے قد کے (بھی اسی نے پیدا کئے اور انکے بارہ میں بھی مثل باغ اور کھیت کے اجازت دی کہ) جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تمکو دیا ہے (اور شرع سے حلال کیا ہے اسکو) کھاؤ اور (اپنی طرف سے تحریم کے احکام تراش کر) شیطان کے قدم بقدم مت چلو بلاشک وہ تمہارا صریح دشمن ہے (کہ تمکو باوجود وضوح دلائل حق کے گمراہ کررہا ہے اور یہ مواشی جس میں تحلیل و تحریم کررہے ہو) آٹھ نر و مادہ (پیدا کئے یعنی بھیڑ (اور دنبہ) میں دو قسم (ایک نر ایک مادہ) اور بکری میں دو قسم (ایک نر اور ایک مادہ) آپ (ان سے) کہئے کہ (یہ تو بتلاؤ کہ) کیا اللہ تعالیٰ نے ان (دونوں جانوروں کے) دونوں نروں کو حرام کہا ہے یا دونوں مادہ کو (حرام کہا ہے) یا اس (بچہ) کو جسکو دونوں مادہ (اپنے) پیٹ میں لئے ہوئے ہوں (وہ بچہ نر ہو یا مادہ یعنی تم جو مختلف صورتوں سے تحریم کے مدعی ہو تو کیا یہ تحریم اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے) تم مجھکو کسی دلیل سے تو بتلاؤ اگر (اپنے دعویٰ میں) سچے ہو (یہ تو چھوٹے قد والوں کے متعلق بیان ہوا آگے بڑے قد والوں کا بیان ہے کہ بھیڑ بکری میں بھی نر و مادہ پیدا کیا جیسا بیان ہوا) اور (اسی طرح) اونٹ میں دو قسم (ایک نر اور ایک مادہ) اور گائے (اور بھینس) میں دو قسم (ایک نر اور ایک مادہ پیدا کئے) آپ (ان سے اس باب میں بھی) کہئے کہ (یہ تو بتلاؤ کہ) کیا اللہ تعالیٰ نے ان (دونوں جانوروں کے) دونوں نروں کو حرام کہا ہے یا اس (بچہ) کو جسکو دونوں مادہ (اپنے) پیٹ میں لئے ہوئے ہوں (وہ بچہ نر ہو یا مادہ اسکا بھی یہی مطلب ہے کہ تم جو مختلف صورتوں سے تحریم کے مدعی ہو تو کیا یہ تحریم اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے اسپر کوئی دلیل قائم کرنا چاہیئے جسکے دو طریقے ہیں ایک تو یہ کہ کسی رسول یا فرشتہ کے واسطے ہو سو مسئلہ نبوت و وحی سے تو تم کو انکار ہی ہے اس شق کو تو اختیار کر نہیں سکتے پس دوسرا طریق دعویٰ کرنیکے لئے متعین ہو گیا کہ خود خدا تعالیٰ نے بلا واسطہ تم کو یہ حکم دیئے ہوں تو کیا تم اسوقت) حاضر تھے جس وقت اللہ تعالیٰ نے تم کو اس (تحریم و تحلیل) کا حکم دیا (اور ظاہر ہے کہ اس کا دعویٰ بھی نہیں ہو سکتا پس ثابت ہو گیا کہ ان کے پاس کوئی دلیل نہیں تو بعد ثبوت اس امر کے کہ اس دعوے پر کوئی دلیل نہیں یقینی بات ہے کہ) اس سے زیادہ کون ظالم (اور کاذب) ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر بلا دلیل

قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ

آپ کہدیجئے کہ جو کچھ احکام بذریعہ وحی میرے پاس آئے ہیں ان میں تو میں کوئی حرام غذا پاتا نہیں کسی کھانے والے کے لئے جو اس کو کھاوے مگر یہ کہ وہ مردار ہو یا یہ کہ بہتا ہوا خون ہو - یا خنزیر

خِنْزِیْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

کا گوشت ہو کیونکہ وہ بالکل ناپاک ہے یا جو شرک کا ذریعہ ہو کہ غیر اللہ کے نامزد کر دیا گیا ہو۔ پھر جو شخص بیتاب ہو جاوے بشرطیکہ نہ تو طالب لذت ہو اور نہ تجاوز کرنے والا ہو تو واقعی آپ کا رب غفور رحیم ہے

وَعَلَی الَّذِیْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِیْ ظُفُرٍ ۚ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَیْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ

اور یہود پر ہم نے تمام ناخن والے جانور حرام کر دئے تھے اور گائے اور بکری میں سے ان دونوں کی چربیاں ان پر ہم نے حرام کر دی تھیں مگر وہ جو ان کی پشت پر

تحلیل و تحریم کے باب میں جھوٹ تہمت لگائے تاکہ لوگوں کو گمراہ کرے (یعنی یہ شخص بڑا ظالم ہوگا اور) یقیناً اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو (جنت کا) رستہ (آخرت میں) نہ دکھلاوینگے (بلکہ دوزخ میں بھیجیں گے پس یہ لوگ بھی اس جرم کی سزا میں دوزخ جاوینگے) ف اس آیت میں جو حق شرعی خیرات کا ذکر ہے اس سے عشر مراد نہیں جو کہ زمین کی زکوٰۃ ہے جیسا درمنثور میں سنن بیہقی سے ابن عباس کا قول منقول ہے کہ اسکو یعنی اسکے وجوب کو عشر و نصف عشر نے منسوخ کر دیا اور اسی میں ابوداؤد کے ناسخ و منسوخ سے سفیان کا سوال اور سدی کا جواب منقول ہے کہ یہ آیت مکیہ ہے عشر و نصف عشر سے اسکا وجوب منسوخ ہے اور سدی نے اسی قول کو علماء کی طرف منسوب کیا ہے آہ اور زکوٰۃ مدینہ میں فرض ہوئی تھی کذا فی الدر المختار اور اسراف میں اذن شرعی کی قید اس لئے لگائی کہ وجوب شرعی سے تجاوز کرنا اسراف نہیں ہے اور حصاد کی قید اس اعتبار سے ہے کہ اسوقت دیا جاتا ہے ورنہ وجوب اس کے قبل ہو جاتا ہے یعنی جب آفات سے امن ہو جاوے پس اس کے بعد جو خود خرچ کریگا وہ یاد رکھے کذا فی الدر المختار پس اس جزو کے اعتبار سے یہ منسوخ نہیں ربط اوپر مشرکین کی تحلیل و تحریم مخترع کا ابطال فرمایا ہے آگے بھی اسی مضمون کی تائید ہے کہ جن حیوانات میں کلام ہو رہا ہے ان میں حرام تو فلاں فلاں چیزیں ہیں تم اپنی طرف سے اختراع کیوں کرتے ہو نیز اس میں انکے ایک دوسری گمراہی کی طرف بھی اشارہ ہے کیونکہ دم مسفوح و مذبوح علی اسم غیر اللہ کا کھانا انمیں معتاد تھا پس اوپر تحریم حلال کا ذکر تھا اور یہ تحلیل حرام کا ذکر ہے ۔ **مطعومات محرمہ** قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً (الی قولہ) فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ آپ کہدیجئے کہ (جن حیوانات میں کلام ہو رہا ہے انکے متعلق) جو کچھ احکام بذریعہ وحی میرے پاس آئے ہیں ان میں تو کوئی حرام غذا پاتا نہیں کسی کھانے والے کیلئے جو اسکو کھاوے (خواہ وہ مرد ہو یا عورت) مگر (ان چیزوں کو البتہ حرام پاتا ہوں وہ) یہ کہ وہ مردار (جانور) ہو (یعنی جو واجب الذبح ہونے کے بلا ذبح شرعی مر جاوے) یا یہ کہ بہتا ہوا خون ہو یا خنزیر کا گوشت ہو کیونکہ وہ (خنزیر) بالکل ناپاک ہے (اسی لئے اس کے سب اجزاء نجس اور حرام ہیں ایسا نجس نجس العین کہلاتا ہے) یا جو (جانور وغیرہ) شرک کا ذریعہ ہو (اس طرح) کہ (بقصد تقرب) غیر اللہ کے نامزد کر دیا گیا ہو سو یہ سب حرام ہیں (مگر ابھی) اس میں اتنی آسانی رکھی ہے کہ جو شخص (بھوک سے بہت ہی) بیتاب ہو جاوے بشرطیکہ نہ تو (کھانے میں) طالب لذت ہو اور نہ قدر ضرورت و حاجت سے تجاوز کرنے والا ہو تو (اس حالت میں ان حرام چیزوں کے کھانے میں بھی اس شخص کو کچھ گناہ نہیں ہوتا) واقعی آپ کا رب (اس شخص کیلئے) غفور رحیم ہے (کہ ایسے وقت میں رحمت فرمائی کہ گناہ کی چیز میں سے گناہ اٹھا دیا) ف ایسے ہی الفاظ کے قریب قریب ایک آیت ربع پارۂ سیقول کے قریب گذر چکی ہے وہاں اسکی تفسیر ملاحظہ فرمالیجاوے اور یہ جو قید لگائی گئی کہ جن حیونات میں کلام ہو رہا ہے اس سے یہ شبہ جاتا رہا کہ کیا بجز ان چار چیزوں کے اور کوئی چیز حرام نہیں حالانکہ احادیث میں اور حیوانات کی حرمت بھی آئی ہے ربط اوپر جو مضمون مذکور تھا اس کے متعلق ایک شبہ کا جواب ہے شبہ یہ ہے کہ مطعومات زیر بحث میں بجز مستثنیات مذکورہ کے سب کو حلال کہا گیا ہے حالانکہ بعض اہل کتاب سے معلوم ہوا کہ بعضے اور حیوانات بھی حرام ہیں جواب یہ ہے کہ یہ تحریم شریعت موسویہ میں ایک عارض کی وجہ سے ہوئی تھی جو اب منسوخ ہو گئی پس دعویٰ مذکورہ بحالہا صحیح اور اس کی نقیض بحالہ غلط ہے - دفع دخل متعلق بہ مضمون سابق بتحقیق تحریم بعضے اشیاء بر یہود ۔ وَعَلَی الَّذِیْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِیْ ظُفُرٍ (الی قولہ)

اللغات سفح الدم سفحا ای صبہ ۔ الظفر ظفر الحافر او المخلب استعیر لغیرہ بعضہم یکتب ذکر ہو سنہ فی التوراۃ کا لعظم الثانی ۔ **النحو** الا ان یکون معنی الاستثناء ای لا اجد فی حال من الاحوال الا فی حال کون الطعام احدہ ۔ **البلاغة** قولہ فانہ رجس جملة معترضة لتحقیق العلة ۔ **قولہ** شحومہما لم یقل الشحوم مع کفایتہ عن الاضافة افادت زیادۃ الربط ۔ **وصلات القرآنیة** فی قراءة میتة بالرفع فکان تامة ویکون قولہ دما مسفوحا عطفا علی ان یکون ۔ **الملحقات الترجمة** قولہ فی اوحی بذریعہ وحی ۔

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ وعلی الذین ھادوا حرمنا کل ذی ظفر الی قولہ ذلک جزینٰھم ببغیہم دل علی ان المعاصی لہا دخل فی حرمان العبد عن النعم الدنیویة

ترجمہ

قولہ تعالیٰ وعلی الذین ھادوا حرمنا الی قولہ ذلک جزینٰھم ببغیہم اس میں دلالت ہے کہ دنیوی نعمتوں سے محروم رہنے میں معاصی کا بھی دخل ہوتا ہے

؎ قولہ فی محرما غذا اشارۃ الی تقدیر الموصوف ۱۲ ؎ قولہ فی طاعم مرد یا عورت اشارۃ الی کونہ ردا علیہم فی قولہم خالصة لذکورنا الخ ۱۲ ؎ قولہ فی ما اہل وغیرہ لان الحرمة بالاہلال و بحبس بالعین ۱۲ ؎ قولہ فی فسقا ذریعہ اشارۃ الی ان تسمیتہ بسبب الفسق فسقا مجازا من باب المبالغة ۱۲

أَوِ الْحَوَايَا أَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ۚ ذَٰلِكَ جَزَيْنَاهُم بِبَغْيِهِمْ ۖ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ۝ فَإِن كَذَّبُوكَ فَقُل رَّبُّكُمْ

یا انتڑیوں میں لگی ہو یا جو ہڈی سے ملی ہو ۔ ان کی شرارت کے سبب ہم نے ان کو یہ سزا دی تھی اور ہم یقیناً سچے ہیں ۔ پھر اگر یہ آپ کو کاذب کہیں تو آپ فرما دیجئے کہ تمہارا رب

ذُو رَحْمَةٍ وَاسِعَةٍ وَلَا يُرَدُّ بَأْسُهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ ۝

بڑی وسیع رحمت والا ہے اور اس کا عذاب مجرم لوگوں سے نہ ٹلے گا

وَإِنَّا لَصَادِقُونَ اور یہود پر ہم نے تمام ناخن والے جانور حرام کر دیے تھے اور گائے اور بکری (کے اجزا) میں سے اُن دونوں کی چربیاں ان یہود پر ہم نے حرام کر دی تھیں مگر وہ (چربی مستثنیٰ تھی) جو ان (دونوں) کی پشت پر یا انتڑیوں میں لگی ہو یا جو (چربی) ہڈی سے ملی ہو (باقی سب چربی حرام تھی سو ان چیزوں کی تحریم فی نفسہٖ مقصود نہ تھی بلکہ) انکی شرارت کے سبب ہم نے ان کو یہ سزا دی تھی اور یقیناً ہم سچے ہیں ف شروع پارہ لن تنالوا آیت كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا الخ اور شروع پارہ لا یحب اللہ آیت فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ الخ میں قدرے اس تحریم اور علت تحریم کا بیان گذر چکا دیکھ لیا جاوے اور یہود کا اس تحریم کا قدیم کہنا بھی آیت اولیٰ کی تمہید میں مذکور ہوا ہے یہاں انا لصدقون سے انکے اس قول کی تکذیب بھی ہو گئی اور ناخن والے سے ہر وہ جانور مراد ہے جس کا پنجہ یا کھر پھٹا ہوا نہ ہو جیسے گھوڑا اور اونٹ اور شتر مرغ اور مرغابی اور بط وغیرہ کذا فی الجمل عن ابن عباس رض اور جو چربی ان مذکورہ کے سوا ہوں وہ حرام تھیں مثلاً گردہ کی چربی در منثور میں اس باب میں آثار مذکور ہیں اور اونٹ بنی اسرائیل پر قبل توراۃ کے حرام تھا ربط اوپر مضمون تحلیل کے متعلق ایک شبہ کا جواب مذکور ہو چکا ہے آگے اس کے متعلق ایک دوسرے شبہ کا جواب ہے وہ شبہ یہ ہے کہ اگر اس مبحث میں مشرکین کا یہ طریقہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک باطل ہے تو باوجود قدرت الٰہیہ کے انکو سزا کیوں نہیں ہوتی تو اس سے تو دوسری جانب کذب کا نعوذ باللہ شبہ ہوتا ہے جواب یہ ہے کہ قدرت تو عذاب کی مصحح اور انکے طریقہ کا بطلان اس کا مقتضی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت ایک وقت خاص تک اسکی مانع ہے پھر جب وہ وقت آجاویگا تب وہ اقتضا ظاہر ہو جاویگا جواب شبہ ناشی از تاخیر عذاب فَإِن كَذَّبُوكَ فَقُل رَّبُّكُمْ ذُو رَحْمَةٍ وَاسِعَةٍ ج وَلَا يُرَدُّ بَأْسُهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ پھر (اس تحقیق مذکور کے بعد بھی) اگر یہ (مشرکین)ط آپ کو (نعوذ باللہ اس مضمون میں صرف اس وجہ سے) کاذب کہیں (کہ ان پر عذاب نہیں آتا) تو آپ (جواب میں) فرما دیجئے کہ تمہارا رب بڑی وسیع رحمت والا ہے (بعض حکمتوں سے جلدی مواخذہ نہیں فرماتا) اور (اس سے یوں نہ سمجھو کہ ہمیشہ یوں ہی بچے رہینگے جب وہ وقت معین آجاویگا پھر) (وقت) اسکا عذاب مجرم لوگوں سے (کسی طرح) نہ ٹلیگا ف یہ جواب تحقیقی ہے اور اسکا الزامی جواب بھی ظاہر ہے کہ اگر عذاب عاجل نہ ہونا دلیل ہے حق ہونے کی تو اس بنا پر مسلمانوں کا طریق بھی جو کہ اس کی نقیض ہے حق ہوگا اور یہ مستلزم ہے اجتماع نقیضین کو ایک شے کا حق ہونا بھی حق ہو اور باطل ہونا بھی حق ہو پس معلوم ہوا کہ شبہ محض مغالطہ ہے ربط اوپر مشرکین کے رسوم شرکیہ از قبیل تحریم وتحلیل کے متعلق دو شبہوں کا جواب گذر چکا آگے اس تحریم اور اسکے منشا یعنی شرک کے متعلق ایک تیسرے عقلی شبہ کا جواب ہے وہ شبہ عقلی یہ ہے کہ وہ ان امور کے جواز اور استحسان پر یوں استدلال کرتے تھے کہ ہم جو کچھ شرک اور تحریم کر رہے ہیں اگر یہ اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہوتا تو ہم کو اپنی مرضی کے خلاف یہ کام کیوں کرنے دیتا اس سے یہ معلوم ہوا کہ اس کو یہ ناپسند نہیں اسکا جواب اس آیت میں دو طور پر دیا گیا ایک کا حاصل منع دلیل ہے جسکو اصطلاح مناظرہ میں منع کہتے ہیں وہ یہ کہ یہ مقدمہ ایک دعوی ہے کہ صدور پر قدرت دینا مستلزم رضا کو ہے خود اس پر اقامت دلیل کی احتیاج ہے هل عندكم من علم میں یہی جواب ہے دوسرے جواب کا حاصل خود اقامت دلیل ہے اس دلیل کے بطلان پر جسکو اصطلاح میں نقض کہتے ہیں وہ یہ کہ اس سے رسل کی تکذیب لازم آتی ہے رسل شرک اور تحریم مخترع کو باطل کہتے رہے اور اس دلیل سے اس کا حق ہونا لازم آتا ہے لہذا رسل کا صدق دلائل قطعیہ عقلیہ سے ثابت ہے پس ان کا کذب محال ہے اور جو مستلزم محال کو ہو وہ محال ہے پس یہ دلیل مشرکین کی منقوض ہوئی كَذَّبَ الَّذِينَ میں اسکی طرف اشارہ ہے اور جواب اول کی تنویر ایک الزام سے ظاہر ہے کہ اس سے تو لازم آتا ہے کہ جمیع امور جو کچھ واقع ہو رہے ہیں سب حق ہوں اور یہ صریح اجتماع نقیضین ہے جیسا جواب شبہ دوم میں مذکور ہوا چونکہ یہ جواب الزامی بہت ظاہر تھا اس لیے مذکور نہیں ہوا پھر ان دونوں جوابوں پر بطور تفریع کے فرمایا ہے۔

ملحقات الترجمۃ

۱ھ قولہ فی کذبوک مشرکین ہو احد القولین فی المرجع وہو الراجح عندی کما ہو مقتضی المقام لان السیاق فی کلام معہم ۱۲ النحو قولہ ذلک مبتدا خبره ، بعده والعائد محذوف ای جزیناہم ایاہ ۱۲

سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ

یہ مشرکین یوں کہنے کو ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو نہ ہم شرک کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا اور نہ ہم کسی چیز کو حرام کہہ سکتے اسی طرح جو لوگ ان سے پہلے ہو چکے ہیں

مِنْ قَبْلِهِمْ حَتَّىٰ ذَاقُوا بَأْسَنَا قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ أَنْتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ ۝

انہوں نے بھی تکذیب کی تھی یہاں تک کہ انہوں نے ہمارے عذاب کا مزہ چکھا۔ آپ کہئے کہ کیا تمہارے پاس کوئی دلیل ہے تو اس کو ہمارے روبرو ظاہر کرو تم لوگ محض خیالی باتوں پر چلتے ہو اور تم بالکل اٹکل سے باتیں بناتے ہو

قُلْ فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ فَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ ۝ قُلْ هَلُمَّ شُهَدَاءَكُمُ الَّذِينَ يَشْهَدُونَ أَنَّ اللَّهَ حَرَّمَ هَٰذَا فَإِنْ

آپ کہئے کہ بس پوری حجت اللہ ہی کی رہی پھر اگر وہ چاہتا تو تم سب کو راہ پر لے آتا۔ کہ آپ کہئے کہ اپنے گواہوں کو لاؤ جو اس بات پر شہادت دیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو حرام کر دیا ہے

شَهِدُوا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ ۝

پھر اگر وہ گواہی دے دیں تو آپ اس شہادت کی سماعت نہ فرمایئے۔ اور ایسے لوگوں کے باطل خیالات کا اتباع مت کرنا جو ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے ہیں اور جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور وہ اپنے رب کے برابر دوسروں کو ٹھہراتے ہیں

ع ٢ ٥

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ سیقول الذین اشرکوا لو شاء اللہ الخ فیہ نفی الجبر المذموم

ترجمہ

قولہ تعالیٰ سیقول الذین اشرکوا الخ اس میں جبر مذموم کا ابطال ہے ۱۲

کہ دلیل عقلی کا حال تو معلوم ہوا دوسرا طریق اثبات مدعا کا نقل صحیح ہے اگر دلیل عقلی سے عاجز ہو تو دلیل نقلی ہی لاؤ۔ قُلْ هَلُمَّ میں اسطرف اشارہ ہے اور سیقول میں جیسا مفسرین نے تصریح کی ہے مشرکین کے یہ شبہ پیش کرنے کی پیشنگوئی ہے جسکا وقوع بعد میں ہوا جیسا کہ سورۂ نحل کے رکوع پنجم کے شروع میں ہے وقال الذین اشرکوا الخ اور آپ کا یہ بھی ایک معجزہ ہے

جواب شبہ متعلق شرک و تحریم۔ سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا (الی قولہ) وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ ۝ یہ مشرکین یوں کہنے کو ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کو (بطور رضا کے یہ امر) منظور ہوتا کہ ہم شرک اور تحریم نہ کریں یعنی اللہ تعالیٰ عدم شرک یا عدم تحریم کو پسند کرتے اور شرک و تحریم کو ناپسند کرتے تو نہ ہم شرک کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا (شرک کرتے) اور نہ ہم اور ہمارے بزرگ (کسی چیز کو جنکا اوپر ذکر ہوا ہے) حرام کہہ سکتے اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اس شرک اور تحریم سے ناراض نہیں اللہ تعالیٰ جواب دیتے ہیں کہ یہ استدلال اس لئے باطل ہے کہ مستلزم ہے تکذیب رسل کو ہے پس یہ لوگ رسول کی تکذیب کر رہے ہیں اور جس طرح یہ کر رہے ہیں اسی طرح جو کافر لوگ ان سے پہلے ہو چکے ہیں انہوں نے بھی (رسولوں کی) تکذیب . . . . کی تھی یہاں تک کہ انہوں نے ہمارے عذاب کا مزہ چکھا خواہ دنیا میں جیسا اکثر کفار سابقین پر نزول عذاب ہوا ہے یا مرنے کے بعد تو ظاہر ہی ہے اور یہ اشارہ ہے اسطرف کہ ان لوگوں کے ان کفریات کے مقابلہ میں صرف قولی جواب اور مناظرہ پر اکتفا نہ کیا جاوے گا بلکہ مثل کفار سابقین عملی سزا بھی دی جاویگی خواہ دنیا میں بھی یا صرف آخرت میں آگے دوسرا جواب دینے کیلئے ارشاد ہے کہ آپ (ان سے) کہیئے کہ کیا تمہارے پاس (اس مقدمہ پر کہ صدور کی قدرت دینا مستلزم رضا ہے) کوئی دلیل ہے تو اس کو ہمارے روبرو ظاہر کرو (اصلی بات یہ ہے کہ دلیل وغیرہ کچھ بھی نہیں) تم لوگ محض خیالی باتوں پر چلتے ہو اور تم بالکل اٹکل سے باتیں بناتے ہو اور دونوں جواب دیکر آپ (ان سے) کہیئے کہ بس (ان دونوں جوابوں سے معلوم ہوا کہ) پوری حجت اللہ ہی کی رہی (اور تمہاری حجت باطل ہو گئی) پھر (اس کا مقتضا تو یہ تھا کہ تم سب راہ پر آجاتے مگر اس کی توفیق خدا ہی کی طرف سے ہے) اگر وہ چاہتا تو تم سب کو راہ (راست) پر لے آتا مگر حق تعالیٰ کی بہت سی حکمتیں ہیں کسیکو توفیق دی کسی کو نہیں دی البتہ اظہار حق اور اعطاء اختیار و ارادہ سب کیلئے عام ہے آگے دلیل نقلی کے مطالبہ کیلئے ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ (ان سے) کہیئے کہ (اپنی دلیل عقلی کا حال تو تم کو معلوم ہوا اچھا اب کوئی صحیح دلیل نقلی پیش کرو مثلاً) اپنے گواہوں کو لاؤ جو اس بات پر (ایسی) شہادت دیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان (مذکورہ) چیزوں کو

اللغات البالغة ای التی بلغت غایة المتانة والقوة **قولہ** هلم اسم فعل متعد ولازم بمعنی احضروا واقبل **البلاغة** **قولہ** ان الله حرم هذا اولم یرد وان الله قد حرم الشرک کما هو مقتضی ذکر جاء معانی السیاق [illegible] التحریم یکون فی الاثبات من الشرک [illegible] التوحید [illegible] الحجة [illegible] **قولہ** ذاقوا فی الروح [illegible] **قولہ** الاول [illegible] **الملحقات الترجمة** **قولہ** فی آخر التمهید [illegible] سورة الانعام [illegible] **قولہ** تعالیٰ وقد فصل لکم [illegible] لکن من قولہ تعالیٰ وقال الذین اشرکوا [illegible] **قولہ** فی لو شاء [illegible] **قولہ** تعالیٰ لو شاء [illegible] **قولہ** فی [illegible] **قولہ** ترجمہ [illegible]

یصح ان ایجاب بمضارع مجزوم او النفی [illegible] **قولہ** فی فلا تشہد دونوں اشارہ برای معنی الفاء

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ

آپ کہیے کہ آؤ میں تمکو وہ چیزیں پڑھکر سناؤں جنکو تمہارے رب نے تم پر حرام فرمایا ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہراؤ اور ماں باپ کیساتھ احسان کیا کرو اور اپنی اولاد کو افلاس کے سبب قتل مت کیا کرو

نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ

ہم ان کو اور تم کو رزق دیں گے اور بیحیائی کے جتنے طریقے ہیں ان کے پاس بھی مت جاؤ خواہ وہ علانیہ ہوں اور خواہ پوشیدہ ہوں اور جس کا خون کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے اس کو قتل مت کرو ہاں مگر حق پر

ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ

اس کا تم کو تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم سمجھو۔ اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر ایسے طریقہ سے جو کہ مستحسن ہے یہاں تک کہ وہ اپنے سن بلوغ کو پہنچ جاوے اور ناپ اور تول پوری

وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ۭ ذٰلِكُمْ

پوری کیا کرو انصاف کیساتھ ہم کسی شخص کو اس کے امکان سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے اور جب تم بات کیا کرو تو انصاف رکھا کرو گو وہ شخص قرابت دار ہی ہو۔ اور اللہ تعالیٰ سے جو عہد کیا کرو اسکو پورا کیا کرو۔ ان کا اللہ

وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ

تعالیٰ نے تم کو تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم یاد رکھو اور یہ کہ یہ دین میرا رستہ ہے جو کہ مستقیم ہے سو اس راہ پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی

عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

اس کا تم کو اللہ تعالیٰ نے تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم احتیاط رکھو

حرام کر دیا ہے (با قاعدہ ۱؎ شہادت وہی جو مبنی ہو مشاہدہ پر یا ایسی دلیل قطعی پر جو افادہ یقین میں برابر ہو مشاہدہ کے جیسا اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاۗءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ میں مشیر ہے) پھر اگر (اتفاق سے کسیکو غرضی جھوٹے گواہ بنا کرلے آویں اور) وہ (گواہ اسکی گواہی (بھی) دیدیں تو (چونکہ وہ شہادت یقیناً بیقاعدہ اور محض سخن سازی ہوگی کیونکہ مشاہدہ بھی مفقود اور مشاہدہ کا مماثل بھی مفقود اسلئے) آپ اس شہادت کی سماعت ۲؎ نہ فرمایئے اور (جب ان کا مکذب ہونا جیساکہ وَلَا حَرَّمْنَا الخ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الخ دال ہے اور منکر آخرت ہونا جیسا بعث آیات دال ہیں اور مشرک ہونا جیسا اَشْرَكْنَا الخ دال ہے ثابت ہوگیا تو اے مخاطب) ایسے لوگوں کے باطل خیالات کا (جنکا بطلان ابھی ثابت ہوچکا) اتباع مت کرنا جو ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے ہیں اور جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے (اور اسی سبب سے ۳؎ متنبہ ہوکر حق کی تلاش نہیں کرتے) اور وہ (استحقاق معبودیت میں) اپنے رب کے برابر دوسروں کو ٹھہراتے ہیں (یعنی شرک کرتے ہیں)۔ الربط اوپر مشرکین کی تحریم مخترع پر انکار تھا آگے محرمات واقعیہ کو جنمیں اہل جاہلیت مبتلا تھے ارشاد فرماتے ہیں بعض کو تو تفصیلاً نواہی میں صراحۃً اور اوامر میں دلالۃً ۴؎ اور بقیہ اجمالاً وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ میں پس اس انکار اور اس ارشاد کے مجموعہ سے ان کے حال پر تعریض ہوگئی کہ عجب بات ہے جو امور واقع میں حرام ہیں ان میں تو مبتلا ہیں اور جو چیزیں واقع میں حلال تھیں ان میں تحریم کا اختراع کر رکھا ہے اس طرز سے گفتگو کرنا خطاب علی الاسلوب الحکیم کہلاتا ہے **بیان بعض محرمات واقعیہ** قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ (الی قولہ) ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

اللغات تعالوا فی الروح ہو امر من تعالیٰ والاصل فیہ ان یقولہ من ہو فی مکان عال لمن ہو اسفل منہ ثم اتسع فیہ بالتعمیم واستعمل استعمال المقید فی المطلق مجازا الاشد قیل جمع لا واحد لہ وقیل ہو مفرد وقیل ہو جمع شدۃ کنعمۃ وانعم ۱۲ **البلاغۃ قولہ** احسانا قال البیضاوی وضعہ موضع النہی عن الاساءۃ الیہما للمبالغۃ وللدلالۃ علی ان ترک الاساءۃ فی شانہما غیر کاف ۱۲ **قولہ تعالیٰ** من املاق فی الروح قیل المخاطب بقولہ من املاق من ابتلی بالفقر وبقولہ تعالیٰ خشیۃ املاق من یخشاہ فی المستقبل ولذا قدم رزقہم ہنا وقدم رزق اولادہم فی مقام الخشیۃ **قولہ تعالیٰ** لا تقربوا علق النہی بالقرب للمبالغۃ **قولہ** بالقسط تاکید وصکم تکرار للتاکید **قولہ** تعقلون فی موضع وتذکرون فی اخر وتتقون فی ثالث ہو عندی تفنن وقیل التعقل عام وکان المضمون الاخیر عاما فناسبہ والخمسۃ المتقدمۃ کانوا لا یغلطون فیہا باعتقاد حرمۃ احسنا الاستماع بالوالدین فناسبہ تعقلون باعتبار الاکثر والاربعۃ المتاخرۃ لا یغلطون فیہا انما کانوا یترکونہا بالعادۃ فسوء نہا فناسبہ تذکرون ۱۲ روح

ملحقات الترجمۃ ۱؎ **قولہ** فی حرام با قاعدہ شہادت وہی الخ اشارۃ بقولہ با قاعدہ الی ان الاولی ان الشہادۃ بالتسامع فی بعض الاحکام جائزۃ والثانی من استشہادہ بالمشاہدۃ واقع من ہذہ الامۃ علی الامم ۱۲ ۲؎ **قولہ** فی لا تشہد معہم سماعت فی الروح فلا تصدقہم واراد بہذا المعنی من لا تشہد معہم الشہادۃ من لوازم التسلیم ہو مہجور باب المشاکلۃ ۱۲ ۳؎ **قولہ** فی لا یؤمنون تحریر اشارۃ الی وجہ تخصیص عدم ایمانہم بالآخرۃ ہہنا ۱۲ ۴؎ **قولہ** فی التفصیل دلالۃ تاندفع بہ اشکال ان المنہیات لا شک فی تحریمہا الماموریات کیف تکون محرمۃ وجہ الاندفاع ان اضدادہا المفہومۃ منہا المدلولۃ بہا محرمۃ اشرت الی ہذا المعنی بقولی حرام ہوا فی خاتمۃ کل حکم ۱۲

ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ وَتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَاۗءِ

پھر ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی جس سے اچھی طرح عمل کرنے والوں پر نعمت پوری ہو اور سب احکام کی تفصیل ہو جاوے اور رہنمائی ہو اور رحمت ہو تاکہ وہ لوگ اپنے رب کے

آپ (اُن سے) کہئے کہ آؤ میں تمکو وہ چیزیں پڑھکر سناؤں جنکو تمہارے رب نے تم پر حرام فرمایا ہے وہ (چیزیں یہ) ہیں ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کیساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہراؤ (پس شریک ٹھہرانا حرام ہوا) اور (دوسرے یہ کہ) ماں باپ کیساتھ احسان کیا کرو (پس ان سے بری طرح رہنا حرام ہوا) اور (تیسری یہ کہ) اپنی اولاد کو افلاس کے سبب (جیسا کہ جاہلیت میں غالب عادت تھی) قتل مت کیا کرو (کیونکہ) ہم ان کو اور تمکو (دونوں کو) رزق (مقدر) دینگے (وہ تمہارے رزق مقدر میں شریک نہیں ہیں پھر کیوں قتل کرتے ہو پس قتل کرنا حرام ہوا) اور (چوتھے یہ کہ) بیحیائی (یعنی بدکاری) کے جتنے طریقے ہیں انکے پاس بھی مت جاؤ (پس زنا کرنا حرام ہوا) خواہ وہ علانیہ ہوں اور خواہ پوشیدہ ہوں (اور طریقے یہی ہیں) اور (پانچویں یہ کہ) جسکا خون کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کردیا ہے اسکو قتل مت کرو ہاں مگر حق (شرعی) پر (قتل جائز ہے مثلاً قصاص میں یا رجم میں پس قتل ناحق حرام ہوا) اس (سب) کا تمکو اللہ تعالیٰ نے تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم (انکو) سمجھو (اور سمجھکر عمل کرو) اور (چھٹے یہ کہ) یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ (یعنی اس میں تصرف مت کرو) مگر ایسے طریقے سے (تصرف کی اجازت ہے) جو کہ (شرعاً) مستحسن ہے (مثلاً اسکے کام میں لگانا اسکی حفاظت کرنا اور بعض اولیاء اور اوصیاء کو اسمیں یتیم کیلئے تجارت کرنیکی بھی اجازت ہے) یہاں تک کہ وہ اپنے سن بلوغ کو پہنچ جاوے (اسوقت تک ان تصرفات مذکورہ کی بھی اجازت ہے اور پھر اس کا مال اسکو دیدیا جاویگا بشرط سفیہ نہ ہونیکے پس تصرف غیر مشروع مال یتیم میں حرام ہوا) اور (ساتویں یہ کہ) ناپ اور تول پوری پوری کیا کرو انصاف کیساتھ (کہ کسی کا حق اپنے پاس نہ رہ جاوے ورنہ آوے پس اسمیں خیانت کرنا حرام ہوا اور یہ احکام کچھ دشوار نہیں کیونکہ) ہم (انکو) کسی شخص کو اسکی مقدرت سے زیادہ (احکام کی) تکلیف بھی نہیں دیتے (پھر ان احکام میں کوتاہی کیوں کی جاوے) اور (آٹھویں یہ کہ) جب تم (فیصلہ یا شہادت وغیرہ کے متعلق کوئی) بات کیا کرو تو (اسمیں) انصاف (کا خیال) رکھا کرو گو وہ شخص (جسکے مقابلہ میں وہ بات کہتے ہو تمہارا) قرابتدار ہی ہو (پس خلاف عدل حرام ہوا) اور (نویں یہ کہ) اللہ تعالیٰ سے جو عہد کیا کرو (جیسے قسم یا نذر بشرطیکہ اسکے مشروع ہونے کے) اسکو پورا کیا کرو (پس اسکا عدم ایفا حرام ہوا) ان (سب) کا اللہ تعالیٰ نے تمکو تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم یاد رکھو (اور عمل کرو) اور (یہ بھی) کہدیجیے (کہ کچھ ان ہی احکام کی تخصیص نہیں بلکہ) یہ (دین اسلام اور اسکے تمام احکام) میرا رستہ ہے (جس کی طرف میں باذن الٰہی دعوت کرتا ہوں) جو کہ (بالکل) مستقیم (اور راست) ہے سو اس راہ پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے (جسکی طرف میں دعوت کرتا ہوں) جدا (اور دور) کردینگی اسکا تمکو اللہ تعالیٰ نے تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم (اس راہ کے خلاف کرنے سے) احتیاط رکھو (ف مال یتیم کے احکام سورۂ نساء میں گذر چکے ہیں ملاحظہ کرلیا جاوے اور اثنائے ترجمہ میں جو بعض اولیاء و بعض اوصیاء کہا گیا مراد اس سے قاضی اور جد یتیم و باپ اور جد کا وصی ہے ان کے سوا کسی کو تصرف تجارت مال یتیم میں جائز نہیں اور احکام قسم کے پارۂ اذا سمعوا کے شروع میں گذر چکے ہیں ربط اوپر شرک فی العقائد و التحلیل و التحریم کا ذکر مع اسکے مضامین متعلقہ کے بہت بسط سے فرمایا گیا آگے مسئلہ نبوت پر جو کہ تعالوا اتل ما حرم ربکم الخ سے اور هٰذا صراطی الخ سے بھی مفہوم ہے بحث ہے کہ نبوت کوئی امر غریب نہیں ہے اول اور انبیاء ہوئے جن میں موسیٰ علیہ السلام مشہور و معروف ہیں اخیر میں آپ صاحب وحی ہو گئے اسکا انکار کیوں کیا جاتا ہے۔ نزول کتاب بر موسیٰ علیہ السلام و بر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا (الیٰ قولہ)

النحو قولہ تماما وکذا التفصیل موقع المفعول لہ وجاز حذف اللام لکونہ بمعنی اتمامًا وجاز ان یکون حالا کذا فی الروح ۱۲ **البلاغۃ** قولہ تماما علی الذی الخ کونہ تفصیلا وصف لہ فی ذاتہ وکونہ ہدی ورحمۃ وصف باعتبار المکلفین والاول بالنظر الی التعمیم والثانی بالنظر الی المؤمنین خاصۃ واما کونہ تماما فہو داخل فی کونہ رحمۃ باعتبار بعض المؤمنین لدیانۃ بالتطوعات والاخلاص الکل وقدم لکونہ اشرف واما قولہ فیہ فسارق تفصیل وہدی ورحمۃ [illegible] بہ فیما قبل ولم یکن وصف تمام غیر خارج من الرحمۃ لم یعد ذکرہ بعد شمول الجمیع المبارک ۱۲ **اختلاف القراءۃ** فی قراءۃ احسن بالرفع ۱۲ ے علی الوجہ الذی ہو احسن وہو المشہور [illegible] العامل الذی ہو احسن [illegible] قولہ تعالیٰ [illegible] **ملحقات الترجمۃ** ۱ قولہ فی ان لا تشرکوا وہ چیزیں، اشار الی ان ان مفسرۃ، اختارہ الزمخشری والبیضاوی فی البیضاوی ۱۲ [illegible] تعلیق نص للمعنی احرم فان التحریم باعتبار [illegible] ۱۲ ۲ قولہ فی املاق [illegible] بعض القتل کان بسبب [illegible] ۳ قولہ فی کلمۃ دشوار نہیں اشارۃ الی المقصود من الجملۃ کما فی الروح من تنویع المرحم من التکلیفات لتقبلوا [illegible] ۴ قولہ فی بعہد اللہ قسم کذا فی الروح و تایید لقولہ تعالیٰ فی النحل و اوفوا بالعہد [illegible]

وکا تستعفوا [illegible] ۱۲ ۵ قولہ فی وان ہذا یعنی اشارۃ کونہ معطوفا علی تعالوا [illegible] بالعطف ویعید قراءۃ ان بکسر الہمزۃ وتشدید النون واما وجہ صحۃ ان بالفتح والتخفیف من انقضاء [illegible] بتقدیر الخبر لفعل تعالوا واخبرہم ان ہذا صراطی فانہم [illegible] ان بالفتح والمخففۃ علی کونہ مخففۃ من المثقلۃ ۱۲ ۶ قولہ ہنا کہ تخصیص نہیں اشارۃ الی وجہ زیادۃ ہذہ الجملۃ من التنبیہ علی جمیع شرائعہ [illegible] الشریعۃ وما تخصیص ہذہ بالذکر لکونہا [illegible] لم تنسخ فی شریعۃ ۱۲ ۷ قولہ فی صراطی جسکی طرف اشارۃ الی وجہ اضافتہ الیہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ۸ قولہ ہنا کہ باذن الٰہی اشارۃ الی ان ہذا الصراط فی الحقیقۃ ہو صراط اللہ ومن ثم اضیف الیہ تعالیٰ فی سبیلہ ۱۲

ع ۱۹

رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ

ملنے پر یقین لاویں اور یہ ایک کتاب ہے جس کو ہم نے بھیجا بڑی خیر وبرکت والی سو اس کا اتباع کرو اور ڈرو تاکہ تم پر رحمت ہو کبھی تم لوگ یوں کہنے لگو کہ کتاب تو صرف

الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ

ہم سے پہلے جو دو فرقے تھے ان پر نازل ہوئی تھی۔ اور ہم ان کے پڑھنے پڑھانے سے محض بے خبر تھے یا یوں کہتے کہ اگر ہم پر کوئی کتاب نازل ہوتی تو ہم اُن سے بھی

اَهْدٰى مِنْهُمْ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ

زیادہ راہ پر ہوتے۔ سو اب تمہارے پاس تمہارے رب کے پاس سے ایک کتاب واضح اور رہنمائی کا ذریعہ اور رحمت آچکی ہے۔ سو اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو ہماری آیتوں کو جھوٹا بتلاوے

صَدَفَ عَنْهَا سَنَجْزِي الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ۝

اور ان سے روکے ہم ابھی ان لوگوں کو جو کہ ہماری آیتوں سے روکتے ہیں ان کے اس روکنے کے سبب سخت سزا دیں گے۔

سَنَجْزِي الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ پھر مضمون ابطال شرک کے بعد ہم مسئلہ نبوت میں کلام کرتے ہیں کہ ہم نے صرف آپکو اکیلا نبی نہیں بنایا جس پر یہ لوگ اس قدر شور وغل مچا رہے ہیں بلکہ آپ کے قبل ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو پیغمبر بنا کر کتاب (توراۃ) دی تھی جس سے اچھی طرح عمل کرنے والوں پر ہماری نعمت پوری ہو (کہ عمل کرکے ثواب کامل حاصل کریں) اور سب ضروری احکام کی اس کے ذریعہ سے تفصیل ہو جاوے اور اس کے ذریعہ سے سب کو رہنمائی ہو اور ماننے والوں کیلئے رحمت ہو ہم نے اس صفت کی کتاب اسلئے دی تاکہ وہ لوگ (یعنی بنی اسرائیل) اپنے رب کے ملنے پر یقین لاویں (اور اعتقاد تقاضے سب احکام کو بجا لاویں) اور (جب اسکا اور اس کے تتمہ انجیل کا دورہ ختم ہو چکا اس کے بعد) یہ (قرآن) ایک کتاب ہے جسکو ہم نے (آپکے پاس) بھیجا بڑی خیر وبرکت والی سو اب (اسکا اتباع کرو اور (اس سے خلاف کرنیکے باب میں خدا سے) ڈرو تاکہ تم پر (اللہ تعالیٰ کی) رحمت ہو (اور ہم نے یہ قرآن اسلئے بھی نازل کیا کہ) کبھی تم لوگ (قیامت میں در صورت اسکے نازل نہ ہونے کے کفر وشرک پر عذاب ہونیکے . . . . .

. . . . وقت) یوں کہنے لگو کہ کتاب (آسمانی) تو صرف ہم سے پہلے جو دو فرقے (یہودی عیسائی) تھے ان پر نازل ہوئی تھی اور ہم ان کے پڑھنے پڑھانے سے محض بے خبر تھے (اسلئے ہم کو توحید کی تحقیق نہ ہوئی) یا (اور مؤمنین سابقین کو ثواب ملنے کیوقت) یوں کہنے لگو کہ اگر ہم پر کوئی کتاب نازل ہوتی تو ہم ان (مؤمنین سابقین) سے بھی زیادہ راہ پر ہوتے (اور عقائد واعمال میں) ان سے زیادہ کمال حاصل کر کے ثواب کے مستحق ہوتے سو یاد رکھو کہ اب (تمہارے پاس کوئی عذر نہیں ابھی) تمہارے رب کے پاس سے ایک کتاب (جس کے احکام واضح ہیں) . . . . اور (موجب) رہنمائی کا ذریعہ (ہے) اور (خدا کی) رحمت (ہے) آچکی ہے سو (ایسی کافی شافی کتاب آنے کے بعد) اُس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو ہماری ان آیتوں کو جھوٹا بتلاوے (اور دوسروں کو بھی) اس سے روکے ہم ابھی (آخرت میں) ان لوگوں کو جو کہ ہماری آیتوں سے روکتے ہیں انکے اس روکنے کے سبب سخت سزا دیں گے (یہ سختی اس روکنے سے بڑھی ورنہ صرف تکذیب بھی موجب سزا ہے) **ف** وجہ غفلت یہ نہیں کہ توراۃ وانجیل لغت عرب میں نہ تھی کیونکہ ترجمہ کے ذریعہ سے مضامین کی اطلاع ممکن ہے بلکہ واقع تھی بلکہ وجہ یہ ہے کہ اہل کتاب نے اہل عرب کو تعلیم وتوحید کا کبھی اہتمام نہیں کیا اور اتفاقاً کان میں کوئی مضمون پڑ جانا عادۃً تنبہ میں کم مؤثر ہے گو اس قدر تنبہ پر بھی طلب اور تامل واجب ہو جاتا ہے اور اسی بنا پر ترک توحید پر عذاب ممکن تھا اور اس سے عموم بعثت موسویہ و عیسویہ کا اشکال لازم نہیں آتا کیونکہ اختصاص اس عموم کا ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باعتبار مجموعہ اصول وفروع کے ہے ورنہ اصول میں سب انبیاء کا اتباع سب خلائق پر

[illegible]

البلاغۃ قولہ علیٰ طائفتین فی الروح وتخصیص الانزال بکتابیہما لانہما اللذان اشتہرا من بین الکتب السماویۃ باشتمالہما علی الاحکام وقد تلقت خصوصاً عند العرب لکثرۃ من بین عندہم وفقدان غیرہم منہم ومن ثم خص موسیٰ علیہ السلام بالذکر فی قولہ ثم آتینا موسیٰ الخ **الملحقات الترجمۃ ۱ قولہ** فی ثم بعد انے کرتے تھے اشارۃ الی ان ثم للترتیب الذکری وقیل کما فی الروح ثم بمعنے الواو وقد جاء کثیراً فی الکتاب ۲ **قولہ** فی الذی احسن کرنیوالوں اشارۃ الی ان الذی للجنس ۳ **قولہ** فی تفصیلاً مرضی الان شیئاً من الکتاب بالشرط لا یشمل کل شیء ۱۲

۴ **قولہ** فی لعلہم بنی اسرائیل المدلول علیہم بذکر موسیٰ کذا فی الروح ۱۲ ۵ **قولہ** قبل ھذا کتاب تمہ اشارۃ الی ان عدم ذکر الانجیل ہہنا مع کونہ مذکورا فیما بعد من قولہ طائفتین للاکتفاء بذکر التوراۃ فی اکثر الشرائع والاحکام فی اقل قلیل کما یدل علیہ قولہ تعالیٰ ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم ۱۲ ۶ **قولہ** قبل ان تقولوا اس لئے بھی الخ لما وجعی لان نافیۃ النزول لایجزء خفیہ ۷ **قولہ** فی صدف دوسروں کو اشارہ ان تعدیتہ اکثر استعمالاً وقد یجی لازماً کذا فی الروح ۱۲

هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا أَن تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ رَبُّكَ أَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ

یہ لوگ صرف اس امر کے منتظر ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آویں یا ان کے پاس آپ کا رب آوے یا آپ کے رب کی کوئی بڑی نشانی آوے جس روز آپ کے رب کی بڑی نشانی آ پہونچے گی کسی

رَبِّكَ لَا يَنفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِن قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا قُلِ انتَظِرُوا إِنَّا مُنتَظِرُونَ

ایسے شخص کا ایمان اس کے کام نہ آوے گا جو پہلے سے ایمان نہیں رکھتا ہو یا اس نے اپنے ایمان میں کوئی نیک عمل نہ کیا ہو آپ فرما دیجئے کہ تم منتظر رہو ہم بھی منتظر ہیں۔

واجب ہی پس اس بناء پر عذاب صحیح ہوتا لیکن یہ عذر بادی النظر میں پیش کیا جاسکتا تھا اب اس کی بھی گنجائش نہ رہی اور حجۃ اللہ تام ہوگئی اور دوسرے قول ولولا انزل علینا الکتاب لکنا اھدیٰ منہم کے متعلق ایک سوال و جواب ناجیین اہل نصرت کے سورۂ مائدہ کے رکوع سوم کے اخیر میں گذر چکا ہو ملاحظہ کرلیا جاوے ۔ **ربط** اوپر مکذبین کا ظالم اور مستحق عذاب ہونا بیان فرمایا ہی آگے بھی ان مکذبین کو ایمان نہ لانے پر توبیخ و تہدید ہے ۔ **توبیخ بر عدم ایمان** هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا أَن تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ (الی قولہ) قُلِ انتَظِرُوا إِنَّا مُنتَظِرُونَ یہ لوگ (جو کہ بعد نزول کتاب و بینات و وضوح حق کے بھی ایمان نہیں لاتے اپنے ایمان لانے کیلئے) صرف اس امر کے منتظر معلوم ہوتے ہیں (یعنی ایسا توقف کر رہے ہیں جیسے کوئی انتظار کر رہا ہو) کہ ان کے پاس فرشتے آویں یا ان کے پاس آپ کا رب آوے (جیسا قیامت میں حساب کے وقت واقع ہوگا) یا آپ کے رب کی کوئی بڑی نشانی (منجملہ قیامت کی نشانیوں کے) آوے (مراد اس بڑی نشانی سے آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا ہے مطلب یہ ہوا کہ یہ ایمان لانے میں قیامت کے وقوع یا قرب کا انتظار ہے سو اسکے متعلق سن رکھیں کہ) جس روز آپ کے رب کی (یہ) بڑی نشانی (مذکور) آ پہونچے گی (اس روز) کسی ایسے شخص کا ایمان اسکے کام نہ آئیگا جو پہلے سے ایمان نہ رکھتا ہو (بلکہ اسی روز ایمان لایا ہو) یا (ایمان تو پہلے سے بھی رکھتا ہو لیکن) اس نے اپنے ایمان میں کوئی نیک عمل نہ کیا ہو (بلکہ اعمال بد اور گناہوں میں مبتلا ہو اور اس روز ان سے توبہ کر کے اعمال نیک شروع کرے تو اس کی توبہ قبول نہ ہوگی اور اس کے قبل اگر معاصی سے توبہ کرتا تو مومن ہونے کی برکت سے توبہ قبول ہو جاتی تو قبول توبہ منجملہ منافع ایمان کے ہے اس وقت ایمان نے یہ خاص نفع نہ دیا اور جب علامت قیامت مانع ہوگئی قبول ایمان و توبہ سے تو خاص وقوع قیامت تو بدرجہ اولیٰ مانع ہوگا پھر انتظار کا ہے کا اور اگر اس توبیخ پر بھی ایمان نہ لاویں تو آپ (تہدید مزید کے طور پر) فرما دیجئے کہ (خیر بہتر) تم (ان امور کے) منتظر رہو (اور مسلمان نہیں ہوتے مت ہو) ہم بھی (ان امور کے) منتظر ہیں (اس وقت تم پر مصیبت پڑیگی اور ہم مومن انشاء اللہ تعالیٰ ناجی ہونگے) **ف** حساب کیلئے حق تعالیٰ کا اور فرشتوں کا آنا پارۂ سیقول کے نصف پر آیۂ ہل ینظرون الخ کی تفسیر میں نقل ہو چکا ہے دیکھ لیا جاوے اور لفظ بعض آیات جو آیت ہذا میں واقع ہے اس کی تفسیر طلوع شمس من المغرب احادیث کثیرہ صحیحہ میں وارد ہے ترمذی و مسلم وغیرہما نے مرفوعاً روایت کیا ہے اور کیفیت اسکی ایک روایت میں اس طرح آئی ہے کہ اس روز بعد غروب کے آفتاب کو بحکم خداوندی رجعت قہقری ہوگی اس لئے مغرب سے طلوع ہوگا اور در منثور وغیرہ میں یہ روایت مذکور ہے اور روح المعانی میں بروایت تاریخ بخاری و ابوالشیخ و ابن عساکر حضرت کعب سے اسکی کیفیت منقول ہے کہ قطب کی طرف گھوم کر نقطۂ مغرب پر آجاویگا

النحو **قولہ** لم تکن آمنت صفۃ لنفسا **قولہ** کسبت معطوف علی آمنت فالتقدیر لکنا لا ینفع الایمان نفسا لم تکن آمنت او لم تکن کسبت ۱۲ **البلاغۃ** **قولہ** ربک الاضافۃ للتشریف **قولہ** نفسا تنکیر نفسا للتعمیم ۱۲ **الکلام** استدلت المعتزلۃ بظاہر الآیۃ علی ان الایمان لا ینفع بدون العمل والجواب ظاہر بتزبحتی ما حاصلہ ان المنفی ہو النفع الخاص ای قبول التوبۃ الذی ہو من منافع الایمان ایضا وبہذا الاعتبار صح ان یقال ان ہذا الرجل لم ینفعہ ایمانہ ای نفعا خاصا ولا یلزم من نفی الخاص نفی العام فلم یحصل مدعاہم من نفی النجاۃ بدون العمل وہذا کان اللہ تعالی من بہ علی ثم رأیتہ منقولا فی روح المعانی عن بعض المحققین وہو ان حاصل الآیۃ انہ لا ینفع الایمان باعتبار ذاتہ اذا لم یحصل قبل ولا باعتبار العمل (کالتوبۃ وغیرہا) اذا لم یعمل قبل ونفع الایمان باعتبار العمل ان یصیر سببا لقبول العمل الحقہا وان لم یرض بہ صاحب الروح لکن ست وللناس فیما یعشقون مذاہب محو فی الروح او دل المعتزلۃ ان الخیر نکرۃ فی سیاق النفی فیعم ویلزم ان یکون نفع الایمان بمجرد الخیر ولو واحدا ولیس ذلک مذہبہم فان جمیع الاعمال الصالحۃ داخلۃ فی الخیر عندہم ہو فافہم ۱۲

ملحقات الترجمۃ ۱ **قولہ** فی ینظرون یعنی ایسے کما فی الروح الانتظار محمول الآیۃ علی التمثیل المبنی علی تشبیہ حال ہؤلاء الکفار فی الاصرار علی الکفر والتمادی علی الشقاوۃ الی ان تأتیہم تلک الامور الہائلۃ التی لا بد لہم من الایمان عند مشاہدتہا البتۃ بحال المنتظرین لہا ۱۲ ؛

۲ **قولہ** فی بعض بڑی نشانی فی الروح التعبیر بالبعض للتہویل والتفخیم ۱۲

اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَكَانُوْا شِیَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِیْ شَیْءٍ ۚ اِنَّمَاۤ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ یُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا

بیشک جن لوگوں نے اپنے دین کو جدا جدا کر دیا اور گروہ گروہ بن گئے آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں بس ان کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے پھر ان کو ان کا کیا ہوا جتلا دیں گے

یَفْعَلُوْنَ ۝ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّیِّئَةِ فَلَا یُجْزٰۤى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ۝

جو شخص نیک کام کرے گا اس کو اس کے دس حصے ملیں گے اور جو شخص برا کام کرے گا اسکو اس کے برابر ہی سزا ملیگی اور ان لوگوں پر ظلم نہ ہوگا

اور رجعت قہقری کو بھی اسی مادل کر سکتے ہیں اور اہل ہیئت اسکو جن قواعد و اصول پر محال کہتے ہیں ان قواعد کے لزوم پر اب تک خود کوئی دلیل قائم نہیں اور دُر منثور میں ایک روایت بتخریج عبد بن حمید و ابن مردویہ عبد اللہ بن ابی اوفی سے مرفوعاً منقول ہے کہ مغرب سے طلوع ہو کر جب وسط سما، تک پہونچے گا پھر مغرب ہی کی طرف لوٹکر اودھر غروب ہو کر پھر بدستور مشرق سے نکلنے لگیگا۔ اور بعض احادیث میں اسوقت ایمان کا مقبول نہ ہونا اور بعض میں توبہ کا مقبول نہ ہونا مصرح ہے۔ باقی دو امر قابل تحقیق رہے ایک یہ کہ اسوقت ایمان و توبہ کے غیر مقبول ہونیکی کیا وجہ دوسرے یہ کہ آیا اُس کے بعد پھر بھی یہ عدم قبول مستمر رہیگا یا نہیں۔ صاحب روح نے اول امر میں کہا ہے کہ جب عالم علوی کا تغیر مشاہد ہو گیا تو مثل وقت نزع و انکشاف عالم غیب کے ایمان بالغیب نہ رہا دوسرے امر میں اسکو ترجیح دی ہے کہ پھر قبول ہونے لگے گا جو کہ بعد میں مخاطب بالشرع ہوا ہو یا بمدت گذرنے پر وہ ہول خیال سے اتر جاوے زواجر اور ملقیتی سے یہ مضمون لکھا ہے اور نیان کی تائید میں ایک حدیث فتح الباری سے مرفوعاً نقل کی ہے کہ اسکے بعد ایک سو بیس آدمی باقی رہیں گے **ربط** یہاں تک زیادہ حصہ بیان کا مشرکین کے باب میں ہوا آگے ایک عام عنوان سے دوسرے گمراہوں کا حق سے بعید اور مورد وعید ہونا بیان فرماتے ہیں جس میں سب کفار مشرکین و اہل کتاب اور اہل اہوا و بدعات بتفاوت مراتب وعید سب داخل ہو گئے۔

وخامت جمیع اہل ضلالت اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَكَانُوْا شِیَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِیْ شَیْءٍ ۚ اِنَّمَاۤ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ یُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ۝ بیشک جن لوگوں نے اپنے دین کو (جسکے وہ مکلف تھے) جدا جدا کر دیا یعنی دین حق کو تمامہ قبول نہ کیا خواہ سبکو چھوڑ دیا یا بعض کو اور طریقے شرک و کفر و بدعت کے اختیار کر لئے) اور مختلف گروہ گروہ بن گئے آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں (یعنی آپ ان سے بری ہیں آپ پر کوئی الزام نہیں) بس (وہ خود اپنے نیک و بد کے ذمہ دار ہیں اور) ان کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے (وہ دیکھ بھال رہے ہیں) پھر (قیامت میں) ان کو ان کا کیا ہوا جتلا دینگے (اور حجت قائم کر کے استحقاق عذاب ظاہر کر دینگے) ف۔ در منثور میں ابن عباسؓ سے ان گروہوں سے یہود و نصاریٰ مراد ہونا اور ابوہریرہؓ سے مرفوعاً اہل بدعات مراد ہونا اور خازن میں حسنؒ سے جمیع مشرکین اس اعتبار سے کہ بعضے بت پرست ہیں اور بعض ستارہ پرست ہیں وغیرہ وغیرہ مراد ہونا منقول ہے چونکہ لفظ فرقوا سبکو شامل ہو سکتا ہے اسلئے عام مراد لینا انسب ہے البتہ مراتب وعید کے متفاوت ہونگے یعنی کفار کو عذاب مخلد ہوگا اور مبتدعین کو بوجہ وجود ایمان کے بعد سزائے عقائد فاسدہ کے نجات ہوگی اور حدیث میں جو آیا ہے کہ مسلمانوں کے فرقوں میں صرف ایک فرقہ ناجی ہے باقی سب ناری مراد اس سے خلود و عدم خلود نہیں ہے کیونکہ کسی مومن کو خلود نہ ہوگا اور نہ مطلق دخول و عدم دخول مراد ہے کیونکہ بعض اہل سنت کو بھی معاصی سے دخول ہوگا بلکہ مراد دخول لفساد العقائد بلا خلود ہے اور یہ خاص ہے اہل بدعت کیساتھ بخلاف اہل حق کے کہ انکو دخول فساد اعمال سے ہوگا فساد عقائد سے نہ ہوگا اور بخلاف کفار کے کہ انکو خلود ہوگا خوب سمجھ لو۔ اور مراد میری دخول سے استحقاق دخول ہے کیونکہ ممکن ہے کہ مثل دیگر معاصی کے فساد عقیدہ بھی جو کفر تک نہ پہونچا ہو بلا تعذیب معاف ہو جاوے جیسا بعد تعذیب معاف ہوگا لزوم عذاب پر کوئی دلیل نہیں اس لئے میں نے ترجمہ میں استحقاق کا لفظ بڑھایا ہے اور فرقوا کی تفسیر کے متعلق جاننا چاہیئے کہ جب بعض امور حقہ کا ترک جائز نہیں تو جمیع کا تو بدرجۂ اولیٰ مذموم ہوگا پس یہ شبہ نہ رہا کہ فرقوا سے تو ان پر ہی وعید ہے جنہوں نے بعض حق کو ترک کر دیا اور تارک کل پر فرقوا صادق نہیں آتا **ربط** اوپر ینبئہم میں جزائے قیامت کا بیان تھا آگے اس جزا کا قانون عام مذکور ہے جس سے جزائے خاص مذکور بالا کا حال بھی معلوم ہو جاویگا شاید دوسرا ربط یعنی جزائے حسن جملۂ دینے سے ترغیب مقصود ہو کہ اگر غیر چھوڑ کر ایمان سے آؤ تو کسقدر نفع ہوگا کہ دس گنا اور ملے بہت **قانون جزاء اعمال** مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ (الی قولہ) فَلَا یُجْزٰۤى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ۝

ملحقات الترجمة ۱ قولہ فی دینہم مکلف تھے تخریج النحاس عن ابن عباس کما فی الدر المنثور ویؤیدہ قراءة فارقوا من المفاعلة ۱۲ ۲ قولہ فی لست بری ورد بنا التفسیر فوفاً فی الدر المنثور قال فی الکبیر تاویلہ انک بعید من اقوالہم ومذاہبہم والعقاب اللازم علی تلک الاباطیل مقصور علیہم لا یتعداہم وفی الخازن تقول العرب ان فعلت کذا فلست منک ولست منی کل واحد منا بری من صاحبہ ۱۲

اللغات شیعا جمع شیعۃ یعنی المتبعین لان کلا منہم یتبع امامہ ۱۲

البلاغۃ قولہ انما امرہم الی اللہ من معنے لست منہم میں لتعلیل لما للوعید ۱۲

قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰىنِیْ رَبِّیْۤ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۚ دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ○

آپ کہدیجئے کہ مجھ کو میرے رب نے ایک سیدھا رستہ بتلادیا ہے کہ وہ ایک دین ہے مستحکم جو طریقہ ہے ابراہیم کا جس میں ذرا کجی نہیں اور وہ شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے آپ فرمادیجئے

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ لَا شَرِیْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ○

کہ بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادات اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو مالک ہے سارے جہان کا اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی کا حکم ہوا ہے اور میں سب ماننے والوں میں پہلا ہوں

جو شخص نیک کام کرے گا اس کو (اقل درجہ) اس کے دس حصے ملیں گے (یعنی ایسا سمجھا جاویگا کہ گویا وہ نیکی دس بار کی اور نیز ایک نیکی پر جس قدر ثواب ملتا اب دس حصے ویسے ثواب کے ملیں گے) اور جو شخص برا کام کریگا سو اس کو اس کے برابر ہی سزا ملیگی (زیادہ نہ ملے گی) اور ان لوگوں پر ذرا ظلم بھی نہ ہوگا (کہ کوئی نیکی درج نہ ہو یا کوئی بدی زیادہ کر کے لکھ لی جاوے)، ف حسنہ میں اقل درجہ کی قید اس لئے لگائی کہ بعض اوقات اس سے زیادہ ملنا دوسری نصوص میں مصرح اور معروف ہے اور در منثور میں مرفوع حدیثوں میں مصرح ہے کہ لا الہ الا اللہ بھی حسنہ ہے اس سے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ اس کی تصدیق اور اس کا اقرار دونوں حسنہ ہیں پس ایمان بھی حسنہ ہوا اس کے دس حصے ہونیکا مطلب احقر کی توضیح سے حل ہو گیا یعنی ایمان لانے پر جو فضل و کرم موعود ہے ویسا فضل و کرم دس حصے ہوگا، اور اگر شبہ ہو کہ جب ایمان حسنہ ہے تو کفر سیئہ ہوگا اور سیئہ پر برابر سزا ہے تو کفر پر عذاب مخلد ہونا ظاہراً برابر سے زیادہ ہے جواب یہ ہے کہ زیادہ جب کہتے کہ جس قدر سزا کا استحقاق نفس کفر پر ہے اس سے زیادہ سزا ہو جاتی اور یہ منفی ہے بلکہ ممکن ہے کہ نفس کفر گو وہ مضاعف نہ کیا جاوے اتنی ہی سزا کو مقتضی ہو کیونکہ اس کا قبح و شدت غایت درجہ تک پہنچی ہے (ربط) اوپر اختلاف فی الدین کی مذمت تھی آگے دین حق کی تعیین ہے جس کا سب کو اختیار کرنا ضروری ہے **تعیین و ارشاد دین حق** قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰىنِیْ رَبِّیْۤ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (الی قولہ) وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ○ آپ کہدیجئے کہ مجھ کو میرے رب نے ایک سیدھا رستہ (وحی کے ذریعہ سے) بتلادیا ہے کہ وہ ایک دین ہے (جو بوجہ ثبوت بدلائل کے) مستحکم ہے (جو طریقہ ہے ابراہیم (علیہ السلام) کا جس میں ذرا کجی نہیں اور وہ (ابراہیم) شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے (اور) آپ (اس دین مذکور کی قدرے تفصیل کیلئے) فرمادیجئے کہ (اس دین کا حاصل یہ ہے کہ) بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو مالک ہے سارے جہان کا اس کا (استحقاق عبادت یا تصرفات ربوبیت میں) کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی (دین مذکور پر رہنے) کا حکم ہوا ہے اور (حکم کے موافق) میں (اس دین والوں میں) سب ماننے والوں سے پہلا (ماننے والا) ہوں ف یہاں دین کے جو اوصاف فرمائے گئے ہیں اس کے اعتبار سے وہ خاص ہو گیا اسلام اور اسلام میں سے طریق سنت کیساتھ چنانچہ ملت ابراہیمی کا اسلام ہونا آخر پارہ الم میں گذر چکا اور ماکان من المشرکین سے مشرکین اور یہود و نصاری سب کا رد ہو گیا جیسا کہ اسی مقام پر یہ بھی مذکور ہوا ہے، اور حنیف سے تمام طرق بدعت کا رد ہو گیا کہ سب میں زیغ ہے اور تفصیل میں صلوٰۃ و نسک تو امور شرعیہ سے ہیں اور محیا و ممات امور تکوینیہ سے ہیں اللہ کیلئے ہونا اول کا باعتبار قصد عبادت کے ہے اور ثانی باعتبار اعتقاد ربوبیت کے ہے مجموعہ کا حاصل یہ ہوا کہ استحقاق عبادت میں بھی خدا کا کوئی شریک نہیں اور تصرف میں بھی خدا کا کوئی شریک نہیں اور یہی مجموعہ توحید ہے جو بڑی تعلیم ہے اسلام کی اور یہ شبہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ملت ابراہیمی پر رہنے کا کیسے حکم ہوا حالانکہ آپ خود نبی مستقل ہیں آخر پارہ الم میں حل ہو چکا ہے دیکھ لیا جاوے اور یہ جو فرمایا بذلک امرت اسمیں دوسروں کو لطف کیساتھ دعوت ہے کہ جب نبی تک مکلف بالایمان ہے تو دوسرے کیسے بچ سکتے ہیں (ربط) اوپر دین حق کی تعیین کر کے اسکی طرف عام دعوت کیگئی تھی چونکہ بعض اہل باطل یعنی مشرکین خود آپ کو اور مسلمانوں کو اپنے طریق باطل کی طرف بلاتے تھے اور یہ بھی کہتے تھے کہ جو اس میں تم کو گناہ ہوگا وہ ہمارے سر رہا جیسا آیت وقال الذین کفروا للذین امنوا اتبعوا سبیلنا ولنحمل خطایاکم سے اور آیت قل افغیر اللہ تامرونی اعبد سے معلوم ہوتا ہے اور السیاہی قصہ سبب اسے

مسائل السلوک

قل ان صلاتی ونسکی و محیای ومماتی الخ دل علی تعلیم التوحید الکامل من الاستسلام فی جمیع احوالہ التشریعیۃ والتکوینیۃ بان یفوض جمیعہا لہ تعالی اطاعۃ لما امر بہ ورضی لما قضی بہ۔

ترجمہ

قولہ تعالی قل ان صلاتی ونسکی الخ یہ توحید کامل کی تعلیم پر دال ہے یعنی جمیع احوال تشریعیہ و تکوینیہ میں استسلام اور تفویض کرنا عمل اور اطاعت سے بھی اور رضا بالقضا سے بھی ۱۲

النحو فی الروح دینا بدل من محل الی صراط ای هدانی صراطا قیما مصدر نعت بہ [illegible] ۱۲ **البلاغۃ** قولہ لا شریک لہ تاکید لقولہ [illegible] ۱۲

لغات المترجم ۱ قولہ فی [illegible] ۱۲ ۲ قولہ [illegible] ۱۲ ۳ قولہ فی [illegible] ۱۲ ۴ قولہ حنیفا جس میں اشارہ ہے [illegible] ۵ قولہ [illegible] ساری عبادت کما فی الروح عن الزجاج فہو تعمیم بعد تخصیص ۱۲ ۶ قولہ فی سنۃ خالص کذا فی البیضاوی ۱۲ ۷ قولہ فی لا شریک [illegible] ۱۲

قُلْ اَغَیْرَ اللّٰهِ اَبْغِیْ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ کُلِّ شَیْءٍ ؕ وَلَا تَکْسِبُ کُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَیْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ۚ ثُمَّ

آپ فرما دیجئے کہ کیا میں خدا تعالیٰ کے سوا کسی اور کو رب بنانے کیلئے تلاش کروں حالانکہ وہ مالک ہے ہر چیز کا اور جو شخص بھی کوئی عمل کرتا ہے وہ اسی پر رہتا ہے اور کوئی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھاوے گا

اِلٰی رَبِّکُمْ مَّرْجِعُکُمْ فَیُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ○ وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَکُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ

پھر تم سب کو اپنے رب کے پاس جانا ہوگا پھر وہ تم کو جتلا دیگا جس جس چیز میں تم اختلاف کرتے تھے۔ اور وہ ایسا ہے جس نے تم کو زمین میں صاحب اختیار بنایا اور ایک کا

بَعْضَکُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّیَبْلُوَکُمْ فِیْ مَآ اٰتٰىکُمْ ؕ اِنَّ رَبَّکَ سَرِیْعُ الْعِقَابِ ۖؗ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○

دوسرے پر رتبہ بڑھایا تاکہ تم کو آزماوے ان چیزوں میں جو کہ تم کو دی ہیں بالیقین آپ کا رب جلد سزا دینے والا ہے اور بالیقین وہ واقعی بڑی مغفرت کرنیوالا مہربانی کرنیوالا ہے

ع

ردّ تلبیس مشرکین بر مسلمین

قُلْ اَغَیْرَ اللّٰهِ اَبْغِیْ رَبًّا (الی قولہ) فَیُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ○ نزول سورۂ قل یا کا جیسا لباب میں منقول ہے اس لئے آگے اس دعوے کا رد ہے آپ (ان باطل کی طرف بلانے والوں سے) فرما دیجئے کہ کیا (تمہارے کہنے سے) میں خدا تعالیٰ کے سوا کسی اور کو رب بنانے کیلئے تلاش کروں (یعنی نعوذ باللہ شرک اختیار کر لوں) حالانکہ وہ مالک ہے ہر چیز کا اور سب چیزیں اس کی مملوک ہیں اور مملوک شریک مالک نہیں ہو سکتا اور (تم جو کہتے ہو کہ تم ہماری راہ چلو ہمارے سر سو یہ محض لغو بات ہے کہ گناہ کرنیوالا پاک صاف رہے اور صرف دوسرا گناہگار ہو جاوے بلکہ بات یہ ہے کہ) جو شخص بھی کوئی عمل کرتا ہے وہ اسی پر رہتا ہے اور کوئی دوسرے کا بوجھ (گناہ کا) نہ اٹھاوے گا (بلکہ سب اپنی اپنی بھگتیں گے) پھر (سب کے عمل کر چکنے کے بعد) تم سب کو اپنے رب کے پاس جانا ہوگا پھر وہ تم کو جتلا دیگا جس جس چیز میں تم اختلاف کرتے تھے (کہ کوئی کسی دین کو حق بتلاتا تھا اور کوئی کسی کو وہاں عملی اطلاع سے فیصلہ کر دیا جاویگا کہ اہل حق کو نجات اور اہل باطل کو سزا ہوگی) ف اگر کسی کو شبہ ہو کہ نصوص سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی کسی کو گمراہ کرے تو اس گمراہ کا گناہ اس گمراہ کنندہ کو بھی ہوتا ہے اور اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک کا گناہ دوسرے پر نہیں ہوتا۔ جواب یہ ہے کہ گمراہ کرنیوالے کو جو گناہ ہوا وہ تو اپنے ہی فعل سے ہوا کہ جب وہ گمراہ وہ فعل کریگا اس وقت اس مضل کا اتباع جو کہ اس کے فعل اضلال سے ناشی ہے ظاہر ہوگا۔ پس حقیقت میں اپنے فعل سے گناہ ہوا اور اس آیت کا یہ مقصود ہے کہ دوسرے کے فعل سے گناہ نہیں ہوتا پس دونوں میں کچھ تعارض نہیں۔ دوسرے یہ کہ کفار یوں کہتے ہیں کہ تم پر کچھ گناہ نہ ہوگا سو یہ امر بالکل منفی اور باطل ہے بلکہ دونوں کو اپنے فعل کا گناہ ہوگا پس شبہ رفع ہو گیا۔ (ربط) سورت ختم پر آئی مجموعہ سورت میں دین حق کی تحقیق مبسوط ہے اب اپنے ایک عام انعام میں تماثل کا اور ایک خاص انعام میں تفاضل بقصد ترغیب طاعت و موافقت و ترہیب معصیت و مخالفت در باب قبول و اعراض دین حق کے ذکر فرما کر اپنی دو صفت کے اثبات پر جو کہ ترغیب و ترہیب کے مناسب ہے ختم فرماتے ہیں پس اس مضمون کے اعتبار سے خاتمہ کو مجموعہ سورت سے ارتباط ہو گیا اور ایسا ہی حسن ختام ہے کہ ابتدا ذکر انعام و ترغیب و ترہیب وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَکُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ (الی قولہ) وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○ اور وہ (اللہ) ایسا ہے جس نے تم کو زمین میں صاحب اختیار بنایا (اس نعمت میں تو تماثل ہے) اور ایک کا دوسرے پر (مختلف چیزوں میں) رتبہ بڑھایا (اس نعمت میں تفاضل ہے) تاکہ (ان نعمتوں سے) تم کو (ظاہراً) آزماوے ان چیزوں میں جو کہ (نعم مذکورہ سے) تمکو دی ہیں (آزمانا یہ کہ کون ان نعمتوں کی قدر کر کے منعم کی اطاعت کرتا ہے اور کون بے قدری کر کے اطاعت نہیں کرتا بعضے مطیع ہوئے بعضے نافرمان ہوئے اور دونوں کے ساتھ مناسب معاملہ کیا جاویگا کیونکہ) بالیقین آپ کا رب جلد سزا دینے والا (بھی) ہے اور بالیقین وہ واقعی بڑی مغفرت کرنیوالا مہربانی کرنیوالا (بھی) ہے (پس نافرمانوں کے لئے عقاب ہے اور فرمانبرداروں کیلئے رحمت ہے اور نافرمانی سے فرمانبرداری کی طرف آنیوالوں کیلئے مغفرت ہے پس مکلفین پر ضرور ہے کہ دین حق کے موافق اطاعت اختیار کریں اور باطل اور مخالفت سے باز آویں) ف جن چیزوں میں عام طور پر کمی بیشی رکھی وہ یہ غیر اختیاری امور ہیں عقل و جاہ و رزق و حسن و جمال و صحت و قوت و امثال ذلک اس تفاوت کا قرین حکمت ہونا تو ظاہر ہے باقی موجب نعمت ہونا سو ان اوصاف میں جو فاضل ہو اس کیلئے تو یہ بھی ظاہر ہے رہا مفضول کیلئے نعمت ہونا وہ بنظر ان حکمتوں کے ہے جو اس تفاوت سے قرین اور اس میں مودع ہے کیونکہ ہر نقص اور ہر بلیہ میں کوئی نہ کوئی نفع ہوتا ہے خواہ دنیوی جیسے کسی بڑے وبال سے بچ جانا خواہ اخروی مثل ثواب و رفع درجات و کفارۂ سیئات جیسا کہ واقعات میں غور کرنے سے منافع دنیویہ اور آیات و روایات میں نظر کرنے سے منافع اخرویہ مفہوم معلوم ہوتے ہیں ہذا تمام تفسیر سورۃ الانعام والحمد للہ ذی الانعام والاکرام + الذی تم بہ الربع من تفسیر کلام اللہ الملک العلام علی ید ہذا الفقیر دون الانام و تمت الضحوۃ من یوم الخمیس رابع و عشرین من صفر سنۃ الف و ثلث مائۃ و اربع و عشرین من ہجرۃ سید المرسلین الکرام علیہ و علیہم صلوات اللہ والسلام ما دامت اللیالی والایام فقط

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی خلٰئف صاحب الخلیفۃ کالامی الکبیر ہم خلفاء لمن قبلہم فی الارض یملکونہا و یتصرفون فیہا ۱۲

لہ قولہ فی یبلوکم فالابتلاء بمعنی الحکم معاملۃ المختبرات حقیقۃ الابتلاء والامتحان محال علی اللہ تعالیٰ ۱۲

لہ قولہ فی اول ف عام طور پر و قولہ غیر اختیاری افاد بالقید الاول الاحتراز عن مثل النبوۃ لان المخاطب بہ غیر الانبیاء و بالثانی عن التفاوت فی الامور الاختیاریۃ کالمعصیۃ والطاعۃ فلیس بحکمۃ ولا نعمۃ باعتبار المفضول بل ہو قبیح و موجب للنقمۃ ۱۲

وجوه المثانی متعلقه جلد سوم بیان القرآن

سورة المائدة

قوله تعالیٰ شنان قوم فی الموضعین فیه قراءتان الاولی بسکون النون بعد الشین لابن عامر وشعبة والثانیة بفتحها للباقین - **قوله تعالیٰ** ان صدوکم فیه قراءتان الاولی بکسر الهمزة لابن کثیر وابی عمرو والثانیة بالفتح للباقین **قوله تعالیٰ** والمحصنت فیه ما ذکر فی النساء **قوله تعالیٰ** وارجلکم - فیه قراءتان الاولی بنصب اللام لنافع وابن عامر وحفص والکسائی والثانیة بالخفض للباقین **قوله تعالیٰ** اولمستم - فیه ما مر فی النساء **قوله تعالیٰ** قسیة - فیه قراءتان الاولی بغیر الف بعد القاف وتشدید الیاء علی وزن فعیلة لحمزة والکسائی والثانیة بالف بعد القاف وتخفیف الیاء علی وزن فاعلة للباقین **قوله تعالیٰ** رسلنا فیه قراءتان الاولی بسکون السین لابی عمرو والثانیة بالضم للباقین **قوله تعالیٰ** ولا یحزنک - فیه قراءتان الاولی بضم الیاء وکسر الزای لنافع من الاحزان والثانیة بفتح الیاء وضم الزای للباقین - **قوله تعالیٰ** السحت - فیه قراءتان الاولی بضم الحاء لابن کثیر وابی عمرو والکسائی والثانیة بالسکون للباقین وهما لغتان **قوله تعالیٰ** والعین الی الجروح - فیها ثلث قراءات الاولی برفع الخمسة للکسائی والثانیة برفع الجروح فقط لابن کثیر وابی عمرو وابن عامر والثالثة بالنصب فی الجمیع للباقین والرفع علی الابتداء والنصب علی العطف علی المنصوب وفی اذن الاذن قراءتان الاولی بسکونها لنافع والثانیة بضمها للباقین وهما لغتان **قوله تعالیٰ** ولیحکم - فیه قراءتان الاولی بکسر اللام ونصب المیم لحمزة والثانیة بسکون اللام وجزم المیم واللام علی الاولی لام کی نحو معطوف علی هدی وموعظة ای للهدی وللموعظة والحکم وعلی الثانیة لام الامر وهو ظاهر **قوله تعالیٰ** یبغون - فیه قراءتان الاولی بتاء الخطاب لابن کثیر والثانیة بیاء الغیبة للباقین **قوله تعالیٰ** ویقول - فیه ثلث قراءات الاولی بغیر واو قبل یقول لنافع وابن کثیر وابن عامر والثانیة بواو ونصب اللام لابی عمرو وعطفا علی فیصبحوا والثالثة بواو ورفع اللام للباقین **قوله تعالیٰ** وعبد الطاغوت - فیه قراءتان الاولی بضم باء عبد وخفض تاء الطاغوت لحمزة والثانیة بفتح الباء ونصب التاء للباقین والاولی اسم بمعنی عابد منصوب بالعطف علی القردة والخنازیر والثانی فعل ماض **قوله تعالیٰ** رسالته - فیه قراءتان الاولی بالالف بعد اللام وکسر التاء لنافع وابن عامر وشعبة جمع رسالة والثانیة بغیر الف ونصب التاء للباقین **قوله تعالیٰ** ان لا تکون - فیه قراءتان الاولی برفع النون لابی عمرو وحمزة والکسائی والثانیة بالنصب للباقین وان علی الاولی مخففة من الثقیلة واصله انه لا تکون خفف ان وحذف ضمیر الشان وعلی الثانیة مصدریة **قوله تعالیٰ** عقدتم - فیه ثلث قراءات الاولی بالف بعد العین وتخفیف القاف لابن ذکوان من المعاقدة والثانیة بغیر الف مع تخفیف القاف لشعبة وحمزة والکسائی من العقد والثالثة بغیر الف مع تشدید القاف للباقین من التعقید **قوله تعالیٰ** فجزاء مثل - فیه قراءتان الاولی بالتنوین فی فجزاء ورفع لام مثل لعاصم وحمزة والکسائی علی ان مثل بدل من جزاء والثانیة بغیر تنوین وخفض اللام للباقین علی کون الجزاء مضافا اضافة بیانیة **قوله تعالیٰ** او کفارة طعام - فیه قراءتان الاولی کفارة بغیر تنوین وخفض میم طعام لنافع وابن عامر علی الاضافة البیانیة والثانیة بالتنوین ورفع المیم للباقین علی البدلیة **قوله تعالیٰ** قیما - فیه قراءتان الاولی بغیر الف بعد الیاء لابن عامر مصدر کشبع والثانیة بالف للباقین **قوله تعالیٰ** حین ینزل - فیه قراءتان الاولی من الانزال لابن کثیر وابی عمرو والثانیة من التنزیل للباقین **قوله تعالیٰ** استحق فیه قراءتان الاولی بفتح التاء والحاء لحفص مبنیا للفاعل والثانیة بضم التاء وکسر الحاء للباقین مبنیا للمفعول **قوله تعالیٰ** الاولین فیه قراءتان الاولی بتشدید الواو وکسر اللام وسکون الیاء وفتح النون علی الجمع لحمزة وشعبة والثانیة بسکون الواو وفتح اللام والیاء والف بعد الیاء وکسر النون علی التثنیة للباقین **قوله تعالیٰ** علام الغیوب - فیه قراءتان الاولی بکسر الغین لشعبة وحمزة والثانیة بالضم للباقین **قوله تعالیٰ** الا سحر - فیه قراءتان الاولی بفتح السین والف بعدها وکسر الحاء اسم فاعل لحمزة والکسائی والثانیة بکسر السین وسکون الحاء ولا الف بعدها للباقین **قوله تعالیٰ** هل یستطیع ربک - فیه قراءتان الاولی بالتاء علی الخطاب وفتح باء ربک للکسائی والتقدیر هل تستطیع ان تسال ربک والثانیة بالیاء وضم الباء **قوله تعالیٰ** ینزل - فیه قراءتان الاولی من التنزیل لنافع وابن عامر وعاصم والثانیة من الانزال للباقین **قوله تعالیٰ** یوم ینفع - فیه قراءتان الاولی بفتح المیم لنافع والتقدیر هذا الذی مر واقع یوم ینفع والثانیة رفع المیم للباقین علی انه خبر لیوم تمت سورة المائدة للثانی من جمادی الاخری ۱۳[illegible]ھ یوم الخمیس -

سورة الانعام

قوله تعالیٰ من یصرف - فیه قراءتان الاولی بفتح الیاء وکسر الراء مبنیا للفاعل لابی بکر وحمزة والکسائی والثانیة بضم الیاء وفتح الراء مبنیا للمفعول للباقین

قوله تعالیٰ ثم لم تکن - فیه قراءتان الاولی بالیاء علی التذکیر لحمزة والکسائی والثانیة بالتاء علی التانیث للباقین **قوله تعالیٰ** فتنتهم - فیه قراءتان الاولی برفع التاء لابن کثیر وابن عامر وحفص والثانیة بالنصب للباقین **قوله تعالیٰ** والله ربنا - فیه قراءتان الاولی بنصب الباء علی النداء لحمزة والکسائی والثانیة بجرها علی الصفة للباقین **قوله تعالیٰ** ولا نکذب - فیه قراءتان الاولی بنصب الباء لحمزة والثانیة بالرفع للباقین والنصب باضمار ان علی جواب التمنی والمعنی ان رددنا لم نکذب والرفع بالابتداء والعطف علی نرد **قوله تعالیٰ** ونکون - فیه قراءتان الاولی بنصب النون لابن عامر وحفص وحمزة والثانیة برفعها للباقین والتوجیه التوجیه **قوله تعالیٰ** ولدار الاخرة فیه قراءتان الاولی بتخفیف الدال وجر التاء من الاخرة علی الاضافة لابن عامر والثانیة بتشدید الدال ورفع التاء علی الصفة للباقین **قوله تعالیٰ** افلا تعقلون فیه قراءتان الاولی بالتاء علی الخطاب لنافع وابن عامر وحفص والثانیة بالیاء علی الغیبة للباقین **قوله تعالیٰ** لیحزنك . فیه قراءتان الاولی بضم الیاء وکسر الزای لنافع والثانیة بفتح الیاء وضم الزای للباقین **قوله تعالیٰ** لا یکذبونك - فیه قراءتان الاولی بسکون الکاف وتخفیف الذال من الاکذاب لنافع والکسائی والثانیة بفتح الکاف وتشدید الذال من التکذیب للباقین **قوله تعالیٰ** علی ان ینزل آیة فیه قراءتان الاولی من الافعال لابن کثیر والثانی من التفعیل للباقین **قوله تعالیٰ** فتحنا فیه قراءتان الاولی بتشدید التاء لابن عامر والثانیة بالتخفیف للباقین **قوله تعالیٰ** بالغدوة فیه قراءتان الاولی بضم الغین وسکون الدال وبواو مفتوحة لابن عامر والثانیة بفتح الغین والدال والف بعد الدال للباقین **قوله تعالیٰ** انه من عمل فیه قراءتان الاولی بفتح الهمزة لنافع وابن عامر وعاصم والثانیة بالکسر للباقین والفتح علی انه بدل من الرحمة والکسر علی الاستیناف **قوله تعالیٰ** فانه غفور رحیم فیه قراءتان الاولی بفتح الهمزة لابن عامر وعاصم والثانیة بالکسر للباقین والنصب علی معنی فشانه انه الخ **قوله تعالیٰ** ولتستبین . فیه قراءتان الاولی بالیاء بعد اللام علی التذکیر لابی بکر وشعبة وحمزة والکسائی والثانیة بالتاء علی التانیث للباقین **قوله تعالیٰ** سبیل المجرمین - فیه قراءتان الاولی بنصب اللام لنافع والثانیة بالرفع للباقین والنصب علی انه مفعول للفعل المتعدی والرفع علی انه فاعل للفعل اللازم **قوله تعالیٰ** یقص الحق - فیه قراءتان الاولی بضم القاف وصاد مهملة مشددة مع الرفع لنافع وابن کثیر وعاصم من قص الخبر والثانیة بسکون القاف وضاد معجمة مخففة مع الکسر للباقین من القضاء وحذفت الیاء فی الخط تبعا لحذفها فی اللفظ لالتقاء الساکنین **قوله تعالیٰ** وخفیة فیه قراءتان الاولی بکسر الخاء لشعبة والثانیة بالضم للباقین وهما لغتان کالاسوة والاسوة **قوله تعالیٰ** لئن انجیتنا . فیه قراءتان الاولی بحذف التاء والف بعد الجیم بدل الیاء علی الغیبة لعاصم وحمزة والکسائی والثانیة بالتاء بعد الیاء علی الخطاب للباقین **قوله تعالیٰ** قل الله ینجیکم . فیه قراءتان الاولی بفتح النون وتشدید الیاء لهشام وعاصم وحمزة والکسائی والثانیة بسکون النون وتخفیف الجیم للباقین والاول من التفعیل والثانی من الافعال **قوله تعالیٰ** ینسینك . فیه قراءتان الاولی بفتح النون وتشدید السین لابن عامر والثانیة بسکون النون وتخفیف السین للباقین والاول من التفعیل والثانی من الافعال **قوله تعالیٰ** استهوته - فیه قراءتان الاولی بالف بعد الواو علی التذکیر لحمزة والثانیة بالتاء علی التانیث للباقین **قوله تعالیٰ** وجهی للذی فیه قراءتان الاولی بفتح الیاء لنافع وابن عامر وحفص والثانیة بالسکون للباقین **قوله تعالیٰ** اتحاجونی . فیه قراءتان الاولی بتخفیف النون لنافع وابن عامر بخلاف عن هشام والثانیة بالتشدید للباقین وفی الاول حذفت احدی النونین وفی الثانی ادغامها فی الاخری **قوله تعالیٰ** ما لم ینزل به علیکم سلطانا - فیه قراءتان الاولی بسکون النون وتخفیف الزای لابن کثیر وابی عمرو والثانیة بفتح النون وتشدید الزای **قوله تعالیٰ** درجات من نشاء - فیه قراءتان الاولی بتنوین التاء لعاصم وحمزة والکسائی والثانیة بغیر تنوین للباقین - **قوله تعالیٰ** وزکریا - فیه قراءتان الاولی بغیر همزة لحفص وحمزة والکسائی والثانیة بالهمزة للباقین **قوله تعالیٰ** والیسع - فیه قراءتان الاولی بتشدید اللام وسکون الیاء لحمزة والکسائی والثانیة بسکون اللام وفتح الیاء وهو علی الاول اعجمی دخل علیه اللام وعلی الثانی ایضا اعجمی **قوله تعالیٰ** تجعلونه قراطیس تبدونها وتخفون کثیرا فیها قراءتان الاولی بالیاء فی الثلاثة علی الغیبة لابن کثیر وابی عمرو والثانیة بالتاء علی الخطاب للباقین **قوله تعالیٰ** ولینذر . فیه قراءتان الاولی بالیاء علی الغیبة لشعبة والضمیر للکتاب والثانیة بالتاء علی الخطاب للباقین **قوله تعالیٰ** بینکم فیه قراءتان الاولی بفتح النون لنافع وحفص والکسائی والثانیة بالرفع للباقین وهو علی الاول ظرف والفاعل الامر او الوصل وعلی الثانی مصدر بمعنی الوصل والجمع

مجازًا اوظرف اسند الیه الفعل علی سبیل الاتساع **قوله تعالیٰ** من المیت ومخرج المیت۔ فیه قراءتان الاولی بتشدید الیاء لنافع وحفص والکسائی والثانیة بالتخفیف للباقین **قوله تعالیٰ** وجاعل۔ فیه قراءتان الاولی بفتح العین واللام ولا الف قبل العین علی صیغة الماضی لعاصم وحمزة والکسائی والثانیة بکسر العین ورفع اللام والف قبل العین علی صیغة اسم الفاعل للباقین **قوله تعالیٰ** اللیل فیه قراءتان من قرأ ماقبله بالمضی نصب اللیل ومن قراءه باسم الفاعل جره **قوله تعالیٰ** فمستقر۔ فیه قراءتان الاولی بکسر القاف لابن کثیر وابی عمرو وعلی انه اسم فاعل والثانیة بالفتح للباقین علی انه مصدر او اسم مکان **قوله تعالیٰ** الی ثمره۔ فیه قراءتان الاولی بضم الثاء والمیم لحمزة والکسائی علی انه جمع ثمرة والثانیة بالفتح فیهما **قوله تعالیٰ** وخرقوا۔ فیه قراءتان الاولی بتشدید الراء لنافع والثانیة بالتخفیف للباقین **قوله تعالیٰ** درست۔ فیه ثلث قراءات الاولی بالف بین الدال والراء لابن کثیر وابی عمرو والثانیة بغیر الف لنافع وعاصم وحمزة والکسائی والکل بسکون السین وفتح التاء والثالثة بغیر الف وبفتح السین وسکون التاء علی الغیبة لابن عامر والضمیر للآیات والمعنی محیت هذه الآیات وعفت وهو کقولهم اساطیر الاولین **قوله تعالیٰ** انها اذا جاءت۔ فیه قراءتان الاولی بکسر الهمزة من انها لابن کثیر وابی عمرو وشعبة بخلاف عنه والثانیه بالفتح للباقین **قوله تعالیٰ** لا یؤمنون۔ فیه قراءتان الاولی بالتاء علی الخطاب لابن عامر وحمزة والثانیه بالیاء علی الغیبة للباقین **قوله تعالیٰ** قبلا۔ فیه قراءتان الاولی بکسر القاف وفتح الباء لنافع وابن عامر والثانیة بضم القاف والباء للباقین وهما مصدران بمعنی مقابلة ومواجهة **قوله تعالیٰ** منزل من ربک۔ فیه قراءتان الاولی بفتح النون وتشدید الزای لابن عامر وحفص والثانیة بسکون النون وتخفیف الزای **قوله تعالیٰ** کلمت ربک۔ فیه قراءتان الاولی بغیر الف بین المیم والتاء لعاصم وحمزة والکسائی والثانیة بالالف للباقین **قوله تعالیٰ** فصل فیه قراءتان الاولی بضم الفاء وکسر الصاد لابن کثیر وابی عمرو وابن عامر والثانیة بفتحهما للباقین **قوله تعالیٰ** حرم علیکم۔ فیه قراءتان الاولی بفتح الحاء والراء لنافع وحفص والثانیه بضم الحاء وکسر الراء للباقین **قوله تعالیٰ** لیضلون۔ فیه قراءتان الاولی بضم الیاء لعاصم وحمزة والکسائی والثانیة بالفتح للباقین **قوله تعالیٰ** اومن کان میتا۔ فیه قراءتان الاولی بتشدید الیاء لنافع والثانیة بالتخفیف للباقین **قوله تعالیٰ** رسالته۔ فیه قراءتان الاولی بنصب التاء وضم الهاء ولا الف قبل التاء علی التوحید لابن کثیر وحفص والثانیة بکسر التاء والهاء والف قبل التاء علی الجمع للباقین **قوله تعالیٰ** ضیقا فیه قراءتان الاولی بسکون الیاء لابن کثیر والثانیة بالتشدید مع الکسر للباقین **قوله تعالیٰ** حرجا۔ فیه قراءتان الاولی بکسر الراء علی انه صفة لنافع وابی بکر والثانیة بالفتح علی انه مصدر وصف به مبالغة للباقین **قوله تعالیٰ** یصعد۔ فیه ثلث قراءات الاولی بسکون الصاد وتخفیف العین من غیر الف بعد الصاد لابن کثیر والثانیة بتشدید الصاد وتخفیف العین من غیر الف بعد الصاد لابن کثیر والثالثه بتشدید الصاد والعین ولا الف بعد الصاد للباقین **قوله تعالیٰ** ویوم یحشرهم۔ فیه قراءتان الاولی بالیاء لحفص والثانیة بالنون للباقین **قوله تعالیٰ** عما تعملون۔ فیه قراءتان الاولی بالتاء علی الخطاب لابن عامر والثانیة بالیاء علی الغیبة للباقین **قوله تعالیٰ** مکانتکم۔ فیه قراءتان الاولی بالف بعد النون لشعبة والثانیة بغیر الف للباقین **قوله تعالیٰ** من تکون له۔ فیه قراءتان الاولی بالیاء علی التذکیر لحمزة والکسائی والثانیة بالتاء علی التانیث للباقین **قوله تعالیٰ** بزعمهم فی الموضعین۔ فیه قراءتان الاولی بضم الزای للکسائی والثانیة بالفتح للباقین **قوله تعالیٰ** زین الی قتل اولادهم شرکاءهم۔ فیه قراءتان الاولی بضم الزای وکسر الیاء ورفع لام قتل ونصب دال اولادهم وشرکائهم بالیاء مجرورة الهمزة لابن عامر والثانیة بفتح الزای والیاء ونصب لام قتل وکسر دال اولادهم وشرکاؤهم بالواو مرفوعة الهمزة وتوجیه الاول ان شرکاء اضیف الیه القتل مفصولا بینهما بمفعوله ووجه الثانی الظاهر **قوله تعالیٰ** وان یکن۔ فیه قراءتان الاولی بالتانیث لابن عامر وشعبة والثانیة بالتذکیر للباقین **قوله تعالیٰ** میتة۔ فیه قراءتان الاولی بالرفع لابن کثیر وابن عامر والثانیة بالنصب للباقین **قوله تعالیٰ** قتلوا اولادهم۔ فیه قراءتان الاولی بتشدید التاء لابن کثیر وابن عامر والثانیة بالتخفیف للباقین **قوله تعالیٰ** اکله۔ فیه قراءتان الاولی بسکون الکاف لنافع وابن کثیر والثانیة بالضم للباقین **قوله تعالیٰ** من ثمره۔ فیه قراءتان الاولی بضم الثاء والمیم لحمزة والکسائی والثانیة بفتحهما للباقین **قوله تعالیٰ** حصاده۔ فیه قراءتان الاولی بفتح الحاء لابی عمرو وعاصم والثانیة بالکسر للباقین **قوله تعالیٰ** خطوات۔ فیه قراءتان الاولی بضم الطاء لقنبل وابن عامر وحفص والکسائی والثانیة بالسکون للباقین **قوله تعالیٰ** ومن المعز۔ فیه قراءتان الاولی بفتح العین لابن کثیر وابی عمرو وابن عامر والثانیة بالسکون للباقین وهو بالفتح جمع ماعز کصحب وصاحب **قوله تعالیٰ** الا ان یکون میتة فی اللفظین قراءتان

تکون بالتانیث لابن کثیر وابن عامر وحمزة و بالتذکیر للباقین ومیتة بالرفع لابن عامر و بالنصب للباقین **قوله تعالٰی** تذکرون۔ فیه قراءتان الاولی بتخفیف الذال لحفص وحمزة والکسائی والثانیة بالتشدید للباقین **قوله تعالٰی** وان هذا۔ فیه ثلث قراءات الاولی بفتح الهمزة و تخفیف النون لابن عامر والثانیة بالکسر والتشدید لحمزة والکسائی والثانیه بالفتح والتشدید للباقین **قوله تعالٰی** ان تاتیهم الملٰئکة۔ فیه قراءتان الاولی بالیاء علی التذکیر لحمزة والکسائی والثانیة بالتاء علی التانیث للباقین **قوله تعالٰی** فرقوا۔ فیه قراءتان الاولی بتخفیف الراء والف قبلها لحمزة والکسائی والثانیة بتشدید ها ولا الف قبلها للباقین **قوله تعالٰی** قیما۔ فیه قراءتان الاولی بفتح القاف وکسر الیاء مشددة لنافع وابن کثیر و ابی عمرو والثانیة بکسر القاف وفتح الیاء مخففة للباقین

فہرست مضامین تفسیریہ جلد سوم

مضمون	صفحہ	سطر	مضمون	صفحہ	سطر
حکم قرعہ جائزہ وغیر نا جائزہ	٤	١٦	غیر مطلوب عند الشرع باشد		
دفع شبہ تخصیص مغفرت بہ بہائم	″	٢٠	تحقیق نفیس معنی ناری بودن فرق بلتدعہ	١٣٢	٨
منع از مباح کہ ذریعہ غیر مباح باشد وقتیکہ	١١٩	١٧	بحث غریب متعلق ما اہل بہ لغیر اللہ	٦٦	٣٠

فہرست مضامین منصوصہ قرآنیہ جلد سوم

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
١	ایجاب امتثال شرائع	١٠	وعدہ و وعید بر طاعت و نقض		ونہی بنی اسرائیل درباب		مع تفریع	٤٢	تتمہ حکم چہاردہم	٥٠	دلیل ابطال الوہیت مسیح
″	حکم اول تحلیل و تحریم بہائم	١١	تذکیر بعض نعم		جہاد با عمالقہ	٣٣	تقریر و تاکید مضمون سابق	٤٣	جواب استہزا مذکور بلبیان	″	توبیخ قائلین الوہیت مسیح
٢	حکم دوم تحریم تحلیل تعظیم شعائر	″	حکایت اخذ میثاق از بنی	٢٢	قصہ ہابیل و قابیل	٣٤	ذکر وجوب عمل بتوریت	″	موازنہ بین الطرفین	″	نہی نصاری از اتباع عامہ
٣	حکم سوم اسباب تحریم حیوانات		اسرائیل۔	٢٤	اخبار از تشدید قتل حرام		در زمان او	٤٤	بعض حال منافقین بعضے		در خلاف حق
٤	بشارت اکمال دین	١٢	حکایت وبال نقض بنی اسرائیل	٢٥	حکم یازدہم حد قطع طریق	٣٥	حکایت مسائل قصاص از توریت	″	حالات یہود	٥١	ذکر یہود ماضیین
″	تتمہ حکم سوم		میثاق را۔	٢٧	امر بطاعات و نہی از معاصی		کہ حکم سیزدہم باشد از سورت	٤٥	نقل قول یہود و تقبیح شان	″	ذکر یہود حاضرین۔
٥	حکم چہارم اسباب حلت	١٣	ذکر بعض ذمائم نصاریٰ		عموماً	٣٦	ذکر وجوب عمل بانجیل در	٤٦	ترغیب ایمان اہل کتاب ما	٥٢	ذکر شدت تعصب یہود
	بعضے حیوانات	١٤	خطاب بجمیع اہل کتاب بترغیب	″	ضرر کفر۔		زمان او		بذکر برکات او در دارین		مشرکین و قلت آن در بعض نصارے
٦	حکم پنجم تحلیل ذبائح کتابی و		تصدیق رسالت محمدیہ	٢٨	حکم دوازدہم حد سرقہ	٣٧	ذکر وجوب عمل بالقرآن	٤٧	ازالہ خوف در تبلیغ	٥٤	مدح نومسلمان نصاری
″	حکم ششم حلت نکاح کتابیہ	١٥	ابطال عقیدہ الوہیت	″	حکم توبہ سارق		علی التابید۔	″	نامقبول بودن طریقہ	٥٥	حکم پانزدہم نہی از تحریم حلال
٧	حکم ہفتم فرضیت وضو۔		مسیح علیہ السلام	٢٩	اثبات ملک و مشیت و قدرت	٣٩	حکم چہاردہم منع مومنین		موجودہ اہل کتاب و تسلیہ	٥٦	حکم شانزدہم متعلق سوگند
٨	حکم ہشتم فرضیت غسل	١٦	ابطال دعوی اہل کتاب		برائے حق تعالےٰ		از موالاۃ کفار و ذم منافقین		رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	٥٧	حکم ہفدہم تحریم خمر و قمار وغیرہما
″	حکم نہم مشروعیت تیمم		سر تقرب خود را	٣٠	تسلیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم		بدین موالاۃ	٤٨	قانون نجات	٥٨	امر بامتثال جمیع احکام
٩	منت بر تشریع حکم سابق	١٧	خطاب عام با اہل کتاب با		در معاملات یہود و منافقین	٤١	عدم نقص اسلام از مرتدین	″	عود بسوئے ذکر یہود	″	عدم تاثیم بخمر قبل تحریم
″	تاکید امتثال احکام شرعیہ		اتمام حجت در باب رسالت محمدیہ		و ذم شان	″	امر بولایت اللہ و رسول	٤٩	عود بذکر نصاریٰ و ابطال	٥٩	حکم ہژدہم متعلق بصید
١٠	حکم دہم ایجاب عدل و اظہار حق	١٩	قصہ مکالمت موسیٰ علیہ السلام	٣٢	تاکید و تعلیل ذم سابق		و مومنین		عقیدہ شان		در احرام

صفحہ	مضمون
۶۱	تتمہ حکم بشہ ہم
۶۲	بیان مصلح تحریم بعض اشیاء معظمہ
۶۳	تاکید امتثال احکام
۶۴	نہی از سوال امور و احکام غیر ضروریہ حالاً و مآلاً
۶۵	حکم نوتدیم و ابطال بعض رسوم کفر
۶۶	تعدیل در اصلاح غیر
۶۸	حکم بستم سوگند بر مدعی علیہ و وصی باشد یا وارث
۷۱	تذکیر ہول قیامت
〃	عود بمحاجہ نصاریٰ بذکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام و مخاطبت قیامت
۷۳	قصہ نزول مائدہ
۷۴	تتمہ مخاطبت یوم قیامت بعیسیٰ علیہ السلام
۷۶	نتیجہ مخاطبات و محاسبات مذکورہ
۷۷	اثبات ملک و قدرت حق تعالیٰ
۷۸	احقاق توحید و ابطال اشراک مع اشارہ بجزاء آن
۷۹	بیان اعراض و تکذیب کفار و وعید بر آن
۸۰	بیان عناد کفار عموماً و در رسالت خصوصاً
〃	تسلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۸۱	توحید و معاد
۸۳	عود بمسئلہ توحید رسالت
۸۴	کیفیت عدم فلاح مشرکین
۸۵	تشنیع بر انکار قرآن
۸۶	جزائے انکار قرآن
۸۷	نقل انکار بعث و وعید بر آن
۸۸	تتمہ سابق
〃	عدم اعتداد حیات دنیویہ بمقابلہ حیات اخرویہ
۸۹	تسلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۹۰	تاکید صبر مامور بہ بضمن تسلیہ سابق
۹۱	تعمیم حشر کل خلائق را
۹۲	تاکید مضمون صبر و تسلیہ سابق
〃	عود بتوحید و ابطال شرک بعنوان سوال
۹۳	ذکر ہلاکت بعض کفار سابقین بترتیب عجیب
۹۴	ابطال شرک بعنوان سوال دیگر
۹۴	تنبیہ مشرکین بر عذاب و اختصاص آن
۹۵	لوازم و غیر لوازم رسالت
۹۷	تخصیص طالبین حق بمزید الطاف
۹۹	تبلیغ عام معاندین را متعلق توحید و رسالت
۱۰۰	اختصاص قدرت و علم تام و عام بباری تعالیٰ
۱۰۱	امکان و وقوع بعث
〃	تفصیل امکان و وقوع بعث
۱۰۲	استدلال بر توحید۔
۱۰۳	نہی از مجالست طاعنین فی الدین بجز ضرورت تبلیغ
۱۰۴	ابطال شرک و اثبات توحید و بعث
۱۰۶	قصہ احتجاج ابراہیم علیہ السلام بر توحید۔
۱۰۸	تتمہ قصہ مذکورہ
۱۰۹	تقویت حجۃ ابراہیمیہ و تذکرہ انبیاء علیہم السلام
۱۱۱	بحث متعلق نبوت
۱۱۳	ذم منکرین نبوت
۱۱۴	عود برائے اثبات توحید
۱۱۶	ابطال شرک و اثبات توحید
۱۱۸	بیان وظیفہ رسالت و عبدیت
〃	نہی از مشاتمت با کفار
۱۱۹	جواب اقتراح آیات
۱۲۱	تسلیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم درباب عداوت کفار و آثار او
۱۲۲	دلالت قرآن بر نبوت و بیان حال مصدقین و مکذبین
۱۲۴	نہی مومنین از التفات بشبہات مشرکین در احکام حلال و حرام
۱۲۵	بیان حال اہل حق و اہل باطل و کفایت قرآن در تعیین حق
۱۲۷	بیان بعض معاملات الٰہیہ با متقین و مبطلین در قیامت و در دنیا۔
۱۲۹	رد بعض رسوم جاہلیت
۱۳۱	استدلال بر بطلان تحلیل و تحریم مخترع مذکور
۱۳۳	مطعومات محرمہ
۱۳۳	دفع دخل مقدر بر مضمون سابق بتحقیق تحریم بعضے اشیاء بر یہود۔
۱۳۴	جواب شبہ ناشی از تاخیر عذاب۔
۱۳۵	جواب شبہ متعلق شرک و تحریم۔
۱۳۶	بیان بعض محرمات واقعیہ
۱۳۷	نزول کتاب بر موسیٰ علیہ السلام و بر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۱۳۹	توبیخ عدم ایمان
۱۴۰	وخامت جمیع اہل ضلالت
〃	قانون جزاء اعمال
۱۴۱	تعیین و ارشاد دین حق
۱۴۲	رد تلبیس مشرکین بر مسلمین
〃	ذکر انعام و ترغیب و ترہیب

تمت

حاشیہ صفحہ ۹۱ جلد ہٰذا متعلق ترجمہ آیت وَجَعَلَكُمْ مُّلُوكًا قولہ صاحب ملک۔ یہ ترجمہ اس قول پر ہے کہ مصر پر فتح شام سے پہلے قابض ہوگئے تھے اور دوسرے قول پر جو اس کا نافی ہے اس ترجمہ میں لفظ صاحب ملک سے پہلے یا پیچھے جس طرح فصیح ہو لفظ جیسے جو تشبیہ کے لئے ہے بڑھا دیا جائے اور اس کے بعد تفسیر بین القوسین یہ عبارت لکھ دی جائے (یعنی کسی رعیت ہونے سے آزاد) ۱۲ منہ

قرآن مجید کی اس تفسیر کی طباعت کے لئے کاغذ بحوالہ پرمٹ نمبر ۱۴۸۳ مورخہ ۱۷ اگست ۱۹۵۳ء کنٹرولر صاحب پرنٹنگ اینڈ سٹیشنری حکومت پاکستان کراچی سے بصد شکریہ حاصل کیا گیا۔

تالیفات حکیم الامت تھانویؒ